دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم

غلام مصطفی ظہیر امن پوری حفظہ اللہ

مقدمہ

اصحاب رسول ﷺ کائنات کا وہ پاکباز گروہ ہے، جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جس طرح انہوں نے وفا کی ہے، کوئی دوسرا نہیں کرسکتا، بلکہ اس کی سوچ کی پرواز وہاں تک نہیں پہنچ سکتی، جہاں تک ان کی وفائیں پہنچ گئی ہیں۔

آقائے کریم ﷺ کی دعوت کو دنیا بھر میں پھیلانے میں ان کا لازوال کردار تاریخ کے صفحات پر بکھرا پڑا ہے۔ از عرب تا عجم، کبھی یورپ کے مرغزاروں میں اور کبھی ماوراء النہر کے پہاڑوں پر، کبھی سندھ کے ساحل پر تو کبھی مصر کے صحراوں میں، ان کی بے مثال جدو جہد اور کارنامے بکھرے نظر آتے ہیں۔ کسی نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا حلقہ لگایا اور اپنی عمر عزیز اسی منہج کو پھیلانے میں صرف کردی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کی عظمت کی دلیل ہیں۔

کسی نے جہاد کا علم اٹھایا اور قیصر و کسری کے تخت اکھاڑ کر توحید کا جھنڈا گاڑ دیا، تو کوئی تفسیر میں امامت کا درجہ اختیار کر گیا، خدا نے کسی سے جمع قرآن کا کام لیا اور کسی کو فتنوں کے سامنے لا کھڑا کیا۔

تو یہ ان کی اپنے اپنے میدان میں قربانیاں ہیں اور دشمنان اسلام کو یہی باتیں کھٹکتی ہیں، آپ تدبر کریں، دشمنان اسلام ہمیشہ ان اصحاب پر جرح کریں گے، جنہوں نے اسلام کے کسی بڑے میدان میں بڑا کام کیا ہوگا۔ سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اسلام کے پہلے خلیفہ اور اسلام کے محسن ہیں، یہ لوگ دن رات ان پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیف اللہ کہا، یہ لوگ ان کے کارناموں پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا امت کی ماں اور آقائے کریم کی لاڈلی ہیں، روافض ان کو نعوذ باللہ ناصبہ کہتے ہیں۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور حکومت ہر لحاظ سے پرسکون رہا، اسلامی فتوحات ہوئیں، یہ لوگ ان کو نعوذ باللہ منافق کہتے ہیں، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا اعتماد دیا کہ اپنی دو بیٹیاں آپ سے بیاہ دیں، ان کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور حکومت پر اعتماد نہیں۔ ہم نے اصحاب رسول کے دفاع کی ادنی کی کاوش کی ہے، احباب اس کا مطالعہ کریں، یہ آپ کے لیے سودمند ثابت ہوگی، ان شاءاللہ!

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

0300-5482125

صحابہ کرام کے بارے میں

صحابہ کرام کے فضائل ومناقب بے شمار قرآنی آیات اور احادیث متواترہ ہیں۔عہد اول سے اہل علم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت اور فضیلت پر کتابیں تصنیف کی ہیں۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَحَادِيثُ فِي فَضْلِ الصَّحَابَةِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، عَلَى الْإِطْلَاقِ كَثِيرَةٌ مَشْهُورَةٌ فِي الصَّحِيحَيْنِ وَغَيْرِهِمَا، وَأَمَّا فَضَائِلُهُمْ عَلَى الْخُصُوصِ لِطَائِفَةٍ وَلِأَشْخَاصٍ، فَأَكْثَرُ مِنْ أَنْ تُحْصَرَ.

''مطلق طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت میں بخاری ومسلم وغیرہ کی بہت سی مشہور احادیث ہیں، صحابہ کرام کے انفرادی فضائل کے بارے میں اتنی احادیث ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔''

(تہذیب الأسماء واللّغات: 15/1)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ مُسْتَفِيضَةٌ بَلْ مُتَوَاتِرَةٌ فِي فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِمْ وَتَفْضِيلِ قَرْنِهِمْ عَلٰى مَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ، فَالْقَدْحُ فِيهِمْ قَدْحٌ فِي الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ.

''صحابہ کرام علیہم السلام کے فضائل اوران کی مدح وثنا اور بعد والوں پر ان کی فضیلت

کے متعلق احادیث مشہور بلکہ متواتر ہیں۔ صحابہ پر طعن درحقیقت قرآن وحدیث پر طعن ہے۔''

(مجموع الفتاویٰ : 430/4)

❀ حافظ سخاوی رحمہ اللہ (۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا بَابٌ لَا انْتِهَاءَ لَهٗ .

''فضائل صحابہ پر تالیفات کی کوئی انتہا نہیں۔''

(فتح المغیث : 120/4)

صحابی کی تعریف:

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

أَصَحُّ مَا وَقَفْتُ عَلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ أَنَّ الصَّحَابِيَّ مَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا بِهٖ، وَمَاتَ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَيَدْخُلُ فِيمَنْ لَقِيَهٗ مَنْ طَالَتْ مُجَالَسَتُهٗ لَهٗ أَوْ قَصُرَتْ، وَمَنْ رَوٰى عَنْهُ أَوْ لَمْ يَرِو، وَمَنْ غَزَا مَعَهٗ أَوْ لَمْ يَغْزُ، وَمَنْ رَآهُ رُؤْيَةً وَلَوْ لَمْ يُجَالِسْهُ، وَمَنْ لَمْ يَرَهٗ لِعَارِضٍ كَالْعَمٰى .

''میرے مطابق صحابی کی سب سے صحیح تعریف یہ ہے کہ جس نے نبی کریم ﷺ سے ایمان کی حالت میں ملاقات کی ہو اور حالت اسلام میں وفات پائی ہو۔ ملاقات کرنے والوں میں وہ صحابہ بھی داخل ہیں، جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی معیت میں لمبا عرصہ گزارہ اور وہ بھی شامل ہیں، جنہوں نے تھوڑا عرصہ گزارا،

نیز وہ صحابہ بھی شامل ہیں، جنھوں نے آپ ﷺ سے حدیث بیان کی اور وہ بھی، جنھوں نے حدیث بیان نہیں کی، وہ بھی جنھوں نے آپ ﷺ کی معیت میں غزوہ کیا اور وہ بھی، جنھوں نے غزوہ نہیں کیا، وہ بھی جنھوں نے محض دیدار کیا، مگر مجلس اختیار نہیں کی اور وہ بھی جنھوں نے کسی عارضے کے پیش نظر آپ ﷺ کا دیدار نہیں کیا، جیسے نابینا ہونا۔''

(الإصابة في تمييز الصّحابة :158/1)

تمام صحابہ جنتی ہیں:

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیا کے علاوہ کوئی بھی معصوم نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل خیر تھے، ہمیشہ اللہ کی رضا کے متلاشی اور اس کے عذاب سے ڈرنے والے تھے، وہ بہترین زمانے کے لوگ تھے، لیکن اس سب کے باوجود وہ معصوم نہیں تھے، بلکہ بتقاضائے بشریت ان سے غلطیاں سرزد ہوئیں ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہ کے لیے معافی کا اعلان کر دیا ہے اور ہمیشہ کے لیے اپنی رضا ورحمت کا وعدہ کر لیا ہے۔

تمام صحابہ جنتی ہیں، بعد والوں کو کوئی حق نہیں کہ وہ صحابہ کی بعض لغزشوں کی بنیاد پر انہیں اپنی آرا کا تختۂ مشق بنا لے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام لغزشوں کو معاف کر دیا ہے، وہ مغفور ومرحوم ہیں اور جنت کے وارث ہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾(الحديد : ١٠)

''سب (صحابہ) کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔''

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰى أُولٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ﴾

(الأنبياء : ١٠١)

”بلاشبہ جن لوگوں کے لیے ہم نے جنت کا فیصلہ کیا ہے، وہ جہنم سے دور کر دیے جائیں گے۔“

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿لٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ، أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾(التّوبة : ٨٨-٨٩)

”رسول اور ان کے ساتھ ایمان لانے والے اپنے مال و جان کے ساتھ جہاد کرتے ہیں، ان کے لیے بھلائیاں ہیں اور یہی کامیاب لوگ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغات تیار کیے ہیں، جن کے نیچے دریا بہتے ہیں، وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔“

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ﴾(التّوبة : ١١٧)

”اللہ تعالیٰ نے نبی اور مہاجرین و انصار جو مشکل وقت میں نبی کا اتباع کرتے

رہے، کی توبہ قبول کی، بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل ٹیڑھے ہونے کو تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی، بلاشبہ وہ ان پر شفقت کرنے والا اور خوب رحم کرنے والا ہے۔''

❀ امام ابوبکر آجری رحمہ اللہ (۳۶۰ھ) فرماتے ہیں:

وَعَدَهُمُ الْجَنَّةَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا، وَأَخْبَرَنَا أَنَّهُ قَدْ رَضِيَ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ: ﴿أُولٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (المُجادلة: ٢٢)

''اللہ تعالیٰ نے صحابہ سے جنت کا وعدہ کیا ہے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، نیز اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے کہ وہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿أُولٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ ''یہ اللہ کا گروہ ہے، یاد رکھو کہ اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔''

(الشّريعة: 1624/4)

❀ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّهُمْ عُدُولٌ فَاضِلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

''تمام صحابہ عادل فاضل اور جنتی ہیں۔''

(الإحكام في أصول الأحكام: 90/5)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّا نَشْهَدُ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ كَمَا اسْتَقَرَّ عَلٰى ذٰلِكَ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ.

''ہم صحابہ کے لیے جنت کی گواہی دیتے ہیں، جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔''

(مِنہاج السّنۃ : 203/6)

✿ نیز فرماتے ہیں:

مَنْ جَزَمَ فِي وَاحِدٍ مِّنْ هٰؤُلَاءِ بِأَنَّ لَهٗ ذَنْبًا يَدْخُلُ بِهِ النَّارَ قَطْعًا فَهُوَ كَاذِبٌ مُفْتَرٍ، فَإِنَّهٗ لَوْ قَالَ مَا لَا عِلْمَ لَهٗ بِهٖ لَكَانَ مُبْطِلًا فَكَيْفَ إِذَا قَالَ مَا دَلَّتِ الدَّلَائِلُ الْكَثِيرَةُ عَلٰى نَقِيضِهٖ؟ .

''جس نے کسی ایک صحابی کے متعلق بالجزم کہا کہ اس کا ایسا گناہ ہے، جس کی وجہ سے وہ قطعی طور پر جہنم میں داخل ہوگا، تو وہ جھوٹا اور بہتان باز ہے، کیونکہ یہ بات اگر وہ اس کے متعلق کرے، جس کا اسے علم نہیں، تو بھی غلط کار ہے، پھر بھلا اس کے متعلق کیسے کہہ سکتا ہے، جس کے (جہنمی ہونے کے) برعکس کثیر دلائل موجود ہیں؟''

(مَجموع الفتاوی : 432/4)

کتب احادیث میں بعض ایسے اشخاص بھی ہیں، جن کے متعلق نبی کریم ﷺ نے جہنم کی خبر دی ہے، یاد رہے کہ وہ سب منافقین تھے، صحابہ نہیں۔

تمام صحابہ ثقہ وعدول ہیں:

تمام صحابہ مؤمن ہیں، ان کا دین معتبر ہے، وہ دین میں ثقہ اور عادل ہیں۔ صحابہ کی عدالت، دین اور امانت مسلم ہے، خود اللہ تعالیٰ نے ان کی عدالت بیان کی ہے۔ اللہ نے ان کے ذریعہ تمام امت پر حجت قائم کی ہے، انہیں دین کا راوی بنایا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی

اداؤں کا پیکر بنایا ہے، یوں صحابہ معیارِ ایمان بن گئے، بلکہ ایمان کی دلیل بن گئے۔

❁ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ .

”خبردار! آپ میں سے جو حاضر ہیں، وہ غائب کو پہنچا دیں۔“

(صحيح البخاري : 105، صحيح مسلم : 1679)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ عُدُولٌ ثِقَاتٌ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ عادل اور ثقہ ہیں۔“

(صحيح ابن حبان : 442/6)

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهٖ، فَابْتَعَثَهٗ بِرِسَالَتِهٖ، ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ، فَوَجَدَ قُلُوبَ أَصْحَابِهٖ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِيِّهٖ، يُقَاتِلُونَ عَلٰى دِينِهٖ .

”اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا، تو محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل سب بندوں کے دلوں سے بہترین پایا، تو اسے اپنی نبوت کے لیے منتخب فرما لیا اور رسالت دے کر مبعوث فرمایا، پھر محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کے بعد بندوں کے دلوں کو دیکھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دلوں کو سب سے بہترین پایا، تو انہیں اپنے نبی کے وزیر (اور ساتھی) بنا دیا، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے لیے قتال کرتے ہیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 3600، وسندهٗ حسنٌ)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى نَزَّهَ أَقْدَارَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَلْبٍ قَادِحٍ، وَصَانَ أَقْدَارَهُمْ عَنْ وَقِيعَةٍ مُنْتَقِصٍ، وَجَعَلَهُمْ كَالنُّجُومِ يُقْتَدٰى بِهِمْ، وَقَدْ قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى : ﴿إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ﴾ ثُمَّ قَالَ : ﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهٗ﴾ فَمَنْ أَخْبَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّهٗ لَا يُخْزِيهِ فِي الْقِيَامَةِ، وَقَدْ شَهِدَ لَهٗ بِاتِّبَاعِهٖ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا، لَا يَجُوزُ أَنْ يُجَرَّحَ بِالْكَذِبِ، لِأَنَّهٗ يَسْتَحِيلُ أَنْ يَقُولَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى : ﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهٗ﴾ ثُمَّ يَقُولُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ، فَيُطْلِقُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيجَابَ النَّارِ لِمَنْ أَخْبَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّهٗ لَا يُخْزِيهِ فِي الْقِيَامَةِ، بَلِ الْخِطَابُ فِي الْخَبَرِ وَقَعَ عَلٰى مَنْ بَعْدَ الصَّحَابَةِ، وَأَمَّا مَنْ شَهِدَ التَّنْزِيلَ وَصَحِبَ الرَّسُولَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالثَّلْبُ لَهُمْ غَيْرُ حَلَالٍ، وَالْقَدْحُ فِيهِمْ ضِدُّ

الْإِيمَانِ، وَالتَّنَقُّصُ لِأَحَدِهِمْ نَفْسُ النِّفَاقِ، لِأَنَّهُمْ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنًا بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحُكْمِ مَنْ : ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى﴾.

''بلاشبہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اصحاب رسول ﷺ سے ایسے عیب کی تنزیہ کردی ہے، جو عدالت میں قدح کا باعث ہو، ان کی شخصیات کو ایسے گناہ سے محفوظ رکھا ہے، جو ان کی شان میں تنقیص کا سبب ہو اور انہیں ایسے ستاروں کی مانند بنایا ہے، جن کی پیروی کی جاتی ہے، باری تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ﴾ ''ابراہیم کے قریبی وہ ہیں، جنھوں نے ان کا اتباع کیا اور یہ نبی اور ان پر ایمان لانے والے، اللہ تعالیٰ مؤمنوں کا ولی ہے۔'' نیز فرمان الٰہی ہے: ﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ﴾ ''روز قیامت اللہ تعالیٰ نبی اور اس کے ساتھ ایمان لانے والوں کو رسوا نہیں کرے گا۔'' پس جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ وہ انہیں روز قیامت رسوا نہیں کرے گا اور ان کے متعلق یہ بھی گواہی دی ہو کہ وہ موحد ابراہیم علیہ السلام (کی ملت) کا اتباع کرنے والے ہیں، تو ایسی شخصیت پر جھوٹ کی جرح کرنا جائز نہیں، کیونکہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ خبر دے کہ ﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ﴾ ''روز قیامت اللہ تعالیٰ نبی اور اس کے ساتھ ایمان لانے والوں کو رسوا نہیں کرے گا۔'' پھر نبی کریم ﷺ فرمائیں: ''جس

نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔" تو اس کے بارے میں ایسا محال ہے کہ نبی کریم ﷺ اس کے لیے جہنم واجب ہونے کی وعید سنائیں، باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں روز قیامت رسوانہ کرنے کی خبر دی ہے۔ بلکہ حدیث میں خطاب صحابہ کرام کے بعد والے مسلمانوں کو ہے۔ رہے وہ لوگ، جو نزول قرآن کے شاہد اور نبی کریم ﷺ کی صحبت میں رہنے والے ہیں، تو ان کے حق میں جرح وقدح حلال نہیں، ان پر قدح دراصل ایمان کی ضد ہے، ان میں سے کسی کی تنقیص عین نفاق ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ان کا زمانہ سب سے بہترین ہے، اس کی خبر اس شخصیت نے دی ہے، جس کے متعلق اللہ نے فرمایا: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى﴾ "وہ (نبی کریم ﷺ اپنی) خواہش سے نہیں بولتے، بلکہ وہی بات کرتے ہیں، جو انہیں وحی کی جاتی ہے۔"

(كتاب المَجروحين: 36/1)

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

هُمْ خَيْرُ الْقُرُونِ، وَخَيْرُ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ثَبَتَتْ عَدَالَةُ جَمِيعِهِمْ بِثَنَاءِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِمْ وَثَنَاءِ رَسُولِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَلَا أَعْدَلَ مِمَّنِ ارْتَضَاهُ اللّٰهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ وَنُصْرَتِهٖ، وَلَا تَزْكِيَةَ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ، وَلَا تَعْدِيلَ أَكْمَلُ مِنْهُ.

"صحابہ کا زمانہ بہترین زمانہ تھا، وہ اُمت کے بہترین افراد تھے، جنہیں لوگوں (کی ہدایت) کے لیے پیدا کیا گیا تھا۔ تمام صحابہ کی عدالت ثابت ہے، کیونکہ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام نے ان کی ثناء کی ہے۔ اس سے بڑا عادل کوئی نہیں، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور نصرت کے لیے پسند فرما لیا ہو، اس سے افضل تزکیہ اور اس سے کامل تعدیل کوئی نہیں۔‘‘

(الاستیعاب: 1/1)

❀ حافظ خطیب ابوبکر بغدادی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ عَدَالَةَ الصَّحَابَةِ ثَابِتَةٌ مَعْلُومَةٌ بِتَعْدِيلِ اللّٰهِ لَهُمْ وَإِخْبَارِهِ عَنْ طَهَارَتِهِمْ وَاخْتِيَارِهِ لَهُمْ فِي نَصِّ الْقُرْآنِ .

’’صحابہ کرام کی عدالت ثابت اور معلوم ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنی نصوص میں ان کی تعدیل کی ہے اور ان کے پاکباز اور پسندیدہ ہونے کی خبر دی ہے۔‘‘

(الکفایۃ، ص 46)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ الصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ ثِقَاتٍ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ وَالْفِقْهِ .

’’تمام محدثین اور فقہا کا اتفاق ہے کہ سارے کے سارے صحابہ ثقہ ہیں۔‘‘

(منھاج السّنۃ: 2/457)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى أَنَّ الْجَمِيعَ عُدُولٌ، وَلَمْ يُخَالِفْ فِي ذٰلِكَ إِلَّا شُذُوذٌ مِنَ الْمُبْتَدِعَةِ .

’’اہل سنت کا اتفاق ہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں، بعض بدعتیوں کے علاوہ اس میں کسی نے مخالفت نہیں کی۔‘‘

(الإصابة :131/1)

عدالت صحابہ کا مفہوم:

❁ علامہ زرکشی رحمہ اللہ (۷۹۴ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْإِبْيَارِيُّ : وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِعَدَالَتِهِمْ ثُبُوتُ الْعِصْمَةِ لَهُمْ، وَاسْتِحَالَةُ الْمَعْصِيَةِ، وَإِنَّمَا الْمُرَادُ قَبُولُ رِوَايَاتِهِمْ مِنْ غَيْرِ تَكَلُّفِ بَحْثٍ عَنْ أَسْبَابِ الْعَدَالَةِ، وَطَلَبِ التَّزْكِيَةِ، إِلَّا مَنْ يَثْبُتُ عَلَيْهِ ارْتِكَابُ قَادِحٍ، وَلَمْ يَثْبُتْ ذٰلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، فَنَحْنُ عَلَى اسْتِصْحَابِ مَا كَانُوا عَلَيْهِ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰى يَثْبُتَ خِلَافُهُ، وَلَا الْتِفَاتَ إِلٰى مَا يَذْكُرُهُ أَهْلُ السِّيَرِ، فَإِنَّهُ لَا يَصِحُّ، وَمَا صَحَّ فَلَهُ تَأْوِيلٌ صَحِيحٌ، وَلَا عِبْرَةَ بِرَدِّ بَعْضِ الْحَنَفِيَّةِ رِوَايَاتِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَتَعْلِيلِهِمْ بِأَنَّهُ لَيْسَ بِفَقِيهٍ، فَقَدْ عَمِلُوا بِرَأْيِهِ فِي الْغُسْلِ ثَلَاثًا مِنْ وُلُوغِ الْكَلْبِ وَغَيْرِهِ.

”علامہ علی بن اسماعیل ابیاری رحمہ اللہ (۶۱۶ھ) کہتے ہیں: صحابہ کے عادل ہونے سے مراد یہ نہیں کہ وہ معصوم عن الخطا تھے اور ان سے گناہ سرزد ہونا محال تھا۔ بلکہ عدالت صحابہ سے مراد یہ ہے کہ ان کی روایت مطلق طور پر قبول ہے، ان کے اسباب عدالت وتزکیہ کے متعلق بحث وتحقیق کی ضرورت نہیں، الا کہ کسی میں جرح ثابت ہو جائے، مگر ایسا کچھ ثابت نہیں، والحمدللہ۔ لہٰذا ہم صحابہ

کو ویسا ہی (عادل) سمجھتے ہیں، جیسے وہ عہد نبوی میں تھے، یہاں تک کہ اس کے خلاف ثابت ہو جائے۔ جو کچھ اہل سیر (صحابہ کے متعلق) بیان کرتے ہیں، ان کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا، کیونکہ وہ ثابت نہیں اور جو کچھ ثابت ہے، ان کی صحیح تاویل موجود ہے۔ نیز یہ بھی معتبر نہیں کہ جو احناف نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بعض روایات رد کی ہیں اور علت یہ بتائی کہ آپ رضی اللہ عنہ غیر فقیہ تھے۔ جبکہ خود احناف نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بعض آرا پر عمل کیا ہے، مثلاً: جب کتا برتن میں منہ ڈال دے، تو اسے تین مرتبہ دھویا جائے گا۔''

(البحر المحيط في أصول الفقه : 189/6)

صحابہ پر طعن

صحابہ کا احترام پوری اُمت پر واجب ہے، اگر آپ صحابہ سے محبت نہیں کر سکتے، تو دین اسلام سے آپ کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ صحابہ شریعت کے ناقل ہیں، ایسا نہیں ہوسکتا کہ ایک شخص شریعت سے محبت کرتا ہو، مگر شریعت کے ناقلین سے نفرت کرتا ہو اور یہ تو بالکل بھی نہیں ہوسکتا کہ نبی کریم ﷺ سے تو محبت کی جائے، مگر آپ ﷺ کے انصار و مددگار صحابہ سے نفرت کی جائے، قرآن وحدیث اور ائمہ دین کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ سے محبت بے حد ضروری ہے۔

❁ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا:

أَكْرِمُوا أَصْحَابِي . ''میرے صحابہ کی تکریم کریں۔''

(السّنن الكبرٰى للنّسائي : 9178، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ، فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ، وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي، فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتٰى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ، وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي، فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ .

''ستارے آسمان کی امان ہیں، جب یہ جھڑ جائیں گے، تو آسمان تباہ ہو جائے گا۔ میں آپ کی امان ہوں، میرے جانے کے بعد آپ فتنوں سے دوچار ہو

جائیں گے اور میرے صحابہ میری امت کے لیے امان ہیں، یہ فوت ہو گئے، تو میری امت کو فتنے لپیٹ میں لے لیں گے۔“

(صحیح مسلم :2531)

❁ حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى اخْتَارَ لِنَبِيِّهِ أَعْوَانًا جَعَلَهُمْ أَفْضَلَ الْخَلْقِ وَأَقْوَاهُمْ إِيمانًا وَشَدَّ بِهِمْ أَزْرَ الدِّينِ وَأَظْهَرَ بِهِمْ كَلِمَةَ الْمُؤْمِنِينَ وَأَوْجَبَ لَهُمُ الثَّوَابَ الْجَزِيلَ وَأَلْزَمَ أَهْلَ الْمِلَّةِ ذِكْرَهُمْ بِالْجَمِيلِ، فَخَالَفَتِ الرَّافِضَةُ أَمْرَ اللّٰهِ فِيهِمْ وَعَمَدَتْ لِمَحْوِ مَآثِرِهِمْ وَمَسَاعِيهِمْ وَأَظْهَرَتِ الْبَرَاءَةَ مِنْهُمْ وَتَدَيَّنَتْ بِالسَّبِّ لَهُمْ : ﴿يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ﴾ كَمَا رَامَ ذٰلِكَ الْمُتَقَدِّمُونَ مِنْ أَشْبَاهِهِمْ ﴿وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾(الصّفّ : ٨) ﴿وَسَيَعْلَمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُونَ﴾(الشعراء : ٢٢٧)، فَلَزِمَ النَّاقِلِينَ لِلْأَخْبَارِ وَالْمُشَخْصَصِينَ بِحَمْلِ الْآثَارِ نَشْرَ مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ الْكِرَامِ وَإِظْهَارِ مَنْزِلَتِهِمْ وَمَحَلِّهِمْ مِنَ الْإِسْلَامِ عِنْدَ ظُهُورِ هٰذَا الْأَمْرِ الْعَظِيمِ وَالْخَطْبِ الْجَسِيمِ وَاسْتِعْلَاءِ الْحَائِدِينَ عَنْ سُلُوكِ الطَّرِيقِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيَى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّإِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾(الأنفال : ٤٢)

”اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ایسے اعوان و انصار کا انتخاب کیا، جنہیں مخلوق میں

سب سے افضل اور ایمان میں سب سے قوی بنایا۔ان کے ذریعہ دین کے گلشن کو مضبوط کیا اور مؤمنوں کا بول بالا کیا۔اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اجر جزیل واجب کر دیا اور اہل ملت پر ان کا ذکر خیر کرنا لازم کر دیا۔روافض نے صحابہ کے معاملہ میں حکم الٰہی کی مخالفت کی، انہوں نے صحابہ کے آثار اور کاوشوں کو مٹانے کا قصد کیا،ان سے برأت کا اظہار کیا اور انہیں برا بھلا کہنے کو دین سمجھا۔﴿يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ﴾ ”وہ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ سے اللہ کا نور (دین اسلام) مٹا دیں۔“ روافض کے پہلے ہم نواؤں نے بھی ایسا ہی کرنا چاہا تھا۔ ﴿وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾ ”اللہ تعالیٰ اپنے نور (اسلام) کو مکمل کرنے والا ہے،خواہ کافروں کو گراں گزرے۔“﴿وَسَيَعْلَمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُونَ﴾ ”جلد ہی ظالم لوگ جان لیں گے کہ وہ کس طرف لوٹ کر جائیں گے۔“ لہٰذا احادیث نقل کرنے والوں اور ان میں مہارت رکھنے والوں پر ضروری ہے کہ وہ ان عظیم فتنوں، ڈگرگوں حالات اور گمراہوں کے غلبہ کے وقت صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مناقب نشر کریں اور اسلام نے انہیں جو مقام و مرتبہ دیا ہے، اسے بیان کریں۔﴿لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيَى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّإِنَّ اللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ ”تاکہ جو ہلاک ہو،تو دلیل سے اور جو زندہ رہے،تو دلیل سے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔“

(الجامع لأخلاق الراوي و آداب السّامع : 117/2)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا كَانَ الْكُفَّارُ يُغَاظُونَ بِهِمْ فَمَنْ غِيظَ بِهِمْ فَقَدْ شَارَكَ الْكُفَّارَ فِيمَا أَذَلَّهُمُ اللّٰهُ بِهٖ وَأَخْزَاهُمْ وَكَبَتَهُمْ عَلٰى كُفْرِهِمْ وَلَا يُشَارِكُ الْكُفَّارَ فِي غَيْظِهِمُ الَّذِينَ كَبَتُوا بِهٖ جَزَاءً لِكُفْرِهِمْ إِلَّا كَافِرٌ لِأَنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَكْبِتُ جَزَاءً لِلْكُفْرِ، يُوْضِحُ ذٰلِكَ أَنَّ قَوْلَهٗ تَعَالٰى : ﴿لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ تَعْلِيقٌ لِلْحُكْمِ بِوَصْفٍ مُّشْتَقٍّ مُنَاسِبٍ لِأَنَّ الْكُفْرَ مُنَاسِبٌ لِأَنْ يُغَاظَ صَاحِبُهٗ فَإِذَا كَانَ هُوَ الْمُوْجِبُ لِأَنْ يَغِيظَ اللّٰهُ صَاحِبَهٗ بِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ فَمَنْ غَاظَهُ اللّٰهُ بِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ فَقَدْ وَجَدَ فِي حَقِّهٖ مُوْجِبَ ذَاكَ وَهُوَ الْكُفْرُ .

”کفار صحابہ کی وجہ سے غیظ وغضب کا شکار ہوتے ہیں، اسی طرح جو شخص صحابہ کو لے کر غصے میں آ جائے اور برا محسوس کرے، اس کا معاملہ بھی کفار والا ہے، کفار کی طرح ذلت، رسوائی اور غم اس کا مقدر ہے۔ کفار صحابہ سے بغض کا شکار اپنے کفر کی وجہ ہوئے اور بلا شبہ وہ شخص جو صحابہ سے بغض رکھنے میں کفار کا ہم نوا ہو، کافر ہی ہوسکتا ہے، کیونکہ مومن کفر کی وجہ سے رسوا نہیں ہوسکتا۔ اس اجمال کی تفصیل قرآن کریم کی اس آیت سے سمجھی جا سکتی ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ ”تا کہ ان (صحابہ) کے ذریعہ کفار کو غیظ وغضب میں مبتلا کرے۔“ یعنی صحابہ کے بغض میں مبتلا ہونا کفر کی مشترکہ علت ہے۔ جس طرح کافر کے لیے ضروری ہے کہ وہ صحابہ سے بغض رکھے، یعنی جو کفر کرتا

ہے، وہ صحابہ سے بھی بغض رکھنے لگ جاتا ہے، اسی طرح جب کوئی بھی شخص صحابہ سے بغض رکھنے لگ جائے، تو وہ لازماً کافر بھی ہو جاتا ہے۔“

(الصّارم المَسلول، ص 579)

❁ نیز فرماتے ہیں:

ذَكَرَ الْعُلَمَاءُ أَنَّ الرَّفْضَ أَسَاسُ الزَّنْدَقَةِ وَأَنَّ أَوَّلَ مَنْ ابْتَدَعَ الرَّفْضَ إِنَّمَا كَانَ مُنَافِقًا زِنْدِيقًا وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَبَأٍ فَإِنَّهُ إِذَا قَدَحَ فِي السَّابِقِينَ الْأَوَّلِينَ فَقَدْ قَدَحَ فِي نَقْلِ الرِّسَالَةِ أَوْ فِي فَهْمِهَا أَوْ فِي اتِّبَاعِهَا، فَالرَّافِضَةُ تَقْدَحُ تَارَةً فِي عِلْمِهِمْ بِهَا وَتَارَةً فِي اتِّبَاعِهِمْ لَهَا.

”اہل علم ذکر کرتے ہیں کہ رافضیت زندقت کی اساس اور بنیاد ہے، رافضیت کی ابتدا کرنے والا بھی منافق زندیق ہی تھا، یعنی عبد اللہ بن سبا، اس نے چونکہ سابقین اولین صحابہ پر طعن کیا، لہٰذا اس نے ان کی نقل رسالت، اس کے فہم یا اتباع پر بھی طعن کیا۔ روافض بھی کبھی صحابہ کے علم پر طعن کرتے ہیں، کبھی ان کے اتباع دین پر طعن کرتے ہیں۔“

(مَجموع الفتاوی: 102/4)

❁ نیز فرماتے ہیں:

اَلسُّنَّةُ مَحَبَّةُ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ جَمِيعًا وَتَقْدِيمُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ عَلَيْهِمَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ لِمَا خَصَّهُمَا اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْفَضَائِلِ

الَّتِي سَبَقَا بِهَا عُثْمَانَ وَعَلِيًّا جَمِيعًا، وَقَدْ نَهَى اللّٰهُ فِي كِتَابِهٖ عَنِ التَّفَرُّقِ وَالتَّشَتُّتِ؛ وَأَمَرَ بِالْاِعْتِصَامِ بِحَبْلِهٖ، فَهٰذَا مَوْضِعٌ يَجِبُ عَلَى الْمُؤْمِنِ أَنْ يَتَثَبَّتَ فِيهِ وَيَعْتَصِمَ بِحَبْلِ اللّٰهِ فَإِنَّ السُّنَّةَ مَبْنَاهَا عَلَى الْعِلْمِ وَالْعَدْلِ؛ وَالْاِتِّبَاعِ لِكِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ عثمان وعلی رضی اللہ عنہما دونوں سے محبت کی جائے اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو مقدم کیا جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ایسے خاص فضائل بیان کیے ہیں، جو عثمان وعلی رضی اللہ عنہما دونوں کے حصہ میں نہیں آئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تفرقہ اور تشتت سے منع فرمایا ہے اور اپنی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا ہے۔ اس موقع پر بھی مؤمن کے لیے ضروری ہے کہ ثابت قدم رہے اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھے، کیونکہ عقائد اہل سنت کی بنیاد علم وعدل اور کتاب وسنت کے اتباع پر ہے۔''

(مَجموع الفتاویٰ: 409/3)

❀ امام مالک بن انس رحمہ اللہ (۱۷۹ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ تَنَقَّصَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ كَانَ فِي قَلْبِهٖ عَلَيْهِمْ غِلٌّ فَلَيْسَ لَهٗ حَقٌّ فِي فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ.

''جس نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی صحابی کی شان میں تنقیص کی یا دل میں ان کے متعلق کینہ رکھا، تو مسلمانوں کے مال فے میں اس کا کوئی حق نہیں۔''

(حلية الأولياء لأبي نعيم: 327/6، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ **حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:**

مَا أَحْسَنَ مَا اسْتَنْبَطَ الْإِمَامُ مَالِكٌ مِنْ هٰذِهِ الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ : أَنَّ الرَّافِضِيَّ الَّذِي يَسُبُّ الصَّحَابَةَ لَيْسَ لَهٗ فِي مَالِ الْفَيْءِ نَصِيبٌ لِعَدَمِ اتِّصَافِهٖ بِمَا مَدَحَ اللّٰهُ بِهٖ هٰؤُلَاءِ .

''اس آیت سے امام مالک رحمہ اللہ نے کیا خوب استنباط کیا ہے! کہ جو رافضی صحابہ کو برا بھلا کہتا ہے، اس کا مال فے میں کوئی حصہ نہیں، کیونکہ اس میں وہ وصف نہیں ہوتا، جو وصف اللہ تعالیٰ نے ان (مال فے کے مستحق مومنوں) کا بیان فرمایا ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 73/8)

❁ **امام عبد اللہ بن ادریس اودی رحمہ اللہ (۱۹۲ھ) فرماتے ہیں:**

لَوْ أَنَّ الرُّومَ سَبَوْا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الرُّومِ إِلَى الْحِيلَةِ ثُمَّ رَدَّهُمْ رَجُلٌ فِي قَلْبِهٖ شَيْءٌ عَلٰى أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَبِلَ اللّٰهُ مِنْهُ ذٰلِكَ .

''اگر رومی لوگ، روم سے ''حیلہ'' تک کے تمام مسلمانوں کو قیدی بنا لیں، پھر ایک ایسا شخص، جس کے دل میں اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ذرا بھی بغض ہو، تمام مسلمانوں کو آزاد کرا دے، تو بھی اللہ اس کا یہ عمل قبول نہیں کرے گا۔''

(السنّة للخلّال : 759، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ **امام حمیدی رحمہ اللہ (۲۱۹ھ) فرماتے ہیں:**

لَمْ نُؤْمَرْ إِلَّا بِالْاِسْتِغْفَارِ لَهُمْ، فَمَنْ سَبَّهُمْ أَوْ تَنَقَّصَهُمْ أَوْ أَحَدًا

مِنْهُمْ فَلَيْسَ عَلَى السُّنَّةِ، وَلَيْسَ لَهُ فِي الْفَيْءِ حَقٌّ .

”ہمیں صحابہ کے حق میں صرف استغفار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔لہٰذا جس نے تمام صحابہ کو برا بھلا کہا اور ان کی شان میں تنقیص کی یا کسی ایک صحابی کے متعلق ایسا کیا،تو وہ سنت (اسلامی طریقے) پرنہیں ہے اور اس کا مال فے میں کوئی حق نہیں۔“

(رسالة أصول السنّة، ملحقا بآخر مسنده، ص 546)

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ مَنْ يَشْتِمُ عُثْمَانَ أَوْ طَلْحَةَ أَوْ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَجَّالٌ لَا يُكْتَبُ عَنْهُ وَعَلِيهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ .

”جو بھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ یا سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ یا کسی بھی صحابیٔ رسول کو گالی دے، وہ دجال (پرلے درجے کا جھوٹا) ہے،اس سے روایت نہیں لی جائے گی،اس پر اللہ تعالیٰ،فرشتوں اور پوری انسانیت کی لعنت ہو۔“

(تاريخ الدّوري: 2670)

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ شَتَمَ أَخَافُ عَلَيْهِ الْكُفْرَ مِثْلَ الرَّوَافِضِ، وَمَنْ شَتَمَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَأْمَنُ أَنْ يَكُونَ قَدْ مَرَقَ عَنِ الدِّينِ .

”جو (صحابہ کو) برا بھلا کہے، مجھے اس پر کفر کا خدشہ ہے، جیسے روافض ہیں۔ جس نے اصحاب پیغمبر ﷺ کو برا بھلا کہا، مجھے اس کے متعلق خوف ہے کہ وہ دین سے نکل جائے۔“

(السّنّة للخلّال : 780، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ نیز فرماتے ہیں:

إِذَا رَأَيْتَ رَجُلًا يَذْكُرُ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسُوءٍ فَاتَّهِمْهُ عَلَى الْإِسْلَامِ .

”اگر آپ کسی شخص کو کسی صحابی کی برائی کرتے سنیں، تو آپ اس کے اسلام پر تہمت لگا دیں۔“

(مناقب الإمام أحمد لابن الجوزي، ص 209، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام آجری رحمہ اللہ (۳۶۰ھ) فرماتے ہیں:

لَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ مَنْ أَصْبَحَ وَأَمْسٰى وَفِي قَلْبِهٖ بُغْضٌ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَوْ لِأَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ لِأَحَدٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ وَنَفَعَنَا بِحُبِّهِمْ .

”یقیناً وہ شخص تباہ و برباد ہو گیا، جس نے صبح کی یا شام کی اور اس کے دل میں سیدہ عائشہ، کسی صحابی یا اہل بیت میں سے کسی فرد کے بارے میں بغض ہوا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اللہ ہماری ان سے محبت کو نفع مند بنا دے۔“

(الشّريعة : 2427/5)

❁ علامہ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا رَأْسُ مَالِهِمُ الْبُهْتُ وَالتَّكْذِيبُ وَالْوَقِيعَةُ فِي السَّلَفِ .

”روافض کا دین میں کوئی حصہ نہیں۔ ان کا شیوہ بہتان بازی، جھوٹ اور اسلاف امت (صحابہ وغیرہ) کی شان میں تنقیص کرنا ہے۔“

(مَعالِم السّنن : 6/2، شرح النّووي : 203/1)

❀ ابو منصور عبد القاہر بن طاہر بغدادی رحمہ اللہ (۴۲۹ھ) فرماتے ہیں:

قَالُوا بِتَكْفِيرِ كُلِّ مَنْ أَكْفَرَ وَاحِدًا مِنَ الْعَشْرَةِ الَّذِينَ شَهِدَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ وَقَالُوا بِمُوَالَاةِ جَمِيعِ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكْفَرُوا مَنْ أَكْفَرَهُنَّ أَوْ أَكْفَرَ بَعْضَهُنَّ .

”اہل علم نے عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کی بھی تکفیر کرنے والے کی تکفیر کی ہے۔ سب ازواج مطہرات سے محبت واحترام کا حکم دیا ہے اور تمام امہات المؤمنین یا کسی ایک کی تکفیر کرنے والے کی تکفیر کی ہے۔“

(الفَرق بين الفِرَق، ص 353)

❀ نیز فرماتے ہیں:

أَلْإِمَامِيَّةُ الَّذِينَ أَكْفَرُوا أَخْيَارَ الصَّحَابَةِ ...... فَإِنَّا نُكَفِّرُهُمْ كَمَا يُكَفِّرُونَ أَهْلَ السُّنَّةِ وَلَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ عَلَيْهِم عِنْدَنَا وَلَا الصَّلَاةُ خَلْفَهُمْ .

”امامیہ شیعہ کبار صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں۔...... وہ اہل سنت کی تکفیر کرتے ہیں، ہم بھی ان کی تکفیر کرتے ہیں، ہمارے نزدیک نہ ان کی نماز جنازہ پڑھنا جائز اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔“

(الفَرق بين الفِرَق، ص 350)

امام ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ (۴۳۰ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ سَبَّهُمْ وَأَبْغَضَهُمْ وَحَمَلَ مَا كَانَ مِنْ تَأْوِيلِهِمْ وَحُرُوبِهِمْ عَلٰى غَيْرِ الْجَمِيلِ الْحَسَنِ، فَهُوَ الْعَادِلُ عَنْ أَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَتَأْدِيبِهٖ وَوَصِيَّتِهٖ فِيهِمْ، لَا يَبْسُطُ لِسَانَهٗ فِيهِمْ إِلَّا مَنْ سُوْءِ طَوِيَّتِهٖ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَحَابَتِهٖ وَالْإِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ.

''جس نے صحابہ کرام کو برا کہا، ان سے بغض رکھا اوران کی تاویلات اور جنگوں کو بطورِ مذمت پیش کیا، تو وہ ان کے بارے میں اللہ کے حکم اوراس کے بیان کردہ ادب ووصیت سے عدول کررہا ہے۔ صحابہ کے متعلق زبان درازی کرنے والا ایسا اس لیے کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، اسلام اوراہل اسلام کے بارے میں اس کا دل براہوچکا ہے۔''

(الإمامة والرّد على الرّافضة، ص 376)

علامہ سجزی رحمہ اللہ (۴۴۴ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ مَنْ يُبْغِضُ أَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَوْ وَاحِدًا مِّنْهُمْ، وَأَنْكَرَ إِمَامَتَهٗ وَتَقَدُّمَهٗ وَفَضْلَهٗ فَهُوَ رَافِضِيٌّ، وَكُلُّ مَنْ تَنَقَّصَ عُثْمَانَ أَوْ عَلِيًّا وَّعَائِشَةَ وَمُعَاوِيَةَ وَأَبَا مُوسٰى وَعَمْرَو بْنَ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَهُوَخَارِجِيٌّ، وَمَنْ تَنَقَّصَ بَعْضَهُمْ وَلَمْ يَتَنَقَّصْ عُثْمَانَ وَعَلِيًّا فَهُوَ ضَالٌّ عَلٰى أَيِّ مَذْهَبٍ كَانَ.

”جس نے بھی ابوبکر صدیق، عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم سے یا ان میں سے کسی ایک سے بغض رکھا یا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی امامت، اولیت اور افضلیت کا انکار کیا، تو وہ رافضی ہے۔ جس نے سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدہ عائشہ، سیدنا معاویہ، سیدنا ابوموسیٰ اشعری یا سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کی شان میں تنقیص کی، وہ خارجی ہے، جس نے سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کی شان میں تو تنقیص نہ کی، مگر (مذکورہ صحابہ میں سے) کسی صحابی کی گستاخی کی، تو وہ گمراہ ہے، خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔“

(الرّدّ علی من أنکر الحرف والصّوت، ص 335)

❀ علامہ ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الرَّوَافِضَ لَيْسُوا مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

”روافض مسلمان نہیں ہیں۔“

(الفِصل في المِلَل والأهواء والنِّحل : 65/2)

❀ علامہ ابومظفر طاہر بن محمد اسفرائینی رحمہ اللہ (۴۷۱ھ) فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ جَمِيعَ مَنْ ذَكَرْنَاهُمْ مِنْ فِرَقِ الْإِمَامِيَّةِ مُتَّفِقُوْنَ عَلٰى تَكْفِيْرِ الصَّحَابَةِ وَيَدَّعُوْنَ أَنَّ الْقُرْآنَ قَدْ غُيِّرَ عَمَّا كَانَ وَوَقَعَ فِيْهِ الزِّيَادَةُ وَالنُّقْصَانُ مِنْ قِبَلِ الصَّحَابَةِ وَيَزْعُمُوْنَ أَنَّهٗ قَدْ كَانَ فِيْهِ النَّصُّ عَلٰى إِمَامَةِ عَلِيٍّ فَأَسْقَطَهُ الصَّحَابَةُ عَنْهُ وَيَزْعَمُوْنَ أَنَّهٗ لَا اعْتِمَادَ عَلَى الْقُرْآنِ الْآنَ وَلَا عَلٰى شَيْءٍ مِنَ الْأَخْبَارِ الْمَرْوِيَةِ عَنِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وَيَزْعَمُوْنَ أَنَّهٗ

لَا اعْتِمَادَ عَلَى الشَّرِيعَةِ الَّتِي فِي أَيْدِي الْمُسْلِمِيْنَ وَيَنْتَظِرُوْنَ إِمَامًا يَسَمُّوْنَهُ الْمَهْدِيَّ يَخْرُجُ وَيُعَلِّمُهُمُ الشَّرِيْعَةَ وَلَيْسُوْا فِي الْحَالِ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ الدِّيْنِ وَلَيْسَ مَقْصُوْدُهُمْ مِنْ هٰذَا الْكَلَامِ تَحْقِيْقِ الْكَلَامِ فِي الْإِمَامَةِ وَلٰكِنْ مَقْصُوْدُهُمْ إِسْقَاطُ كُلْفَةِ تَكْلِيْفِ الشَّرِيْعَةِ عَنْ أَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَوَسَّعُوْا فِي اسْتِحْلَالِ الْمُحْرَمَاتِ الشَّرْعِيَّةِ وَيَعْتَذِرُوْا عِنْدَ الْعَوَامِ بِمَا يَعُدُّوْنَهٗ مِنْ تَحْرِيْفِ الشَّرِيْعَةِ وَتَغْيِيْرِ الْقُرْآنِ مِنْ عِنْدِ الصَّحَابَةِ وَلَا مَزِيْدَ عَلٰى هٰذَا النَّوْعُ مِنَ الْكُفْرِ إِذْ لَا بَقَاءَ فِيْهِ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ الدِّيْنِ .

”جان لیجئے! امامیہ کے جتنے بھی فرقوں کا ہم نے تذکرہ کیا، تکفیر صحابہ پر سب کا اتفاق ہے، قرآن مجید میں تغیر وتبدل کا دعویٰ کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ صحابہ نے اس میں کمی وبیشی وتحریف کی ہے، جن نصوص میں علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا ذکر تھا، انہیں حذف کر دیا، ان کے خیال میں قرآن، احادیث نبویہ اور موجودہ شریعت پر اعتماد درست نہیں، وہ مہدی کے منتظر ہیں، جو خروج کے بعد انہیں شریعت سکھائیں گے، فی الحال وہ دین کے کسی جزء پر کاربند نہیں ہیں، اس سے ان کی غرض مسئلہ امامت کی تحقیق ہرگز نہیں، بلکہ صرف شرعی پابندیوں سے آزادی ہے، انہوں نے شرعی محرمات کافی حد تک حلال سمجھ رکھی ہیں اور عوام (کی آنکھوں میں دھول ڈالتے ہوئے ان) کے سامنے شریعت وقرآن کے محرف

ہونے کا بہانہ بناتے ہیں، اس سے بڑھ کر کفر کیا ہو سکتا ہے؟ اس لیے دین اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔‘‘

(التّبصير في الدين، ص 24-25)

❁ علامہ ابن ابی یعلی رحمہ اللہ (۵۲۶ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَتِ الرَّافِضَةُ مِنَ الْإِسْلَامِ فِي شَيْءٍ .

’’روافض کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔‘‘

(طبقات الحنابلة :33/1)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

سَبُّ أَصْحَابِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَنَقُّصُهُمْ أَوْ أَحَدٍ مِّنْهُمْ مِنَ الْكَبَائِرِ الْمُحَرَّمَةِ .

’’نبی کریم ﷺ کے تمام صحابہ کو برا بھلا کہنا اور ان کی شان میں تنقیص کرنا یا کسی ایک صحابی کے متعلق ایسا کرنا کبیرہ گناہ ہے اور حرام ہے۔‘‘

(إكمال المعلم بفوائد مسلم : 580/7)

❁ نیز فرماتے ہیں:

لَا امْتِرَاءَ فِي كُفْرِ الْقَائِلِينَ بِهٰذَا؛ لِأَنَّ مَنْ كَفَرَ الْأُمَّةَ كُلَّهَا وَالصَّدْرَ الْأَوَّلَ فَقَدْ أَبْطَلَ نَقْلَ الشَّرِيعَةِ وَهَدَمَ الْإِسْلَامَ .

’’جو لوگ یہ بات کرتے ہیں (کہ صحابہ کافر تھے) ان کے کفر میں کوئی شک وشبہ نہیں، کیونکہ جس نے پوری امت اور صدر اول (کے مسلمانوں) کو کافر کہا، اس نے گویا (احکامِ) شریعت کی نقل کو باطل ٹھہرایا اور دین اسلام کو منہدم کر دیا۔‘‘

(إكمال المُعلم بفوائد مسلم : 412/7)

❁ نیز فرماتے ہیں:

سَبُّ آلِ بَيْتِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَأَصْحَابِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَنَقُّصُهُمْ حَرَامٌ مَلْعُونٌ فَاعِلُهُ .

"نبی کریم ﷺ کے اہل بیت، ازواج اور صحابہ کو برا بھلا کہنا یا ان کی شان میں تنقیص کرنا حرام ہے، ایسا کرنے والا ملعون ہے۔"

(الشِّفاء : 307/2)

❁ علامہ ابوسعد سمعانی رحمہ اللہ (۵۶۲) فرماتے ہیں:

اِجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى تَكْفِيرِ الْإِمَامِيَّةِ لِأَنَّهُمْ يَعْتَقِدُوْنَ تَضْلِيْلَ الصَّحَابَةِ وَيُنْكِرُوْنَ إِجْمَاعَهُمْ وَيَنْسِبُوْنَهُمْ إِلٰى مَا يَلِيْقُ بِهِمْ .

اُمت مسلمہ امامیہ کی تکفیر پر متفق ہے، جنھوں نے صحابہ کرام کے متعلق گمراہی کا عقیدہ رکھا، ان کے اجماع کا انکار کیا اور ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کر ڈالیں، جو ان کی شایانِ شان نہیں تھیں۔"

(الأنساب : 365/6)

❁ نیز فرماتے ہیں:

اِجْتَمَعَتِ الْإِمَامِيَّةُ عَلٰى تَضْلِيْلِ الصَّحَابَةِ حَيْثُ جَعَلُوا الْإِمَامَةَ لِغَيْرِ عَلِيٍّ .

"امامیہ صحابہ کو گمراہ سمجھنے پر متفق ہیں کہ جنھوں نے امامت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی دوسرے کے سپرد کر دی۔"

(الأنساب : 365/6)

❁ علامہ کاسانی حنفی رحمہ اللہ (۵۸۷ھ) فرماتے ہیں:

اَلْكَفُّ عَنْ تَفْسِيقِهِمْ، وَالْإِمْسَاكُ عَنِ الطَّعْنِ فِيهِمْ مِنْ شَرَائِطِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ.

”صحابہ کرام کو فاسق قرار دینے سے باز رہنا اور ان پر طعن و تشنیع سے رکے رہنا اہل سنت والجماعت کی شرائط میں سے ہے۔“

(بدائع الصّنائع : 117/5)

❁ علامہ فخر رازی رحمہ اللہ (۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

يَجِبُ إِمْسَاكُ اللِّسَانِ عَنِ الطَّعْنِ فِيهِمْ لِأَنَّ عُمُومَاتِ الْقُرْآنِ وَالْأَخْبَارَ دَالَّةٌ عَلٰى وُجُوبِ تَعْظِيمِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

”صحابہ کے بارے میں طعن سے گریزاں رہنا ضروری ہے، کیونکہ قرآن کریم کی عمومی آیات اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام دلالت کرتی ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم واجب ہے۔“

(مَعالم أصول الدّين، ص 152)

❁ علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ (۶۳۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الطَّعْنَ فِيهِمْ طَعْنٌ فِي الشَّرِيعَةِ.

”صحابہ پر طعن دراصل شریعت پر طعن ہے۔“

(الكامل في التّاريخ : 582/6)

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ نَقَّصَ وَاحِدًا مِّنْهُمْ أَوْ طَعَنَ عَلَيْهِ فِي رِوَايَتِهِ فَقَدْ رَدَّ عَلَى اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَأَبْطَلَ شَرَائِعَ الْمُسْلِمِينَ .

''جس نے کسی صحابی کی شان میں تنقیص کی یا اس کی روایت میں اس پر طعن کیا، تو اس نے اللہ رب العالمین پر رد کیا اور مسلمانوں کے شرعی احکام کو باطل ٹھہرایا۔''

(تفسیر القرطبي : 297/16)

نیز فرماتے ہیں:

مَنْ نَسَبَهُ أَوْ وَاحِدًا مِّنَ الصَّحَابَةِ إِلٰى كَذِبٍ فَهُوَ خَارِجٌ عَنِ الشَّرِيعَةِ، مُبْطِلٌ لِلْقُرْآنِ طَاعِنٌ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''جس نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ یا کسی بھی صحابی کو جھوٹ کی طرف منسوب کیا، وہ شریعت اسلامیہ سے خارج، قرآن کو جھٹلانے والا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کرنے والا ہے۔''

(تفسیر القرطبي : 298/16)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ سَبَّ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ حَرَامٌ مِنْ فَوَاحِشِ الْمُحَرَّمَاتِ سَوَاءٌ مَنْ لَابَسَ الْفِتَنَ مِنْهُمْ وَغَيْرُهُ لِأَنَّهُمْ مُجْتَهِدُونَ فِي تِلْكَ الْحُرُوبِ مُتَأَوِّلُونَ .

''جان لیجئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنا حرام ہے اور حرام فحش گوئی میں

سے ہے۔اس مسئلہ میں سب صحابہ برابر ہیں، چاہے وہ ان فتنوں کا شکار ہوئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں، کیونکہ وہ ان جنگوں میں اجتہاد اور تاویل کی بنا پر شریک ہوئے۔“

(شرح النّووي : 93/16)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

”جو اس حد تک کہہ دے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سوائے معدودے چند، تمام صحابہ مرتد یا فاسق ہو گئے تھے، اس کے کفر میں ذرا برابر بھی شک نہیں ہے، کیونکہ یہ ان کی ثنا و رضا پر مبنی بے شمار نصوص قرآنی کا منکر ہے، بلکہ جو (جان بوجھ کر) ایسے کے کفر میں متردد ہو، اس کا کفر بھی متعین ہے۔اس قول کا تقاضا ہے کہ (نعوذ باللہ!) یہ امت سب سے بری ہے، جسے لوگوں کی صلاح و فلاح کے لیے پیدا کیا گیا ہے، اس کے پہلے لوگ سب سے برے اور خیر القرون کی اکثریت کافر، فاسق اور شر القرون تھے۔ ایسے شخص کا کفر ضروریات دین سے ثابت ہے۔“

(الصّارم المَسلول، ص 586-587)

❀ نیز فرماتے ہیں:

اَلطَّعْنُ فِيهِمْ طَعْنٌ فِي الدِّينِ مُوجِبٌ لِلْإِعْرَاضِ عَمَّا بَعَثَ اللّٰهُ بِهِ النَّبِيِّينَ .

”پہلوں پر طعن کرنا دراصل دین پر طعن کرنا ہے اور اس منہج سے اعراض کا باعث ہے، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو مبعوث فرمایا۔“

(مِنھاج السّنّة :18/1)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ طَعَنَ فِيهِمْ أَوْ سَبَّهُمْ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الدِّينِ وَمَرَقَ مِنْ مِلَّةِ الْمُسْلِمِينَ لِأَنَّ الطَّعْنَ لَا يَكُونُ إِلَّا عَنِ اعْتِقَادِ مَسَاوِيهِمْ وَإِضْمَارِ الْحِقْدِ فِيهِمْ وَإِنْكَارِ مَا ذَكَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي كِتَابِهٖ مِنْ ثَنَائِهٖ عَلَيْهِمْ وَمَا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثَنَائِهٖ عَلَيْهِمْ وَفَضَائِلِهِمْ وَمَنَاقِبِهِمْ وَحُبِّهِمْ .

”جس نے صحابہ کرام پر طعن کیا یا انہیں برا بھلا کہا، تو وہ دین سے نکل گیا اور ملت اسلامیہ سے خارج ہو گیا، کیونکہ طعن اسی وقت کی جاتی ہے، جب صحابہ کے برے ہونے کا اعتقاد رکھا جائے اور ان کے متعلق دل میں بغض و کینہ پیدا ہو جائے، نیز اس سے اللہ تعالیٰ کے ان تمام فرامین کا انکار لازم آتا ہے، جو صحابہ کی تعریف وثنا کے متعلق قرآن کریم میں ذکر ہیں، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صحابہ کی مدح وستائش کی، ان کے فضائل ومناقب بیان کیے اور ان سے محبت کی، اس کا بھی انکار لازم آئے گا۔“

(الکبائر، ص 237-238)

نیز فرماتے ہیں:

مَنْ ذَمَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ وَتَتَبَّعَ عَثْرَاتِهِمْ وَذَكَرَ عَيْبًا وَأَضَافَهٗ إِلَيْهِمْ كَانَ مُنَافِقًا .

”جس نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا، ان کی لغزشوں کو ٹٹولا اور ان کی

عیب جوئی کی، وہ منافق ہے۔“

(الکبائر، ص 239)

✿ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَكُونُ فِي قَلْبِهٖ غِلٌّ عَلٰى خِيَارِ الْمُؤْمِنِينَ، وَسَادَاتِ أَوْلِيَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى بَعْدَ النَّبِيِّينَ؟ بَلْ قَدْ فَضَلَهُمُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى بِخَصْلَةٍ، قِيلَ لِلْيَهُودِ: مَنْ خَيْرُ أَهْلِ مِلَّتِكُمْ؟ قَالُوا: أَصْحَابُ مُوسٰى، وَقِيلَ لِلنَّصَارٰى: مَنْ خَيْرُ أَهْلِ مِلَّتِكُمْ؟ قَالُوا: أَصْحَابُ عِيسٰى، وَقِيلَ لِلرَّافِضَةِ: مَنْ شَرُّ أَهْلِ مِلَّتِكُمْ؟ قَالُوا: أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ! لَمْ يَسْتَثْنُوا مِنْهُمْ إِلَّا الْقَلِيلَ، وَفِيمَنْ سَبُّوهُمْ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِمَّنِ اسْتَثْنَوْهُمْ بِأَضْعَافٍ مُضَاعَفَةٍ.

”اس سے بڑا گمراہ کون ہوسکتا ہے، جس کے دل میں بہترین مومنوں اور انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد اولیاء اللہ کے سادات کے بارے میں بغض ہو؟ یہود ونصاریٰ بھی ایک حوالے سے ان سے بہتر ہیں۔ یہود سے پوچھا جائے کہ تمہاری ملت میں بہترین لوگ کون ہیں؟ وہ جھٹ سے کہیں گے کہ اصحاب موسیٰ، نصاریٰ سے کہا جائے کہ تمہاری ملت میں بہترین لوگ کون ہیں؟ تو وہ جواب میں کہیں گے کہ اصحاب عیسیٰ۔ روافض سے پوچھا جائے کہ تمہاری اُمت میں بدترین لوگ کون ہیں؟ تو وہ کہتے ہیں کہ اصحاب محمد، وہ ان میں چند صحابہ کو مستثنیٰ کرتے ہیں، جن صحابہ کو وہ برا بھلا کہتے ہیں، وہ مستثنیٰ صحابہ سے کئی

درجے فضیلت رکھتے ہیں۔''

(شرح الطّحاوية، ص 470)

❁ علامہ سبکی رحمہ اللہ (۷۵۶ھ) فرماتے ہیں:

حَاصِلُهٗ أَنَّا نُكَفِّرُ مَنْ يُكَفِّرُ مَنْ نَحْنُ نَقْطَعُ بِإِيمَانِهٖ إِمَّا بِنَصٍّ أَوْ إِجْمَاعٍ .

''جس کے ایمان کو ہم نص یا اجماع کی بنا پر قطعی سمجھتے ہیں، اس کی تکفیر کرنے والے کو ہم کافر سمجھتے ہیں۔''

(فتاوى السّبكي : 586/2)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ سَبَّ أَحَدًا مِّنَ الصَّحَابَةِ فَهُوَ أَهْلٌ أَنْ لَّا يُرْوٰى عَنْهُ .

''جو کسی بھی صحابی کو برا بھلا کہے، وہ اس قابل نہیں کہ اس سے روایت قبول کی جائے۔''

(تهذيب التّهذيب : 438/11)

❁ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ الَّذِي أَجْمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَنَّهٗ يَجِبُ عَلٰى كُلِّ أَحَدٍ تَزْكِيَةُ جَمِيعِ الصَّحَابَة بِإِثْبَاتِ الْعَدَالَةِ لَهُمْ وَالْكَفُّ عَنِ الطَّعْنِ فِيهِمْ وَالثَّنَاءُ عَلَيْهِمْ فَقَدْ أَثْنَى اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَلَيْهِمْ فِي آيَاتٍ مِّنْ كِتَابِهٖ .

''جان لیجئے کہ اہل سنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ ہر ایک پر واجب ہے کہ تمام صحابہ کی عدالت کا اثبات کر کے ان کا تزکیہ کرے، ان پر طعن کرنے سے

رک جائے اور ان کی تعریف وستائش کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی کئی آیات میں ان کی تعریف کی ہے۔“

(الصّواعق المحرقة : 603/2)

❁ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُمْ يَعْتَقِدُونَ كُفْرَ أَكْثَرِ الصَّحَابَةِ، فَضْلًا عَنْ سَائِرِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، فَهُمْ كَفَرَةٌ بِالْإِجْمَاعِ بِلَا نِزَاعٍ .

”تمام اہل سنت والجماعت کے برعکس روافض (امامیہ) کا عقیدہ ہے کہ اکثر صحابہ کافر ہیں، اس بنا پر روافض بالا جماع کافر ہیں، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔“

(مِرقاة المَفاتيح : 3027/7)

تنبیہ:

❁ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فِي أَصْحَابِي اثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا، فِيهِمْ ثَمَانِيَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ، ثَمَانِيَةٌ مِنْهُمْ تَكْفِيكَهُمُ الدُّبَيْلَةُ .

”میری طرف منسوب لوگوں میں سے بارہ منافق ہوں گے، ان میں آٹھ جنت میں داخل نہیں ہوں گے، تا آنکہ اونٹ سوئی کے ناکے سے گزر جائے، آٹھ منافقوں کی موت ”دبیلہ“ (زہریلا پھوڑا) سے ہوگی۔“

(صحيح مسلم : 2779)

اس حدیث میں ”اصحابی“ کا لفظ وارد ہوا ہے اور ہم نے اس کا ترجمہ میری طرف منسوب لوگ کیا ہے، کیونکہ عربی زبان میں ”صاحب“ کئی معانی کے لیے مستعمل ہے، یہ

امتی کے معنی میں بھی ہے، اسی طرح پیروکار کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے، جیسا کہ اصحاب ابی حنیفہ، اصحاب مالک، اصحاب شافعی وغیرہ کہا جاتا ہے، تو اس سے مراد ان کے مذہب پر چلنے والا طائفہ اور گروہ ہوتا ہے، دوسرے یہ ایک روایت میں صریح طور پر امتی کا لفظ بھی وارد ہوا ہے۔

لہٰذا حدیث میں ''اصحابی'' کے دو معانی ہو سکتے ہیں:

① میری اُمت کے کچھ لوگ۔

② میرے ساتھ رہنے والے منافق لوگ، جو خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں، مگر ان کا نفاق اور کفران کے دلوں میں ہے۔

ان سے مراد وہ خالص الایمان صحابہ نہیں۔ کیونکہ صحابی کی تعریف ہی یہ ہے کہ جو ایمان کی حالت میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کرے اور ایمان پر ہی فوت ہو۔ صحابی کبھی منافق نہیں ہو سکتا اور منافق کبھی صحابی نہیں ہو سکتا۔

حدیث میں جو منافقین کو ''اصحابی'' کہا گیا، اس سے مراد یہ ہے کہ وہ زمرۂ صحابہ میں سے ہیں، خود کو نبی کریم ﷺ کا ساتھ ظاہر کرتے ہیں، مگر حقیقت میں کافر ہی ہیں۔

اس کی مثال یوں لیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو، مگر ابلیس نے انکار کر دیا، اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ ابلیس فرشتوں میں سے تھا، بلکہ یہ مطلب ہوگا کہ فرشتوں کے زمرے میں داخل تھا۔

اسی طرح بارہ منافقین بھی حقیقی صحابہ میں سے نہیں ہیں، بلکہ زمرۂ صحابہ میں سے ہیں۔

گستاخ صحابہ کی سزا:

❁ علامہ سرخسی حنفی رحمہ اللہ (۴۸۳ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ طَعَنَ فِيهِمْ فَهُوَ مُلْحِدٌ مُنَابِذٌ لِلْإِسْلَامِ دَوَاؤُهُ السَّيْفُ إِنْ لَمْ يَتُبْ.

”جس نے صحابہ پر طعن کیا، وہ ملحد اور مخالف اسلام ہے، اگر یہ توبہ نہ کرے، تو اس کا علاج تلوار ہے۔“

(أصول السّرخسي : 134/2)

❁ علامہ ابوالحسن، علی بن عبدالکافی، سبکی رحمہ اللہ (۷۵۶ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّنِي كُنْتُ بِالْجَامِعِ الْأُمَوِيِّ ظُهْرَ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ سَادِسَ عَشَرَ جُمَادَى الْأُولٰى سَنَةَ خَمْسٍ وَّخَمْسِينَ وَسَبْعِمِائَةٍ فَأُحْضِرَ إِلَيَّ شَخْصٌ شَقَّ صُفُوفَ الْمُسْلِمِينَ فِي الْجَامِعِ وَهُمْ يُصَلُّونَ الظُّهْرَ وَلَمْ يُصَلِّ وَهُوَ يَقُولُ : لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ظَلَمَ آلَ مُحَمَّدٍ وَّيُكَرِّرُ ذٰلِكَ فَسَأَلْتُهٗ مَنْ هُوَ فَقَالَ : أَبُو بَكْرٍ، قُلْتُ : أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ : أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَيَزِيدُ وَمُعَاوِيَةُ فَأَمَرْتُ بِسَجْنِهٖ وَجَعْلِ غُلٍّ فِي عُنُقِهٖ، ثُمَّ أَخَذَهُ الْقَاضِي الْمَالِكِيُّ فَضَرَبَهٗ وَهُوَ مُصِرٌّ عَلٰى ذٰلِكَ، وَزَادَ فَقَالَ : إِنَّ فُلَانًا عَدُوُّ اللّٰهِ، وَشَهِدَ عِنْدِي عَلَيْهِ بِذٰلِكَ شَاهِدَانِ وَقَالَ : إِنَّهٗ مَاتَ عَلٰى غَيْرِ الْحَقِّ وَأَنَّهٗ ظَلَمَ فَاطِمَةَ مِيرَاثَهَا وَأَنَّهٗ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ كَذَبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْعِهٖ مِيرَاثَهَا، وَكَرَّرَ عَلَيْهِ الْمَالِكِيُّ الضَّرْبَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ الْمَذْكُورِ وَيَوْمَ

الْأَرْبِعَاءِ ثَامِنَ عَشَرَ الشَّهْرِ الْمَذْكُورِ وَهُوَ مُصِرٌّ عَلٰى ذٰلِكَ، ثُمَّ أَحْضَرُوهُ يَوْمَ الْخَمِيسِ تَاسِعَ عَشَرَ الشَّهْرِ بِدَارِ الْعَدْلِ وَشُهِدَ عَلَيْهِ فِي وَجْهِهٖ فَلَمْ يُنْكِرْ وَلَمْ يَقُلْ وَلٰكِنْ صَارَ كُلُّ مَا سُئِلَ يَقُولُ: إِنْ كُنْتُ قُلْتُ فَقَدْ عَلِمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَكُرِّرَ السُّؤَالُ عَلَيْهِ مَرَّاتٍ وَهُوَ يَقُولُ هٰذَا الْجَوَابَ، ثُمَّ أُعْذِرَ إِلَيْهِ فَلَمْ يُبْدِ دَافِعًا ثُمَّ قِيلَ لَهٗ: تُبْ، فَقَالَ: تُبْتُ عَنْ ذُنُوبِي وَكَرَّرَ عَلَيْهِ الْاِسْتِتَابَةَ وَهُوَ لَا يَزِيدُ فِي الْجَوَابِ، عَلٰى ذٰلِكَ الْبَحْثِ فِي الْمَجْلِسِ فِي كُفْرِهٖ وَفِي قَبُولِ تَوْبَتِهٖ بِبَعْضِ مَا تَضَمَّنَتْهُ هٰذِهِ الْكُرَّاسَةُ فَحَكَمَ الْقَاضِي الْمَالِكِيُّ بِقَتْلِهٖ فَقُتِلَ.

”میں ایک دفعہ ظہر کے وقت جامع مسجد اموی میں موجود تھا، یہ ١٦ جمادی اولیٰ، سن ٧٥٥ ہجری، بروز سوموار کی بات ہے۔ میرے پاس جامع اموی میں ایک شخص (علی بن ابی الفضل بن محمد بن حسین بن کثیر) حاضر ہوا، لوگ نماز پڑھ رہے تھے، اس نے نماز نہیں پڑھی، بلکہ صفیں چیرتا ہوا میرے پاس پہنچا، زبان سے بار بار یہ کہہ رہا تھا: ”اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے، جس نے آل محمد پر ظلم کیا۔“ میں نے پوچھا: کس نے ظلم کیا؟ بولا: ”ابوبکر۔“ میں نے پوچھا: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ؟ کہنے لگا: ”(ہاں، ہاں) ابوبکر، عمر، عثمان، یزید اور معاویہ، یہ سب۔“ تو میں نے حکم دیا کہ اس شخص کے گلے میں طوق ڈال کر قید کر دیا جائے۔ پھر اسے قاضی مالکی نے پکڑا اور مارا، مگر یہ اپنی بات پر ڈٹا رہا، بلکہ ایک

اور بات کہی، اس وقت میرے پاس دو گواہ بھی موجود تھے، کہنے لگا: ''فلاں اللہ کا دشمن ہے اور وہ حق پر فوت نہیں ہوا، اس نے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو میراث سے محروم کر کے ظلم کیا اور اس نے فاطمہ کی میراث روک کر نبی کریم ﷺ پر جھوٹ بولا۔'' اس کی مراد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ قاضی مالکی نے اسے اس دن کئی بار مارا، پھر بدھ والے دن ۱۸ جمادی الاولیٰ کو بھی مارا، مگر وہ اپنی بات پر ڈٹا رہا، پھر اسے جمعرات ۱۹ جمادی الاولیٰ کو عدالت میں پیش کیا گیا اور اس کے سامنے گواہ پیش کیے گئے، اس نے انکار نہیں کیا اور نہ کوئی بات کی، البتہ ہر سوال کے جواب میں یہی کہتا رہا: ''اگر میں نے ایسا کہا ہے، تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔'' پھر اس پر بار بار سوال دہرایا گیا، مگر وہ یہی جواب دیتا رہا۔ پھر اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع دیا گیا، مگر اس نے اپنے دفاع میں کچھ نہ کہا۔ پھر اسے کہا گیا کہ توبہ کر لو، تو اس نے کہا: ''میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔'' بار بار اسے توبہ کرنے کو کہا گیا، مگر وہ جواب میں اس سے زائد کچھ نہ کہتا تھا۔ اس مجلس میں اس کے کفر اور قبول توبہ کے متعلق بحث ہوئی، اس میں سے بعض کا ذکر اس تحریر میں کر دیا گیا ہے۔ پھر قاضی مالکی نے اس کے قتل کا فیصلہ سنایا اور اسے قتل کر دیا گیا۔''

(فتاوی السّبکي: 2/570-571، البِداية والنّهاية لابن کثیر: 18/561)

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ مَشْحُونَانِ بِمَنَاقِبِهِمْ وَفَضَائِلِهِمْ، وَهُمُ الَّذِينَ نَصَرُوا نَبِيَّهُمْ فِي اجْتِهَادِهِ، وَجَاهَدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ،

فَتَحُوا بِلَادَ الْإِسْلَامِ، وَحَفِظُوا الْأَحْكَامَ وَسَائِرَ الْعُلُومِ مِنْ سَيِّدِ الْأَنَامِ، وَانْتَفَعُوا بِهِمْ عُلَمَاءُ الْأَعْلَامِ وَمَشَايِخُ الْكِرَامِ، وَقَدْ عَلَّمَنَا اللّٰهُ فِي كِتَابِهٖ أَنْ نَقُولَ فِي حَقِّهِمْ: ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾(الحشر : ١٠)، وَقَدْ ظَهَرَتْ طَائِفَةٌ لَاعِنَةٌ مَلْعُونَةٌ، إِمَّا كَافِرَةٌ أَوْ مَجْنُونَةٌ، حَيْثُ لَمْ يَكْتَفُوا بِاللَّعْنِ وَالطَّعْنِ فِي حَقِّهِمْ، بَلْ نَسَبُوهُمْ إِلَى الْكُفْرِ بِمُجَرَّدِ أَوْهَامِهِمُ الْفَاسِدَةِ وَأَفْهَامِهِمُ الْكَاسِدَةِ مِنْ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ أَخَذُوا الْخِلَافَةَ وَهِيَ حَقُّ عَلِيٍّ بِغَيْرِ حَقٍّ، وَالْحَالُ أَنَّ هٰذَا بَاطِلٌ بِالْإِجْمَاعِ سَلَفًا وَخَلَفًا، وَلَا اعْتِبَارَ بِإِنْكَارِ الْمُنْكِرِينَ .

”کتاب وسنت صحابہ کرام کے فضائل ومناقب سے لبریز ہیں، انہوں نے اپنے نبی کی ہر میدان میں نصرت کی، اللہ کی راہ میں جہاد کیا، جیسے جہاد کرنے کا حق تھا، شہروں کے شہر فتح کیے اور نبی کریم ﷺ سے احکام دینیہ اور دیگر علوم شرعیہ کو محفوظ کیا، جن سے کبائر اہل علم اور مشائخ نے استفادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں تعلیم دی ہے کہ ہم ان کے حق میں یہ کہیں: ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾ ”ہمارے رب ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو معاف فرما، جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں۔“ ایک ملعون گروہ جو (صحابہ پر) لعن طعن کرتا ہے، ظاہر ہوا ہے، جو یا تو کافر ہیں یا

پاگل۔ وہ صحابہ کرام کے حق میں صرف لعن وطعن پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ اپنے فاسد خیالات اور گھٹیا سوچ کی بنا پر ان کی طرف کفر کی نسبت کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم نے ناحق خلافت چھین لی تھی، جبکہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا۔ حالانکہ اس کے باطل ہونے پر پہلے اور بعد والوں کا اجماع ہے اور منکروں کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں۔''

(مرقاة المَفاتيح : 3437/8)

کیا صحابہ مرتد ہو گئے تھے؟:

❁ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ خطبہ دیتے ہوئے اپنے حوض کا ذکر کیا، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، آپ نے اس خطبہ میں فرمایا:

أَلَا وَإِنَّهٗ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِّنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ، فَأَقُولُ : يَا رَبِّ أُصَيْحَابِي، فَيُقَالُ : إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ : ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ، فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾(المائدة : 117)، فَيُقَالُ : إِنَّ هٰؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ.

''میری امت کے لوگ میرے حوض پر آئیں گے۔ ان کو دائیں جانب سے پکڑ لیا جائے گا، میں کہوں گا، اللہ! یہ میرے امتی ہیں، کہا جائے گا: پیغمبر تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعات ایجاد کر لی تھیں، تو میں وہی بات

کہوں جو اللہ کے نیک بندے عیسیٰ اپنی امت کے متعلق کہیں گے: ''میں جب تک ان میں تھا، ان کا گواہ تھا، پھر جب میں تیرے پاس آ گیا، تب تو ہی ان پر گواہ تھا۔'' پھر کہا جائے گا، آپ کے ان کو چھوڑ آنے کے بعد یہ لوگ اپنے پاؤں کے بل پھر گئے تھے۔''

(صحيح البخاري : 4635، صحيح مسلم : 2807)

❁ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي، ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ.

''میرے پاس حوض پر کچھ اقوام آئیں گی، میں انہیں پہچان لوں گا اور وہ مجھے پہچان لیں گے، پھر میرے اور ان کے درمیان دیوار حائل کر دی جائے گی۔''

(صحيح البخاري : 6583، صحيح مسلم : 2290)

❁ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حوض کوثر کا ذکر کیا، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے محبوب! آپ ہمیں پہچان لیں گے؟ فرمایا: جی ہاں:

سِيمَا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ تَرِدُونَ عَلَيَّ غُرًّا مُّحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ، وَلَيُصَدَّنَّ عَنِّي طَائِفَةٌ مِّنْكُمْ فَلَا يَصِلُونَ، فَأَقُولُ : يَا رَبِّ هٰؤُلَاءِ مِنْ أَصْحَابِي، فَيُجِيبُنِي مَلَكٌ، فَيَقُولُ : وَهَلْ تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ؟

''میری امت کی ایک مخصوص نشانی ہے، جو دوسروں کی نہیں ہے، آپ میرے پاس آئیں گے، تو وضو کے آثار کی وجہ سے چمک رہے ہوں گے، پھر ایک گروہ کو مجھ سے دور کر دیا جائے گا، وہ مجھ تک نہیں پہنچ سکیں گے، میں کہوں گا، اللہ! یہ

میرے امتی ہیں، تو فرشتہ کہے گا: اے پیغمبر! کیا آپ جانتے ہیں کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا بدعات ایجاد کر لی تھیں؟"

(صحيح مسلم: 247)

ان احادیث میں "اصحابی" کا لفظ وارد ہوا ہے اور ہم نے اس کا ترجمہ امتی کیا ہے، کیونکہ عربی زبان میں صاحب، امتی کے معنی میں بھی مستعمل ہوا ہے، اسی طرح پیروکار کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے، جیسا کہ اصحاب ابی حنیفہ، اصحاب مالک، اصحاب شافعی وغیرہ کہا جاتا ہے، تو اس سے مراد ان کے مذہب پر چلنے والا طائفہ اور گروہ ہوتا ہے، دوسرے یہ کہ بعض احادیث میں صریحاً امتی کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔

❁ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي عَلَى الْحَوْضِ حَتّٰى أَنْظُرَ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ دُونِي، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ مِنِّي وَمِنْ أُمَّتِي، فَيُقَالُ: هَلْ شَعَرْتَ مَا عَمِلُوا بَعْدَكَ، وَاللّٰهِ مَا بَرِحُوا يَرْجِعُونَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ.

"میں حوض پر ہوں گا کہ آپ میں سے کچھ لوگ میرے پاس آئیں گے، میں کہوں گا: اللہ! یہ مجھ سے ہیں اور میری امت سے ہیں، کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا اعمال کیے، یہ لوگ اپنے پاؤں کے بل پھر گئے۔"

(صحيح البخاري: 6593، صحيح مسلم: 27)

اس حدیث سے دو چیزیں کھل گئی ہیں:

① امتی کے لفظ نے اصحابی کا معنی متعین کر دیا ہے، احادیث ایک دوسرے کی

تفسیر کرتی ہیں۔

② ایک ہی لفظ کے مختلف معنوں کی صریح مثال موجود ہے، وہ یوں کہ اس حدیث میں ایک لفظ استعمال ہوا ہے: ''منی'' اللہ یہ مجھ سے ہیں، یہی لفظ اہل بیت کے متعلق بھی استعمال ہوا ہے کہ وہ ''منی'' مجھ سے ہیں۔

اس سے وضاحت ہوگئی کہ ایک ہی لفظ مختلف مواقع پر الگ الگ معانی میں مستعمل ہو سکتا ہے، کیونکہ جب اہل بیت کے لئے ''منی'' بولا گیا، تو ایک خاص امتیاز دینا مراد تھا، لیکن اس روایت میں صرف امتی کے لئے ''منی'' کا لفظ بول دیا گیا، حالانکہ وہ بدعتی بھی ہے۔

لہٰذا صرف لفظوں کے پیچھے بھاگنا درست نہیں، وگرنہ کوئی بد بخت ہی ہوگا جو ''منی'' کے لفظ سے اہل بیت کی مراد خاص کر کے ان کو اس حدیث کا مصداق ٹھہرا دے، ہم اس شخص پر تف کہتے ہیں اور اس کی عقل پر افسوس کرتے ہیں۔

اسی طرح جو شخص اصحابی کا لفظ صرف صحابہ کرام کے لئے خاص کر لے، اس کی عقل پر بھی تھوکرتے ہیں۔

❀ امام ابن قتیبہ رحمہ اللہ (۲۷۶ھ) فرماتے ہیں:

''بھلا کیوں کر ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اسلام سے پھر جانا ہو، انہیں لوگوں کی مثالیں اللہ تورات وانجیل میں بیان کر دے، ان سے رضا کے پیمانے جاری کر دے، اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں، یا تم کہو کہ اللہ کو ان کے مرتد ہو جانے کی خبر تھی، پھر بھی اللہ نے ان کی طرف رضا کے سرٹیفکیٹ بھیج دیئے، یا تم کہو کہ اللہ کو خیر سے پتہ ہی کوئی نہیں تھا، یہ تو ہم کو پتہ چل گیا، جو بھی کہو گے، کافر قرار دیئے جاؤ گے۔''

(تاویل مختلف الحدیث، ص 342)

یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ میں سے کوئی بھی مرتد نہیں ہوا تھا، بلکہ وہ عرب کے سخت دل بدو لوگ تھے، جو مرتد ہو گئے تھے۔

حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) لکھتے ہیں:

لَمْ يَرْتَدَّ أَحَدٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ بَعْدَهٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَإِنَّمَا ارْتَدَّ قَوْمٌ مِّنْ جُفَاةِ الْأَعْرَابِ .

''نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ میں سے تو کوئی بھی مرتد نہیں ہوا، بلکہ عرب کے سخت دل خانہ بدوشوں کا ایک گروہ مرتد ہوا تھا۔''

(إعلام الحديث : 1843/3)

اس تصریح سے بعض منکرین حدیث کا اعتراض بھی ہوا ہو جاتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ بخاری و مسلم میں قرآن کے مخالف احادیث موجود ہیں، قرآن تو صحابہ کی شان بیان کرتا ہے اور حدیث ان کو مرتد کہتی ہے، حالانکہ حدیث نے بالکل بھی صحابہ کو مرتد نہیں کہا، جیسا کہ ہم تفصیل بیان کر چکے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بے شمار فضائل ومناقب ہیں۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر ہیں۔ نبوت سے پہلے، نبوت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی رہے۔ رفیق ہجرت، انیس غار اور سفر وحضر کے ساتھی ہیں۔ تمام غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ قبر میں بھی ساتھی ہیں، جنت میں بھی ساتھ ہوں گے۔

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلَّذِي يُقْطَعُ بِهٖ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَأَقْوَالِ عُلَمَاءِ الْأُمَّةِ وَيَجِبُ أَنْ تُؤْمِنَ بِهِ الْقُلُوبُ وَالْأَفْئِدَةُ فَضْلُ الصِّدِّيقِ عَلٰى جَمِيعِ الصَّحَابَةِ، وَلَا مُبَالَاةَ بِأَقْوَالِ أَهْلِ الشِّيَعِ وَلَا أَهْلِ الْبِدَعِ.

”جو بات کتاب وسنت، علمائے امت کے اقوال سے قطعی طور پر معلوم ہوتی ہے اور جس پر دل وجان سے ایمان لانا ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ پر فضیلت حاصل ہے، اس حوالہ سے شیعہ اور اہل بدعت کے اقوال کی کوئی حیثیت نہیں۔“

(تفسير القرطبي: 148/8)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل الصحابہ اور اعلم الصحابہ کا اعزاز حاصل ہے۔ (بخاری: ۳۶۹۷، ۴۶۶) متواتر روایت میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ کی افضلیت کا اقرار کرتے تھے۔ (بخاری: ۳۷۱۱، ۳۶۷۱) آپ کو سبقت اسلام کا شرف حاصل ہے۔ (مسلم: ۸۳۲)

آپ کے ایمان کی گواہی خود نبی کریم ﷺ نے دی۔ (بخاری: ۳۶۹۰، مسلم: ۲۳۸۸) آپ نبی کریم ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھے۔ (بخاری: ۳۶۶۲، مسلم: ۲۳۸۴) صحابہ کرام آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا سردار، سب سے بہتر اور نبی کریم ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب سمجھتے تھے۔ (بخاری: ۳۶۶۷) آپ ان خوش نصیبوں میں سے ہیں، جنہیں جنت کے آٹھوں دروازوں سے بلایا جائے گا۔ (بخاری: ۳۶۶۶، مسلم: ۱۰۲۷) نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں ہی آپ کو مصلیٰ امامت پر کھڑا کیا۔ (بخاری: ۶۶۴، مسلم: ۴۱۸) اسلام کے پہلے خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپ کا انتخاب مہاجرین وانصار نے کیا۔ (بخاری: ۶۸۳۰) غلبہ اسلام کے لیے آپ کی بے شمار قربانیاں ہیں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کیا۔ (بخاری: ۳۷۵۴) آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت کر کے خوشی محسوس کرتے تھے۔ (بخاری: ۳۹۰۸) نبی کریم ﷺ نے کئی بار آپ کو جنتی ہونے کی بشارت سنائی۔ (بخاری: ۳۶۷۴، مسلم: ۲۴۰۳) نبی کریم ﷺ نے آپ کو اپنا بھائی اور ساتھی فرمایا۔ (بخاری: ۳۶۵۶) ایک دفعہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مابین تلخ کلامی ہوگئی، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے معافی مانگی، عمر رضی اللہ عنہ نے پس وپیش سے کام لیا، تو نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا: کیا آپ لوگ میری خاطر میرے ساتھی کو معاف نہیں کر سکتے، کیا آپ لوگ میری خاطر میرے ساتھی کو معاف نہیں کر سکتے؟ (ایک وقت تھا کہ) میں نے کہا تھا: اے لوگو! مجھے آپ سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے، تو آپ سب نے میری تکذیب کی، مگر ابوبکر نے میری تصدیق کی۔ (بخاری: ۴۶۴۰) نبی کریم ﷺ آپ رضی اللہ عنہ کی عزت وتکریم کرتے تھے۔ (مسند احمد: ۳/۱۶۰، وسندہ حسن) نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائے مغفرت کی۔ (بخاری: ۳۶۶۱) نبی کریم ﷺ نے آپ کو "صدیق" کے لقب سے

نوازا۔(بخاری:۳۶۷۵)

حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْأَئِمَّةُ عَلٰى تَسْمِيَتِهٖ صِدِّيقًا .

”ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لقب ”صدیق“ پر ائمہ مسلمین کا اجماع ہے۔“

(تهذيب الأسماء واللّغات : 181/2)

علامہ زرکشی رحمہ اللہ (۷۹۴ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى تَسْمِيَةِ أَبِي بَكْرٍ صِدِّيقًا كَمَا أَجْمَعُوا عَلٰى تَسْمِيَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ”صدیق“ لقب پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، جیسا کہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ”محمد“ ہے۔“

(تشنيف المَسامع : 831/4)

ایک دفعہ عقبہ بن ابی معیط نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گلو اطہر میں چادر ڈال کر بھینچا، تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوراً دفاع کے لیے آگے بڑے اور اسے کندھے سے پکڑ کر دور کیا۔ (بخاری:۳۸۵۶) سردار مکہ ابن دغنہ کافر نے آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف و ستائش کی اور آپ کی فضیلت اور اہمیت کا اقرار کرتے ہوئے آپ کو معاشرے کا مفید فرد قرار دیا۔(بخاری: ۳۹۰۵) صحابہ کرام اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اہل اسلام کو ابوبکر اور آپ کی آل کی وجہ سے بے شمار برکات نصیب ہوئیں۔(بخاری:۳۳۴، مسلم:۳۶۷) آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا کھانا بابرکت تھا، صحابہ نے گواہی دی کہ ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کے گھر سے کھانا کھایا، ہم ایک لقمہ اٹھاتے، تو کھانا بڑھ جاتا، حتی کہ ہم نے سیر ہو کر کھانا کھایا، مگر کھانا پہلے سے زیادہ ہو چکا

تھا۔ (بخاری: ۶۰۲، مسلم: ۲۰۵۷) آپ رضی اللہ عنہ فصیح اللسان اور فی البدیہہ خطیب تھے۔
(بخاری: ۶۸۳۰) آپ کے کئی بلیغ خطبات کتب حدیث میں مذکور ہیں۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں باہر تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کو کپڑے سے باندھ رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے، اللہ کی تعریف وثنا کی، پھر فرمایا: ابوبکر سے زیادہ احسان مجھ پہ کسی نے نہیں کیے، مال کا احسان ہو یا جان کا۔ میں اگر کسی کو خلیل بناتا، تو ابوبکر کو بناتا، لیکن اسلام کی خُلّت زیادہ بہتر ہے، ابوبکر کے علاوہ اس مسجد کی طرف کھلنے والی ہر کھڑکی بند کر دی جائے۔ (صحيح البخاري: 467، 3654)

یہ حدیث متواتر ہے۔

(نظم المُتناثر للكتاني، ص 193)

❀ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ابوبکر اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو بلائیں، میں خلافت لکھ دیتا ہوں، پھر ارادہ ترک کر دیا، فرمایا:

يَأْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ.

”خلافت کے لئے ابوبکر کے علاوہ کسی کا نام آیا، تو اللہ تعالیٰ اور مومن انکار کر دیں گے۔“

(مسند الإمام أحمد: 6/144، صحيح مسلم: 2387)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اہل بیت سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے اور ان کے حقوق کا پورا پورا لحاظ رکھتے تھے، بلکہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ اہل بیت کے حقوق کی رعایت اور ان کا احترام واکرام کرتے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت وعقیدت کا اظہار کریں۔
(بخاری: ۳۷۱۳) آپ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں

سے بے حد شفقت و محبت اور احترام واکرام والا معاملہ کرتی تھیں۔ (بخاری:۳۵۰۳)

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَضِيلَتَكَ، وَذَكَرَ قَرَابَتَهُمْ مِّنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَقَّهُمْ، فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي.

”ابوبکر! ہم آپ کی فضیلت و مرتبہ کے اقراری ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل بیت کی قرابت داری اور ان کے حقوق کا ذکر کیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں سے حسن سلوک مجھے اپنے عزیز و اقارب سے زیادہ عزیز ہے۔“

(صحيح البخاري: 3711، 3712، صحيح مسلم: 1758)

❁ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ (عمر رضی اللہ عنہ) کو آپ کے ساتھیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ (جنت میں) جگہ دے گا، کیوں کہ میں اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا کہ میں، ابوبکر اور عمر گئے، میں، ابوبکر اور عمر داخل ہوئے، میں، ابوبکر اور عمر نکلے۔“

(صحيح البخاري: 3685، صحيح مسلم: 2389)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واحد خلیفہ ہیں، جنہوں نے مرتدین کے خلاف جہاد کیا۔

(بخاری: ۷۲۸۴، مسلم: ۲۱) آپ رضی اللہ عنہ نے دو گتوں کے درمیان قرآن مجید جمع کروایا۔ (بخاری: ۴۹۸۶) اسی لیے آپ کو ''جامع القرآن'' کہا جاتا ہے۔

قرآن کریم میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صحابی کہا گیا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾(التّوبة : ٤٠)

''دو میں سے دوسرے، جب وہ دونوں غار میں تھے، تو وہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھی (ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کیجئے، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

❁ اس آیت کے تحت حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّ الصَّاحِبَ الْمَذْكُورَ أَبُو بَكْرٍ .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ (آیت میں) مذکور ''صاحب'' سے مراد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔''

(تاریخ الخلفاء، ص 41)

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْمُفَسِّرُونَ .

''(اس آیت میں صاحب سے مراد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔) اس پر مفسرین کا اجماع ہے۔''

(جَمع الوسائل : 221/2)

❁ صحیح بخاری (۴۶۶۳) اور صحیح مسلم (۲۳۸۱) وغیرہ میں ثابت ہے کہ سیدنا

ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی غار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی بنے۔

❀ فرمان الٰہی: ﴿وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى﴾(اللّیل : ۱۷) ”عنقریب جہنم سے بڑے پرہیزگار کو بچالیا جائے گا۔“ سے مراد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

❀ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۰ھ) فرماتے ہیں:

يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ الصِّدِيقَ، فِي قَوْلِ الْجَمِيعِ .

”تمام مفسرین کے مطابق اس سے مراد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔“

(تفسير البغوي : 448/8)

❀ علامہ فخر رازی رحمہ اللہ (۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ مِنَّا عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ .

”ہمارے مفسرین کا اجماع ہے کہ اس سے مراد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔“

(تفسير الرّازي : 187/31)

❀ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ أُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ﴾(الزّمر : ۳۳)

”جو سچ لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی، یہی متقی ہیں۔“

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(النّور : ۲۲)

”تم میں سے اہل فضل اور وسعت والوں کو یہ قسم نہیں اٹھانی چاہیے کہ وہ اقربا،

مساکین اور راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں پر خرچ نہیں کریں گے۔ انہیں چاہیے کہ معاف کر دیں اور دل صاف کر لیں، کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمادے، وہ خوب بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔“

یہ آیت کریمہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی۔

(صحيح البخاري: 2661)

یہ چاروں آیات سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہیں۔ ان میں آپ رضی اللہ عنہ کا نام ذکر نہیں ہوا، بلکہ وصف کمال ذکر کیا گیا ہے، اس سے آپ رضی اللہ عنہ کی عظمت اور فضیلت کو چار چاند لگ گئے۔

❁ امام وکیع ابن الجراح رحمہ اللہ (۱۹۷ھ) فرماتے ہیں:

لَوْلَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ لَذَهَبَ الْإِسْلَامُ.

”ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہ ہوتے، تو اسلام مٹ جاتا۔“

(فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: 111، 114، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ (۲۶۴ھ) اور امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ (۲۷۷ھ) نے اہل سنت کا متفقہ عقیدہ یوں بیان کیا ہے:

أَدْرَكْنَا الْعُلَمَاءَ فِي جَمِيعِ الْأَمْصَارِ حِجَازًا وَّعِرَاقًا وَّشَامًا وَّيَمْنًا فَكَانَ مِنْ مَذْهَبِهِمْ: ...... خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، ثُمَّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، وَهُمُ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ الْمَهْدِيُّونَ.

”ہم نے حجاز، عراق، شام اور یمن میں تمام علاقوں کے اہل علم کو دیکھا، ان کا مذہب تھا کہ...... نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت کی بہترین شخصیت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر بن خطاب، پھر عثمان بن عفان، پھر علی بن ابی طالب علیہم السلام۔ یہ سب ہدایت یافتہ خلفائے راشدین ہیں۔“

(أصول مذهب أهل السنة)

❁ عباسی علما کا اجماعی عقیدہ ہے:

يَجِبُ أَنْ يُحَبَّ الصَّحَابَةُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ، وَنَعْلَمُ أَنَّهُمْ خَيْرُ الْخَلْقِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَّ خَيْرَهُمْ كُلِّهِمْ وَأَفْضَلَهُمْ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، ثُمَّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ .

”ضروری ہے کہ نبی کریم ﷺ کے تمام صحابہ سے محبت کی جائے، ہم جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ امت کے بہترین افراد ہیں۔ نیز رسول اللہ ﷺ کے بعد امت میں سب سے افضل اور بہترین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر بن خطاب، پھر عثمان بن عفان، پھر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم۔“

(الْمُنْتَظَم في تاريخ الْمُلُوك والأُمَم لابن الجَوزي : 15/281، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ أَهْلُ السُّنَّةِ : أَفْضَلُهُمْ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ .

”اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ صحابہ میں سب سے افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔“

(شرح النووي : 148/15)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَفْضَلُ أَوْلِيَاءِ اللّٰهِ بَعْدَ الرُّسُلِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

"رسولوں کے بعد افضل الاولیاء سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔"

(الفتاوی الکبریٰ : 401/2)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) نقل کرتے ہیں:

إِجْمَاعُ عُلَمَاءِ السُّنَّةِ عَلٰى أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَعْلَمُ مِنْ عَلِيٍّ، وَمَا عَلِمْتُ أَحَدًا مِّنَ الْأَئِمَّةِ الْمَشْهُورِينَ يُنَازِعُ فِي ذٰلِكَ .

"علمائے اہل سنت کا اجماع ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ علم والے ہیں اور میں (ابن تیمیہ رحمہ اللہ) نہیں جانتا کہ کسی مشہور امام نے اس بارے میں کوئی اختلاف کیا ہو۔"

(الفتاوی الکبریٰ : 430/4، مجموع الفتاویٰ : 399/4، منہاج السّنۃ : 502/7)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّاعَةِ، فَقَالَ : مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ : وَمَاذَا أَعْدَدْتَ لَهَا، قَالَ : لَا شَيْءَ، إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ، قَالَ أَنَسٌ : فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ، فَرَحْنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ، قَالَ أَنَسٌ : فَأَنَا

أُحِبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ بِحُبِّي إِيَّاهُمْ، وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ .

''ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ فرمایا: آپ نے اس کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ کہنے لگا: کچھ بھی نہیں، بس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ فرمایا: آپ انہی کے ساتھ ہوں گے، جن سے محبت کرتے ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں اتنی خوشی کسی شے سے نہیں ہوئی، جتنی اس فرمان نبوی سے ہوئی کہ ''آپ انہی کے ساتھ ہوں گے، جن سے محبت کرتے ہیں۔'' انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی ﷺ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرتا ہوں اور مجھے اُمید ہے کہ ان سے محبت کی وجہ سے میں انہی کے ساتھ ہوں گا، اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں۔''

(صحيح البخاري : 3688، صحيح مسلم : 2639)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

رَأَيْتُ كَأَنَّ ثَلَاثَةَ أَقْمَارٍ سَقَطْتْ فِي حُجْرَتِي، فَسَأَلْتُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ : يَا عَائِشَةُ، إِنْ تَصْدُقْ رُؤْيَاكِ يُدْفَنُ فِي بَيْتِكِ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ ثَلَاثَةٌ، فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدُفِنَ، قَالَ لِي أَبُو بَكْرٍ : يَا عَائِشَةُ، هٰذَا خَيْرُ أَقْمَارِكِ، وَهُوَ أَحَدُهَا .

''میں نے خواب دیکھا کہ تین چاند میرے حجرے میں اُترے ہیں۔ میں نے

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے تعبیر پوچھی، تو فرمایا: عائشہ! اگر آپ کا خواب سچا ہے، تو (اس کی تعبیر یہ ہے کہ) آپ کے گھر میں کائنات کے تین بہترین لوگ دفن ہوں گے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور دفن ہوئے، تو مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عائشہ! آپ کے چاندوں میں سے سب سے بہترین چاند یہ ہیں۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ) ان چاندوں میں سے ایک ابوبکر رضی اللہ عنہ خود بھی تھے۔''

(المستدرك للحاكم : 4400، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ، فَإِنِّي قَدْ وُلِّيتُ عَلَيْكُمْ وَلَسْتُ بِخَيْرِكُمْ، فَإِنْ أَحْسَنْتُ فَأَعِينُونِي، وَإِنْ أَسَأْتُ فَقَوِّمُونِي، الصِّدْقُ أَمَانَةٌ، وَالْكَذِبُ خِيَانَةٌ، وَالضَّعِيفُ فِيكُمْ قَوِيٌّ عِنْدِي حَتّٰى أُرِيحَ عَلَيْهِ حَقَّهٗ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، وَالْقَوِيُّ فِيكُمْ ضَعِيفٌ عِنْدِي حَتّٰى آخُذَ الْحَقَّ مِنْهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، لَا يَدَعُ قَوْمٌ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِلَّا ضَرَبَهُمُ اللّٰهُ بِالذُّلِّ، وَلَا تَشِيعُ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا عَمَّهُمُ اللّٰهُ بِالْبَلَاءِ، أَطِيعُونِي مَا أَطَعْتُ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ، فَإِذَا عَصَيْتُ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَلَا طَاعَةَ لِي عَلَيْكُمْ، قُومُوا إِلٰى صَلَاتِكُمْ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ.

''امابعد! اے لوگو! مجھے تم پر امیر مقرر کیا گیا ہے، جبکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں، اگر میں اچھا کروں، تو میری مدد کرنا اور اگر غلط جاؤں، تو مجھے درست کر دینا۔

سچ امانت ہے اور جھوٹ خیانت۔ جو آپ میں کمزور شخص ہے، وہ میرے نزدیک قوی ہے، ان شاء اللہ میں اسے اس کا پورا پورا حق دوں گا اور جو آپ میں قوی ہے، وہ میرے نزدیک کمزور ہے، ان شاء اللہ میں اس سے (شرعی) حق وصول کروں گا۔ جو قوم جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دیتی ہے، اللہ تعالیٰ اسے رسوا کر دیتا ہے اور جس قوم میں فحاشی عام ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ ان سب کو مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں رہوں، میرے اطاعت کرتے رہنا اور جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں، تو آپ پر میری اطاعت نہیں ہے۔ اب آپ نماز کے لیے کھڑے ہو جائیں، اللہ آپ سب پر رحم کرے۔''

(سیرۃ ابن ھشام : 318/4، وسندہٗ حسنٌ)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(البدایۃ والنّھایۃ : 415/9)

❀ سالم بن ابی حفصہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''میں نے ابو جعفر محمد بن علی (باقر رحمہ اللہ) اور جعفر بن محمد (صادق رحمہ اللہ) سے سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: سالم! ان سے محبت رکھیے اور ان کے دشمنوں سے اظہارِ برأت کیجئے، کیونکہ وہ دونوں ہدایت کے امام تھے، سالم کہتے ہیں: مجھے جعفر بن محمد صادق رحمہ اللہ نے یہ بھی کہا: سالم! بھلا بندہ اپنے دادا کو بھی گالی دے سکتا ہے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے دادا ہیں، مجھے قیامت کے دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو، اگر میں ان (سیدنا ابو بکر

وعمر رضی اللہ عنہما) سے محبت نہ رکھوں اور ان کے دشمنوں سے اظہار برأت نہ کروں۔‘‘

(الاعتقاد للبيهقي : 506، وسندهٗ حسنٌ)

❀ سیدنا زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ نے بعد از وفات کلام کیا:

أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ الْأَمِينُ خَلِيفَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ ضَعِيفًا فِي جِسْمِهٖ، قَوِيًّا فِي أَمْرِ اللّٰهِ، صِدْقٌ صِدْقٌ، وَكَانَ فِي الْكِتَابِ الْأَوَّلِ .

’’ابوبکر صدیق وامین، خلیفۂ رسول رضی اللہ عنہ جسمانی طور پر کمزور ہیں، مگر اللہ کے حکم (کو اختیار و نافذ کرنے) میں قوی ہیں۔ یہ حق ہے، یہ حق ہے اور یہ بات پہلی کتابوں میں بھی مذکور ہے۔‘‘

(من عاش بعد المَوت لابن أبي الدّنيا، ص 22، دلائل النّبوة للبيهقي : 56/6، وسندهٗ حسنٌ)

❀ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَّا قِصَّةُ زَيْدِ بْنِ خَارِجَةَ وَكَلَامُهٗ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَشَهَادَتُهٗ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ بِالصِّدْقِ، فَمَشْهُورَةٌ مَرْوِيَّةٌ مِنْ وُجُوهٍ كَثِيرَةٍ صَحِيحَةٍ .

’’سیدنا زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا قصہ اور آپ رضی اللہ عنہ کا وفات کے بعد کلام کرنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم کی صداقت کی گواہی دینا، بہت ساری صحیح روایات سے مروی ہے۔‘‘(البداية والنّهاية : 393/9)

پہلا مسلمان؟

آزاد مردوں میں سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے تھے۔

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ وَأَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَظُنُّ أَنَّ النَّاسَ عَلٰى ضَلَالَةٍ، وَأَنَّهُمْ لَيْسُوا عَلٰى شَيْءٍ وَّهُمْ يَعْبُدُونَ الْأَوْثَانَ، فَسَمِعْتُ بِرَجُلٍ بِمَكَّةَ يُخْبِرُ أَخْبَارًا، فَقَعَدْتُ عَلٰى رَاحِلَتِي، فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ، فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْفِيًا جُرَءَ اءُ عَلَيْهِ قَوْمُهٗ، فَتَلَطَّفْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلَيْهِ بِمَكَّةَ، فَقُلْتُ لَهٗ: مَا أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا نَبِيٌّ، فَقُلْتُ: وَمَا نَبِيٌّ؟ قَالَ: أَرْسَلَنِي اللّٰهُ، فَقُلْتُ: وَبِأَيِّ شَيْءٍ أَرْسَلَكَ، قَالَ: أَرْسَلَنِي بِصِلَةِ الْأَرْحَامِ، وَكَسْرِ الْأَوْثَانِ، وَأَنْ يُوَحَّدَ اللّٰهُ لَا يُشْرَكُ بِهٖ شَيْءٌ، قُلْتُ لَهٗ: فَمَنْ مَعَكَ عَلٰى هٰذَا؟ قَالَ: حُرٌّ، وَعَبْدٌ، قَالَ: وَمَعَهٗ يَوْمَئِذٍ أَبُو بَكْرٍ، وَبِلَالٌ مِمَّنْ آمَنَ بِهٖ.

”میں زمانہ جاہلیت میں لوگوں کو گمراہ سمجھتا تھا کہ یہ بتوں کے پجاری کسی (آسمانی) دین پر نہیں ہیں۔ مجھے معلوم ہوا کہ مکہ کا ایک آدمی خبریں دیتا ہے۔ میں سواری پر بیٹھا اور اس کے پاس جا پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لوگوں سے چھپ کر رہتے ہیں اور لوگ آپ کو اذیتیں دینے کے در پے ہیں۔ میں آرام سے مکہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا: آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں نبی ہوں، میں نے پوچھا: نبی کون؟ فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا ہے۔ میں نے پوچھا: کیا دے کر؟ فرمایا: صلہ رحمی، بت شکنی اور ہر قسم کے شرک سے پاک توحید کا پیغام دے کر۔ عرض کیا: اس دعوت پر آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا: ایک آزاد اور ایک غلام۔ سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان دنوں ابھی سیدنا ابوبکر اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہما ایمان لائے تھے۔"

(صحیح مسلم: 732)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ صَدَقَ، وَوَاسَانِي بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوا لِي صَاحِبِي.

"اللہ نے مجھے مبعوث کیا، تو آپ سب نے میری تکذیب کی تھی، صرف ابوبکر نے تصدیق کی تھی اور مال وجان کے ساتھ تعاون بھی کیا، تو کیا آپ میرے لیے میرے ساتھی کو معاف بھی نہیں کر سکتے؟"

(صحيح البخاري: 3661)

یہ دونوں حدیثیں نص ہیں کہ سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہونے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

مورخ اسلام مفسر قرآن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَمَّا عَلِيٌّ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَإِنَّهُ أَسْلَمَ قَدِيمًا، وَهُوَ دُونَ

الْبُلُوغِ عَلَى الْمَشْهُورِ، وَيُقَالُ: إِنَّهُ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ، وَقَدْ رُوِيَ فِي ذٰلِكَ حَدِيثٌ عَنْهُ وَلَا يَصِحُّ، وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْغِلْمَانِ، كَمَا أَنَّ خَدِيجَةَ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النِّسَاءِ، وَأَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ الْأَحْرَارِ، وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْمَوَالِي.

''علی رضی اللہ عنہ متقدم الاسلام صحابی ہیں، مشہور قول کے مطابق آپ ابھی بلوغت کو نہیں پہنچے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے آپ ہی ہیں، اس سلسلہ میں ایک ضعیف حدیث بھی پیش کی جاتی ہے، جب کہ درست یہی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ بچوں میں، خدیجہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آزاد مردوں میں اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما آزاد کردہ غلاموں میں سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے۔''

(البداية والنّهاية: 31/11)

امام حاکم رحمہ اللہ (۴۰۵ھ) فرماتے ہیں:

الصَّحِيحُ عِنْدَ الْجَمَاعَةِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ الْبَالِغِينَ.

''صحیح بات یہ ہے کہ تمام اہل علم کے نزدیک بالغ مردوں میں سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔''

(معرفة علوم الحديث، ص 23)

علامہ ابوالمظفر سمعانی رحمہ اللہ (۴۸۹ھ) نقل کرتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ فِي السَّابِقِينَ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَعَيَّنُوا مِنَ الرِّجَالِ أَبَا بَكْرٍ، وَمِنَ النِّسَاءِ خَدِيجَةَ، وَمِنَ الصِّبْيَانِ عَلِيًّا وَمِنَ الْعَبِيدِ بِلَالًا .

''پہلے اسلام لانے والوں کے متعلق امت کا اجماع ہے کہ مردوں میں سیدنا ابو بکر، عورتوں میں سیدہ خدیجہ، بچوں میں سیدنا علی اور غلاموں میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہم سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے۔''

(الاصطلام : 734/2)

✿ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ .

''(بالغ آزاد مردوں میں سب سے پہلے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے) اس پر اہل علم کا اتفاق ہے۔''

(مجموع الفتاوی : 462/4)

✿ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

إِنِّي أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ .

''میں پہلا مسلمان ہوں۔''

(أخبار المكيّين لابن أبي خيثمة : 84)

سند سخت ضعیف ہے۔

① یحیٰی بن العلاء متروک ہے۔

② حنظلہ بن سبرہ مسیّب مجہول الحال ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۶/ ۲۲۵'' میں ذکر کیا ہے۔

③ سبرہ بن مسیّب بھی مجہول الحال ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے "الثقات:۴/۳۴۱" میں ذکر کیا ہے۔

④ مسیّب بن نجبہ کی توثیق نہیں۔

❀ لیلیٰ غفاریہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

هٰذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَوَّلُ النَّاسِ إِيمَانًا .

"یہ علی بن ابی طالب لوگوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔"

(أخبار المكيّين لابن أبي خيثمة : 85)

سند سخت ضعیف ہے۔

① ابوصلت عبدالسلام بن صالح ضعیف ومتروک ہے۔

② موسیٰ بن قاسم تغلبی کی توثیق نہیں۔

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ .

"اس کی متابعت نہیں کی گئی۔"

(الضعفاء الكبير للعقيلي : 166/4، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ اس روایت کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهُ مُظْلَمٌ .

"اس کی سند اندھیری ہے۔"

(ميزان الاعتدال : 217/4)

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

أَسْلَمْتُ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ أَبُو بَكْرٍ .

”میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پہلے مسلمان ہوا۔“

(أخبار المكيّين لابن أبي خيثمة : 86)

سند ضعیف ہے۔

① سلیمان بن عبد اللہ ابو فاطمہ ضعیف ہے۔

❁ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ .

”اس کی متابعت نہیں کی گئی۔“

(التاريخ الكبير : 23/4)

② سلیمان ابو فاطمہ کا معاذہ سے سماع معلوم نہیں۔

❁ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ سَمَاعُ سُلَيْمَانَ مِنْ مُعَاذَةَ .

”سلیمان کا معاذہ سے سماع معلوم نہیں۔“

(التاريخ الكبير : 23/4)

❁ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

أَنْتَ أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِي .

”آپ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے۔“

(مسند البزّار : 3898)

باطل روایت ہے۔ محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

❁ سیدنا ابوذر غفاری اور سیدنا سلمان رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

إِنَّ هٰذَا أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِي .

”یہ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني : 269/6، ح : 6184)

سند ضعیف ہے۔ عمر بن سعد نصری ضعیف ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ حَدِيْثُهٗ . ”اس کی حدیث ثابت نہیں۔“

(التّاريخ الكبير : 158/6)

❁ روایت ہے:

كَانَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ خَدِيجَةَ .

”سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہونے والے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 331/1)

روایت منکر ہے، جیسا کہ حافظ ذہبی اور حافظ عراقی رحمہما اللہ نے فرمایا ہے۔

(ميزان الاعتدال للذهبي : 384/4، تخريج أحاديث الإحياء للعراقي : 1942/4)

ابو بلج یحییٰ بن سلیم اگرچہ حسن الحدیث ہے، لیکن امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَوٰى حَدِيثًا مُّنْكَرًا .

”اس نے ایک منکر حدیث بیان کی ہے۔“

(تہذیب التہذیب لابن حجر : 184/12)

امام ابن حبان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَرٰی أَنْ لَّا یُحْتَجَّ بِمَا انْفَرَدَ مِنَ الرِّوَایَةِ .

”میرے مطابق اس کی منفرد روایات حجت نہیں ہیں۔“

(کتاب المجروحین : 113/3)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

صَدُوقٌ، رُبَّمَا أَخْطَأَ .

”سچا ہے، لیکن بسا اوقات غلطی کر جاتا ہے۔“

(تقریب التہذیب : 8003)

اس روایت کے بعض الفاظ میں واضح غرابت اور نکارت موجود ہے۔

❁ دوسری روایت ہے:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَا أَوَّلُ رَجُلٍ صَلّٰی مَعَ رَسُولِ اللّٰہِ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے نماز میں نے پڑھی۔“

(مسند الإمام أحمد : 141/1)

سند ضعیف ہے۔حبہ بن جوین کو جمہور محدثین نے ضعیف کہا ہے۔

❁ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَوَّلُ النَّاسِ وُرُودًا عَلَی الْحَوْضِ أَوَّلُهُمْ إِسْلَامًا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ .

”سب سے پہلے حوض کوثر پر علی بن ابی طالب آئیں گے، جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔“

(المُعجم لابن الأعرابي : 1265)

مرفوعاً وموقوفاً سخت ضعیف ہے۔

الکامل لابن عدی (۴/ ۴۷۵) میں مرفوعاً آتی ہے، یہ سند موضوع ہے۔

① ابو معاویہ عبدالرحمٰن بن قیس زعفرانی وضاع اور کذاب ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ حَدِيْثُهٗ بِشَيْئٍ، مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ، حَدِيْثُهٗ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ .

”اس کی حدیث کچھ بھی نہیں ہے، متروک الحدیث ہے۔ اس کی بیان کردہ حدیث ضعیف ہے۔“

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 278/5)

امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ كَذَّاباً . ”جھوٹا تھا۔“

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 278/5)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُتَّفَقٌ عَلٰی تَضْعِيْفِهٖ .

”بالاتفاق ضعیف ہے۔“

(لسان الميزان : 283/8)

② سفیان ثوری کا عنعنہ بھی ہے۔

تنبیہ:

حافظ سیوطی رحمہ اللہ (اللآلی المصنوعۃ: ۳۲۶/۱) نے ابو صادق اور سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کے درمیان علیم الکندی کا واسطہ بھی ذکر کیا ہے، علیم الکندی کو صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۲۸۶/۵'' میں ذکر کیا ہے، لہٰذا مجہول الحال ہے۔

حافظ سیوطی رحمہ اللہ (اللآلی المصنوعۃ: ۳۲۶/۱) لکھتے ہیں:

اَبُو مُعَاوِيَةَ كَذَّابٌ يَصْنَعُ وَتَابَعَهٗ سَيْفُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الثَّوْرِيِّ وَهُوَ شَرٌّ مِّنْهُ.

''ابو معاویہ جھوٹا اور وضاع ہے، سفیان ثوری سے بیان کرنے میں اس کی متابعت سیف بن محمد نے کر رکھی ہے، جو اس سے بھی زیادہ برا ہے۔''

سیف بن محمد کذاب وضاع کی یہ روایت مستدرک حاکم (۱۳۶/۳) اور تاریخ بغداد للخطیب (۸۱/۲) میں آتی ہے۔

اس میں بھی سفیان ثوری کا عنعنہ بھی ہے۔ اس میں علیم کی جگہ اغر ہے۔

❁ ایک سند ابن مردویہ کے حوالے سے العلل المتناھیۃ لابن الجوزی (۳۳۳) اللآلی المصنوعۃ للسیوطی (۳۲۷/۱) میں آتی ہے۔

یہ جھوٹی سند ہے۔

① محمد بن احمد واسطی اگر لسان المیزان والا ہے تو ضعیف ہے۔ اگر محمد بن احمد بن حمدان بن عیسیٰ وراق ابو الطیب ہے تو وضاع اور کذاب ہے۔

② سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

③ علیم الکندی مجہول الحال ہے۔

❁ ایک سند حارث بن ابی اسامہ کے حوالے سے اللآلی المصنوعۃ للسیوطی (۱/ ۳۲۷) میں آتی ہے، یہ بھی جھوٹی سند ہے۔

① یحییٰ بن ہاشم سمسار کذاب ہے۔

② سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

③ علیم الکندی مجہول ہے۔

④ حنش بن معتمر جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

❁ ایک سند المعجم لابن الاعرابی (۲۲۶۵) اور مناقب علی لابن المغازلی (۲۲) میں ہے۔ یہ جھوٹی سند ہے۔

① عبدالسلام بن صالح ابوصلت ہروی متروک، کذاب اور وضاع ہے۔

②، ③ عبدالرزاق اور سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

④ علیم الکندی مجہول الحال ہے۔

یوں یہ سند باطل ہے۔

❁ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

إِنَّ أَوَّلَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وُرُودًا عَلٰى نَبِيِّهَا الْحَوْضَ أَوَّلُهَا إِيمَانًا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

”حوض کوثر پر سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوں گے۔ سب سے پہلے آپ ایمان لائے۔“

(اللآلي المصنوعة للسّيوطي : ٣٢٧/١)

روایت منقطع ہے۔ ابو صادق کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع ولقا نہیں، جیسا کہ امام ابو

حاتم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔اس کی روایت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے واسطہ کے ساتھ ذکر ہوئی ہے،
لہٰذا سَمِعْتُ ناسخ کی غلطی ہے یا راوی کا وہم۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بچوں میں سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے۔

❁ حسن بصری وغیرہ رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ عَلِيًّا أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ بَعْدَ خَدِيجَةَ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، أَوْ سِتَّ عَشْرَةَ سَنَةً .

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد اسلام لائے، اس پر آپ رضی اللہ عنہ کی عمر پندرہ یا سولہ سال تھی۔“

(جامع معمر بن راشد: 20391، فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: 998)

سند ضعیف ہے۔

① معمر بن راشد کی اہل بصرہ سے روایت میں کلام ہے۔

② قتادہ بصری مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ حسن بصری کا عنعنہ ہے، نیز ان کا علی رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔

تنبیہ:

❁ سالم بن ابی الجعد رحمہ اللہ نے محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ سے کہا:

أَبُو بَكْرٍ كَانَ أَوَّلَ الْقَوْمِ إِسْلَامًا؟ قَالَ : لَا، قُلْتُ : فِيمَا عَلَا وَسَبَقَ، حَتّٰى لَا يُذْكَرَ أَحَدٌ غَيْرُ أَبِي بَكْرٍ؟ قَالَ : كَانَ أَفْضَلُهُمْ إِسْلَامًا حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

''کیا (مطلق طور پر) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مسلمان ہوئے تھے؟،
کہا: نہیں، کہا: پھر کس بنا پر اس درجہ فائق ہوئے کہ ان کے بغیر کسی کا ذکر ہی
نہیں ہوتا، فرمایا: آپ رضی اللہ عنہ اسلام میں تاحیات افضل رہے۔''

(السّنّة لابن أبي عاصم : 1255 ، مصنّف ابن أبي شيبة : 12/7 ، وسندهٗ حسنٌ)

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما، ابن عباس رضی اللہ عنہما کی نظر میں!

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

شَهِدَ عِنْدِي رِجَالٌ مَرْضِيُّونَ وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ.

”مجھے کئی پسندیدہ لوگوں (صحابہ کرام) نے حدیث بیان کی، ان میں مجھے سب سے پسندیدہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔“

(صحيح البخاري: 581، صحيح مسلم: 826)

صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

سَمِعْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَكَانَ أَحَبَّهُمْ إِلَيَّ.

”میں نے متعدد اصحاب رسول ﷺ سے حدیث سنی، جن میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، آپ رضی اللہ عنہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔“

اس حدیث کی شرح میں علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

رَدٌّ عَلَى الرَّوَافِضِ فِيمَا يَدَّعُونَهُ مِنَ الْمُبَايَنَةِ بَيْنَ أَهْلِ الْبَيْتِ وَأَكَابِرِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

”اس حدیث میں روافض کا رد ہے، جو کہتے ہیں کہ اہل بیت اور اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باہم مخالف تھے۔“

(إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام: 181/1)

علامہ فاکہانی رحمہ اللہ (۷۳۴ھ) فرماتے ہیں:

صَدَقَ رَحِمَهُ اللّٰهُ.

''علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ نے سچ فرمایا۔''

(رياض الأفهام: 593/1)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد ہیں۔ اہل بیت کے چشم و چراغ ہیں۔ انہیں بہت سارے صحابہ کرام نے ایک حدیث بیان کی، ان میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ عالمِ اہل بیت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ان میں سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ شخصیت سمجھتے تھے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس بیان سے ان لوگوں کا واضح رد ہوتا ہے، جو اہل بیت اور دیگر صحابہ میں تفریق کرتے ہیں، نیز ان لوگوں کا بھی رد ہے، جو اہل بیت کی شان میں غلو کرتے ہیں اور اکابر صحابہ کے بارے میں بغض رکھتے ہیں۔

عالمِ اہل بیت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تو ان صحابہ سے محبت کا اظہار فرما رہے ہیں اور اہل بیت سے محبت کا محض ''دعویٰ'' کرنے والے ان سے بغض کما رہے ہیں! ایسا کیوں؟

اہل سنت بشمول اہل بیت، تمام صحابہ کرام سے محبت اور عقیدت رکھتے ہیں، ہر ایک کے حقوق کی رعایت کرتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تو ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے معترف تھے اور آپ کی خلافت کو برحق تسلیم کرتے تھے، فرماتے ہیں:

دَخَلْتُ عَلٰى عُمَرَ حِينَ طُعِنَ فَقُلْتُ: أَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ يَا أَمِيرَ

الْمُؤْمِنِينَ، أَسْلَمْتَ حِينَ كَفَرَ النَّاسُ، وَجَاهَدْتَّ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَذَلَهُ النَّاسُ، وَقُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، وَلَمْ يَخْتَلِفْ فِي خِلَافَتِكَ اثْنَانِ، وَقُتِلْتَ شَهِيدًا.... .

’’سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے، تو میں ان کے پاس آیا۔ میں نے کہا: امیر المومنین! جنت مبارک ہو! جب لوگوں نے اسلام کا انکار کیا، تو آپ نے قبول کیا۔ آپ نے اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا، جب لوگوں نے آپ کو بے یارو مددگار چھوڑ دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہوتے وقت آپ سے راضی تھے۔ آپ کی خلافت میں دو انسانوں نے بھی اختلاف نہیں کیا اور اب آپ منصب شہادت پر فائز ہونے والے ہیں۔‘‘

(المستدرك للحاكم: 92/3، وصحّحه ابن حبّان: 6891، وسندهٗ صحيحٌ)

نیز دیکھیں: (صحيح البخاري: 3692)

ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا:

وُضِعَ عُمَرُ عَلٰى سَرِيرِهٖ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ، يَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيهِمْ، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِي، فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَتَرَحَّمَ عَلٰى عُمَرَ، وَقَالَ: مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ عَمَلِهٖ مِنْكَ، وَأَيْمُ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَحَسِبْتُ إِنِّي

كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ .

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا لاشہ چار پائی پہ رکھ دیا گیا، لوگوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا، وہ آپ کے لیے دعا واستغفار کر رہے تھے۔ میں بھی ان میں شامل تھا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اچانک میرا کندھا پکڑ کر اپنی جانب متوجہ کیا، انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت کی اور فرمایا: آپ کے بعد اتنا محبوب کون ہے کہ میں اللہ کے دربار میں حاضری کے لئے اس کے عمل کو نمونہ بناؤں۔ مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے ساتھیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جگہ دے گا، میں اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا کہ میں، ابوبکر اور عمر گئے، میں، ابوبکر اور عمر داخل ہوئے، میں، ابوبکر اور عمر نکلے۔''

(صحيح البخاري : 3685، صحيح مسلم : 2389)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بتا رہے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے راضی تھے، ان کے لیے دعائے رحمت کرتے اور سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی بتاتے تھے۔

اسلاف امت:

① سالم بن ابی حفصہ (۱۴۰ھ) کا بیان ہے:

سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَجَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، فَقَالَا لِي : يَا سَالِمُ تَوَلَّاهُمَا وَابْرَأْ مِنْ عَدُوِّهِمَا فَإِنَّهُمَا كَانَا إِمَامَيْ هُدًى، قَالَ سَالِمٌ : وَقَالَ لِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ : يَا سَالِمُ أَيَسُبُّ الرَّجُلُ جَدَّهُ؟ أَبُو بَكْرٍ جَدِّي لَا نَالَتْنِي شَفَاعَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَتَوَلَّاهُمَا وَأَبْرَأُ مِنْ عَدُوِّهِمَا .

”میں نے ابوجعفر محمد بن علی (باقر رحمہ اللہ) اور جعفر بن محمد (صادق رحمہ اللہ) سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے کہا: سالم! ان سے محبت رکھیے اور ان کے دشمنوں سے براءت کا اظہار کیجیے، کیونکہ وہ دونوں ہدایت کے امام تھے، سالم کہتے ہیں: مجھے جعفر بن محمد صادق رحمہ اللہ نے یہ بھی کہا: سالم! کیا آدمی اپنے نانا کو برا بھلا کہہ سکتا ہے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے نانا ہیں، مجھے قیامت کے دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل نہیں ہوگی، اگر میں ان (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) سے محبت نہ رکھوں اور ان کے دشمنوں سے اظہارِ برأت نہ کروں۔“

(الإعتقاد للبيهقي : 506، وسندهٗ حسنٌ)

(۲) امام مسروق رحمہ اللہ (۶۲ھ) فرماتے ہیں:

حُبُّ أَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَمَعْرِفَةُ فَضْلِهِمَا مِنَ السُّنَّةِ .

”ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما سے محبت اور ان کی فضیلت کی معرفت دین ہے۔“

(المعرفة والتاريخ للفسوي : 813/2، وسندهٗ صحيحٌ)

(۳) امام ابوجعفر باقر رحمہ اللہ (تقریباً ۱۰۰ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ جَهِلَ فَضْلَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَدْ جَهِلَ السُّنَّةَ .

''جوابوبکروعمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت سے جاہل رہا، وہ دین سے جاہل رہا۔''

(فضائل الصّحابة لأحمد ابن حنبل : 108، وسندهٗ حسنٌ)

④ امام سفیان بن سعید ثوری رحمہ اللہ (١٦١ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ زَعَمَ أَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ أَحَقَّ بِالْوِلَايَةِ مِنْهُمَا فَقَدْ خَطَّأَ أَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَالْمُهَاجِرِينَ، وَالْأَنْصَارَ، وَمَا أُرَاهُ يَرْتَفِعُ لَهٗ مَعَ هٰذَا عَمَلٌ إِلَى السَّمَاءِ .

''جو یہ دعوی کرتا ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، سیّدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے خلافت کے زیادہ حق دار تھے، اس نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ، مہاجرین اور انصار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سب کو غلط قرار دیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس عقیدے کے ساتھ اس کا کوئی عمل آسمان کی طرف بلند ہو۔''

(سنن أبي داوٗد : 4630، وسندهٗ صحيحٌ)

⑤ امام محمد بن عبداللہ مخرمی رحمہ اللہ (٢٤٢ھ) بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ شُعَيْبَ بْنَ حَرْبٍ أَوْمَأَ إِلَى ابْنِهٖ فَقَبَّلَهٗ، ثُمَّ قَالَ : أَتَدْرُونَ لِمَ قَبَّلْتُ مُحَمَّدًا؟ لِأَنَّهٗ قَدْ وَهَبَ نَفْسَهٗ فِي نُصْرَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ .

''میں نے شعیب بن حرب رحمہ اللہ کو دیکھا، آپ اپنے بیٹے (محمد) کی طرف جھکے اور انہیں چوما، فرمایا: جانتے ہیں کہ میں نے محمد کو کیوں بوسہ دیا؟ کیونکہ اس نے اپنے آپ کو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے دفاع کے لیے وقف کر رکھا ہے۔''

(فضائل الصّحابة لأحمد ابن حنبل : 115، وسندهٗ صحيحٌ)

⑥ امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی رحمہ اللہ (۲۱۱ھ) فرماتے ہیں:

وَاللّٰهِ مَا انْشَرَحَ صَدْرِي قَطُّ أَنْ أُفَضِّلَ عَلِيًّا عَلٰى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى عُثْمَانَ، رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى عَلِيٍّ، وَمَنْ لَمْ يُحِبَّهُمْ فَمَا هُوَ بِمُؤْمِنٍ، وَإِنَّ أَوْثَقَ أَعْمَالِنَا حُبُّنَا إِيَّاهُمْ أَجْمَعِينَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ، وَلَا جَعَلَ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ فِي أَعْنَاقِنَا تَبِعَةً، وَحَشَرَنَا فِي زُمْرَتِهِمْ وَمَعَهُمْ، آمِينَ رَبَّ الْعَالَمِينَ .

''اللہ کی قسم! مجھے کبھی انشراحِ صدر نہیں ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر فضلیت دوں۔ اللہ کی رحمت ہو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر، اللہ کی رحمت ہو عثمان رضی اللہ عنہ پر، اللہ کی رحمت ہو علی رضی اللہ عنہ پر۔ جو ان (سب) سے محبت نہیں کرتا، وہ ہرگز مومن نہیں۔ ہمارا سب سے بڑا عمل یہی ہے کہ ہم تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو، ہمیں ان میں سے کسی ایک کا بھی مجرم نہ بنائے اور اللہ ہمیں روزِ محشر ان کی جماعت اور معیت میں جمع فرمائے، آمین، یارب العالمین!''

(فضائل الصّحابة لأحمد ابن حنبل : 126، وسندهٗ صحيحٌ)

صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما اور شراب

شراب حرام ہے، اس کی حرمت نازل ہونے سے پہلے بعض صحابہ پی بھی لیا کرتے تھے، شراب کی حرمت کے بعد بھی بعض صحابہ سے شراب پینا ثابت ہے، ان پر حد بھی قائم ہوئی، حد قائم ہونے کے بعد کسی کو ملامت کرنا جائز نہیں۔

شیخین سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے کبھی شراب نہیں پی، شراب کی حرمت سے پہلے، نہ بعد، جاہلیت میں، نہ اسلام میں۔

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں

حَرَّمَ أَبُو بَكْرٍ الْخَمْرَةَ عَلٰى نَفْسِهٖ فَلَمْ يَشْرَبْهَا فِي جَاهِلِيَّةٍ، وَلَا إِسْلَامٍ.

”سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کبھی شراب نہیں پی، جاہلیت میں نہ اسلام میں، انہوں نے خود پر اسے حرام قرار دے رکھا تھا۔“

(حلية الأولياء لأبي نُعيم الأصبهاني: 160/7، وسندهٗ حسنٌ)

② عالم اہل بیت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

بَلَغَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَنَّ فُلَانًا بَاعَ خَمْرًا، فَقَالَ: قَاتَلَ اللّٰهُ فُلَانًا، أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ، فَجَمَلُوهَا فَبَاعُوهَا.

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خبر ملی کہ فلاں شخص شراب بیچتا ہے، تو فرمایا: اللہ اسے برباد

کرے، اسے فرمان رسول ﷺ معلوم نہیں کہ اللہ یہود کو برباد کرے، ان پر چربی حرام کی گئی، تو وہ اسے پگھلا کر بیچنے لگے۔''

(صحيح البخاري : 2223، صحيح مسلم : 1582)

③ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے برسر منبر فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ، نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ ...... وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ .

خبردار! شراب کی حرمت نازل ہو چکی ہے۔.....شراب وہ ہے، جو عقل میں فتور ڈالے۔''

(صحيح البخاري :5581)

④ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبد الرحمٰن کو شراب پینے پر تعزیرا کوڑے لگائے، جبکہ ان پر حد قائم ہو چکی تھی۔

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 8/312-313، وسندهٗ صحيحٌ)

⑤ نیز سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبید اللہ پر شراب کی حد قائم کی۔

(مصنّف عبد الرّزّاق : 17028، مؤطأ الإمام مالك : 842/2، سنن النّسائي : 5780، شرح مَعاني الآثار للطّحاوي : 222/4، وسندهٗ صحيحٌ)

⑥ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا شرابی پر حد قائم کرنا ثابت ہے۔

(صحيح البخاري : 6773)

الغرض شیخین سے یہ تو ثابت ہے کہ انہوں نے شراب پر حد لگائی، اس کی حرمت بیان کی، لیکن یہ ثابت نہیں زندگی کے کسی لمحے میں انہوں نے شراب پی ہو۔ بعض شبہات، جو اس سلسلہ میں پیش کئے جاتے ہیں، ان کا جائزہ پیش خدمت ہے۔

شبہ نمبر ①

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنِّي لَأَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ وَأَبَا دُجَانَةَ وَسُهَيْلَ بْنَ الْبَيْضَاءِ، خَلِيطَ بُسْرٍ وَّتَمْرٍ، إِذْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ، فَقَذَفْتُهَا، وَأَنَا سَاقِيهِمْ وَأَصْغَرُهُمْ.

”میں ابوطلحہ، ابو دجانہ، سہیل بن بیضا رضی اللہ عنہم کو کھجوروں کی شراب پلاتا تھا، شراب کی حرمت نازل ہوئی، تو میں نے اسے پھینک دیا، میں ان کا ساقی اور عمر میں ان سے چھوٹا تھا۔“ (صحيح البخاري: 5600)

تبصرہ:

① یہ شراب کی حرمت سے پہلے کا واقعہ ہے، جیسا کہ الفاظ سے ظاہر ہے۔

② ان لوگوں میں سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا نام نہیں۔

③ تفسیر ابن مردویہ میں ہے کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ان میں شامل تھے۔

(فتح الباري لابن حجر: 37/10)

یہ بے سند روایت ہے، علمی دنیا میں اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

شبہ نمبر ②

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ سَاقِي الْقَوْمَ تِينًا، وَزَبِيبًا، أَخْلَطْنَاهُمْ جَمِيعًا، وَكَانَ فِي الْقَوْمِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: أَبُو بَكْرٍ رَجُلٌ مِّنْ كِنَانَةَ، فَلَمَّا شَرِبَ.

”میں ساقی تھا، ہم لوگ انجیر اور کشمش کی شراب بناتے تھے، قوم میں ایک شخص بنو کنانہ سے ابو بکر نام کا تھا، جب اس نے شراب پی لی، تو......“

(مسند البزّار : 7532)

تبصرہ: سند سخت ضعیف ہے۔

① مطر بن میمون ''متروک'' ہے۔(التّقریب لابن حجر : 6703)

② یہ بنو کنانہ کے ابو بکر نامی کسی فرد کا ذکر ہے، نہ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا۔

شبہ نمبر ③

علامہ زمخشری نے لکھا ہے:

حَتّٰی شَرِبَهَا عُمَرُ . ''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شراب پی لی۔''

(ربیع الأبرار : 9/5)

تبصرہ:

بے سند بات ہے، اس سے دلیل پکڑنا جائز نہیں۔

اسی طرح طبری کی روایت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں، نیز روایت منقطع ہے، زید بن علی ابو قموص نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

شبہ نمبر ④

اسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبیذ کو پسند کرتے تھے۔(مؤطأ الإمام مالك : 894/2)

تبصرہ:

یہاں ایک مشروب کی بات ہو رہی ہے، جو نبیذ ہے، نہ کہ خمر یعنی شراب کی۔

شبہ نمبر ⑤

حسان بن مخارق رحمہ اللہ کہتے ہیں:

بَلَغَنِي أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، سَايَرَ رَجُلًا فِي سَفَرٍ وَكَانَ صَائِمًا، فَلَمَّا أَفْطَرَ أَهْوٰى إِلٰى قِرْبَةٍ لِّعُمَرَ مُعَلَّقَةٍ فِيهَا نَبِيذٌ قَدْ خَضْخَضَهَا الْبَعِيرُ، فَشَرِبَ مِنْهَا فَسَكِرَ، فَضَرَبَهٗ عُمَرُ الْحَدَّ، فَقَالَ لَهٗ : إِنَّمَا شَرِبْتُ مِنْ قِرْبَتِكَ، فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ : إِنَّمَا جَلَدْنَاكَ لِسُكْرِكَ .

''مجھے یہ خبر ملی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر میں ایک شخص روزے سے تھا، اس نے عمر رضی اللہ عنہ کے مشکیزے سے نبیذ پی لی، اسے نشہ ہو گیا، عمر رضی اللہ عنہ اسے حد لگائی، عرض کیا: میں نے تو آپ کے مشکیزے سے پیا تھا؟ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حد ہم نے آپ کو اس لئے لگائی ہے کہ آپ کو نشہ ہو گیا تھا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 502/6)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے۔

① مبلغ نا معلوم ہے۔

② سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پینے کا تو ذکر نہیں۔

③ نبیذ کا شراب میں تبدیل ہو جانا ممکن ہے۔

④ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا کوڑے لگانا دلیل ہے کہ وہ ایسی نبیذ پینا جائز نہیں سمجھتے

تھے، جو شراب میں تبدیل ہو چکی ہو۔

نوٹ:

نبیذ حلال ہے، اگر اس میں نشہ پیدا ہو جائے، تو حرام ہے۔ سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے نشے والی نبیذ پینا بھی ثابت نہیں۔

شبہ نمبر ⑥

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنِّي كُنْتُ مِنْ أَشْرَبِ النَّاسِ لَهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ .

''میں جاہلیت میں سب سے زیادہ شراب پیا کرتا تھا۔''

(تاريخ المدينة لابن شبه : 813/3)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے۔ سماک بن حرب مختلط ہے اور حماد بن سلمہ نے ان سے قبل از اختلاط نہیں سنا۔

فائدہ:

شراب کی حرمت نازل ہوئی، تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا:

اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شَفَاءً .

''اللہ شراب کے بارے میں کوئی شافی و کافی بیان نازل فرما دے۔''

تو سورت بقرہ کی آیت (219) نازل ہوگئی، پھر یہی کلمات کہے، تو سورت نساء کی

آیت (43) نازل ہوگئی، پھر یہی دعا کی، تو سورت مائدہ کی آیت (91) نازل ہوگئی، تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر ہم شراب سے رک گئے۔

(سنن أبي داود : 3670، سنن النّسائي : 5555، سنن التّرمذي : 3049)

سند ضعیف ہے۔

① ابو اسحاق مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② عمرو بن شرحبیل ابو میسرہ کی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت مرسل ہے۔

الاوسط للطبرانی اور مستدرک حاکم میں اس کی متابعت ہوئی ہے، وہ سند ضعیف ہے، اس میں حماد بن حمید جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔ نیز ابو اسحاق کا عنعنہ بھی ہے۔

تنبیہ ①:

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ دَعَاهُ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَسَقَاهُمَا قَبْلَ أَنْ تُحَرَّمَ الْخَمْرُ، فَأَمَّهُمْ عَلِيٌّ فِي الْمَغْرِبِ فَقَرَأَ : ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ فَخَلَطَ فِيهَا، فَنَزَلَتْ : ﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ﴾ .

”ایک انصاری شخص نے علی بن ابی طالب اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کی دعوت کی اور دونوں کو شراب پلائی، اس وقت شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مغرب کی امامت کروائی اور سورت کافرون کی قرأت کی، تو الفاظ خلط ملط ہو گئے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ

وَأَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ﴾ ”نشے میں نماز مت پڑھو، تاآنکہ تم جان لو کہ کیا کہہ رہے ہو۔“

(سنن أبي داود: 3671، وسندهٗ حسنٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ .

”یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔“

(سنن التّرمذي، تحت الحديث: 3026)

امام حاکم رحمہ اللہ (۲/ ۳۰۷) نے صحیح الاسناد اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

تنبیہ ②:

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے شراب پینا ثابت نہیں۔

عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَأَجْلَسَنَا عَلَى الْفُرُشِ، ثُمَّ أُتِينَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلْنَا، ثُمَّ أُتِينَا بِالشَّرَابِ فَشَرِبَ مُعَاوِيَةُ، ثُمَّ نَاوَلَ أَبِي، ثُمَّ قَالَ: مَا شَرِبْتُهٗ، مُنْذُ حَرَّمَهٗ، رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ مُعَاوِيَةُ: كُنْتُ أَجْمَلَ شَبَابِ قُرَيْشٍ وَّأَجْوَدَهٗ، ثَغْرًا، وَّمَا شَيْءٌ كُنْتُ أَجِدُ لَهٗ، لَذَّةً كَمَا كُنْتُ أَجِدُهٗ، وَأَنَا شَابٌّ غَيْرُ اللَّبَنِ، أَوْ إِنْسَانٍ حَسَنِ الْحَدِيثِ يُحَدِّثُنِي .

”میں اور میرے والد گرامی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے،

آپ نے ہمیں قالین پر بٹھایا، ہمیں کھانا پیش کیا گیا، ہم نے کھایا، پھر کوئی مشروب (نبیذ وغیرہ) لایا گیا، معاویہ رضی اللہ عنہ نے پیا اور میرے ابو کو تھما دیا اور فرمایا: جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (نشے والی نبیذ) کو حرام قرار دیا، میں نے کبھی نہیں پیا، مزید فرمایا: میں قریش میں سب سے زیادہ خوب صورت نوجوان اور عمدہ دانتوں والا تھا اور جو لذت مجھے تب آتی تھی، آج نصیب نہیں ہوتی، سوائے دودھ سے اور کسی انسان کی اچھی باتیں سننے سے۔“

(مسند الإمام أحمد: 347/5)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے۔ عبداللہ بن بریدہ سے حسین بن واقد کی روایت منکر ہوتی ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ الَّذِي رَوٰى عَنهُ حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ مَا أَنْكَرَهَا .

”عبداللہ بن بریدہ کی وہ روایات، جو ان سے حسین بن واقد بیان کرتا ہے، کس قدر منکر ہیں!“

(العِلَل ومعرفة الرّجال برواية ابنه عبد اللّٰه: 1420)

یہ جرح مفسر ہے، جو نا قابل رد ہے۔

تاریخ دمشق لابن عساکر (420/34) میں ایک واقعہ مذکور ہے:

غَزَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيُّ فِي زَمَانِ عُثْمَانَ وَمُعَاوِيَةُ أَمِيرٌ عَلَى الشَّامِ فَمَرَّتْ بِهٖ رَوَايَا خَمْرٍ تُحْمَلُ، فَقَالَ إِلَيْهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بِرُمْحِهٖ فَبَقَرَ كُلَّ رَاوِيَةٍ مِّنْهَا فَنَاوَشَهٗ

غِلْمَانُهٗ حَتّٰی بَلَغَ شَأْنُهٗ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ : دَعُوهُ فَإِنَّهٗ شَيْخٌ قَدْ ذَهَبَ عَقْلُهٗ فَقَالَ : كَذَبَ، وَاللّٰهِ مَا ذَهَبَ عَقْلِي وَلٰكِنْ رَّسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نُدْخِلَ بُطُونَنَا وَأَسْقِيَتَنَا وَأَحْلِفُ بِاللّٰهِ لَئِنْ أَنَا بَقِيتُ حَتّٰی أَرٰی فِي مُعَاوِيَةَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَبْقِرَنَّ بَطْنَهٗ .

''سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ شام کے امیر تھے، عبدالرحمٰن بن سہل ایک غزوہ پر تھے کہ ان کے پاس سے شراب کی مشکیں گزریں، انہوں نے نیزے سے وہ مشکیں پھاڑ دیں، لڑکوں نے انہیں روکا، یہ واقعہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا، تو کہنے لگے : چھوڑ دیجئے! یہ بوڑھے ہو چکے ہیں اور ان کی عقل جواب دے گئی ہے، عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اللہ کی قسم! میری عقل ٹھیک ہے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منع فرمایا تھا کہ شراب ہمارے پیٹوں یا برتنوں میں رہے، اللہ کی قسم! میں نے اپنی زندگی میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو شراب پیتے دیکھا، تو ان کا پیٹ پھاڑ دوں گا۔''

تبصرہ:

سند ضعیف ہے۔

① محمد بن اسحاق مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② بریدہ بن سفیان اسلمی ضعیف ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''متروک'' کہا ہے۔(الضّعفاء والمتروکون : 134)

لَوْلَا مُعَاذٌ لَّهَلَكَ عُمَرُ

جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي غِبْتُ عَنِ امْرَأَتِي سَنَتَيْنِ فَجِئْتُ وَهِيَ حُبْلٰى فَشَاوَرَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَاسًا فِي رَجْمِهَا، فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنْ كَانَ لَكَ عَلَيْهَا سَبِيلٌ فَلَيْسَ لَكَ عَلٰى مَا فِي بَطْنِهَا سَبِيلٌ فَاتْرُكْهَا حَتَّى تَضَعَ، فَتَرَكَهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا قَدْ خَرَجَتْ ثَنَايَاهُ فَعَرَفَ الرَّجُلُ الشَّبَهَ فِيهِ فَقَالَ : ابْنِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : عَجَزَتِ النِّسَاءُ أَنْ يَلِدْنَ مِثْلَ مُعَاذٍ، لَوْلَا مُعَاذٌ لَّهَلَكَ عُمَرُ .

”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: امیر المومنین! میں دو سال اپنی بیوی سے دور رہا، ابھی واپس آیا ہوں، تو وہ حاملہ ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مشورہ کیا کہ اسے رجم کر دیں؟ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا: ماں کو تو آپ رجم کر سکتے ہیں، لیکن بچے کو رجم کرنے کا حق نہیں! لہٰذا وضع حمل تک اس کا معاملہ موقوف کر دیں۔ تو انہوں نے چھوڑ دیا۔ عورت نے بچہ جنم دیا، تو اس کے اگلے دانت نکل چکے تھے۔ اس آدمی نے جب بچے کی اپنے ساتھ مشابہت دیکھی، تو کہنے لگا: رب کعبہ کی قسم! یہ بچہ میرا ہے۔ سیدنا عمر

بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بعد تو مائیں بانجھ ہوگئیں، معاذ نہ ہوتے، تو عمر ہلاک ہو جاتا۔‘‘

(سنن سعيد بن منصور : 2076، مُصنّف ابن أبي شَيبة : 543/5، مُصنّف عبد الرّزّاق : 354/7، ح : 13454، سنن الدّارقطني : 3876، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 443/7، تاريخ ابن عساكر : 488/58)

سند سخت ضعیف ہے۔

① اعمش ’’مدلس‘‘ ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② ’’اشیاخ منا‘‘ مبہم و نامعلوم ہیں۔

❀ ابن عساکر میں ’’اشیاخ منا‘‘ کا واسطہ نہیں۔ ابوسفیان نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

اصحاب ثلاثہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں

بعض اطراف سے یہ غوغا اٹھایا جاتا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اصحاب ثلاثہ سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر بن خطاب اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم کو ظالم اور غاصب سمجھتے تھے، یہ بہت بڑا جھوٹ، حقائق سے بغاوت اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر بہتان ہے، حقیقت اس کے برعکس ہے،

دلائل ملاحظہ ہوں:

① سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ قَالَ : أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ، عُمَرُ .

''میں آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت کے بہترین شخص کے بارے خبر نہ دوں؟ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر فرمایا، کیا میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد امت کے بہترین شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔''

(زوائد مسند الإمام أحمد :1/106، 110، وسندهٗ حسنٌ، والحديث صحيحٌ متواتر)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱۔۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ تَوَاتَرَ عَنْهُ .

''یہ بات سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے متواتر منقول ہے۔''

(منهاج السّنة النّبوية في نقض كلام الشّيعة والقدريّة :1/308)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُوْ بَكْرٍ، وَعُمَرُ، هٰذَا وَاللّٰهِ الْعَظِيْمِ قَالَهٗ عَلِيٌّ وَهُوَ مُتَوَاتِرٌ عَنْهٗ؛ لِأَنَّهٗ قَالَهٗ عَلٰى مِنْبَرِ الْكُوْفَةِ فَلَعَنَ اللّٰهُ الرَّافِضَةَ مَا أَجْهَلَهُمْ؟ .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں برسرِ منبر فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کی بہترین ہستیاں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ اللہ عظیم کی قسم! یہ بات سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے تواتر کے ساتھ منقول ہے، اللہ تعالیٰ رافضیوں پر لعنت کرے! وہ کتنے

جاہل ہیں!‘‘(سِيَر أعلام النبلاء : 28/15)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۰۔۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ عَنْهُ بِالتَّوَاتُرِ .

’’یہ روایت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔‘‘

(البداية والنّهاية : 370/7)

② محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ نے اپنے والد گرامی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ : أَبُو بَكْرٍ، قُلْتُ : ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ : ثُمَّ عُمَرُ، وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ : عُثْمَانُ، قُلْتُ : ثُمَّ أَنْتَ؟ قَالَ : مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین ہستی کون ہے؟ فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ، عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ، پھر اس ڈر سے کہ مزید پوچھا، تو آپ عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے، میں نے کہا: ابا جان! پھر تو آپ ہیں نا؟ فرمایا: میں تو ایک عام مسلمان ہوں۔‘‘

(صحيح البخاري : 3671، سنن أبي داوٗد : 4629، مصنّف ابن أبي شيبة : 473/7، السّنة لابن أبي عاصم : 1204، 1206، الشّريعة للآجرّي : 1866، 1869، الاعتقاد للبيهقي : 517، واللّفظ لهٗ، وسندهٗ صحيحٌ)

فائدہ جلیلہ: ابو مالک اشجعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن حنفیہ رحمہ اللہ سے کہا:

أَبُو بَكْرٍ كَانَ أَوَّلَ الْقَوْمِ إِسْلَامًا؟ قَالَ : لَا، قُلْتُ : فِيمَا عَلَا وَسَبَقَ، حَتّٰى لَا يُذْكَرَ أَحَدٌ غَيْرُ أَبِي بَكْرٍ؟ قَالَ : كَانَ أَفْضَلُهُمْ

إِسْلَامًا حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

''کیا (مطلق طور پر) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مسلمان ہوئے تھے، کہا: نہیں، میں نے کہا: پھر کس بنا پر اس درجہ فائق ہوئے کہ ان کے بغیر کسی کا ذکر ہی نہیں ہوتا، فرمایا: آپ اسلام میں تاحیات افضل رہے۔''

(السّنة لابن أبي عاصم : 1255، مصنّف ابن أبي شيبة : 12/7، وسندهٗ صحيحٌ)

③ عبد خیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برسرِ منبر فرماتے سنا:

قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَعَمِلَ بِعَمَلِهٖ، وَسَارَ بِسِيرَتِهٖ، حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ، ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُ فَعَمِلَ بِعَمَلِهِمَا، وَسَارَ بِسِيرَتِهِمَا، حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ نے اسوۂ رسول کی پیروی کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر عمل کیا، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی حالت میں فوت کر دیا، آپ رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ نامزد ہوئے، تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا طرز عمل اختیار کیا اور ان کی سیرت پر عمل کیا، یہاں تک کہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔''

(زوائد مسند الإمام أحمد : 127/1، وسندهٗ صحيحٌ)

④ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِأَبِي بَكْرٍ : مَعَ أَحَدِكُمَا جِبْرِيلُ، وَمَعَ الْآخَرِ مِيكَائِيلُ، وَإِسْرَافِيلُ مَلَكٌ عَظِيمٌ يَشْهَدُ

الْقِتَالَ وَيَكُونُ فِي الصَّفِّ .

”نبی اکرم ﷺ نے مجھے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ آپ میں سے ایک کے ساتھ جبریل علیہ السلام اور دوسرے کے ساتھ میکائیل علیہ السلام ہیں، جبکہ اسرافیل علیہ السلام عظیم فرشتہ ہیں، جو لڑائی میں حاضر ہوتے ہیں اور جنگی صفوں میں موجود ہوتے ہیں۔“

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 68/3، السّنة لابن أبي عاصم : 1252، مصنّف ابن أبي شيبة : 16/12، وسندهٗ حسنٌ، والحديث صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

⑤ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَضِيلَتَكَ، وَذَكَرَ قَرَابَتَهُمْ مِّنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَقَّهُمْ، فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ! لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي .

”ابوبکر! ہم آپ کی فضیلت و مرتبہ کے اقراری ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اہل بیت کی قرابت داری اور ان کے حقوق کا ذکر کیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! نبی کریم ﷺ کے قرابت داروں سے حسن سلوک مجھے اپنے عزیز و اقارب سے زیادہ عزیز ہے۔“

(صحيح البخاري: 3711، 3712، صحيح مسلم: 1758)

⑥ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

تَشَهَّدَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَضِيلَتَكَ، وَمَا أَعْطَاكَ اللّٰهُ، وَلَمْ نَنْفَسْ عَلَيْكَ خَيْرًا سَاقَهُ اللّٰهُ إِلَيْكَ، وَلٰكِنَّكَ اسْتَبْدَدْتَ عَلَيْنَا بِالْأَمْرِ، وَكُنَّا نَحْنُ نَرٰى لَنَا حَقًّا لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُ أَبَا بَكْرٍ حَتّٰى فَاضَتْ عَيْنَا أَبِي بَكْرٍ.

''سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا اور کہا: ابوبکر! ہم آپ کی فضیلت پہچانتے ہیں اور اللہ نے جو آپ کو مرتبہ عطا کیا ہے، اس سے واقف ہیں اور جو خلافت اللہ تعالیٰ نے آپ کو دے رکھی ہے، اس کو آپ سے چھیننے میں رغبت نہیں رکھتے، لیکن آپ نے خود ہی یہ حکومت حاصل کر لی (ہم سے مشورہ نہیں کیا)، حالانکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت کی بنا پر اس (مشورہ) میں اپنا حق سمجھتے تھے، پھر وہ مسلسل اس مسئلہ میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرتے رہے، حتی کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔''

(صحيح البخاري: 4240، 4241، صحيح مسلم: 1759)

⑦ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا:

وُضِعَ عُمَرُ عَلٰى سَرِيرِهٖ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ، يَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيهِمْ، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِي، فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَتَرَحَّمَ عَلٰى عُمَرَ، وَقَالَ: مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ عَمَلِهٖ مِنْكَ، وَأَيْمُ اللّٰهِ إِنْ

كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَحَسِبْتُ إِنِّي كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ.

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (شہادت کے بعد) چارپائی پر رکھ دیئے گئے، جنازہ اٹھانے سے پہلے لوگ چاروں طرف کھڑے تھے اور آپ کے لیے دعا واستغفار کر رہے تھے۔ میں بھی ان میں شامل تھا، اچانک سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مجھے کندھے سے پکڑ کر اپنی طرف متوجہ کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت کی اور فرمایا: آپ کے بعد بھلا کون ہے، جس کی مثل عمل کر کے اللہ کے دربار میں حاضری مجھے محبوب رہی ہو؟ مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے ساتھیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جگہ دے گا، کیوں کہ میں اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا کہ میں، ابوبکر اور عمر گئے، میں، ابوبکر اور عمر داخل ہوئے، میں، ابوبکر اور عمر نکلے۔''

(صحيح البخاري: 3685، صحيح مسلم: 2389)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بتا رہے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے راضی تھے، ان کے لیے دعائے رحمت کرتے اور سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی بتاتے تھے۔

⑧ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اقْضُوا كَمَا كُنْتُمْ تَقْضُونَ، فَإِنِّي أَكْرَهُ الْاخْتِلَافَ، حَتّٰى يَكُونَ

لِلنَّاسِ جَمَاعَةٌ، أَوْ أَمُوتَ كَمَا مَاتَ أَصْحَابِي .

''(اہل عراق! جن لونڈیوں سے تمہاری اولاد ہے، ان کی آزادی کے بارے میں) آپ جو فیصلہ کرنا چاہتے ہیں کیجئے، میں اس مسئلہ میں (سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے) اختلاف نہیں کرنا چاہتا، تاکہ وحدت امت قائم رہے اور میں خلفائے ثلاثہ کے طریقے پر ہی فوت ہو جاؤں۔''

(صحيح البخاري : 3707، وسندهٌ صحيحٌ)

⑨ سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْعَصْرَ، ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي، فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ، فَحَمَلَهُ عَلٰى عَاتِقِهٖ، وَقَالَ : بِأَبِي، شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ لَا شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ، وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ .

''سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز عصر ادا کرنے کے بعد گلی میں نکلے، تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا اور انہیں کندھے پہ اٹھا لیا، فرمایا: میرے باپ قربان، یہ نبی کے مشابہ ہیں، علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہنس دیئے۔'' (صحيح البخاري : 3542)

⑩ سالم بن ابی حفصہ کے بارے میں ہے:

سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَّجَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، فَقَالَا لِي : يَا سَالِمُ تَوَلَّاهُمَا وَابْرَأْ مِنْ عَدُوِّهِمَا فَإِنَّهُمَا كَانَا إِمَامَيْ هُدًى، قَالَ سَالِمُ : وَقَالَ لِي جَعْفَرُ بْنُ

مُحَمَّدٍ : يَا سَالِمُ أَيَسُبُّ الرَّجُلُ جَدَّهُ؟ أَبُو بَكْرٍ جَدِّي لَا نَالَتْنِي شَفَاعَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَتَوَلَّاهُمَا وَأَبْرَأُ مِنْ عَدُوِّهِمَا .

”میں نے ابو جعفر محمد بن علی (امام باقر رحمہ اللہ) اور جعفر بن محمد (امام صادق رحمہ اللہ) سے سیدنا ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: سالم! ان سے محبت رکھیے اور ان کے دشمنوں سے اظہارِ برأت کیجیے، کیونکہ وہ دونوں ہدایت کے امام تھے، سالم کہتے ہیں : مجھے جعفر بن محمد صادق رحمہ اللہ نے یہ بھی کہا: سالم! بھلا بندہ اپنے دادا کو بھی گالی دے سکتا ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے دادا ہیں، مجھے قیامت کے دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو، اگر میں ان (سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) سے محبت نہ رکھوں اور ان کے دشمنوں سے اظہار برأت نہ کروں۔“

(الاعتقاد للبيهقي : 506، وسندهٗ حسنٌ)

(۱۱) فرزندِ علی، محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ، وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ، قَالَ : فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ : إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَقْتُولٌ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ : إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَقْتُولٌ السَّاعَةَ، قَالَ : فَقَامَ عَلِيٌّ، قَالَ مُحَمَّدٌ : فَأَخَذْتُ بِوَسَطِهِ تَخَوُّفًا عَلَيْهِ، فَقَالَ : خَلِّ لَا أُمَّ لَكَ، قَالَ : فَأَتَى عَلِيٌّ الدَّارَ، وَقَدْ قُتِلَ الرَّجُلُ، فَأَتَى دَارَهُ فَدَخَلَهَا، وَأَغْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهُ،

فَأَتَاهُ النَّاسُ فَضَرَبُوا عَلَيْهِ الْبَابَ، فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا : إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ قُتِلَ وَلَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ خَلِيفَةٍ، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَا مِنْكَ، فَقَالَ لَهُمْ عَلِيٌّ : لَا تُرِيدُونِي ، فَإِنِّي لَكُمْ وَزِيرٌ خَيْرٌ مِنِّي لَكُمْ أَمِيرٌ، فَقَالُوا : لَا وَاللّٰهِ مَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَا مِنْكَ، قَالَ : فَإِنْ أَبَيْتُمْ عَلَيَّ فَإِنَّ بَيْعَتِي لَا تَكُونُ سِرًّا، وَلٰكِنْ أَخْرُجُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَمَنْ شَاءَ أَنْ يُبَايِعَنِي بَايَعَنِي، قَالَ : فَخَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَبَايَعَهُ النَّاسُ .

”ان دنوں جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے، میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص حاضر ہوا، کہنے لگا: امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے، پھر ایک اور آدمی نے خبر دی کہ ابھی ابھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے، میں نے کسی اندیشہ کے پیش نظر انہیں کمر سے تھام لیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہ ہوئی آپ کی ماں، چھوڑ یئے! آپ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے، دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے ہیں، واپس گھر آ گئے، دروازہ بند کر لیا۔ لوگ آپ کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹانے لگے، دروازہ کھولا، تو آپ کے پاس آ کر کہنے لگے، عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے، اب ضروری ہے کہ کوئی خلیفہ ہو! اور ہم سمجھتے کہ اس منصب کا اہل آپ سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میرے بارے ایسا مت سوچیئے، میں بجائے اس کے کہ امیر بنوں، وزیر ہی بہتر ہوں۔ لوگ کہنے لگے: اللہ کی

قسم! آپ سے زیادہ اس منصب کا اہل کوئی نہیں ہے۔فرمایا: اگر مجھے ہی بنانا چاہتے ہو، تو میری بیعت چھپ کر نہیں ہو گی، میں مسجد چلا جاتا ہوں، جسے بیعت کرنی ہو وہاں آکر بیعت کر لے۔آپ مسجد کی طرف نکل گئے، وہاں لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔''

(فضائل الصّحابة للإمام أحمد بن حنبل : 969، وسندهٗ صحيحٌ)

یہاں واضح طور پر معلوم ہوتا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ خیال بالکل بے بنیاد ہے کہ آپ خلافت بلافصل کے دعویدار تھے، آپ رضی اللہ عنہ تو چوتھے خلیفہ ہونے پر راضی نہیں، بلکہ وزیر رہنا چاہتے ہیں، چہ جائیکہ خلافت بلافصل کا دعوی کریں۔

⑫ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ ابْنَ عُمَرَ صَلّٰى عَلٰى تِسْعِ جَنَائِزَ جَمِيعًا، فَجَعَلَ الرِّجَالَ يَلُونَ الْإِمَامَ، وَالنِّسَاءَ يَلِينَ الْقِبْلَةَ، فَصَفَّهُنَّ صَفًّا وَّاحِدًا، وَوُضِعَتْ جَنَازَةُ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عَلِيٍّ امْرَأَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَابْنٍ لَّهَا، يُقَالُ لَهٗ زَيْدٌ، وُضِعَا جَمِيعًا، وَالْإِمَامُ يَوْمَئِذٍ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ، وَفِي النَّاسِ ابْنُ عُمَرَ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ، وَأَبُو سَعِيدٍ، وَأَبُو قَتَادَةَ، فَوُضِعَ الْغُلَامُ مِمَّا يَلِي الْإِمَامَ.

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نو میتوں پر اکٹھی نماز جنازہ ادا کی۔مردوں کو امام کی جانب اور عورتوں کو قبلہ کی جانب رکھا اور سب کو ایک لائن میں رکھ دیا، جب کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا اور ان کے بیٹے زید کو اکٹھا رکھا۔نماز جنازہ سیدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، سیدنا

عبداللہ بن عمر، سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا ابو سعید خدری اور سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے۔ بچہ امام کی جانب رکھا گیا۔“

(سنن النّسائي : 1980، سنن الدّارقطني : 79/2، 80، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 33/4، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۵۴۵) نے صحیح کہا ہے۔

اس کی سند کو حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع شرح المهذّب : ٢٢٤/٥) نے ”حسن“، جبکہ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنير : ٣٨٥/٥) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (التّلخيص الحبير : ١٤٦/٢) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

معلوم ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا شرف دامادی حاصل ہے، جو کہ باہمی محبت و مودت کا غماز ہے۔

⑬ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا كُنَّا نُبْعِدُ أَنَّ السَّكِينَةَ تَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ .

”ہمارا رجحان تھا کہ سکینت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر جاری ہوتی ہے۔“

(جامع معمر بن راشد : 20380، وسندهٗ حسنٌ)

✿ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَنْ تَعَرَّضَ إِلٰى أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ بِسَبٍّ فَهُوَ شِيعِيٌّ غَالٍ نَبْرَأُ مِنْهُ، وَمَنْ تَعَرَّضَ لِأَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَهُوَ رَافِضِيٌّ خَبِيثٌ حِمَارٌ، نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ .

”جس نے کسی ایک بھی صحابی کو برا بھلا کہا، وہ غالی شیعہ ہے، ہم اس سے

اعلان برأت کرتے ہیں اور جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی شان میں گستاخی کرے، وہ خبیث رافضی اور گدھا ہے، ہم اس سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔"

(تاریخ الإسلام : 146/5)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر اقربا پروری کا الزام!

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تیسرے خلیفہ راشد اور امیر المومنین ہیں۔آپ کے بے شمار فضائل ومناقب ہیں۔عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوہرے داماد ہیں۔ آپ کے دورِ خلافت پر امن وسکون کی چھاپ تھی۔اسلام کی سر بلندی اور فتوحات کا دور دورہ تھا۔عدل وانصاف کا علم بلند تھا۔

ہر مسلمان کو چاہیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اچھا عقیدہ رکھے۔ان کی شان میں تنقیص نہ کرے۔ان کی اجتہادی خطاؤں کو ہوا نہ دے۔بتقاضا بشریت ان سے جو لغزشیں سرزد ہوئی ہیں،ان کے لیے استغفار کرے۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ مَنْ يَّشْتُمُ عُثْمَانَ أَوْ طَلْحَةَ أَوْ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَجَّالٌ لَا يُكْتَبُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ .

''جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ،سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ یا کسی بھی صحابیٔ رسول کو سب وشتم کرے، وہ دجال ہے،اس سے حدیث نہ لکھی جائے۔اس پر اللہ کی،فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔''

(تاريخ ابن معين برواية الدوري : 2670)

صحابہ کرام کوئی ایسی ہستیاں نہیں تھیں کہ لوگ انہیں کوستے رہیں۔ان کے خلاف منفی

رائے قائم کرتے رہیں۔تمام صحابہ کا احترام واجب ہے۔

اب ہم اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں۔

❁ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب لکھتے ہیں:

''جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جانشین ہوئے، تو رفتہ رفتہ وہ اس پالیسی سے ہٹتے چلے گئے، انھوں نے پے درپے اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے اہم عہدے عطا کیے اور ان کے ساتھ دوسری ایسی رعایات کیں، جو عام طور پر لوگوں میں ہدف اعتراض بن کر رہیں۔''

(خلافت وملوکیت، ص106)

مولانا کا یہ انداز قطعا درست نہیں، سوائے الزام کے اس کی کوئی حقیقت نہیں اور بغیر دلیل کے خلیفہ راشد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوئے ظن ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جسے بھی عہدہ پر فائز کیا، اس میں قابلیت کو مدنظر رکھا۔ اگر وہ اس عہدے کا اہل تھا، تو اسے عہدہ دے دیا، خواہ رشتہ دار تھا یا غیر۔ اصل بنیاد قابلیت تھی۔

مودودی صاحب یہ حقیقت تسلیم کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ اپنے خاندان کے جن لوگوں کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حکومت کے یہ مناصب دیے، انھوں نے اعلیٰ درجہ کی انتظامی اور جنگی قابلیتوں کا ثبوت دیا اور ان کے ہاتھوں بہت سی فتوحات ہوئیں۔''

(خلافت وملوکیت، ص108)

اہل سنت میں سے کوئی بھی سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ رائے نہیں رکھتا کہ انھوں نے اپنوں کو نوازا اور غیروں کو نظرانداز کیا۔ یا یہ کہا ہو کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنوں

پر فیاضی کے حوالے سے غیر محتاط تھے۔

خلیفہ کو اختیار ہے کہ جسے چاہے کوئی منصب تفویض دے، یا کسی کو معزول کر دے۔ دوسروں کو اس پر اعتراض کا کوئی حق نہیں ہے۔خصوصاً خلیفہ راشد جس کی خلافت علی منہاج النبوت ہو،اس پر اعتراض کرنے کا کوئی جواز نہیں۔

اس پر سہاگہ یہ کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اقربا پروری کے حوالے سے کسی صحابی یا تابعی نے اعتراض نہیں کیا۔

❀ مودودی صاحب لکھتے ہیں:

''جب ولید بن عقبہ کوفہ کی گورنری کا پروانہ لے کر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا،تو انہوں نے فرمایا:معلوم نہیں، ہمارے بعد تو زیادہ دانا ہو گیا ہے، یا ہم تیرے بعد احمق ہو گئے ہیں؟اس نے جواب دیا:ابواسحاق برافروختہ نہ ہو، یہ تو بادشاہی ہے،صبح کوئی اس کے مزے لوٹتا ہے،تو شام کوئی۔ اور حضرت سعد نے کہا: میں سمجھتا ہوں، واقعی تم لوگ اسے بادشاہی بنا کر چھوڑو گے۔(الاستیعاب لابن عبدالبر:۱۵۵۴/۴،از ناقل)''

(خلافت وملوکیت،ص108)

یہ جھوٹی روایت ہے۔حکم بن عتیبہ سے نیچے سند معلوم نہیں۔حکم مدلس ہیں،سماع کی تصریح نہیں کی۔

❀ نیز لکھتے ہیں:

''قریب قریب ایسے ہی خیالات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی ظاہر فرمائے۔(الاستیعاب لابن عبدالبر:۱۵۵۴/۴،از ناقل)''

(خلافت وملوکیت، ص108)

جھوٹی روایت ہے۔ محمد بن سیرین کا سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

جعفر بن سلیمان سے نیچے سند معلوم نہیں ہو سکی۔

ان روایات کی بنا پر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں غلط تاثر دینا قرین انصاف نہیں۔

❁ مودودی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے حکومت کے آخری چھ سالوں میں اپنے رشتہ داروں اور خاندان کے لوگوں کو حکومت کے عہدے دیے اور مروان کے لیے مصر کا خمس (یعنی افریقہ کے اموال غنیمت کا خمس، جو مصر کے صوبے کی طرف سے آیا تھا) لکھ دیا اور اپنے رشتہ داروں کو مالی عطیے دیے اور اس معاملہ میں یہ تاویل کی کہ وہ یہ صلہ رحمی ہے، جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ انہوں نے بیت المال سے روپیہ بھی لیا اور قرض رقمیں بھی لیں اور کہا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے اس مال میں سے اپنا حق چھوڑ دیا تھا اور میں نے اسے لے کر اپنے اقربا میں تقسیم کیا ہے۔ اسی چیز کو لوگوں نے ناپسند کیا ہے۔ (طبقات ابن سعد: ۳/۶۴)''

(خلافت وملوکیت، ص326)

جھوٹی روایت ہے۔

① محمد بن عمر واقدی ''متروک و کذاب'' ہے۔

② زہری مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ زہری نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔ امام زہری ۵۸ھ میں پیدا

ہوئے اور۱۲۴ھ میں وفات پائی۔ جبکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات ۳۵ھ میں ہوئی، بھلا وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق کیسے خبر دے سکتے ہیں؟

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُرْسَلُ الزُّهْرِيِّ لَيْسَ بِشَيْءٍ .

''زہری کی مرسل کچھ بھی نہیں۔''

(تاريخ ابن معين برواية الدوري : 1027)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَرَاسِيلُ الزُّهْرِيِّ رَدِيئَةٌ .

''زہری کی مراسیل ردی ہیں۔''

(السنن الكبرىٰ : 10/107)

❁ مودودی صاحب لکھتے ہیں:

''افریقہ میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے وہاں کے بطریق سے تین سو قنطار سونے پر مصالحت کی تھی۔ فَأَمَرَ بِهَا عُثْمَانُ لِآلِ الْحَكَمِ. ''پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ رقم الحکم یعنی مروان بن حکم کے باپ کے خاندان کو عطا کر دینے کا حکم دیا۔'' (تاریخ طبری:۳۰/۳۱۴)''

(خلافت وملوکیت، ص327)

یہ واقدی کی گھڑنتل ہے۔ محمد بن کعب قرظی نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔ محمد بن کعب سن ۴۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۰ھ میں فوت ہوئے۔ جبکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات ۳۵ھ کو ہوئی۔ یہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق خبر کیسے دے سکتے ہیں؟

❁ مودودی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خود ایک موقع پر ایک مجلس میں جہاں حضرت علی، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت زبیر، حضرت طلحہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم موجود تھے اور ان کے مالی عطایا پر اعتراضات زیر بحث تھے، اپنے طرزِ عمل کی یہ تشریح فرمائی:

''میرے دونوں پیش رو اپنی ذات اور اپنے رشتہ داروں کے معاملے میں سختی برتتے رہے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے رشتہ داروں کو مال دیا کرتے تھے، میں ایک ایسے خاندان سے ہوں، جس کے لوگ قلیل المعاش ہیں۔ اس وجہ سے میں نے اس خدمت کے بدلے میں، جو میں اس حکومت کی کر رہا ہوں، اس مال میں سے روپیہ لیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ مجھے ایسا کرنے کا حق ہے۔ اگر آپ لوگ اسے غلط سمجھتے ہیں، تو اس روپے کو واپس کرنے کا فیصلہ کر دیجئے۔ میں آپ کی بات مان لوں گا، سب لوگوں نے کہا: آپ نے یہ بات بہت ٹھیک فرمائی۔ پھر حاضرین نے کہا: آپ نے عبداللہ بن خالد بن اَسید اور مروان کو روپیہ دیا ہے، ان کا بیان تھا کہ یہ رقم مروان کو پندرہ ہزار کی اور ابن اَسید کو پچاس ہزار کی مقدار میں دی گئی ہے، چنانچہ یہ رقم دونوں سے بیت المال کو واپس دلوائی گئی اور لوگ راضی ہو کر مجلس سے اٹھے۔ (تاریخ طبری: ۴/ ۳۴۵)''

(خلافت وملوکیت، ص328)

روایت سخت ضعیف ہے، اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ بن عبید اللہ قرشی ''ضعیف ومنکر الحدیث'' راوی ہے۔ اسے احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، بخاری، فلاس، ابو حاتم، ابو زرعہ،

نسائی، ترمذی، عجلی، ساجی، ابن حبان، محمد بن سعد، دارقطنی، ابن عدی اور عقیلی وغیرہم رحمہم اللہ نے ضعیف، منکر الحدیث اور متروک الحدیث قرار دیا ہے۔

❁ مودودی صاحب لکھتے ہیں:

”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جن لوگوں کو میں نے عہدے دیے ہیں، انہیں آخر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی تو عہدوں پر مامور کیا تھا، پھر میرے ہی اوپر لوگ کیوں معترض ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: عمر جس کو جس جگہ کا حاکم مقرر کرتے تھے، اس کے متعلق اگر انہیں کوئی قابل اعتراض بات پہنچ جاتی تھی، تو وہ بری طرح اس کی خبر لے ڈالتے تھے، مگر آپ ایسا نہیں کرتے۔ آپ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نرمی برتتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ آپ کے بھی تو رشتہ دار ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: لَعَمْرِي إِنَّ رَحِمَهُمْ مِنِّي لَقَرِيبَةٌ، وَلٰكِنَّ الْفَضْلَ فِي غَيْرِهِمْ. ”بے شک میرا بھی ان سے قریبی رشتہ ہے، مگر دوسرے لوگ ان سے افضل ہیں۔“ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا عمر رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو گورنر نہیں بنایا تھا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: عمر رضی اللہ عنہ کا غلام یرفاء بھی ان سے اتنا نہ ڈرتا تھا، جتنے معاویہ رضی اللہ عنہ ان سے ڈرتے تھے۔ اب یہ حال ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ آپ سے پوچھے بغیر جو چاہتے ہیں، کر گزرتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا حکم ہے۔ مگر آپ انہیں کچھ نہیں کہتے۔ (تاریخ طبری: ۴/ ۳۳۸)“

(خلافت وملوکیت، ص331)

جھوٹی روایت ہے۔

① واقدی نے اسے گھڑا ہے۔

② عبداللہ بن مسلم بن عبیداللہ قرشی کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے سماع ولقا نہیں۔

❁ مودودی صاحب لکھتے ہیں:

”مدینے میں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ہر طرف نکتہ چینیاں ہونے لگیں اور حالت یہ ہوگئی کہ چند صحابہ زید بن ثابت، ابو اسید الساعدی، کعب بن مالک اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم کے سوا شہر میں کوئی صحابی ایسا نہ رہا، جو حضرت والا کی حمایت میں زبان کھولتا۔ (تاریخ طبری:۴/ ۳۳۸)“

(خلافت وملوکیت،ص330)

جھوٹی روایت ہے۔

① واقدی نے اسے گھڑا ہے۔

② عبداللہ بن مسلم بن عبیداللہ قرشی کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے سماع ولقا نہیں۔

لگتا ہے کہ یہ روافض کی گھڑی ہوئی کارستانیاں ہیں، جن کی بنا پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر اقربا پروری کی تہمت لگائی جاتی ہے۔

❁ مودودی صاحب لکھتے ہیں:

”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پالیسی کا یہ پہلو بلاشبہ غلط تھا اور غلط کام بہر صورت غلط ہے، خواہ وہ کسی نے کیا ہو۔ اس کو خواہ مخواہ کی سخن سازیوں سے صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرنا نہ عقل وانصاف کا تقاضا ہے اور نہ دین ہی کا یہ مطالبہ ہے کہ کسی صحابی کی غلطی کو غلطی نہ مانا جائے، مگر واقع یہ ہے کہ اس ایک پہلو کو چھوڑ کر جملہ پہلوؤں سے ان کا کردار بحیثیت خلیفہ ایک مثالی کردار تھا، جس پر اعتراض کی

کوئی گنجائش نہیں، علاوہ ازیں ان کی خلافت میں بحیثیت مجموعی خیر اس قدر غالب تھی اور اسلام کی سربلندی کا اتنا بڑا کام ان کے عہد میں ہو رہا تھا کہ ان کی پالیسی کے اس خاص پہلو سے غیر مطمئن ہونے کے باوجود عام مسلمان پوری مملکت میں کسی جگہ بھی ان کے خلاف بغاوت کا خیال تک دل میں لانے کے لیے تیار نہ تھے۔"

(خلافت وملوکیت، ص116)

مودودی صاحب جس پالیسی کا ذکر کر رہے ہیں، اس کی حقیقت آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں، مزید کہنے کی ضرورت نہیں۔ یہ محض روافض کی "وکالت" ہے۔ جھوٹی روایات کی بنا پر ایک خلیفہ راشد کی شخصیت کو دبے لفظوں میں داغ دار کرنا ایمان کا نقصان ہے۔

تنبیہ:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن کی جاتا ہے کہ آپ نے حکم بن ابی العاص اور ان کے بیٹے مروان، جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جلاوطن کر دیا تھا، انہیں اپنے دورِ خلافت میں مدینہ واپس بلا لیا تھا۔

یہ بے سند اور بے بنیاد واقعہ ہے۔ نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم بن ابی العاص اور ان کے بیٹے مروان کو جلاوطن کیا اور نہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں مدینہ واپس بلایا۔

یاد رہے کہ اسلامی تاریخ میں روافض کی صدیوں سالوں مداخلت رہی ہے۔ بہت ساری بے سند اور بے سروپا باتیں تاریخ کا حصہ بنا دی گئیں۔ جس کو رجال اور سند سے واسطہ نہیں، وہ آنکھیں بند کر کے تاریخی روایات پر اعتماد نہ کرے۔ جس نے ایسا کیا، وہ سبیل مومنین سے بھٹک گیا۔

دعوت فکر:

مودودی صاحب تو دنیا سے چلے گئے، اب ان کے ساتھیوں کو چاہیے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق اپنے رائے بدل لیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر اقربا پروری جیسا سنگین الزام لگانے سے بچیں۔

شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ

امیر المومنین، احد السابقین الاولین، ذوالنورین، صاحب الھجرتین، خلیفہ سوئم، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت برحق ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو شہادت باسعادت کی کئی بار خوشخبری سنائی تھی۔ آپ کو سبائی باغیوں نے شہید کیا۔ آپ کی شہادت میں کوئی صحابی شریک نہیں، بلکہ جب بلوائیوں نے محاصرہ کیا، تو حتی المقدور صحابہ کی ایک بڑی جماعت آپ کا دفاع کرتی رہی۔ جہجاہ بن قیس غفاری رضی اللہ عنہ کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو منبر سے نیچے اتارنا اور لاٹھی آپ کے گھٹنے پر مارنا ثابت نہیں۔ اسی طرح محمد بن ابی بکر صدیق رحمہ اللہ کا آپ رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک ہونا یا آپ کی داڑھی کو پکڑنا ثابت نہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع ہے۔ آپ بقیع میں مدفون ہیں، رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

❀ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی ایک مسجد میں فرمایا:

لَوْ أَنَّ أُحُدًا انْقَضَّ لِمَا صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ، لَكَانَ مَحْقُوقًا أَنْ يَنْقَضَّ .

''جو کچھ تم لوگوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا ہے، اس کی وجہ سے اگر اُحد پہاڑ اپنے جگہ سے سرک کر ریزہ ریزہ ہو جائے، تو یہ اُس کے لائق ہے۔''

(صحيح البخاري : 3867)

صحابی رسول نے دراصل خوارج کو مخاطب ہے کہ تم نے خلیفہ راشد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون میں ہاتھ رنگ کر اتنا بڑا ظلم کیا ہے کہ اس سے اُحد پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو سکتا ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی برحق خلافت :

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا عُثْمَانُ إِنَّهُ لَعَلَّ اللّٰهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيصًا، فَإِنْ أَرَادُوكَ عَلٰى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ.

”عثمان! یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کو (خلافت کا) کُرتا پہنائے گا، اگر (باغی) لوگ آپ سے وہ کُرتا اتروانا چاہیں، تو نہ اُتارنا۔“

(سنن التّرمذي: 3705، وسندهٗ حسنٌ)

❁ اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۹۱۵) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حق پر تھے:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں رونما ہونے والے فتنوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا۔

❁ سیدنا مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کرتے ہیں:

ذَكَرَ الْفِتَنَ فَقَرَّبَهَا، فَمَرَّ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ فِي ثَوْبٍ فَقَالَ: هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى، فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، قَالَ: فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ، فَقُلْتُ: هٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ.

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر کیا اور بتایا کہ وہ بہت قریب ہیں، اسی اثنا میں منہ لپیٹے ہوئے ایک شخص گزرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فتنوں کے دنوں میں یہ شخص ہدایت پر ہوگا۔ تو میں (مرہ رضی اللہ عنہ) اُٹھ کر اس شخص کی طرف گیا، دیکھا کہ وہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں، تو میں نے اُن کا چہرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرف موڑ کر پوچھا: کیا یہی؟ فرمایا: جی ہاں۔''

(مسند الإمام أحمد : 115/2، سنن الترمذي : 3704، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۴۵۵۲) نے بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(فتح الباري : 38/7)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو خبردار کر دیا تھا کہ فتنے کے دنوں میں عثمان رضی اللہ عنہ حق پر ہوں گے، تو بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ حدیث سننے اور یہ معلوم ہو جانے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حق پر ہیں، کے بعد بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس فتنے کا حصہ بنے ہوں؟ ہرگز نہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو حق پر سمجھتے تھے، اس لیے اس فتنے کا شکار نہیں ہوئے، بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کا حتی الوسع دفاع کرتے رہے۔

✿ سیدنا ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ مَحْصُورٌ فِي الدَّارِ، وَكَانَ فِي الدَّارِ مَدْخَلٌ كَانَ مَنْ دَخَلَهٗ سَمِعَ كَلَامَ مَنْ عَلَى الْبَلَاطِ فَدَخَلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذٰلِكَ الْمَدْخَلَ فَخَرَجَ وَهُوَ مُتَغَيِّرٌ لَوْنُهٗ، فَقَالَ : إِنَّهُمْ لَيَتَوَعَّدُونِي بِالْقَتْلِ آنِفًا، قُلْنَا : يَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ : وَلِمَ يَقْتُلُونَنِي؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهٖ، أَوْ زَنٰى بَعْدَ

إِحْصَانِهِ، أَوْ قَتَلَ نَفْسًا، فَوَاللّٰهِ مَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَّلَا إِسْلَامٍ قَطُّ، وَلَا أَحْبَبْتُ أَنَّ لِي بِدِينِي بَدَلًا مُنْذُ هَدَانِي اللّٰهُ لَهُ، وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا فَبِمَ يَقْتُلُونَنِي؟

''جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں محصور (قید) تھے، تو میں ان کے پاس تھا، گھر میں داخل ہونے کا ایک ایسا راستہ تھا، جو شخص اس میں سے داخل ہوتا، تو وہ بلاط (مدینہ میں ایک جگہ ہے) پر ہونے والی باتیں سن سکتا تھا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس میں سے داخل ہوئے، جب باہر آئے، تو ان کا رنگ تبدیل ہو چکا تھا، انہوں نے فرمایا: وہ تو مجھے ابھی ابھی قتل کرنے کی دھمکی دے رہے ہیں۔ ہم نے کہا: امیر المومنین! آپ کو اللہ تعالیٰ ان سے کافی ہو جائے گا، آپ نے فرمایا: وہ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: صرف تین وجوہات کی بنا پر کسی مسلمان کو قتل کرنا جائز ہے۔ ① جو اسلام لانے کے بعد کفر کرے ② جو شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرے ③ جو کسی کو (ناحق) قتل کر دے۔ اللہ کی قسم! میں نے نہ تو زمانہ جاہلیت میں کبھی زنا کیا تھا اور نہ ہی اسلام میں اور جب سے مجھے اللہ تعالیٰ نے ہدایت (اسلام) سے نوازا ہے، میں نے کبھی دین بدلنے کے متعلق سوچا بھی نہیں اور نہ ہی میں نے کسی کو قتل کیا ہے، تو وہ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟''

(مسند أحمد :61/1، سنن أبي داوٗد : 4502، سنن النّسائي : 4024، سنن التّرمذي : 2158، سنن ابن ماجه : 2533، معرفة الصّحابة للأصبهاني :75/1، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۸۳۶) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے، امام

ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن''، امام حاکم رحمہ اللہ (۳۵۰/۴) نے بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

شہادت عثمان رضی اللہ عنہ میں کوئی صحابی شریک نہیں:

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مصر کے چند اوباش اور فتنہ گر لوگوں نے شہید کیا، ان میں کوئی صحابی شریک نہیں۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يُشَارِكْ فِي قَتْلِهِ أَحَدٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ .

''شہادت عثمان رضی اللہ عنہ میں کوئی صحابی شریک نہیں ہوا۔''

(شرح النّووي : 148/15)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

خِيَارَ الْمُسْلِمِينَ لَمْ يَدْخُلْ وَاحِدٌ مِنْهُمْ فِي دَمِ عُثْمَانَ، لَا قَتَلَ وَلَا أَمَرَ بِقَتْلِهِ، وَإِنَّمَا قَتَلَهُ طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ مِنْ أَوْبَاشِ الْقَبَائِلِ وَأَهْلِ الْفِتَنِ .

''مسلمانوں کے بہترین لوگوں میں سے کوئی بھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شریک نہیں ہوا، نہ شہید کیا اور نہ شہید کرنے کا حکم دیا۔ بلکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والی تو فسادی، بدمعاش اور فتنہ گر لوگوں کی ایک جماعت تھی۔''

(مِنهاج السّنة النّبوية : 323/4)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِيهِمْ صَحَابِيٌّ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ .

”قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ میں کوئی صحابی شامل نہیں تھا، وللہ الحمد۔“

(البِداية والنّهاية : 451/10)

❀ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَوْ أَعْلَمُ بَنِي أُمَيَّةَ يَقْبَلُونَ مِنِّي لَنَفَلْتُهُمْ خَمْسِينَ يَمِينًا قَسَامَةً مِّنْ بَنِي هَاشِمٍ مَا قَتَلْتُ عُثْمَانَ وَلَا مَالَأْتُ عَلٰى قَتْلِهٖ .

”اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ بنو امیہ والے میری بات مان لیں گے کہ میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید نہیں کیا اور نہ ان کی شہادت میں کسی کا ساتھ دیا، تو میں بنو ہاشم کی طرف سے مصالحت میں پچاس قسمیں اُٹھانے کے لیے تیار ہوں۔“

(تاريخ المدينة لابن شبة : 1269/4، وسندهٗ صحيحٌ)

چند روایات اور ان کا جائزہ:

❀ عبد الرحمٰن بن حاطب بن ابی بلتعہ رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

أَنَا أَنْظُرُ إِلٰى عُثْمَانَ يَخْطُبُ عَلٰى عَصَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عَلَيْهَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ لَهٗ جَهْجَاهٌ : قُمْ يَا نَعْثَلُ، فَانْزِلْ عَنْ هٰذَا الْمِنْبَرِ، وَأَخَذَ الْعَصَا فَكَسَرَهَا عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى، فَدَخَلَتْ شَظِيَّةٌ مِّنْهَا فِيهَا، فَبَقِيَ الْجُرْحُ حَتّٰى أَصَابَتْهُ الْأَكِلَةُ فَرَأَيْتُهَا تَدُودُ، فَنَزَلَ عُثْمَانُ وَحَمَلُوهُ وَأُمِرَ بِالْعَصَا فَشَدُّوهَا، فَكَانَتْ مُضَبَّبَةٌ، فَمَا خَرَجَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ إِلَّا خَرْجَةً أَوْ خَرْجَتَيْنِ

حَتّٰى حُصِرَ فَقُتِلَ .

”میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ رہا تھا، آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم والی وہ لاٹھی پکڑ کر خطبہ دے رہے تھے، جس پر ٹیک لگا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد) سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما خطبہ دیا کرتے تھے۔ تو عثمان رضی اللہ عنہ سے جہجاہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نعثل! (نعثل مصر کے ایک شخص کا نام تھا، جس کی لمبی داڑھی تھی، باغی لوگ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر عیب جوئی کرتے ہوئے انہیں نعثل کہتے تھے۔) اُٹھو اور منبر سے نیچے اترو۔ جہجاہ رضی اللہ عنہ نے لاٹھی پکڑی اور اُن کے داہنے گھٹنے پر مار کر لاٹھی توڑ دی۔ لاٹھی کا چورا گھٹنے میں داخل ہو گیا، تو اس سے زخم بن گیا، یہاں تک کہ اس میں خارش پڑ گئی اور میں نے دیکھا کہ اس میں کیڑے پڑ گئے۔ بہر کیف سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ منبر سے اُتر گئے، (باغی) لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو اُٹھا کر لے گئے۔ (بعد میں) لاٹھی کو جوڑ دیا گیا اور اس پر لوہا چڑھا دیا گیا۔ اس کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ صرف ایک یا دو بار باہر تشریف لائے، یہاں تک کہ محاصرہ کر کے شہید کر دیے گئے۔“

(تاريخ الطّبري : 366/4)

روایت جھوٹی ہے۔ محمد بن عمر واقدی ”متروک و کذاب“ ہے۔

❀ نافع مولیٰ ابن عمر رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

إِنَّ جَهْجَاهًا الْغِفَارِيَّ أَخَذَ عَصًا كَانَتْ فِي يَدِ عُثْمَانَ فَكَسَرَهَا عَلٰى رُكْبَتِهٖ، فَرَمٰى فِي ذٰلِكَ الْمَكَانِ بِأَكِلَةٍ .

”سیدنا جہجاہ غفاری رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے لاٹھی پکڑی اور ان

کے گھٹنے پر مار کر توڑ دی، اس جگہ پر (بعد میں) خارش پڑ گئی۔''

(تاريخ الطّبري : 366/4)

روایت انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔ نافع نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

❀ ابوحبیبہ مولیٰ عروہ رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

لَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ خَطَبَ النَّاسَ، فَقَامَ إِلَيْهِ جَهْجَاهُ الْغِفَارِيُّ، فَصَاحَ : يَا عُثْمَانُ أَلَا إِنَّ هٰذِهٖ شَارِفٌ قَدْ جِئْنَا بِهَا عَلَيْهَا عَبَاءَةٌ وَجَامِعَةٌ، فَانْزِلْ فَلْنُدْرِعْكَ الْعَبَاءَةَ، وَلْنَطْرَحْكَ فِي الْجَامِعَةِ، وَلْنَحْمِلَكَ عَلَى الشَّارِفِ، ثُمَّ نَطْرَحُكَ فِي جَبَلِ الدُّخَانِ فَقَالَ عُثْمَانُ : قَبَّحَكَ اللّٰهُ وَقَبَّحَ مَا جِئْتَ بِهٖ!

''اس کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا، تو جہجاہ غفاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور چیخ کر پکارا: اے عثمان! ہم یہ سواری (اونٹنی) لائے ہیں، اس پر ایک چوغہ اور طوق ہے، منبر سے نیچے اترو، ہم تمہیں وہ چوغہ پہنائیں گے، تمہاری گردن میں طوق ڈالیں گے اور اس سواری پر سوار کر کے جبل دخان پر پھینک دیں گے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تمہیں اور تمہارے اس عمل کو نیست و نابود کرے!''

(تاريخ الطّبري : 366/4)

جھوٹی روایت ہے۔

① محمد بن عمر واقدی ''متروک و کذاب'' ہے۔

② ابوحبیبہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

✿ عتبہ بن مسلم مدنی رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

إِنَّ آخِرَ خَرْجَةٍ خَرَجَهَا عُثْمَانُ يَوْمُ جُمُعَةٍ، فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلَى الْمِنْبَرِ حَصَبَهُ النَّاسُ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ غِفَارٍ يُقَالُ لَهُ الْجَهْجَاهُ : وَاللّٰهِ لَنُغْرِيَنَّكَ إِلٰى جَبَلِ الدُّخَانِ، فَنَزَلَ، فَحِيلَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ، فَصَلّٰى لِلنَّاسِ يَوْمَئِذٍ أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ .

”سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آخری مرتبہ جمعہ والے دن باہر تشریف لائے، منبر پر بلند ہوئے، تو باغیوں نے انہیں روک دیا۔ ایک غفاری جسے جہجاہ رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا، نے کہا: اللہ کی قسم! ہم تجھے جبل دخان کی طرف لے جائیں گے، تو عثمان رضی اللہ عنہ منبر سے نیچے اُتر آئے، آپ کو نماز سے بھی روک دیا گیا، تو اس روز لوگوں کو سیدنا ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔“

(كشف المُشكِل لابن الجوزي : 167/1)

روایت سخت ضعیف ہے۔

① علی بن محمد بن ابی قیس کے بارے میں محمد بن احمد بن ابی الفوارس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ ضَعِيفًا جِدًّا . ”یہ سخت ضعیف تھا۔“

(تاريخ بغداد للخطيب : 223/13)

② عتبہ بن مسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

✿ سلیمان بن یسار رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

إِنَّ جَهْجَاهًا الْغِفَارِيَّ أَخَذَ عَصَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مِنْ عُثْمَانَ فَكَسَرَهَا بِرُكْبَتِهٖ، فَوَقَعَتِ الْأَكِلَةُ فِي رُكْبَتِهٖ .

''جہجاہ غفاری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم والی لاٹھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے پکڑی اور ان کے گھٹنے میں مار کر توڑ دی، جس سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں (زخم ہونے کے بعد) خارش پڑ گئی۔''

(كشف المُشكِل لابن الجوزي : 167/1)

روایت سخت ضعیف ہے۔

علی بن محمد بن ابی قیس کے بارے میں محمد بن احمد بن ابی الفوارس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ ضَعِيفًا جِدًّا . ''یہ سخت ضعیف تھا۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : 223/13)

❀ امام بخاری رحمہ اللہ کی تاریخ اوسط (۳۱۱) والی سند سخت ضعیف ہے۔

① فلیح بن سلیمان کثیر الخطا راوی ہے۔

② فلیح کی پھوپھی نامعلوم ہے۔

③ پھوپھی کا باپ اور چچا کا بھی علم نہیں۔

❀ عبدالواحد بن ابی عون رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

ضَرَبَ كِنَانَةُ بْنُ بِشْرٍ جَبِينَهٗ وَمُقَدَّمَ رَأْسِهٖ بِعَمُودِ حَدِيدٍ فَخَرَّ لِجَنْبِهٖ وَضَرَبَهٗ سَوْدَانُ بْنُ حُمْرَانَ الْمُرَادِيُّ بَعْدَمَا خَرَّ لِجَنْبِهٖ فَقَتَلَهٗ وَأَمَّا عَمْرُو بْنُ الْحَمِقِ فَوَثَبَ عَلٰى عُثْمَانَ فَجَلَسَ عَلٰى صَدْرِهٖ وَبِهٖ رَمَقٌ فَطَعَنَهٗ تِسْعَ طَعَنَاتٍ وَقَالَ : أَمَّا ثَلَاثٌ مِنْهُنَّ فَإِنِّي طَعَنْتُهُنَّ لِلّٰهِ، وَأَمَّا سِتٌّ فَإِنِّي طَعَنْتُ إِيَّاهُنَّ لِمَا

كَانَ فِي صَدْرِي عَلَيْهِ .

”کنانہ بن بشر نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر لوہے کے ہتھیار سے مارا، تو آپ رضی اللہ عنہ پہلو کے بل زمین پر گر گئے۔ اس کے بعد سودان بن حمران مرادی نے وار کیا اور شہید کر دیا، پھر عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ کود کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے سینے پر چڑھ گئے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ میں ابھی زندگی کی رمق باقی تھی، پھر عمرو رضی اللہ عنہ نے نو نیزے مارے اور کہا: تین نیزے اللہ کے لیے مارے ہیں اور باقی چھ نیزے اپنے سینے کی آگ ٹھنڈی کرنے کے لیے مارے ہیں۔“

(طبقات ابن سعد : 74/3)

جھوٹی روایت ہے:

① محمد بن عمر واقدی ”متروک وکذاب“ ہے۔

② عبدالواحد بن ابی عون رحمہ اللہ اس واقعہ کے شاہد نہیں ہیں۔

❀ سیدنا عثمان بن شرید رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

مَرَّ عُثْمَانُ عَلٰى جَبَلَةَ بْنِ عَمْرٍو السَّاعِدِيِّ وَهُوَ بِفَنَاءِ دَارِهٖ، وَمَعَهٗ جَامِعَةٌ، فَقَالَ : يَا نَعْثَلُ! وَاللّٰهِ لَأَقْتُلُنَّكَ وَلَأَحْمِلَنَّكَ عَلٰى قَلُوصٍ جَرْبَاءَ، وَلَأُخْرِجَنَّكَ إِلٰى حَرَّةِ النَّارِ، ثُمَّ جَاءَهٗ مَرَّةً أُخْرٰى وَعُثْمَانُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَأَنْزَلَهٗ عَنْهُ .

”سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا جبلہ بن عمرو ساعدی رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزر ہوا، وہ گھر کے صحن میں تھے، اس کے پاس طوق تھا۔ اس نے کہا: اے نعثل! اللہ کی قسم میں ضرور تجھے قتل کروں گا، تیری لاشے کو خارش زدہ اونٹنی پر رکھ کر حرۃ النار نامی جگہ

میں پھینک دوں گا۔ پھر ایک مرتبہ آیا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے، تو آپ رضی اللہ عنہ کو نیچے اُتار دیا۔“

(تاريخ الطّبري : 365/4)

روایت جھوٹی ہے:

① محمد بن عمر واقدی ”متروک وکذاب“ ہے۔

② عبیداللہ بن رافع بن خدیج مجہول الحال ہے۔

③ عبیداللہ بن رافع کا سیدنا عثمان بن شرید رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❁ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ہمدانی رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

دَخَلَ أَبُو الطُّفَيْلِ عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ الْكِنَانِيُّ عَلٰى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ لَهٗ مُعَاوِيَةُ : أَبُو الطُّفَيْلِ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : أَنْتَ مِنْ قَتَلَةِ عُثْمَانَ؟ قَالَ : لَا وَلٰكِنْ مِمَّنْ حَضَرَهٗ فَلَمْ يَنْصُرْهُ، قَالَ : مَا مَنَعَكَ مِنْ نَصْرِهٖ؟ قَالَ : لَمْ يَنْصُرْهُ الْمُهَاجِرُونَ، وَالْأَنْصَارُ، وَلَمْ تَنْصُرْهُ أَنْتَ، قَالَ مُعَاوِيَةُ : أَمَا طَلَبِي بِدَمِهٖ نُصْرَةٌ لَّهٗ؟ ......

”سیدنا ابوطفیل عامر بن واثلہ کنانی رضی اللہ عنہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: ابوطفیل؟ فرمایا: جی، معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والوں میں آپ بھی تھے؟ فرمایا: نہیں، البتہ وہاں موجود تھا، مگر اُن کی مدد نہ کر سکا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: مدد کیوں نہ کی؟ فرمایا: اُن کی مدد تو مہاجرین و انصار بھی نہ کر سکے، بلکہ آپ بھی تو مدد نہیں کر سکے، معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں جو عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کر رہا ہوں، کیا

یہ ان کی نصرت نہیں ہے؟......“

(تاریخ ابن عساکر : 117/26)

روایت سخت ضعیف ہے۔

① عبداللہ بن عبدالرحمٰن ہمدانی کا تعین نہیں ہو سکا۔

② علی بن محمد مدائنی اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن کے درمیان انقطاع ہے، یا عبد اللہ بن عبدالرحمٰن ہمدانی اس واقعہ کا شاہد نہیں ہے۔

✿ یہ روایت عبدالرحمٰن ہمدانی سے بھی مروی ہے۔

(تاریخ ابن عساکر : 117/26)

یہ سند بھی سخت ضعیف ہے۔

① عبداللہ بن شبیب ربعی ابوسعید ”ضعیف وغیر ثقہ“ ہے۔

② عبدالرحمٰن ہمدانی کا تعین درکار ہے!

③ محمد بن سلام جمحی اور عبدالرحمٰن ہمدانی کے درمیان انقطاع ہے، یا عبدالرحمٰن ہمدانی اس واقعہ کا شاہد نہیں ہے، واللہ اعلم!

صحابہ تو دفاع کرتے رہے:

✿ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

قُلْتُ لِعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : إِنَّ مَعَكَ فِي الدَّارِ عُصْبَةً مُسْتَنْصَرَةً، يَنْصُرُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِأَقَلَّ مِنْهَا، فَأْذَنْ لِي فَلْأُقَاتِلْ، فَقَالَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : أَنْشُدُ اللّٰهَ رَجُلًا أَهْرَاقَ فِي دَمِهٖ، أَوْ قَالَ : أَهْرَاقَ فِيَّ دَمًا .

”میں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: آپ کے ساتھ گھر میں (مسلمانوں کی) اتنی بڑی محافظ جماعت موجود ہے کہ اس سے کم لوگ بھی ہوں، تو اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ غلبہ عطا کر دے گا۔ پس آپ اجازت دیں کہ میں (ان باغیوں سے) قتال کروں، تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کا واسطہ! ایک شخص کی خاطر کسی کا خون نہ بہایا جائے، یا فرمایا: میری وجہ سے کسی کا خون نہ بہایا جائے۔“

(تاريخ خليفة بن خيّاط، ص 173، المطالب لابن حجر :4391، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ کنانہ مولیٰ صفیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ شَهِدَ مَقْتَلَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: وَأَنَا يَوْمَئِذٍ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً، قَالَ: أَمَرَتْنَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ أَنْ نُرَحِّلَ بَغْلَةً بِهَوْدَجٍ فَرَحَّلْنَاهَا، ثُمَّ مَشَيْنَا حَوْلَهَا إِلَى الْبَابِ، فَإِذَا الْأَشْتَرُ وَنَاسٌ مَعَهٗ، فَقَالَ الْأَشْتَرُ لَهَا: ارْجِعِي إِلٰى بَيْتِكِ فَأَبَتْ، فَرَفَعَ قَنَاةً مَعَهٗ، أَوْ رُمْحًا، فَضَرَبَ عَجُزَ الْبَغْلَةِ، فَشَبَّتِ الْبَغْلَةُ، وَمَالَ الْهَوْدَجُ حَتّٰى كَادَ أَنْ يَقَعَ، فَلَمَّا رَأَتْ ذٰلِكَ قَالَتْ: رُدُّونِي، رُدُّونِي، وَأَخْرَجَ مِنَ الدَّارِ أَرْبَعَةَ نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ مَضْرُوبِينَ مَحْمُولِينَ، كَانُوا يَدْرَءُونَ عَنْ عُثْمَانَ، فَذَكَرَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَأَبَا حَاطِبٍ [وَالصَّحِيحُ: مُحَمَّدَ بْنَ حَاطِبٍ] وَمَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، قُلْتُ: فَهَلْ نَدِيَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بِشَيْءٍ مِنْ دَمِهٖ، فَقَالَ: مَعَاذَ اللّٰهِ دَخَلَ

عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهٗ عُثْمَانُ : لَسْتَ بِصَاحِبِهٖ، وَكَلَّمَهٗ بِكَلَامٍ فَخَرَجَ وَلَمْ يَنْدَ مِنْ دَمِهٖ بِشَيْءٍ، قُلْتُ : فَمَنْ قَتَلَهٗ؟ قَالَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ يُقَالُ لَهٗ : جَبَلَةُ بْنُ أَيْهَمَ فَجَعَلَ ثَلَاثًا يَقُولُ : أَنَا قَاتِلُ نَعْثَلٍ قُلْتُ : فَأَيْنَ عُثْمَانُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ : فِي الدَّارِ .

میری عمر چودہ برس تھی، میں مقتلِ عثمان رضی اللہ عنہ میں حاضر تھا، ہمیں (اُم المومنین) سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا نے خچر پر کاٹھی ڈالنے کا کہا، تو ہم نے خچر پر کاٹھی رکھی۔ پھر ہم آپ رضی اللہ عنہا کے اردگرد (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے) دروازے تک چلتے رہے، وہاں دیکھا کہ اشتر (مالک بن حارث) اور اس کے ساتھی کھڑے تھے، اشتر نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے کہا: آپ اپنے گھر واپس چلی جائیے، مگر سیدہ نے انکار کیا، تو اشتر نے نیزہ اٹھایا اور خچر کی پیٹھ پر دے مارا، خچر بدکا اور اس نے اگلی ٹانگیں اٹھا لیں، کاٹھی سرک گئی، قریب تھا کہ نیچے گر جاتی، جب سیدہ نے یہ سلوک دیکھا، تو فرمایا: مجھے واپس لے جائیں، مجھے واپس لے جائیں۔ (میں نے دیکھا) قریش کے چار نو جوانوں کو گھر سے اُٹھا کر باہر لایا گیا، جو خون میں لت پت تھے، یہ چاروں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع کرتے رہے، وہ یہ تھے: حسن بن علی، عبداللہ بن زبیر، محمد بن حاطب رضی اللہ عنہم اور مروان بن حکم رحمہ اللہ۔ (راوی محمد بن طلحہ رحمہ اللہ کہتے ہیں) میں نے کنانہ رحمہ اللہ سے پوچھا: کیا محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ بھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شریک تھے؟ فرمایا: معاذ اللہ! وہ تو عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے، تو آپ رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا: آپ مجھے قتل کرنے والے نہیں ہیں، اس کے علاوہ بھی گفتگو ہوئی۔ تو

محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ نکل آئے اور دم عثمان رضی اللہ عنہ میں شریک نہ ہوئے۔(راوی)
محمد بن طلحہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے کنانہ رحمہ اللہ سے پوچھا: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو کس نے شہید کیا؟ فرمایا: عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک مصری (یہودی) نے شہید کیا، جس کا نام جبلہ بن ایہم تھا، پھر اس نے (مدینہ (کی گلیوں) میں تین چکر لگائے اور) تین باریہ پکارا: میں (نعوذ باللہ!) نعثل کا قاتل ہوں۔ میں نے پوچھا: شہادت والے دن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہاں تھے؟ فرمایا: (اپنے) گھر میں۔“

(مسند إسحاق بن راهويه : 2088، وسندهٗ حسنٌ)

محمد بن ابی بکر صدیق رحمہ اللہ کا داڑھی پکڑنا؟:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد رحمہ اللہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ میں شریک نہیں تھے۔ وہ تمام روایات غیر ثابت ہیں، جن میں ہے کہ محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ کر جھٹکا دیا اور اُن کی داڑھیں گرادیں یا ان کی گردن پر نیزوں سے وار کیے۔ اس بارے میں وارد روایات اور ان کا تحقیقی جائزہ پیش خدمت ہے:

❁ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے شمشیر زن سے منسوب ہے:

دَخَلَ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ : أَنْتَ قَاتِلِي، قَالَ : وَمَا يُدْرِيكَ يَا نَعْثَلُ؟ قَالَ : لِأَنَّهُ أُتِيَ بِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ سَابِعِكَ لِيُحَنِّكَكَ وَيَدْعُو لَكَ بِالْبَرَكَةِ فَخَرِيْتَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : فَوَثَبَ عَلٰى صَدْرِهٖ وَقَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ، فَقَالَ : إِنْ تَفْعَلْ كَانَ يَعِزُّ عَلٰى أَبِيكَ أَنْ تَسُوءَهٗ،

قَالَ : فَوَجَأَهُ فِي نَحْرِهِ بِمَشَاقِصَ كَانَتْ فِي يَدِهِ .

”سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ آئے، تو عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم مجھے قتل کرنے والے ہو۔ محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ نے کہا: تم کیسے جانتے ہو، نعثل! فرمایا: کیونکہ تجھے پیدائش کے ساتویں دن گھٹی دلانے اور برکت کی دعا کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تھا، تو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پاخانہ کر دیا تھا۔ یہ سن کر محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے سینے پر کود پڑے اور داڑھی کو پکڑ لیا، عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (تمہارے والد زندہ ہوتے، تو) تمہاری یہ حرکت تمہارے والد (ابو بکر رضی اللہ عنہ) کو بہت بری لگتی۔ تو محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ نے چوڑے پھالے والے نیزے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گلے پر مارے۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني : 83/1، تاريخ ابن عساكر : 409/39)

سند ضعیف ہے۔

① مبارک بن فضالہ کا عنعنہ ہے۔

② عثمان رضی اللہ عنہ کا شمشیر زن کون ہے؟ معلوم نہیں۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا غَرِيبٌ جِدًّا وَّفِيهِ نَكَارَةٌ .

”یہ انتہائی عجیب و غریب روایت ہے، اس میں نکارت ہے۔“

(البِداية والنّهاية : 194/7)

❀ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

ضَرَبَهُ ابْنُ أَبِي بَكْرٍ بِمَشَاقِصَ فِي أَوْدَاجِهِ .

”محمد بن ابی بکر نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی رگ جاں پر نیزوں کے وار کیے۔“

(تاريخ خليفه بن خياط، ص 175)

سخت ضعیف ہے۔ابوزکریا عجلانی مجہول ہے۔

❁ وثاب مولیٰ عثمان سے منسوب ہے:

جَاءَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فِي ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهٖ فَقَالَ بِهَا حَتّٰى سَمِعْتُ وَقْعَ أَضْرَاسِهٖ .

”محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ تیرہ لوگوں کے ہمراہ آئے،سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی کو پکڑا اور اسے بھینچا، یہاں تک کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ڈاڑھوں کے گرنے کی آواز سنی۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 37079، تاريخ خليفة بن خيّاط، ص 174)

سند ضعیف ہے۔وثاب کی توثیق معلوم نہیں۔

❁ حسن بصری رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

إِنَّ ابْنَ أَبِي بَكْرٍ أَخَذَ بِلِحْيَتِهٖ فَقَالَ عُثْمَانُ : لَقَدْ أَخَذْتَ مِنِّي مَأْخَذًا أَوْ قَعَدْتَّ مِنِّي مَقْعَدًا مَا كَانَ أَبُوكَ لِيَقْعُدَهٗ فَخَرَجَ وَتَرَكَهٗ .

”محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑی،تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نے میری وہ چیز پکڑی ہے یا (فرمایا:) آپ میرے اس حصہ پر بیٹھیں ہیں کہ آپ کے والد (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) ہوتے،تو اس پر ہرگز نہ بیٹھتے،تو محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ چھوڑ کر چلے گئے۔“

(تاريخ خليفة بن خياط، ص 174، تاريخ الطّبري : 384/4)

سند ضعیف ہے۔ حسن بصری اس واقعہ کے شاہد نہیں۔

❁ ریطہ مولاۃ اُسامہ بن زید سے منسوب ہے:

جَاءَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَعَلَيْهِ ثَوْبُ قُطْنٍ مَصْبُوغٌ فَأَخَذَ بِلِحْيَةِ عُثْمَانَ فَهَزَّهَا حَتّٰى سُمِعَ صَرِيرُ أَضْرَاسِهٖ بَعْضِهَا عَلٰى بَعْضٍ فَقَالَ : يَا ابْنَ أَخِي دَعْ لِحْيَتِي فَإِنَّكَ لَتَجْذِبُ مَا يَعِزُّ عَلٰى أَبِيكَ أَنْ يُؤْذِيَهَا فَرَأَيْتُهٗ كَأَنَّهٗ اسْتَحْيَا فَقَامَ فَجَعَلَ بِطَرْفِ ثَوْبِهٖ هٰكَذَا : أَلَا ارْجِعُوا أَلَا ارْجِعُوا .

''محمد بن ابی بکر صدیق رحمہ اللہ آئے، انہوں نے رنگا ہوا اُون کا کپڑا پہنا ہوا تھا، انہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی ریش مبارک کو پکڑا اور اسے جھٹکا دیا، یہاں تک کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ڈاڑھوں کے ایک دوسرے پر گرنے کی آواز سنائی دی، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھتیجے! میرے داڑھی کو چھوڑ دیجئے، آپ نے ایسی چیز کو پکڑا ہے، آپ کے والد (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) اسے تکلیف پہنچانے کی سکت نہیں رکھتے تھے۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ کو دیکھا کہ گویا انہیں حیا آئے اور اپنے کپڑے کا پلو پکڑے (لوگوں سے) کہنے لگے: واپس چلے جاؤ، واپس چلے جاؤ۔'' (تاریخ ابن عساکر : 406/39)

روایت سخت ضعیف ہے۔

① ریطہ مولاۃ اُسامہ کے حالات زندگی نہیں ملے۔

② شیخ من اہل الشام ابو جناب نا معلوم ہے۔

③ معمر بن عقیل کے حالات زندگی نہیں ملے۔

④ یحییٰ بن میمون ہدادی کی توثیق معلوم نہیں۔

❁ ابوحرب سے منسوب ہے:

دَخَلَ عَلٰى عُثْمَانَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ جَالِسٌ يَقْرَأُ فِي الْمُصْحَفِ فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهٖ فَقَالَ: لَوْ كَانَ أَبُوكَ لَمْ يَقْبِضْ عَلٰى مَا قَبَضْتَ.

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ آئے، عثمان رضی اللہ عنہ بیٹھے مصحف سے دیکھ کر تلاوت کر رہے تھے۔ محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑی، تو عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ کے والد زندہ ہوتے، تو آپ میری داڑھی کبھی نہ پکڑتے۔'' (المِحَن لأبي عرب، ص 79)

جھوٹی روایت ہے:

① ابوعرب کے شیوخ مجہول و نامعلوم ہیں۔

② زیاد بن عبداللہ بکائی ضعیف ہے۔

③ مجالد بن سعید جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

④ ابوحرب کون ہے؟ معلوم نہیں۔

❁ قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

أَخَذَ ابْنُ أَبِي بَكْرٍ بِلِحْيَتِهٖ.

''محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑی۔''

(تاریخ خلیفة بن خیاط، ص 175)

سند ضعیف ہے۔

① سعید بن ابی عروبہ مدلس ومختلط ہے۔

② قتادہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بہت عرصہ بعد پیدا ہوئے۔

❁ خنساء مولاۃ اُسامہ بن زید سے منسوب ہے:

دَخَلَ إِلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَأَخَذَ لِحْيَتَهُ وَأَهْوٰى بِمَشَاقِصَ مَعَهُ لِيَجَأَ بِهَا فِي حَلْقِهِ.

”سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس محمد بن ابی بکر آئے اور ان کی داڑھی پکڑی، پھر نیزوں کے وار سے عثمان رضی اللہ عنہ کی رگ جان کاٹ دی۔“

(تاریخ ابن عساکر: 405/39)

جھوٹی روایت ہے:

① غصن بن قاسم کون ہے؟ معلوم نہیں، اگر قاسم بن غصن ہے، تو ضعیف ہے۔

② رجل مبہم ہے۔

③ سیف بن عمر کوفی بالاتفاق ”ضعیف ومتروک“ ہے۔

④ شعیب بن ابراہیم کوفی ”مجہول“ ہے۔

❁ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

دَخَلَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَلٰى عُثْمَانَ، فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ، فَقَالَ: أَرْسِلْ لِحْيَتِي، فَلَمْ يَكُنْ أَبُوكَ لِيَتَنَاوَلَهَا فَأَرْسَلَهَا.

”سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ آئے اور ان کی داڑھی پکڑی، تو عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری داڑھی چھوڑ دو، آپ کے والد (ابوبکر رضی اللہ عنہ) ہوتے، تو اسے ہرگز نہ پکڑتے، تو محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ نے داڑھی کو چھوڑ دیا۔“

(تاريخ الطّبري : 393/4)

جھوٹی روایت ہے:

① سیف بن عمر کوفی بالاتفاق ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

② شعیب بن ابراہیم کوفی ''مجہول'' ہے۔

③ مجالد بن سعید جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

❀ عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالقاری رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

أَخَذَ بِلِحْيَةِ عُثْمَانَ، فَقَالَ : قَدْ أَخْزَاكَ اللّٰهُ يَا نَعْثَلُ، فَقَالَ عُثْمَانُ : لَسْتُ بِنَعْثَلٍ، وَلٰكِنْ عَبْدُ اللّٰهِ وَأَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ .

''محمد بن ابی بکر نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑی اور کہا: نعثل! اللہ نے تجھے ذلیل کر دیا ہے۔ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نعثل نہیں ہوں، میں اللہ کا بندہ اور مومنوں کا امیر ہوں۔'' (طبقات ابن سعد : 73/3)

سند جھوٹی ہے۔

① محمد بن عمر واقدی ''متروک وکذاب'' ہے۔

② عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالقاری نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

❀ قاسم بن محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي ذَنْبَهٗ فِي عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

''اللہ! میرے والد کا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں گناہ معاف فرما۔''

(الثقات لابن حبان : 41/8، المطالب العالية لابن حجر : 4388)

سند ضعیف ہے۔ سعید بن مسلم باہلی کی توثیق نہیں۔

تنبیہ:

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے:

...... لَعَنَ اللّٰهُ قَتَلَتَهُ، أَقَادَ اللّٰهُ ابْنَ أَبِي بَكْرٍ بِهِ ....

''......اللہ تعالیٰ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر لعنت کرے، اللہ تعالیٰ محمد بن ابی بکر سے عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لے......۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 88/1، تاريخ المدينة لابن شَبّة : 1244/4)

سند ضعیف ہے۔طلق بن خشاب مجہول الحال ہے، اسے صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات:۴/۳۹۶'' میں ذکر کیا ہے۔

بعض سندوں میں طلق بن خشاب کی طلق بن حبیب سے تصحیف ہوگئی ہے۔

جنازہ اور تدفین کے متعلق روایات:

❁ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

أَرَادُوا أَنْ يُصَلُّوا عَلٰى عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَمُنِعُوا، فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ أَبُو جَهْمِ بْنُ حُذَيْفَةَ : دَعُوهُ، وَقَدْ صَلَّى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ، وَصَلّٰى رَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''مسلمانوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھنا چاہی،تو انہیں (باغیوں کی طرف سے) روک دیا گیا۔تو ایک قریشی آدمی ابوجہم بن حذیفہ نے فرمایا: عثمان رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیجیے، ان کا نماز جنازہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پڑھ دیں گے۔''(الاستيعاب لابن عبد البرّ : 1048/3)

سند ضعیف ہے۔ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ اس واقعہ کے شاہد نہیں۔

❁ تابعی کبیر مالک بن ابی عامر رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

كُنْتُ أَحَدَ حَمَلَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ حِينَ تُوُفِّيَ، حَمَلْنَاهُ عَلٰى بَابٍ، وَإِنَّ رَأْسَهُ لَيَقْرَعُ الْبَابَ لِإِسْرَاعِنَا بِهٖ، وَإِنَّ بِنَا مِنَ الْخَوْفِ لَأَمْرًا عَظِيمًا حَتّٰى وَارَيْنَاهُ فِي قَبْرِهٖ فِي حَشِّ كَوْكَبٍ.

”سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی نعش کو اٹھانے والوں میں سے ایک میں بھی تھا۔ ہم نے انہیں اُٹھا کر دروازے پر پہنچے، جلدی جلدی میں عثمان رضی اللہ عنہ کا سر دروازے پر لگا۔ ہمیں خوف کی وجہ سے بڑی پریشانی لاحق تھی، یہاں تک کہ ہم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ (کی نعش) کو ”حش کوکب“ (نامی باغ) میں قبر کھود کر دفن کر دیا۔“

(طبقات ابن سعد: 79/3)

سند ضعیف ہے۔ ربیع بن مالک بن ابی عامر مجہول الحال ہے۔

❁ ابوبشیر عابدی سے منسوب ہے:

”سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ (کی نعش) تین دن تک پڑی رہی، اسے دفن نہیں کیا گیا، پھر حکیم بن حزام قرشی رضی اللہ عنہ نے، اس کے بعد بنو اسد بن عبد العزیٰ کے ایک شخص اور جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو دفن کرنے کے متعلق بات کی اور مطالبہ کیا کہ وہ ان کے گھر والوں کو اس کی اجازت دیں، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مطالبہ پورا کر دیا اور دفن کرنے کی اجازت دے دی۔ جب یہ بات (باغیوں کو) معلوم ہوئی، تو وہ

پتھر لے کر راستے پر بیٹھ گئے۔سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے کچھ افراد ان کی نعش لے کر نکلے، وہ جنازے کو مدینہ کے ایک حش کوکب نامی باغ میں لے جا رہے تھے، جس میں یہود اپنے مردے دفن کیا کرتے تھے، جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی نعش کو (باغی) لوگوں کے سامنے سے گزارا گیا، تو انہوں نے جنازے پر پتھراؤ کیا اور جنازہ گرانے کا ارادہ کیا۔ یہ بات سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی، تو انہوں نے باغیوں کو سخت حکم جاری کیا کہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ (کی نعش) کو کچھ نہ کہیں، تو باغیوں نے بات مان لی۔سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے میت کو لایا گیا اور حش کوکب (نامی باغ) میں دفن کر دیا گیا۔''

(تاريخ الطّبري : 4/412)

سند سخت ضعیف ہے۔

① جعفر بن عبداللہ محمدی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

②، ③ حسین بن عیسیٰ بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب اور اس کے والد کی توثیق ثابت نہیں۔

④ ابو میمونہ کا تعین و توثیق ثابت نہیں ہو سکی۔

⑤ ابو بشیر عابدی کون ہے؟ معلوم نہیں ہو سکا۔

❀ ایک روایت ہے:

اِنْتَهَوْا بِهِ إِلَى الْبَقِيعِ، فَدَفَنُوهُ فِيهِ مِمَّا يَلِي حِشَانَ كَوْكَبٍ .

''مسلمان سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ (کی نعش) کو بقیع میں لے گئے اور انہیں وہاں ''حش کوکب'' (نامی باغیچے) سے ملحق جگہ پر دفن کر دیا۔''

(تاریخ الطّبري : 4/414، تاریخ ابن عساکر : 39/526)

جھوٹی روایت ہے:

① سیف بن عمر کوفی بالاتفاق ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

② شعیب بن ابراہیم کوفی ''مجہول'' ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن ساعدہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہادت کے بعد دوراتوں تک ایسے ہی پڑے رہے، مسلمان انہیں دفن نہیں کر سکے، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی نعش کو چار بندوں نے اُٹھایا، جن کے نام حکیم بن حزام، جبیر بن مطعم، نیار بن مکرم اور ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ جب میت کو نماز جنازہ پڑھنے کے لیے رکھا گیا، تو انصار قبیلہ کے کچھ لوگ آئے اور مسلمانوں کو جنازہ سے روک دیا، ان لوگوں میں اسلم بن اُوس بن بجرہ ساعدی اور ابوحیہ مازنی وغیرہ شامل تھے، نیز انہیں بقیع میں دفن کرنے سے بھی روک دیا، تو ابوجہم رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ایسے ہی دفن کر دیں، ان پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں نے نماز جنازہ پڑھ دی ہے۔ باغیوں نے کہا: ہم انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں ہرگز دفن نہیں ہونے دیں گے، تو مسلمانوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو حش کوکب (نامی باغ) میں دفن کر دیا، جب بنواُمیہ کی حکومت آئی، تو انہوں نے حش کوکب کو بقیع الغرقد قبرستان میں شامل کر دیا، آج یہ بنوامیہ کا قبرستان ہے۔''

(تاریخ الطّبري : 4/413)

محمد بن عمر واقدی کی گھڑنتل ہے۔

❁ عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

دُفِنَ لَيْلَةَ السَّبْتِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي حَشِّ كَوْكَبٍ بِالْبَقِيعِ فَهِيَ مَقْبَرَةُ بَنِي أُمَيَّةَ الْيَوْمَ .

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ہفتہ کی رات مغرب اور عشاء کے درمیان بقیع کے ساتھ حش کوکب (نامی باغ) میں دفن کیا گیا، جو آج بنوامیہ کا قبرستان ہے۔''

(طبقات ابن سعد : 77/3)

جھوٹی روایت ہے۔

① محمد بن عمر واقدی ''متروک وکذاب'' ہے۔

② عمرو بن عبداللہ بن عنبسہ لا پتہ ہے۔

تاریخ شہادت:

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ذوالحجہ کی بارہ تاریخ کو شہید ہوئے۔

❁ ابوعثمان نہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ فِي أَوْسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ .

''سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ایام تشریق کے وسط (بارہ ذوالحجہ) کو شہید ہوئے۔''

(طَبقات ابن سعد : 79/3، زوائد مسند الإمام أحمد : 546، وسندهٗ صحيحٌ)

اظہار افسوس!

❁ رازدانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی، تو فرمایا:

الْيَوْمَ نَزَلَ النَّاسُ حَافَّةَ الْإِسْلَامِ، فَكَمْ مِنْ مَّرْحَلَةٍ قَدِ ارْتَحَلُوا عَنْهُ .

’’اس وقت لوگ اسلام کے آخری کنارے پر پہنچ چکے ہیں۔ (ہائے) لوگ اسلام سے کتنے ہی مرحلے دور ہٹ چکے ہیں!‘‘

(مصنّف ابن أبي شيبة : 516/7، وسندهٗ حسنٌ)

فضائل علی رضی اللہ عنہ

❁ محبّ الدین طبری رحمہ اللہ (۶۹۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ السُّنَّةِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ مِنْ أَهْلِ الْفِقْهِ وَالْأَثَرِ أَنَّ عَلِيًّا أَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ عُثْمَانَ، هٰذَا مِمَّا لَمْ يُخْتَلَفْ فِيهِ .

''پہلے اور بعد کے اہل سنت فقہا ومحدثین کا اجماع ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے افضل صحابی سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔اس میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(الرِّياض النضرة : 180/3)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَيِّدٌ كَبِيرُ الشَّأْنِ، قَدْ أَغْنَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنْ تُثْبَتَ مَنَاقِبُهٗ بِالْأَكَاذِيبِ؛ وَلٰكِنَّ الرَّافِضَةَ لَا يَرْضُونَ إِلَّا أَنْ يَحْتَجُّوا لَهٗ بِالْبَاطِلِ، وَأَنْ يَرُدُّوا مَا صَحَّ لِغَيْرِهٖ مِنَ الْمَنَاقِبِ، فَتَرَاهُمْ دَائِمًا يَحْتَجُّونَ بِالْمَوْضُوعَاتِ، وَيُكَذِّبُونَ بِالصِّحَاحِ، وَإِذَا اسْتَشْعَرُوا أَدْنٰى خَوْفٍ لَزِمُوا التَّقِيَّةَ، وَعَظَّمُوا الصَّحِيحَيْنِ، وَعَظَّمُوا السُّنَّةَ، وَلَعَنُوا الرَّفْضَ وَأَنْكَرُوا، فَيُعْلِنُونَ بِلَعْنِ أَنْفُسِهِمْ شَيْئًا مَا يَفْعَلُهُ الْيَهُودُ وَلَا الْمَجُوسُ بِأَنْفُسِهِمْ، وَالْجَهْلُ بِفُنُونِهٖ غَالِبٌ عَلٰى مَشَايِخِهِمْ وَفُضَلَائِهِمْ، فَمَا الظَّنُّ بِعَامَّتِهِمْ،

فَمَا الظَّنُّ بِأَهْلِ الْبِرِّ وَالْخَيْرِ مِنْهُمْ، فَإِنَّهُمْ جَاهِلِيَّةٌ جُهَلَاءُ، وَحُمُرٌ مُسْتَنْفِرَةٌ، فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى الْهِدَايَةِ، فَتَعْلِيمُهُمْ وَنُصْحُهُمْ وَجَرُّهُمْ إِلَى الْحَقِّ بِحَسْبِ الْإِمْكَانِ مِنْ أَفْضَلِ الْأَعْمَالِ، نَسْأَلُ اللّٰهَ التَّوْفِيقَ، وَحُسْنَ الْخَاتِمَةِ مِنْهُ آمِينُ.

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ عظیم الشان سردار ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اس سے غنی کر دیا ہے کہ آپ کے شان میں جھوٹی روایات بیان کی جائیں، مگر روافض اس وقت راضی ہوتے ہیں، جب وہ باطل روایات سے حجت پکڑیں اور صحیح احادیث سے ثابت فضائل کا انکار کر دیں، اس لیے آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ ہمیشہ من گھڑت روایات سے حجت پکڑتے ہیں اور صحیح احادیث کا انکار کرتے ہیں، جب انہیں کسی کا خوف لاحق ہوتا ہے، تو تقیہ کا سہارا لیتے ہیں، پھر صحیحین اور حدیث کی عظمت بیان کرتے ہیں، رافضیت پر لعنت کرتے ہیں اور اس کا انکار کرتے ہیں، یوں وہ خود پر اس طرح اعلانیہ لعنت کر رہے ہوتے ہیں کہ ایسے یہود اور مجوس نے بھی اپنی جانوں کے ساتھ نہیں کیا ہوتا۔ ہر قسم کی جہالت ان کے مشائخ اور فضلا پر غالب ہے، بھلا عام عوام کا کیا حال ہو گا؟! ان کے نیکو کاروں کا کیا حال ہوگا؟! یہ کورے جاہل اور بدکے ہوئے گدھے ہیں، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے (ہمیں) ہدایت دی ہے۔ ممکن حد تک ان لوگوں کو تعلیم دینا، انہیں نصیحت کرنا اور انہیں حق کی طرف دعوت دینا افضل ترین عمل ہے، ہم اللہ تعالیٰ نے (ہدایت کی) توفیق مانگتے ہیں اور حسن خاتمہ کا سوال کرتے ہیں، آمین!''

(تلخيص كتاب المَوضوعات، ص 141)

❁ میمون بن مہران رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَرْبَعٌ لَّا تَتَكَلَّمْ فِيهِنَّ : عَلِيٌّ، وَعُثْمَانُ، وَالنُّجُومُ، وَالْقَدَرُ .

”چار چیزوں میں بات نہ کیجئے، سیدنا علی وعثمان رضی اللہ عنہما، نجوم اور تقدیر۔“

(مَساوِي الأخلاق للخطرائطي : ۷۴۸، وسندہٗ حسنٌ)

سبقت اسلام:

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ فِي مَوضِعٍ آخَرَ : أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے نماز سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ادا کی، دوسری جگہ فرمایا: (بچوں میں) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔“

(مسند الإمام أحمد : 371/4، فضائل الصّحابة للنّسائي : 34، سنن التّرمذي : 3735، وسنده حسنٌ)

اس روایت کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن صحیح“ امام حاکم (143/3) نے ”صحیح الاسناد“ کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَإِنَّهُ أَسْلَمَ قَدِيمًا، وَهُوَ دُونَ الْبُلُوغِ عَلَى الْمَشْهُورِ، وَيُقَالُ : إِنَّهُ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ، وَقَدْ رُوِيَ فِي

ذٰلِكَ حَدِيثٌ عَنْهُ وَلَا يَصِحُّ، وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْغِلْمَانِ، كَمَا أَنَّ خَدِيجَةَ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النِّسَاءِ، وَأَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ الْأَحْرَارِ، وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْمَوَالِي.

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام صحابی ہیں، ابھی تلک وہ بالغ بھی نہ ہوئے تھے کہ اسلام کی نعمت سے سرفراز ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ سب سے پہلے اسلام لائے، اس سلسلے میں بیان کی جانے والی حدیث ثابت نہیں، درست یہی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے تھے، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آزاد مردوں میں اور سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آزاد کردہ غلاموں میں سب سے اول مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں۔''

(البداية والنهاية: 31/11)

محبوب ترین کنیت:

ایک شخص سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا:

هَذَا فُلَانٌ، لِأَمِيرِ الْمَدِينَةِ، يَدْعُو عَلِيًّا عِنْدَ الْمِنْبَرِ، قَالَ: فَيَقُولُ: مَاذَا؟ قَالَ: يَقُولُ لَهُ: أَبُو تُرَابٍ فَضَحِكَ، قَالَ: وَاللّٰهِ مَا سَمَّاهُ إِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ لَهُ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهُ، فَاسْتَطْعَمْتُ الْحَدِيثَ سَهْلًا، وَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ كَيْفَ ذٰلِكَ قَالَ: دَخَلَ عَلِيٌّ عَلٰى فَاطِمَةَ ثُمَّ خَرَجَ

فَاضْطَجَعَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ، قَالَتْ : فِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَوَجَدَ رِدَاءَهُ قَدْ سَقَطَ عَنْ ظَهْرِهِ، وَخَلَصَ التُّرَابُ إِلٰى ظَهْرِهِ، فَجَعَلَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ، فَيَقُولُ : اجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ مَرَّتَيْنِ .

”مدینہ کا فلاں امیر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر برا بھلا کہتا ہے، پوچھا: کیا کہتا ہے؟ کہا: وہ منبر پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ابوتراب کہتا ہے، سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ہنس دیے اور فرمایا: بخدا! یہ نام تو ان کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا، یہ نام تو ان کو سب سے زیادہ محبوب تھا۔ راوی نے پوری حدیث سننے کی غرض سے عرض کیا: ابوعباس! یہ کب کا واقعہ ہے؟ فرمایا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، پھر مسجد جا کر لیٹ گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سے پوچھا کہ آپ کے عم زادے کہاں ہیں؟ عرض کیا: مسجد میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد آئے، دیکھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے ہیں، نیچے سے چادر سرک گئی ہے اور مٹی ان کی پیٹھ کو لگ رہی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مٹی کو جھاڑنے لگے اور فرمایا: ابوتراب! اٹھ جائیے، ابوتراب! اٹھ جائیے۔“

(صحيح البخاري : 3703، صحيح مسلم : 2409)

داماد رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ يَخْطُبُ ثُمَّ

قَالَ : إِنَّ بَنِي هِشَامِ اسْتَأْذَنُونِي فِي أَنْ يَنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيًّا، وَإِنِّي لَا آذَنُ، ثُمَّ لَا آذَنُ إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُفَارِقَ ابْنَتِي، وَأَنْ يَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ ثُمَّ قَالَ : إِنَّ فَاطِمَةَ مُضْغَةٌ أَوْ بِضْعَةٌ مِنِّي يُؤْذِينِي مَا آذَاهَا وَيُرِيبُنِي مَا أَرَابَهَا، وَمَا كَانَ لَهُ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ بِنْتِ عَدُوِّ اللّٰهِ، وَبَيْنَ ابْنَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”رسول اللہ ﷺ مکہ میں منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: بنو ہشام نے مجھ سے اجازت مانگی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علی سے کر دیں، میں اجازت نہیں دوں گا، البتہ علی رضی اللہ عنہ میری بیٹی کو اگر طلاق دے دیں، تو ان کی بیٹی سے نکاح کر سکتے ہیں، پھر فرمایا: فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے، اسے جو تکلیف دے گا، مجھے تکلیف دے گا، اسے جو بے قرار کرے گا، مجھے بے قرار کرے گا۔ علی رضی اللہ عنہ کے لئے جائز نہیں کہ میری بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کو بیک وقت نکاح میں رکھے۔“

(صحيح البخاري : 5230؛ صحيح مسلم : 2450)

صحیح بخاری (3729) میں ہے:

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس سے نکاح کا ارادہ ختم کر دیا۔“

رسول اللہ ﷺ سے رشتہ:

سیدنا برا بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

أَنْتَ مِنِّي، وَأَنَا مِنْكَ.

آپ مجھ سے اور میں آپ سے ہوں۔"

(صحيح البخاري: 4251)

سیدنا حبشی بن جنادہ سلولی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلِيٌّ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَلَا يُؤَدِّي عَنِّي إِلَّا أَنَا أَوْ عَلِيٌّ.

"علی مجھ سے اور میں علی سے ہوں، میری ذمہ داری کو میں یا علی رضی اللہ عنہ ہی پوری کریں گے۔"

(فضائل الصحابة للنسائي: 44، مسند الإمام أحمد، 164/4، وسنده صحيحٌ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نسبت:

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى تَبُوكَ خَرَجَ عَلِيٌّ يُشَيِّعُهُ، فَبَكٰى، وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَتَتْرُكُنِي مَعَ الْخَوَالِفِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَلِيُّ أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى إِلَّا النُّبُوَّةَ.

"غزوہ تبوک کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جا رہے تھے، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے، رونے لگے، عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے چھوڑ کر جا رہے ہیں آپ؟ فرمایا: علی! آپ کی نسبت مجھ سے وہی ہے، جو موسیٰ کی ہارون سے تھی، سوائے نبوت کے۔ تو کیا یہ اعزاز آپ کو پسند نہیں؟"

(صحيح مسلم : 2404، خصائص علي للنسائي : 47)

یہ حدیث متواتر ہے۔

(قطف الأزهار المتناثرة للسيوطي ص 281، نظم المتناثر للكتاني ص 206)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اہل بیت سے ہیں:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو چادر میں لے کر یہ دعا کی:

أَللّٰهُمَّ أَهْلُ بَيْتِي أَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا .

''اللہ! یہ (بھی) میرے اہل بیت ہیں، گندگی ان کے قریب نہ پھٹکنے دینا اور انہیں کمال درجہ کی طہارت نصیب فرما۔''

(مسند الإمام أحمد : 298/6، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آیت مباہلہ (آل عمران: ٦١) نازل ہوئی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلا کر فرمایا:

أَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي .

''اللہ! یہ (بھی) میرے اہل بیت ہیں۔''(صحيح مسلم : ٢٤٠٤)

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي، وَأَهْلُ بَيْتِي أَحَقُّ .

''اللہ! یہ (بھی) میرے اہل بیت ہیں اور میرے اہل بیت عزت وتکریم کے زیادہ حق دار ہیں۔''(مسند الإمام أحمد : ١٠٧/٤، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (٦٩٧٦) نے ''صحیح'' کہا ہے، نیز امام بیہقی رحمہ اللہ

(السنن الکبریٰ:۲/۱۵۲) نے اس کی سند کو ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ (۳/۱۴۷) نے ’’امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر صحیح‘‘ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ’’امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر‘‘ قرار دیا ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد ہیں:

سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : الْخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ سَنَةً، ثُمَّ يَكُونُ مُلْكٌ، ثُمَّ قَالَ سَفِينَةُ : أَمْسِكْ، خِلَافَةُ أَبِي بَكْرٍ وَخِلَافَةُ عُمَرَ ثِنْتَا عَشْرَةَ سَنَةً وَسِتَّةُ أَشْهُرٍ وَخِلَافَةُ عُثْمَانَ ثِنْتَا عَشْرَةَ سَنَةً وَسِتَّةُ أَشْهُرٍ ثُمَّ خِلَافَةُ عَلِيٍّ تَكْمِلَةُ الثَّلَاثِينَ قُلْتُ : فَمُعَاوِيَةُ؟ قَالَ : كَانَ أَوَّلَ الْمُلُوكِ .

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: میری اُمت میں خلافت تیس سال ہوگی، پھر بادشاہت ہوگی۔ سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: شمار کر لیجئے، سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت بارہ برس چھ ماہ تھی، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت بارہ سال تھی، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت نے تیس سال پورے کر دیئے۔ سعید بن جمہان رحمہ اللہ نے پوچھا: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ؟ فرمایا: وہ پہلے بادشاہ تھے۔‘‘

(مسند الطيالسي : 1203، مسند الإمام أحمد : 221/5، سنن الترمذي : 2226، وسنده حسنٌ)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ فِيهِ رَدٌّ صَرِيحٌ عَلَى الرَّوَافِضِ الْمُنْكِرِينَ لِخِلَافَةِ الثَّلَاثَةِ، وَعَلَى النَّوَاصِبِ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ فِي إِنْكَارِ خِلَافَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ .

''یہ حدیث روافض کا صریح رد کرتی ہے، اس میں تین کی خلافت کا ذکر ہے، بنو امیہ اور اہل شام کے ناصبیوں کا رد کرتی ہے کہ اس میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اثبات ہے اور وہ انکار کرتے ہیں۔''

(البداية والنهاية : 154/9)

خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑیں:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ .

''میری اور خلفائے راشدین کی سنت لازم پکڑیں۔''

(سنن أبي داوٗد : ٤٦٠٧، سنن الترمذي : ٢٦٧٦، مسند الإمام أحمد : ١٢٦/٤۔١٢٧، وسندہٗ صحيحٌ)

✿ اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵)، حافظ ضیا مقدسی رحمہ اللہ (إتباع السنّة واجتناب البدع : ۲) نے ''صحیح''، حافظ بزار رحمہ اللہ (جامع بيان العلم وفضله لابن عبد البرّ : ٢٣٠٦) نے ((ثَابِتٌ صَحِيحٌ)) اور حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (جامع بيان العلم وفضله : ٢٣٠٦) نے ((ثَابِتٌ)) کہا ہے۔

❀ امام حاکم رحمہ اللہ (۱/ ۹۵) فرماتے ہیں:

صَحِيْحٌ، لَيْسَ لَهٗ عِلَّةٌ .

''یہ حدیث صحیح ہے، اس میں کوئی علت نہیں۔''

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ حافظ ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ جَيِّدٌ مِّنْ صَحِيحِ حَدِيثِ الشَّامِيِّينَ .

''یہ شامیوں کی صحیح مرویات میں سے جید حدیث ہے۔''

(المسند المستخرج علٰى صحيح الإمام مسلم :36/1)

❀ حافظ بغوی رحمہ اللہ (شرح السنّة : ۱۰۲) نے ''حسن'' کہا ہے۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

صَحَّحَهُ أَيْضًا الْحَافِظُ أَبُوْ نُعَيْمٍ الْأَصْفَهَانِيُّ وَالدَّغُوْلِيُّ، وَقَالَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ الْأَنْصَارِيُّ : هُوَ أَجْوَدُ حَدِيْثٍ فِي أَهْلِ الشَّامِ وَأَحْسَنُهٗ .

''اسے حافظ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ اور حافظ دغولی رحمہ اللہ نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔ شیخ الاسلام انصاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: شامیوں کی مرویات میں سے یہ حدیث جید اور عمدہ ترین ہے۔''

(تحفة الطالب بمعرفة أحاديث مختصر ابن الحاجب : 36)

اللہ ورسول سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں:

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ : لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَّفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ، يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطٰى، فَقَالَ : أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ؟ فَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ، قَالَ : فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ فَأُتِيَ بِهٖ، فَبَصَقَ رَسُولُ اللّٰهِ فِي عَيْنَيْهِ، وَدَعَا لَهٗ، فَبَرَأَ كَأَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ، فَقَالَ عَلِيٌّ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُونُوا مِثْلَنَا؟ قَالَ : انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ، فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ أَنْ تَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ .

”نبی کریم ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دن فرمایا: کل میں اسے جھنڈا دوں گا کہ اللہ اس کے ہاتھوں فتح عطا فرمائے گا، وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اور اللہ ورسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہوں گے۔ اب ہر ایک کی خواہش کہ جھنڈا مجھے ملے، سو اگلی صبح رسول اللہ ﷺ کے پاس آن پہنچے۔ فرمایا: علی کہاں ہیں؟ عرض کیا: آنکھوں میں تکلیف ہے، لہٰذا نہیں آسکے، فرمایا: ان کو لائیے، وہ آئے تو لعاب دہن ان کی آنکھوں میں ڈالا، پھر دعا فرمائی اور آنکھیں اس طرح

صحت پا گئیں کہ گویا کبھی تکلیف ہی نہ تھی۔ انہیں جھنڈا دے دیا گیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں تب تک ان سے لڑتا رہوں گا، جب تک کہ وہ ہمارے جیسے نہ ہو جائیں گے، فرمایا: علی! نرمی سے چلتے جائیے، میدان جنگ میں پہنچ کر انہیں اسلام کی دعوت دیجئے، انہیں بتلائیے کہ اللہ کے حقوق ان پر کیا ہیں؟ بخدا! ایک شخص بھی آپ کی وجہ سے ہدایت پا جاتا ہے، تو وہ سرخ اونٹوں سے بہتر سرمایہ ہے۔''

(صحيح البخاري : 4210؛ صحيح مسلم : 2404)

صحیح مسلم (1807) میں ہے کہ مرحب کہنے لگا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ ...... شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ .

إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ .

''سارا خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، ہتھیاروں سے لیس، لڑائی میں تجربہ کار اور بہادر (ثابت ہوتا) ہوں، جب شعلہ زن جنگ بھڑک جائے۔''

تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں کہا:

أَنَا الَّذِي سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَهْ ...... كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيهِ الْمَنْظَرَهْ

''میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے۔۔۔ جنگلات کے ہولناک منظر والے شیروں کی طرح ہوں۔''

أُوفِيهِمْ بِالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَهْ

''دشمنوں کو پورا پورا بدلہ دیتا ہوں، جیسے وسیع پیمانے میں پورا پورا دیا جاتا ہے۔ (دشمن کو خوب سبق سکھاتا ہوں۔)''

”پھر آپ نے مرحب کے سر پر تلوار مار کر قتل کر دیا اور آپ فتح یاب ہوئے۔“

علی رضی اللہ عنہ سے محبت، مودت اور دوستی اہل ایمان کا شیوہ ہے:

حدیث: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ)) متواتر ہے۔ مندرجہ ذیل اہل علم نے اس حدیث کو متواتر قرار دیا ہے۔

- حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ)

(سِيَر أعلام النّبلاء : 335/8، تاريخ الإسلام : 146/5)

- حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ)

(البداية والنّهاية : 214/5)

- علامہ ابن الجزری رحمہ اللہ (۸۳۳ھ)

(مناقب الأسد الغالب علي بن أبي طالب، ص 12)

- حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ)

(قطف الأزهار المتناثرة في الأحاديث المتواترة، ص 277)

- علامہ عجلونی رحمہ اللہ (۱۱۶۲ھ)

(كشف الخفاء : 261/2)

- علامہ امیر صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ)

(توضيح الأفكار :219/1)

- علامہ البانی رحمہ اللہ (۱۴۲۰ھ)

(سلسلة الأحاديث الصّحيحة : 343/4)

- امام ابن شاہین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ رَوٰى حَدِيثَ غَدِيرِ خُمٍّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ مِائَةِ نَفْسٍ، وَفِيهِمُ الْعَشَرَةُ، وَهُوَ حَدِيثٌ ثَابِتٌ، لَا أَعْرِفُ لَهٗ عِلَّةً .

"یہ حدیث غریب صحیح ہے، رسول اللہ ﷺ سے غدیر خم والی حدیث قریباً سو صحابہ کرام نے بیان کی ہے۔ان میں عشرہ مبشرہ صحابہ کرام بھی شامل ہیں۔ یہ حدیث ثابت ہے۔ مجھے اس میں کوئی علت نظر نہیں آتی۔"

(مذاهب أهل السّنة، ص 87)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَهٗ طُرُقٌ جَيِّدَةٌ .

"اس کی عمدہ سندیں ہیں۔"(تذكرة الحفّاظ : 164/3)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَثِيرٌ مِنْ أَسَانِيدِهَا صِحَاحٌ وَحِسَانٌ .

"اس کی بہت سی سندیں صحیح اور حسن ہیں۔"

(فتح الباري : 74/7)

یہ حدیث درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے:

① سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ : (مسند البزّار : ٦٣٢، وسندهٗ حسنٌ، خصائص علي للنسائي : ٨٥، وسندهٗ حسنٌ، مسند الإمام أحمد : ٣٧٠/٤، وسندهٗ صحيحٌ، وصحّحه ابن حبّان : ٦٩٣١، زوائد مسند الإمام أحمد بن حنبل : ١٥٢/١، زوائد فضائل الصحابة : ١٢٠٦، وسندهٗ حسنٌ، مسند الإمام أحمد : ٣٦٦/٥، وسندهٗ صحيحٌ،

وقال ابن كثير في البداية والنّهاية (٢١٠/٥) : وهذا إسناد جيّد، خصائص علي للنسائي : ٨٧، وسندهٗ صحيحٌ)

② سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

(فضائل الصحابة لأحمد : ٩٥٩، السّنة لابن أبي عاصم : ١٣٧١، وسندهٗ حسنٌ)

ریاح بن حارث رحمہ اللہ کہتے ہیں:

جَاءَ رَهْطٌ إِلٰى عَلِيٍّ بالرَّحْبَةِ فَقَالُوا : السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَانَا قَالَ : كَيْفَ أَكُونُ مَوْلَاكُمْ وَأَنْتُمْ قَوْمٌ عَرَبٌ؟ قَالُوا : سَمِعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ يَقُولُ : مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَإِنَّ هٰذَا مَوْلَاهُ قَالَ رِيَاحٌ : فَلَمَّا مَضَوْا تَبِعْتُهُمْ، فَسَأَلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالُوا : نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيهِمْ أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ .

”رحبہ میں ایک گروہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: السلام علیکم اے ہمارے مولیٰ! سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہارا مولیٰ کیسے ہوسکتا ہوں، حالانکہ آپ عرب ہو؟ انہوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولیٰ ہوں، اس کے علی مولیٰ ہیں۔ ریاح رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب وہ چلے گئے، تو میں ان کے پیچھے ہولیا اور ان سے سوال کیا: یہ کون تھے؟ انہوں نے کہا: یہ انصار کے کچھ لوگ تھے، ان میں ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔“

(مصنف ابن أبي شيبة : 60/13، مسند الإمام أحمد : 419/5، السنة لابن أبي عاصم : 1355، معجم الصحابة للبغوي : 1822، المعجم الكبير للطبراني :

4052، 4053، الشريعة للآجري : 1517، وسنده صحيحٌ)

سعید بن وہب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قَامَ خَمْسَةٌ أَوْ سِتَّةٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَهِدُوا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ .

”پانچ یا چھ صحابہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: جس کا میں مولی، علی اس کے مولی ہیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 336/5، خصائص علي للنسائي : 86، وسنده صحيحٌ)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غدیر خم کے موقع پر تین مرتبہ فرمایا:

أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي .

”میں آپ کو اہل بیت کے بارے میں اللہ کا خوف دلاتا ہوں۔“

(صحيح مسلم : ٢٤٠٨)

خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ چہارم سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ، لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي .

”اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! رسول اللہ ﷺ کی قرابت کا خیال رکھنا مجھے اپنی عزیز داری سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔“

(صحيح البخاري : ٣٧١٢)

نیز فرمایا:

اُرْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ .

”اہل بیت کے حوالے سے محمد ﷺ کے حقوق کا خیال رکھیں۔“

(صحيح البخاري : ٣٧١٣)

علی و عثمان رضی اللہ عنہما کی محبت ایک دل میں:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (رافضی اور ناصبی) لوگ کہتے ہیں:

إِنَّ حُبَّ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ مُؤْمِنٍ وَكَذَبُوا قَدْ جَمَعَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ حُبَّهُمَا بِحَمْدِ اللّٰهِ فِي قُلُوبِنَا .

”ایک مومن کے دل میں سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما (دونوں) کی محبت سما نہیں سکتی، یہ ان کا جھوٹ ہے، الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے ہمارے دل میں دونوں کی محبت کو جمع کر دیا ہے۔“

(الشريعة : ١٢٢٦، ١٢٢٧، معجم ابن الأعرابي : ٩٥، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابوشہاب حناط رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَجْتَمِعُ حُبُّ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ إِلَّا فِي قُلُوبِ أَتْقِيَاءِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ .

”ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم (سب) کی محبت اس امت کے پارسا لوگوں کے دلوں میں ہی سما سکتی ہے۔“

(الشريعة : ١٢٢٨، وسندهٗ صحيحٌ)

میمون بن مہران رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَقْوَامًا يَقُولُونَ : لَا يَسَعُنَا أَنْ نَسْتَغْفِرَ لِعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ، وَأَنَا أَقُولُ : غَفَرَ اللّٰهُ لِعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ .

''ایک گروہ کہتا ہے: عثمان وعلی رضی اللہ عنہما کے حق میں استغفار کرنا ہمارے بس میں نہیں، میں کہتا ہوں: اللہ عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کو معاف کرے۔''

(الشريعة : ١٢٢٩، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص ہے:

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَذٰى عَلِيًّا فَقَدْ أَذَانِي .

''جس نے علی رضی اللہ عنہ کو تکلیف دی، اس نے مجھے تکلیف دی۔''

(مسند أبي يعلى : 770، مسند البزّار : 1166، زوائد فضائل الصحابة للقطيعي : 1078، وسنده حسنٌ)

ابو رجاء عطاردی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

لَا تَسُبُّوا عَلِيًّا، وَلَا أَهْلَ هٰذَا الْبَيْتِ، إِنَّ جَارًا لَّنَا مِنْ بَنِي الْهُجَيْمِ قَدِمَ مِنَ الْكُوفَةِ فَقَالَ : أَلَمْ تَرَوْا هٰذَا الْفَاسِقَ ابْنَ الْفَاسِقِ؟ إِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهٗ، يَعْنِي الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ : فَرَمَاهُ اللّٰهُ بِكَوْكَبَيْنِ فِي عَيْنِهٖ، فَطَمَسَ اللّٰهُ بَصَرَهٗ .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل خانہ کو برا نہ کہیں، بنو ہجیم سے تعلق رکھنے والا ہمارا

ایک پڑوسی جو کوفہ سے آیا تھا، اس نے کہا: دیکھو اس فاسق ابن فاسق کو یعنی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو، نعوذ باللہ! اللہ نے اس کو ہلاک کر دیا۔ اس کی آنکھوں میں دو آسمانی انگارے لگے اور اس کی بینائی ختم ہو گئی۔''

(فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل : 972، المعجم الكبير للطبراني : 119/3، وسنده صحيحٌ)

علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت سے بغض نفاق اور نار جہنم کا سبب ہے:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ، وَبَرَأَ النَّسَمَةَ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ : لَا يُحِبُّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُنِي إِلَّا مُنَافِقٌ .

''قسم اس ذات کی، جس نے دانے کو پھاڑا، جانداروں کو پیدا کیا! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ مجھ سے محبت صرف مومن کرے گا، مجھ سے بغض صرف منافق رکھے گا۔''

(صحيح مسلم : 78، خصائص علي للنسائي : 100)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَيُحِبُّنِي قَوْمٌ حَتّٰى يَدْخُلُوا النَّارَ فِيَّ، وَلَيُبْغِضُنِي قَوْمٌ حَتّٰى يَدْخُلُوا النَّارَ فِي بُغْضِي .

''ایک قوم میری محبت میں غلو کی وجہ سے، دوسری قوم میرے ساتھ بغض کے سبب آگ میں داخل ہو گی۔''

(السنة لابن أبي عاصم : 983، وسنده صحيحٌ)

تین خصوصیات:

عامر بن سعد بن ابی وقاص رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

أَمَرَ مُعَاوِيَةُ سَعْدًا، فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا تُرَابٍ؟ قَالَ: أَمَا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَنْ أَسُبَّهُ، لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهُ، وَخَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ تُخَلِّفُنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى، إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي؟ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ فِي يَوْمِ خَيْبَرَ: لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ فَتَطَاوَلْنَا لَهَا، فَقَالَ: ادْعُوا لِي عَلِيًّا فَأُتِيَ بِهِ أَرْمَدَ، فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ، وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ، وَلَمَّا نَزَلَتْ، زَادَ هِشَامٌ: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ﴾(الأحزاب: 33) دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا، وَفَاطِمَةَ، وَحَسَنًا، وَحُسَيْنًا فَقَالَ: اللّٰهُمَّ، يَعْنِي هٰؤُلَاءِ أَهْلِي.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا اور پوچھا: آپ کی سیدنا ابو

تراب (علی) رضی اللہ عنہ کو گالی نہ دینے کی وجہ کیا ہے؟ کہنے لگے: میں تو اس لیے گالی نہیں دیتا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین فرامین گرامی یاد ہیں، جو آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمائے تھے، ہر فرمان مجھے سرخ اونٹوں سے عزیز ہے۔ میں نے خود سنا تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی غزوہ میں پیچھے چھوڑ دیا۔ سیدنا علی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ مجھے بچوں اور عورتوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ دیں گے؟ فرمایا: آپ اس پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کا میرے ہاں وہی مقام ہے، جو موسیٰ علیہ السلام کے ہاں ہارون علیہ السلام کو حاصل تھا؟ البتہ میرے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر والے دن فرماتے سنا: میں جنگ کا جھنڈا اس کے حوالے کروں گا، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہو اور وہ اللہ اور اس کے رسول کا محبوب ہو۔ ہم اس کی طمع کرنے لگ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کو میرے پاس لائیں، انہیں لایا گیا، آپ آشوبِ چشم کا شکار ہو چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں لعاب دھن لگایا اور جھنڈا تھما دیا۔ اللہ نے آپ کے ہاتھوں فتح بھی عطا فرمائی اور جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ﴾(الأحزاب: 33)(اہل بیت! اللہ تعالیٰ آپ سے ناپاکی کو دور کرنا چاہتا ہے۔ ......) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔"

(صحيح مسلم: 2404، خصائص علي للنسائي: 11)

دعائیں، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سکھائیں:

① سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصیبت کے وقت یہ دعا سکھلائی:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بردبار اور عزت والا ہے، پاک ہے۔ بڑی برکت والا ہے، اللہ جو عرش عظیم کا مالک ہے اور تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لئے، جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد :94,91/1؛ وسنده حسنٌ)

② سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ، شَكَتْ مَا تَلْقٰى مِنْ أَثَرِ الرَّحَا، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ، فَانْطَلَقَتْ فَلَمْ تَجِدْهُ، فَوَجَدَتْ عَائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا، فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ بِمَجِيءِ فَاطِمَةَ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبْتُ لِأَقُومَ، فَقَالَ: عَلٰى مَكَانِكُمَا، فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِي، وَقَالَ: أَلَا أُعَلِّمُكُمَا خَيْرًا مِّمَّا سَأَلْتُمَانِي، إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا تُكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، وَتُسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتَحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ.

”سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو چکی کی مشقت زیادہ محسوس ہوتی تھی، اسی سلسلے میں آپ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں گئیں کہ مجھے ایک غلام دے دیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر گھر پر نہیں تھے، آپ رضی اللہ عنہا نے مدعا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے رکھ دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر واپس آئے، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ پیغام ان کے گوش گزار کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ہمارے ہاں چلے آئے، ہم استقبال کو لپکے، تو فرمایا: بیٹھ جائیے، آپ ہمارے درمیان بیٹھ گئے، میں نے اپنے سینے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی ٹھنڈک کو محسوس کیا۔ فرمایا: میں آپ کو اس غلام سے بہتر چیز نہ دوں؟ جب آپ بستر پر لیٹیں، تو 34 مرتبہ اللہ اکبر، 33 مرتبہ سبحان اللہ اور 33 مرتبہ الحمد للہ پڑھ لیا کریں، یہ خادم سے کہیں بہتر ہے۔“

(صحیح البخاري: 3705، صحیح مسلم: 2727)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا جو انہیں روئے زمین پر سب سے زیادہ محبوب تھی:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّهُ جَاءَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ عَمَّكَ الشَّيْخَ الضَّالَّ قَدْ مَاتَ، فَمَنْ يُوَارِيهِ؟ قَالَ: اذْهَبْ فَوَارِ أَبَاكَ، وَلَا تُحْدِثْ حَدَثًا حَتّٰى تَأْتِيَنِي فَفَعَلْتُ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَغْتَسِلَ، فَاغْتَسَلْتُ، وَدَعَا لِي بِدَعَوَاتٍ مَا يَسُرُّنِي مَا عَلَى الْأَرْضِ بِشَيْءٍ مِنْهُنَّ.

”میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: آپ کا گم راہ چچا دم توڑ گیا ہے، اسے کون دفن کرے گا؟ فرمایا: جائیے، اپنے باپ کو دفن کیجئے اور سنئے! اس وقت تک کچھ نہیں کرنا، جب تک کہ میرے پاس واپس نہ آ جاؤ! میں نے ایسا ہی کیا، پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھے غسل کا کہا، جب میں غسل کر چکا، تو نبی ﷺ نے میرے واسطے کئی دعائیں کیں، وہ دعائیں مجھے تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہیں۔“

(مسند أحمد : 131,97/1؛ سنن أبي داوٗد : 3214؛ سنن النسائي : 2008، 190؛ وصححه ابن خزيمة : (كما في الإصابة لابن حجر : 114/7) وابن الجارود : (550)، وأخرجه أبو داوٗد الطيالسي : (ص 19، ح : 120)، وسندهٗ حسنٌ متصل، وسنده صحيحٌ)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا گروہ حق کے زیادہ قریب گروہ ہے:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تَمْرُقُ مَارِقَةٌ عِنْدَ فِرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ تَقْتُلُهَا أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ .

”لوگ جب تفریق ہو چکے ہوں گے، تو خوارج کا گروہ اسلام سے نکل جائے گا، ان سے وہی قتال کرے گا، جو گروہ حق سے زیادہ قریب ہو گا۔“

(صحيح مسلم : 150/1064، خصائص علي للنسائي : 172)

خوارج سے جہاد کا اعزاز:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تَمْرُقُ مَارِقَةٌ عِنْدَ فِرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ تَقْتُلُهَا أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ .

”لوگ جب تفریق ہو چکے ہوں گے تو خوارج کا گروہ جنم لے گا، ان سے وہی قتال کرے گا، جو گروہ حق سے زیادہ قریب ہوگا۔“

(صحيح مسلم : 150/1064، خصائص علي للنسائي : 172)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا جُلُوسًا نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجَ عَلَيْنَا مِنْ بَعْضِ بُيُوتِ نِسَائِهٖ، قَالَ : فَقُمْنَا مَعَهٗ، فَانْقَطَعَتْ نَعْلُهٗ، فَتَخَلَّفَ عَلَيْهَا عَلِيٌّ يَخْصِفُهَا، فَمَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَضَيْنَا مَعَهٗ، ثُمَّ قَامَ يَنْتَظِرُهٗ وَقُمْنَا مَعَهٗ، فَقَالَ : إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقَاتِلُ عَلٰى تَأْوِيلِ هٰذَا الْقُرْآنِ، كَمَا قَاتَلْتُ عَلٰى تَنْزِيلِهٖ، فَاسْتَشْرَفْنَا وَفِينَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ : لَا، وَلٰكِنَّهٗ خَاصِفُ النَّعْلِ، قَالَ : فَجِئْنَا نُبَشِّرُهٗ، قَالَ : وَكَأَنَّهٗ قَدْ سَمِعَهٗ .

”ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں بیٹھے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ کے گھر سے تشریف لائے، ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل دیئے، راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جوتا ٹوٹ گیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ رُک کر جوتا گانٹھنے لگے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگے چل پڑے، ہم بھی چلتے رہے۔ ایک جگہ پہنچ کر کھڑے ہو گئے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا انتظار کرنے لگے، ہم بھی کھڑے ہو گئے، اسی دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ میں ایک ایسا آدمی ہوگا، جو قرآن کریم کی تاویل وتفسیر پر اسی طرح قتال کرے گا، جیسے میں نے اس کی تنزیل پر قتال کیا تھا۔ یہ

سن کر ہم جھانک جھانک کر دیکھنے لگے، اس وقت ہمارے درمیان سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ خاصف النعل (جوتا گانٹھنے والا) ہے۔ اس پر ہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ خوشخبری سنانے کے لئے آئے، تو ایسا محسوس ہوا کہ انہوں نے بھی یہ سن لی ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 82/3، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۹۳۷) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱۲۲/۳) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

یہ حدیث اعلام نبوت میں سے ہے۔ جس سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی منقبت وفضیلت ثابت ہوتی ہے کہ فتنہ خوارج کے خلاف برسر پیکار ہونے کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مدح وتعریف فرمائی ہے، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيْثٌ فِي مَدْحِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى قِتَالِ الْخَوَارِجِ قَبَّحَهُمُ اللّٰهُ .

''اس حدیث میں خوارج کے خلاف قتال کرنے پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تعریف ہے، اللہ خوارج کو تباہ وبرباد کرے۔''

(البِداية والنّهاية : 305/7)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ قَوْمًا يَكُونُونَ فِي أُمَّتِهٖ، يَخْرُجُونَ فِي فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ، سِيمَاهُمُ التَّحَالُقُ قَالَ : هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ أَوْ مِنْ أَشَرِّ الْخَلْقِ يَقْتُلُهُمْ أَدْنَى الطَّائِفَتَيْنِ إِلَى الْحَقِّ

قَالَ : فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمْ مَثَلًا، أَوْ قَالَ قَوْلًا : الرَّجُلُ يَرْمِي الرَّمِيَّةَ أَوْ قَالَ الْغَرَضَ فَيَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرٰى بَصِيرَةً، وَيَنظُرُ فِي النَّضِيِّ فَلَا يَرٰى بَصِيرَةً، وَيَنْظُرُ فِي الْفُوقِ فَلَا يَرٰى بَصِيرَةً قَالَ : قَالَ أَبُو سَعِيدٍ : وَأَنْتُمْ قَتَلْتُمُوهُمْ، يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ .

''رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کا ذکر کیا، جو تفریق کے دنوں میں نکلیں گے، منڈے ہوئے سر ان کی نشانی ہے، مخلوق کے بدترین لوگ ہوں گے، انہیں حق کے زیادہ قریب گروہ قتل کرے گا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی مثال بیان فرمائی کہ جیسے کوئی آدمی کسی شکار کو تیر کے ذریعے نشانہ لگاتا ہے، پھر غور سے تیر کی انی (اگلے حصے) کو دیکھتا ہے، اسے شکار ہونے کی کوئی علامت (خون) نظر نہیں آتا۔ پھر تیر کے پیکان اور پَر کے درمیانی حصے کو دیکھتا ہے، تو کوئی نشان نہیں ملتا۔ پھر تیر کے سوفار (وہ چٹکی، جہاں کمان کا تاند ٹکتا ہے) کو دیکھتا ہے، اس میں بھی کوئی نشان نظر نہیں آتا۔

راویٔ حدیث (ابونضرہ رحمہ اللہ) کہتے ہیں کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اہل عراق! انہیں قتل آپ کریں گے۔''

(صحیح مسلم : 149/1064)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَوْمٌ يَخْرُجُونَ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، فَذَكَرَ مِنْ صَلَاتِهِمْ، وَزَكَاتِهِمْ،

وَصَوْمِهِمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ الْقُرْآنُ تَرَاقِيَهُمْ يَخْرُجُونَ فِي فِرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ، يُقَاتِلُهُمْ أَقْرَبُ النَّاسِ إِلَى الْحَقِّ.

''رسول اللہ ﷺ نے خوارج کی نماز، زکوۃ اور روزوں کا ذکر کیا، فرمایا: وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے، جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ اختلاف کے دنوں میں ان کا خروج ہو گا۔ حق کے زیادہ قریب گروہ ان سے قتال کرے گا۔''

(صحیح مسلم: 153/1064)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ ذَاتَ يَوْمٍ قَسْمًا فَقَالَ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ التَّمِيمِيُّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ اعْدِلْ قَالَ: وَيْحَكَ وَمَنْ يَعْدِلْ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟ فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِي حَتّٰى أَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا، إِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْتَقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، حَتّٰى إِنَّ أَحَدَهُمْ لَيَنْظُرُ إِلٰى نَصْلِهِ، فَلَا يَجِدُ فِيهِ شَيْئًا، ثُمَّ يَنْظُرُ إِلٰى رِصَافِهِ، فَلَا يَجِدُ فِيهِ شَيْئًا، ثُمَّ يَنْظُرُ إِلٰى نَضِيِّهِ، فَلَا يَجِدُ فِيهِ شَيْئًا، ثُمَّ يَنْظُرُ إِلٰى قُذَذِهِ، فَلَا

يَجِدُ فِيهِ شَيْئًا سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ، يَخْرُجُونَ عَلٰى خَيْرِ فِرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ، آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَدْعَجُ إِحْدٰى يَدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ، أَوْ كَالْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ : أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَشْهَدُ أَنِّي كُنْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ حِينَ قَاتَلَهُمْ، فَأَرْسَلَ إِلَى الْقَتْلٰى، فَأُتِيَ بِهٖ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، آپ ﷺ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے، اتنے میں قبیلہ بنوتمیم سے ذوالخویصرہ نامی شخص آیا اور اس نے کہا: اللہ کے رسول! انصاف کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: افسوس! اگر میں عدل نہیں کروں گا، تو کون عدل کرے گا؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اجازت دیں، اس کی گردن اُڑا دوں، فرمایا: نہیں، چھوڑیئے، اس کے کچھ ساتھی ہوں گے، آپ اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلے میں، اپنے روزے کو ان کے روزے کے مقابلے معمولی سمجھیں گے، وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے، جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے، یہاں تک کہ تیر کے پھل کی جڑ میں دیکھا جائے گا، اس میں کوئی نشان نظر نہیں آئے گا، پھر تیر کے پر کو دیکھا جائے گا، اس میں کوئی نشان نہیں ہوگا، پھر تیر کے پیکان کو دیکھا جائے، تو اس پر بھی کوئی نشان نظر نہیں آئے گا اور تیر کے اس حصے کو جو پر اور پیکان کے درمیان ہوتا ہے، کو دیکھا جائے، تو اس پر کوئی نشان نظر نہیں آئے گا، حالانکہ وہ (تیر) گوبر اور خون میں

سے گزر رہا ہوگا اور وہ لوگوں کے بہترین گروہ کے خلاف بغاوت کرے گا۔ان کی نشانی یہ ہے کہ ایک سیاہ فام جس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح (اٹھا ہوا) ہوگا یا ہلتے ہوئے گوشت کی طرح ہوگا۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑائی کی، تو میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، اس شخص کو تلاش کیا گیا، تو اس کا پورا حلیہ ویسا تھا، جیسا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا تھا۔‘‘

(صحيح البخاري: 6163)

عبیداللہ بن ابورافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ الْحَرُورِيَّةَ، لَمَّا خَرَجَتْ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَقَالُوا: لَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ قَالَ عَلِيٌّ: كَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيدَ بِهَا بَاطِلٌ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَ نَاسًا، إِنِّي لَأَعْرِفُ صِفَتَهُمْ فِي هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَقُولُونَ الْحَقَّ بِأَلْسِنَتِهِمْ لَا يَجُوزُ هٰذَا مِنْهُمْ، وَأَشَارَ إِلٰى حَلْقِهِ مِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَيْهِ، مِنْهُمْ أَسْوَدُ إِحْدٰى يَدَيْهِ طُبْيُ شَاةٍ أَوْ حَلَمَةُ ثَدْيٍ، فَلَمَّا قَاتَلَهُمْ عَلِيٌّ قَالَ: انْظُرُوا فَنَظَرُوا، فَلَمْ يَجِدُوا شَيْئًا فَقَالَ: ارْجِعُوا وَاللّٰهِ مَا كَذَبْتُ، وَلَا كُذِبْتُ، مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ وَجَدُوهُ فِي خَرِبَةٍ، فَأَتَوْا بِهِ حَتّٰى وَضَعُوهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: أَنَا حَاضِرٌ

ذٰلِكَ مِنْ أَمْرِهِمْ، وَقَوْلُ عَلِيٍّ فِيهِمْ.

”حروریہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغاوت کی، کہنے لگے: لاحکم الا للہ (اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں) تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حق بات کی آڑ لے کر باطل کا ارادہ کیا جا رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بابت فرمایا تھا، میں ان کو بخوبی جانتا ہوں، وہ نشانیاں ان میں پائی جاتی ہیں، حق زبان سے کہتے ہیں، مگر ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کی مبغوض ترین مخلوق ہیں یہ لوگ، ان میں ایک اسود نامی صاحب ہے، جس کا ہاتھ بکری کی پشت یا عورت کی پستان کے سرے جیسا ہوگا، قتال کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ، (ذوالثدیہ) کو تلاش کرو! تلاش کرنے پر نہ ملا، تو فرمایا: بخدا! میں نے آپ سے جھوٹ نہیں کہا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جھوٹ نہیں کہا، دو یا تین مرتبہ کہا تھا کہ لوگ ایک کھنڈر سے اس کی لاش نکال لائے۔ راوی عبید اللہ بن ابو رافع رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب یہ سارا واقعہ پیش آیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی، میں وہیں موجود تھا۔“

(صحيح مسلم: 157/1066، خصائص علي للنسائي: 177)

سُوَید بن غفلہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا:

إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ نَفْسِي فَإِنَّ الْحَرْبَ خَدْعَةٌ، وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

يَخْرُجُ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَإِنْ أَدْرَكْتَهُمْ فَاقْتُلْهُمْ، فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

''میں خود سے کوئی بات کہوں تو سنو! جنگ دھوکہ ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ سے کچھ منسوب کروں، تو میں چاہوں گا آسمان سے گر جاؤں، مگر نبی ﷺ پر جھوٹ نہ بولوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: کچھ ایسے نوجوان پیدا ہوں گے، جو عقل کے کمزور اور قرآن کو پڑھنے والے ہوں گے، ایمان ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے، جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ یہ لوگ جہاں بھی ملیں، انہیں قتل کر دو۔ ان کے قاتلین کے لئے روز قیامت بہت بڑا اجر ہے۔''

(صحيح البخاري: 6930؛ صحيح مسلم: 154/1066)

کلیب بن شہاب جرمی کوفی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ عِنْدَ عَلِيٍّ جَالِسًا إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابُ السَّفَرِ قَالَ: وَعَلِيٌّ يُكَلِّمُ النَّاسَ، وَيُكَلِّمُونَهُ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَتَأْذَنُ أَنْ أَتَكَلَّمَ؟ فَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهِ، وَشَغَلَهُ مَا هُوَ فِيهِ، فَجَلَسْتُ إِلَى الرَّجُلِ، فَسَأَلْتُهُ مَا خَبَرُكَ؟ قَالَ: كُنْتُ مُعْتَمِرًا، فَلَقِيتُ عَائِشَةَ فَقَالَتْ لِي: هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ الَّذِينَ خَرَجُوا فِي أَرْضِكُمْ يُسَمُّونَ

حَرُورِيَّةً قُلْتُ : خَرَجُوا فِي مَوْضِعٍ يُسَمّٰى حَرُورَاءَ، فَسُمُّوا بِذٰلِكَ، فَقَالَتْ : طُوبٰى لِمَنْ شَهِدَ هَلَكَتَهُمْ، لَوْ شَاءَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ لَأَخْبَرَكُمْ خَبَرَهُمْ، فَجِئْتُ أَسْأَلُهُ عَنْ خَبَرِهِمْ، فَلَمَّا فَرَغَ عَلِيٌّ قَالَ : أَيْنَ الْمُسْتَأْذِنُ؟ فَقَصَّ عَلَيْهِ كَمَا قَصَّ عَلَيْنَا قَالَ : إِنِّي دَخَلْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ عِنْدَهُ أَحَدٌ غَيْرُ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ لِي : كَيْفَ أَنْتَ يَا عَلِيُّ، وَقَوْمُ كَذَا وَكَذَا؟ قُلْتُ : اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، وَقَالَ : ثُمَّ أَشَارَ بِيَدِهِ فَقَالَ : قَوْمٌ يَخْرُجُونَ مِنَ الْمَشْرِقِ يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فِيهِمْ رَجُلٌ مُخْدَجٌ كَأَنَّ يَدَهُ ثَدْيٌ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ أَخْبَرْتُكُمْ بِهِمْ؟ قَالُوا : نَعَمْ قَالَ : أُنَاشِدُكُمْ بِاللّٰهِ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّهُ فِيهِمْ؟ قَالُوا : نَعَمْ قَالَ : فَأَتَيْتُمُونِي، فَأَخْبَرْتُمُونِي أَنَّهُ لَيْسَ فِيهِمْ، فَحَلَفْتُ لَكُمْ بِاللّٰهِ أَنَّهُ فِيهِمْ، فَأَتَيْتُمُونِي بِهِ تَسْحَبُونَهُ كَمَا نُعِتَ لَكُمْ؟ قَالُوا : نَعَمْ قَالَ : صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ .

”میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا، اس نے سفر کا لباس پہنا ہوا تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ لوگوں سے گفتگو فرما رہے تھے، اس نے بات کرنے کی اجازت چاہی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ گفتگو میں مصروف رہے، اس کی

طرف التفات نہیں کیا۔

میں اس آدمی کے پاس جا کر بیٹھ گیا، پوچھا: کیا بات کرنا چاہتے ہو؟ کہا: میں عمرہ کے لیے مکہ گیا تھا، وہاں میری ملاقات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔ انہوں نے فرمایا: جنہوں نے آپ کے علاقے میں خروج کیا ہے، انہیں حروریہ کیوں کہا جاتا ہے؟ عرض کیا: انہوں نے حروریہ نامی جگہ سے خروج کیا ہے، اسی باعث۔ فرمایا: ان کے قتل میں جو شریک ہوگا، اس کے لئے خوش خبری ہے۔ ابن ابی طالب اگر چاہیں تو مزید بتلا سکتے ہیں، میں اسی متعلق پوچھنے آیا ہوں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے تو فرمایا: اجازت طلب کرنے والا کہاں ہے؟ اس آدمی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا والی بات سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گوش گزار کی، تو فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن ابی طالب! تب کیا ہوگا، جب لوگوں کی ایسی ایسی کیفیت ہوگی؟ عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں، فرمایا: مشرق سے ایک قوم آپ کی مخالفت کو نکلے گی، ہاتھ سے اشارہ کیا، فرمایا: قرآن کو پڑھیں گے، مگر ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے، جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ ایک شخص ان میں ناقص ہاتھوں والا ہوگا، اس کا ایک ہاتھ عورتوں کے پستان جیسا ہوگا۔

پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے: قسم دیجئے، کیا میں نے ان کے متعلق بتا دیا؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں! میں نے بتایا تھا کہ وہ ان لوگوں میں موجود ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں، کہا: پھر آپ نے بتایا کہ وہ ان میں نہیں ہے، میں نے اللہ کی

قسم کھائی کہ وہ ان میں ہے، پھر آپ اس کی لاش کو میرے پاس گھسیٹ لائے۔ لوگوں نے کہا: جی ہاں! تو کہا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا تھا۔"

(زوائد مسند الإمام أحمد : 160/1، خصائص علي بن أبي طالب للنسائي : 183، السنة لابن أبي عاصم : 913، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (البداية والنهاية : 293/7) نے اس کی سند کو "جید" کہا ہے۔

زید بن وہب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

خَطَبَنَا عَلِيٌّ بِقَنْطَرَةِ الدَّيْزَجَانِ فَقَالَ : إِنَّهٗ قَدْ ذُكِرَ لِي خَارِجَةٌ تَخْرُجُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، وَفِيهِمْ ذُو الثُّدَيَّةِ، فَقَاتِلْهُمْ، فَقَالَتِ الْحَرُورِيَّةُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ : لَا تُكَلِّمُوهُ، فَيَرُدَّكُمْ كَمَا رَدَّكُمْ يَوْمَ حَرُورَاءَ، فَشَجَرَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِالرِّمَاحِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ : اقْطَعُوا الْعَوَالِيَ، وَالْعَوَالِي الرِّمَاحُ، فَدَارُوا وَاسْتَدَارُوا، وَقُتِلَ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، أَوْ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا فَقَالَ عَلِيٌّ : الْتَمِسُوا الْمُخْدَجَ، وَذٰلِكَ فِي يَوْمٍ شَاتٍ فَقَالُوا : مَا نَقْدِرُ عَلَيْهِ، فَرَكِبَ عَلِيٌّ بَغْلَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْبَاءَ، فَأَتٰى وَهْدَةً مِنَ الْأَرْضِ فَقَالَ : الْتَمِسُوهُ فِي هٰؤُلَاءِ، فَأُخْرِجَ فَقَالَ : مَا كَذَبْتُ، وَلَا كُذِبْتُ فَقَالَ : اعْمَلُوا وَلَا تَتَّكِلُوا، لَوْلَا أَنِّي أَخَافُ أَنْ تَتَّكِلُوا لَأَخْبَرْتُكُمْ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَكُمْ عَلٰى لِسَانِهٖ، يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ، وَلَقَدْ شَهِدَنَا أُنَاسٌ بِالْيَمَنِ قَالُوا : كَيْفَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ : كَانَ هَدَاهُمْ مَعَنَا .

''دیز جان کے پل پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں دیا، فرمایا: مجھے ایک قوم کے متعلق بتایا گیا تھا، جن میں ذوالثدیہ بھی ہوگا، مشرق کی طرف سے وہ قوم آپ پر خروج کرے گی، آپ ان سے قتال کیجئے گا!

خوارج ایک دوسرے سے کہنے لگے: ان سے گفتگو نہ کرنا! یہ آپ کا رد کریں گے، جس طرح حروریہ کے دن کیا تھا۔ وہ ایک دوسرے کی طرف تیر پھینکنے لگے، ایک شخص سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گروہ سے کہنے لگا، ان کے نیزوں کو روکو! ان کو گھیر لیا گیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارہ یا تیرہ ساتھی شہید ہوئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ناقص ہاتھوں والے کو ڈھونڈیں، اس دن سردی بہت شدید تھی، لوگوں نے عرض کیا: ہم نہیں ڈھونڈ پائے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہباء نامی خچر پر سوار ہوئے، ایک گڑھے کے قریب پہنچ کر فرمایا: یہاں سے ڈھونڈیں! اس کی لاش وہاں سے مل گئی، فرمایا: میں نے جھوٹ نہیں بولا تھا، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ بولا۔ فرمایا: عمل کرتے رہیں، (صرف) توکل پر ہی نہ رہیں، مجھے یہ خدشہ اگر نہ ہوتا کہ آپ توکل کر لیں گے، میں آپ کو اُس الٰہی فیصلے سے آگاہ کرتا، جو اللہ نے آپ کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی بیان کیا تھا۔ (نیز سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا): یمنی لوگ ہمارے ساتھ شریک ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا: امیر المومنین! وہ کیسے؟ فرمایا: انہیں بھی ہمارے ساتھ ہی ہدایت نصیب ہوئی ہے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 311/15؛ مسند البزار : 580، وسنده حسنٌ)

سلمہ بن کہیل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ زید بن وہب رحمہ اللہ نے بتایا:

أَنَّهٗ كَانَ فِي الْجَيْشِ الَّذِينَ كَانُوا مَعَ عَلِيٍّ الَّذِينَ سَارُوا إِلَى الْخَوَارِجِ، فَقَالَ عَلِيٌّ : أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : سَيَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ، لَيْسَ قِرَاءَتُكُمْ إِلٰى قِرَاءَتِهِمْ شَيْئًا، وَلَا صَلَاتُكُمْ إِلٰى صَلَاتِهِمْ شَيْئًا، وَلَا صِيَامُكُمْ إِلٰى صِيَامِهِمْ شَيْئًا، يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ يَحْسَبُونَ أَنَّهٗ لَهُمْ، وَهُوَ عَلَيْهِمْ، لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَوْ تَعْلَمُونَ الْجَيْشَ الَّذِي يُصِيبُونَهُمْ مَا قُضِيَ لَهُمْ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكِلُوا عَلَى الْعَمَلِ، وَآيَةُ ذٰلِكَ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلًا لَهٗ عَضُدٌ، وَلَيْسَتْ لَهٗ ذِرَاعٌ، عَلٰى رَأْسِ عَضُدِهٖ مِثْلُ حَلَمَةِ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ عَلَيْهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ، قَالَ سَلَمَةُ : فَنَزَّلَنِي زَيْدٌ مَنْزِلًا مَنْزِلًا حَتّٰى مَرَرْنَا عَلٰى قَنْطَرَةٍ، عَلَى الْخَوَارِجِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ الرَّاسِبِيُّ فَقَالَ لَهُمْ : أَلْقُوا الرِّمَاحَ، وَسُلُّوا سُيُوفَكُمْ مِنْ جُفُونِهَا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُنَاشِدُوكُمْ قَالَ : فَسَلُّوا السُّيُوفَ، وَأَلْقُوا جُفُونَهَا، وَشَجَرَهُمُ النَّاسُ يَعْنِي

بِرِمَاحِهِمْ فَقُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ، وَمَا أُصِيبَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ إِلَّا رَجُلَانِ قَالَ عَلِيٌّ : الْتَمِسُوا فِيهِمُ الْمُخْدَجَ، فَلَمْ يَجِدُوهُ، فَقَامَ عَلِيٌّ بِنَفْسِهِ حَتّٰى أَتٰى نَاسًا قَتْلٰى بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ قَالَ : جَرِّدُوهُمْ، فَوَجَدُوهُ مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ، فَكَبَّرَ عَلِيٌّ وَقَالَ : صَدَقَ اللّٰهُ، وَبَلَّغَ رَسُولُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ إِلَيْهِ عُبَيْدَةُ السَّلْمَانِيُّ فَقَالَ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ آللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ سَمِعْتَ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ : إِيْ وَاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَسَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰى اسْتَحْلَفَهٗ ثَلَاثًا وَهُوَ يَحْلِفُ لَهٗ .

”وہ اس لشکر میں شامل تھے، جنہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں خوارج (کی سرکوبی) کے لیے کوچ کیا تھا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میری امت کے کچھ لوگ ظاہر ہوں گے، وہ قرآن کی تلاوت کریں گے، آپ کی قرأت ان کے مقابلے میں کچھ نہیں ہو گی، آپ کی نماز ان کی نماز کے مقابلے میں کچھ نہیں ہو گی اور آپ کے روزے ان کے روزوں کے مقابلے کچھ نہیں ہوں گے۔ وہ قرآن کی تلاوت کریں گے اور یہ سمجھیں گے یہ ان کے حق میں ہے (یعنی ان کے حق میں دلیل بنے گا) حالانکہ وہ ان کے خلاف حجت بنے گا۔ ان کی نمازیں ان کے حلق سے نیچے نہیں اتریں

گی، وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے، جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے، اگر اس لشکر کو، جو ان سے لڑنے جا رہا ہے پتہ چل جائے کہ نبی کریم ﷺ کی زبان سے ان کے حق میں کیا فضائل بیان ہوئے ہیں، تو وہ (دیگر نیک) اعمال پر بھروسہ چھوڑ دیں، علامت یہ ہے کہ ان (خارجیوں) میں ایک آدمی ہے، اس کا کہنی سے کندھے تک بازو ہوگا، لیکن کہنی سے نیچے والا حصہ نہیں ہوگا، اس کے بازو کا اوپر والا حصہ پستان کی طرح ہوگا اور اس پر سفید بال ہوں گے۔

سلمہ بن کہیل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ زید بن وہب رحمہ اللہ نے مجھے ایک ایک منزل پر اتارا حتی کہ ہم ایک پل پر سے گزرے۔ (راوی بیان کرتے ہیں کہ جب ہم ان کے مد مقابل ہوئے۔) عبداللہ بن وہب راسبی ان (خوارج) کا امیر تھا، اس نے انہیں کہا: نیزے پھینک دو اور تلواریں میانوں سے نکال لو! مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تم سے مطالبہ کریں گے۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نیزے پھینک دیئے اور تلواریں سونت لیں، میانیں بھی وہیں پھینک دیں۔ لوگوں نے ان سے نیزوں سے لڑائی کی۔ خوارج کے کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ اس روز (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے) ساتھیوں میں سے صرف دو آدمی شہید ہوئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مخدج (ناقص ہاتھ والے) کو تلاش کرو، انہیں نہ ملا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خود اٹھے، ان لوگوں کے پاس آئے، جنہوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا تھا، فرمایا: ان نعشوں کو نکالو، دیکھا گیا کہ مخدش زمین سے چمٹا پڑا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا، فرمایا: اللہ نے سچ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے آگے پہنچا دیا۔

عبیدہ سلمانی رحمہ اللہ پوچھنے لگے: امیر المومنین! آپ اللہ معبود برحق کی قسم اٹھا کر کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ فرمایا: جی ہاں! اللہ معبود برحق کی قسم! میں نے اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے خود سنا ہے، انہوں نے تین مرتبہ قسم مانگی اور آپ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) قسم اٹھاتے رہے۔''

(صحیح مسلم: 156/1066، خصائص علي بن أبی طالب للنسائي: 196)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

لَمَّا خَرَجَتِ الْحَرُورِيَّةُ اعْتَزَلُوا فِي دَارٍ، وَكَانُوا سِتَّةَ آلَافٍ فَقُلْتُ لِعَلِيٍّ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَبْرِدْ بِالصَّلَاةِ، لَعَلِّي أُكَلِّمُ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ قَالَ : إِنِّي أَخَافُهُمْ عَلَيْكَ قُلْتُ : كَلَّا، فَلَبِسْتُ، وَتَرَجَّلْتُ، وَدَخَلْتُ عَلَيْهِمْ فِي دَارِ نِصْفِ النَّهَارِ، وَهُمْ يَأْكُلُونَ فَقَالُوا : مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، فَمَا جَاءَ بِكَ؟ قُلْتُ لَهُمْ : أَتَيْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُهَاجِرِينَ، وَالْأَنْصَارِ، وَمِنْ عِنْدِ ابْنِ عَمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِهْرِهِ، وَعَلَيْهِمْ نُزِّلَ الْقُرْآنُ، فَهُمْ أَعْلَمُ بِتَأْوِيلِهِ مِنْكُمْ، وَلَيْسَ فِيكُمْ مِنْهُمْ أَحَدٌ، لَأُبَلِّغُكُمْ مَا يَقُولُونَ، وَأُبَلِّغُهُمْ مَا تَقُولُونَ، فَانْتَحٰى لِي نَفَرٌ مِنْهُمْ قُلْتُ : هَاتُوا مَا نَقِمْتُمْ عَلٰى أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنِ عَمِّهِ قَالُوا : ثَلَاثٌ قُلْتُ : مَا هُنَّ؟ قَالَ : أَمَّا إِحْدَاهُنَّ، فَإِنَّهُ حُكْمُ الرِّجَالِ

فِي أَمْرِ اللّٰهِ وَقَالَ اللّٰهُ : ﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ﴾ (الأنعام : 57) مَا شَأْنُ الرِّجَالِ وَالْحُكْمِ؟ قُلْتُ : هٰذِهِ وَاحِدَةٌ قَالُوا : وَأَمَّا الثَّانِيَةُ، فَإِنَّهُ قَاتَلَ، وَلَمْ يَسْبِ، وَلَمْ يَغْنَمْ، إِنْ كَانُوا كُفَّارًا لَقَدْ حَلَّ سِبَاهُمْ، وَلَئِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ مَا حَلَّ سِبَاهُمْ وَلَا قِتَالُهُمْ قُلْتُ : هٰذِهِ ثِنْتَانِ، فَمَا الثَّالِثَةُ؟ وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا قَالُوا : مَحٰى نَفْسَهُ مِنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَهُوَ أَمِيرُ الْكَافِرِينَ قُلْتُ : هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ غَيْرُ هٰذَا؟ قَالُوا : حَسْبُنَا هٰذَا قُلْتُ : لَهُمْ أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ قَرَأْتُ عَلَيْكُمْ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ جَلَّ ثَنَاؤُهُ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ مَا يَرُدُّ قَوْلَكُمْ أَتَرْجِعُونَ؟ قَالُوا : نَعَمْ، قُلْتُ : أَمَّا قَوْلُكُمْ : حُكْمُ الرِّجَالِ فِي أَمْرِ اللّٰهِ، فَإِنِّي أَقْرَأُ عَلَيْكُمْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ أَنْ قَدْ صَيَّرَ اللّٰهُ حُكْمَهُ إِلَى الرِّجَالِ فِي ثَمَنِ رُبْعِ دِرْهَمٍ، فَأَمَرَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أَنْ يَحْكُمُوا فِيهِ أَرَأَيْتَ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ، وَأَنْتُمْ حُرُمٌ، وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ﴾(المائدة : 95) وَكَانَ مِنْ حُكْمِ اللّٰهِ أَنَّهُ صَيَّرَهُ إِلَى الرِّجَالِ يَحْكُمُونَ فِيهِ، وَلَوْ شَاءَ لَحَكَمَ فِيهِ، فَجَازَ مِنْ حُكْمِ الرِّجَالِ، أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ

أَحُكْمُ الرِّجَالِ فِي صَلَاحِ ذَاتِ الْبَيِّنِ، وَحَقْنِ دِمَائِهِمْ أَفْضَلُ أَوْ فِي أَرْنَبٍ؟ قَالُوا : بَلٰى، هٰذَا أَفْضَلُ وَفِي الْمَرْأَةِ وَزَوْجِهَا : ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا﴾(النساء : 35) فَنَشَدْتُكُمْ بِاللّٰهِ حُكْمَ الرِّجَالِ فِي صَلَاحِ ذَاتِ بَيْنِهِمْ، وَحَقْنِ دِمَائِهِمْ أَفْضَلُ مِنْ حُكْمِهِمْ فِي بُضْعِ امْرَأَةٍ؟ خَرَجْتُ مِنْ هٰذِهِ؟ قَالُوا : نَعَمْ قُلْتُ : وَأَمَّا قَوْلُكُمْ قَاتَلَ وَلَمْ يَسْبِ، وَلَمْ يَغْنَمْ، أَفَتَسْبُونَ أُمَّكُمْ عَائِشَةَ، تَسْتَحِلُّونَ مِنْهَا مَا تَسْتَحِلُّونَ مِنْ غَيْرِهَا وَهِيَ أُمُّكُمْ؟ فَإِنْ قُلْتُمْ : إِنَّا نَسْتَحِلُّ مِنْهَا مَا نَسْتَحِلُّ مِنْ غَيْرِهَا فَقَدْ كَفَرْتُمْ، وَإِنْ قُلْتُمْ : لَيْسَتْ بِأُمِّنَا فَقَدْ كَفَرْتُمْ : ﴿النَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ (الأحزاب : 6) فَأَنْتُمْ بَيْنَ ضَلَالَتَيْنِ، فَأْتُوا مِنْهَا بِمَخْرَجٍ، أَفَخَرَجْتُ مِنْ هٰذِهِ؟ قَالُوا : نَعَمْ، وَأَمَّا مَحْيُ نَفْسِهِ مِنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فَأَنَا آتِيكُمْ بِمَا تَرْضَوْنَ، إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ صَالَحَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ لِعَلِيٍّ : اكْتُبْ يَا عَلِيُّ هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ قَالُوا : لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ مَا قَاتَلْنَاكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : امْحُ يَا عَلِيُّ، اللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّي رَسُولُ

اللّٰهِ، امْحُ يَا عَلِيُّ، وَاكْتُبْ هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرٌ مِنْ عَلِيٍّ، وَقَدْ مَحٰى نَفْسَهُ، وَلَمْ يَكُنْ مَحْوُهُ نَفْسَهُ ذٰلِكَ مَحَاهُ مِنَ النُّبُوَّةِ، أَخْرَجْتُ مِنْ هٰذِهِ؟ قَالُوا : نَعَمْ، فَرَجَعَ مِنْهُمْ أَلْفَانِ، وَخَرَجَ سَائِرُهُمْ، فَقُتِلُوا عَلٰى ضَلَالَتِهِمْ، فَقَتَلَهُمُ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ .

''اہل حرورہ نے جب خروج کیا، وہ چھ ہزار کی بڑی تعداد میں ایک گھر میں جمع تھے، میں نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: امیر المومنین! آپ ذرا نماز کو ٹھنڈا کیجیے تاکہ میں خوارج سے گفتگو کرلوں۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے خدشہ ہے کہ وہ کہیں آپ کو اذیت نہ دیں، عرض کیا: ایسا نہیں ہوگا، چنانچہ میں نے ایک خوب صورت حلہ (جوڑا) زیب تن کیا، کنگھی کی اور ٹھیک دوپہر کے وقت ان کے پاس پہنچا، جبکہ وہ کھانا کھا رہے تھے۔ (واضح رہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک خوب رو اور بلند آواز والے انسان تھے)، انہوں نے مجھ کو دیکھ کر مرحبا مرحبا کہا اور کہنے لگے ابن عباس! کیسے آنا ہوا؟ میں نے کہا: میں مہاجرین وانصار صحابہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد کے پاس سے آرہا ہوں، انہی کے دور میں قرآن نازل ہوا، وہ قرآن کی تفسیر اور اس کا معنی ومفہوم آپ سے زیادہ جانتے ہیں، ان کا کوئی شخص آپ کے ساتھ نہیں، میں آپ کو ان کے خیال سے اور ان کو آپ کے خیال سے متعارف کراؤں گا، چنانچہ کچھ لوگ الگ ہوکر میرے پاس آئے۔ میں نے کہا: اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف کیا شکایات ہیں؟ انھوں

نے کہا: تین شکایتیں ہیں۔ میں نے کہا: وہ کیا ہیں؟ انھوں نے کہا: پہلی شکایت تو یہ ہے کہ انھوں نے اللہ کے معاملہ میں انسانوں کو حکم (فیصلہ کرنے والا) تسلیم کرلیا، حالانکہ اللہ نے فرمایا ہے: ﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾ (الأنعام: 57) ''حکم صرف اللہ کے لیے ہے۔'' انسانوں کا حکم سے کیا تعلق؟ میں نے کہا: ایک ہوئی۔ دوسری شکایت کیا ہے؟ کہا: دوسری شکایت یہ ہے کہ انہوں نے (سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے) قتال کیا، لیکن نہ انھیں قیدی بنایا اور نہ ان کا مال لوٹا، اگر وہ کافر تھے، تو انھیں قیدی بنانا جائز تھا اور اگر مومن تھے، تو نہ انھیں قید کیا جا سکتا تھا اور نہ ان سے قتال جائز تھا، میں نے کہا: یہ دوسری ہوئی۔ تیسری شکایت کیا ہے؟ یا اس سے ملتی جلتی کوئی اور بات کہی، انہوں نے کہا: انہوں نے عہد نامہ تحکیم سے خود امیر المومنین کا لقب مٹا دیا، اگر وہ امیر المومنین نہیں، تو کیا (معاذ اللہ) امیر الکافرین ہیں؟ پھر میں نے کہا: کیا ان کے علاوہ بھی کوئی شکایت ہے؟ کہا: نہیں، بس اتنا ہی ہے۔ میں نے کہا: میں کتاب اللہ اور سنت رسول کی روشنی میں آپ کی باتوں کو غلط ثابت کروں، تو لوٹ آؤ گے؟ (یعنی خروج سے تائب ہو کر مسلمانوں کے ساتھ مل جاؤ گے) انہوں نے کہا: ہاں! میں نے کہا کہ یہ شکایت کہ انھوں نے اللہ کے معاملہ میں انسانوں کو حکم بنایا، اس کے جواب میں قرآن کی ایک آیت سناتا ہوں، جس میں اللہ نے ربع درہم جیسی معمولی چیز کے بارے میں انسانوں کو حکم ٹھہرایا ہے اور انھیں حکم دیا ہے کہ اس میں فیصلہ کریں، اللہ کے اس کلام کے بارے میں کیا خیال ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ، وَأَنْتُمْ حُرُمٌ،

وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ﴾(المائدۃ : 95) ''لوگو! احرام کی حالت میں شکار نہ کرو، اگر جان بوجھ کرلیا، تو چوپاؤں میں سے اس کی مثل ایک جانور دینا ہوگا۔ اس مثل کا فیصلہ آپ میں سے دو انصاف والے کریں گے۔''

اللہ کا حکم یہ ہے کہ اس نے اپنا حکم لوگوں کے حوالے کر دیا ہے، تاکہ وہ اس کا فیصلہ کریں، اگر اللہ چاہتا، تو اس بات کا خود فیصلہ فرما دیتا، اس کے باوجود اللہ نے اس مسئلہ میں لوگوں کے فیصلے کو جائز قرار دیا، میں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں: لوگوں کے اختلاف کو مٹا کر صلح پیدا کرنے اور انہیں خون ریزی سے بچانے کے لیے حکم مقرر کرنا بہتر ہے، یا ایک خرگوش کے بارے میں (جس کی قیمت ربع درہم ہے) انھوں نے کہا: ہاں! یہ افضل و بہتر ہے۔

مزید سنو! اللہ تعالیٰ نے خاوند اور بیوی کے بارے میں فرمایا: ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا﴾ (النساء : 35) ''اگر ڈر ہو کہ ان میں مخالفت ہو جائے گی، تو ایک منصف مرد کے گھر والوں سے اور ایک منصف عورت کے گھر والوں سے حکم مقرر کر لیجیے۔'' میں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ مسلمانوں کے درمیان مصالحت کروانے اور ان کی باہمی خون ریزی کو روکنے میں حکم مقرر کرنا اس عورت کے سامان لذت سے بہتر ہے؟ کیا پہلے اعتراض کا جواب ہو گیا، انہوں نے کہا: جی ہاں! پھر میں نے کہا: یہ شکایت کہ انہوں نے قتال کیا، لیکن مد مقابل کو قیدی نہیں بنایا، ان کا مال نہیں لوٹا، تو اس سلسلے میں مَیں پوچھتا ہوں کہ اپنی ماں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

کو قید کرنا پسند کریں گے؟ ان کے بارے میں بھی ان امور کو حلال جانو گے، جو ان کے علاوہ دوسروں (لونڈیوں) کے لیے حلال جانتے ہو؟ حالانکہ وہ آپ کی ماں ہیں۔ اگر آپ یہ کہو: ان کے ساتھ وہ سب کچھ حلال ہے، جو لونڈیوں کے لئے حلال ہوتا ہے، تو آپ نے کفر کیا اور اگر یہ کہو کہ وہ ہماری ماں نہیں ہیں تو بھی آپ کافر، اللہ کا ارشاد ہے: ﴿النَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ (الأحزاب : 6) ''نبی مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں اور ان کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔''

آپ دو گمراہیوں کے درمیان پھنسے ہو، اس سے نکلنے کا راستہ آپ ہی بتائیں۔

کیا یہ اعتراض بھی کافور ہوا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! پھر میں نے کہا: یہ شکایت کہ انہوں نے اپنے نام سے امیر المومنین کا لقب کیوں مٹا دیا، تو میں اس کی دلیل دیتا ہوں، جو آپ کو پسند آئے گی، نبی کریم ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر مشرکین سے جب مصالحت کی تھی، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: علی! لکھیں، ''یہ معاہدہ ہے، جس پر محمد رسول اللہ ﷺ صلح کر رہے ہیں۔'' یہ سن کر مشرکین کہنے لگے: اگر ہم آپ کو رسول اللہ مانتے، تو پھر آپ سے جنگ کیوں لڑتے، تب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: علی! اسے مٹا دیجئے، اللہ تو خوب جانتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، علی! مٹا دیجئے اور لکھئے: ''یہ معاہدہ ہے، جس پر محمد بن عبداللہ صلح کر رہے ہیں۔۔۔''

(یہ دلیل بیان کرنے کے بعد سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خوارج سے فرمایا :) اللہ کی قسم! اللہ کے رسول ﷺ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بہتر ہیں۔

پھر آپ ﷺ نے خود ہی (محمد رسول اللہ ﷺ کے لفظ کو) مٹا دیا پس اس کا یہ مطلب نہ تھا کہ آپ ﷺ نے خود کو نبوت سے مٹا دیا ہے۔

کیا آخری شکایت کا جواب بھی مکمل ہوا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! پھر ان میں سے دو ہزار لوگ دوبارہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی جماعت میں لوٹ آئے، بقیہ نے انکار کر دیا، انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے قتال کیا اور اپنی اسی گمراہی پر مہاجرین وانصار کے ہاتھوں قتل ہوئے۔"

(مسند الإمام أحمد: 342/1؛ سنن أبي داوٗد: 4037 مختصرًا؛ خصائص علي للنسائي: 190، واللفظ لهٗ، المعرفة والتاريخ للفسوي: 522/1؛ المعجم الكبير للطبراني: 312/10؛ المستدرك للحاكم: 150/2، وسنده حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

نام مصطفیٰ ﷺ کی تکریم:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا صَالَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الْحُدَيْبِيَةِ وَقَالَ ابْنُ بَشَّارٍ: أَهْلَ مَكَّةَ كَتَبَ عَلِيٌّ كِتَابًا بَيْنَهُمْ قَالَ: فَكَتَبَ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: لَا تَكْتُبْ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ، لَوْ كُنْتَ رَسُولَ اللّٰهِ لَمْ نُقَاتِلْكَ قَالَ: عَلِيٌّ امْحُهٗ قَالَ: مَا أَنَا بِالَّذِي أَمْحَاهُ، فَمَحَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِيَدِهِ، فَصَالَحَهُمْ عَلٰى أَنْ يَدْخُلَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَا يَدْخُلُهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ فَسَأَلْتُهُ قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ : فَسَأَلُوهُ مَا جُلُبَّانُ السِّلَاحِ؟ قَالَ : الْقِرَابُ بِمَا فِيهِ .

''رسول اللہ ﷺ نے اہل حدیبیہ (ابن بشار راوی نے کہا: یعنی اہل مکہ) سے صلح کی، تو اس کی دستاویز سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے لکھی تھی۔ انہوں نے اس میں لکھا، ''یہ معاہدہ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہے۔'' مشرکین نے اس پر اعتراض کیا کہ لفظ محمد کے ساتھ ''رسول اللہ'' نہ لکھو، اگر آپ رسول ہوتے، تو ہم آپ سے لڑتے ہی کیوں؟ تو نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ''رسول اللہ'' کا لفظ مٹا دیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں تو اسے نہیں مٹا سکتا، تو نبی کریم ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے وہ لفظ مٹا دیا اور مشرکین کے ساتھ اس شرط پر صلح کی کہ آپ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ (آئندہ سال) تین دن کے لئے مکہ آئیں اور ہتھیار میان میں رکھ کر داخل ہوں، امام ابن بشار کہتے ہیں کہ شاگردوں نے امام شعبہ سے پوچھا کہ جلبان السلاح (جس کا ذکر ہے) کیا چیز ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ میان اور جو چیز اس کے اندر ہوتی ہے (اس کا نام جلبان ہے۔)''

(صحيح البخاري : 2698؛ صحيح مسلم : 1783)

شہادت کی پیشین گوئی اور حدیث پر ایمان کی ایک مثال:

ابو سنان یزید بن امیہ دؤلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ایک بیماری سے

صحت یاب ہوئے، تو ہم نے عرض کیا:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَصَحَّكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ كُنَّا خِفْنَا عَلَيْكَ فِي مَرَضِكَ هٰذَا، فَقَالَ: لٰكِنِّي لَمْ أَخَفْ عَلٰى نَفْسِي، حَدَّثَنِي الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ، قَالَ: لَا تَمُوتُ حَتّٰى يُضْرَبَ هٰذَا مِنْكَ يَعْنِي رَأْسَهُ وَتُخْضَبَ هٰذِهِ دَمًا يَعْنِي لِحْيَتَهُ، وَيَقْتُلَكَ أَشْقَاهَا كَمَا عَقَرَ نَاقَةَ اللّٰهِ أَشْقٰى بَنِي فُلَانٍ، خَصَّهُ إِلٰى فَخِذِهِ الدُّنْيَا دُونَ ثَمُودَ.

''امیر المومنین! اللہ رب العزت کا شکر ہے، جس نے آپ کو صحت دی، ہمیں تو آپ کی اس بیماری پر ڈر تھا، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے کوئی ڈر نہ تھا کہ صادق ومصدوق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا: آپ کو اس وقت تک موت نہیں آئے گی، جب تک کہ آپ کا سر زخمی نہ ہو، داڑھی خون آلود نہ ہو جائے اور ایک بد بخت آپ کو شہید نہ کر دے۔ جس طرح کہ بد بخت قوم ثمود نے اللہ رب العزت کی اونٹنی کو مارا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بد بخت کو ثمود سے نیچے کسی قریبی قبیلہ کی طرف منسوب کیا۔''

(مسند عبد بن حميد: 92، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام حاکم رحمہ اللہ (113/3) نے امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت:

مروان بن حکم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

شَهِدْتُ عُثْمَانَ، وَعَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعُثْمَانُ يَنْهٰى عَنِ

الْمُتْعَةِ، وَأَنْ يُجْمَعَ بَيْنَهُمَا، فَلَمَّا رَأَى عَلِيٌّ أَهَلَّ بِهِمَا، لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ، قَالَ : مَا كُنْتُ لِأَدَعَ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِ أَحَدٍ .

''میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ ہر دو سے مل چکا ہوں، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حج تمتع سے منع کیا کرتے تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو فرمایا: لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَّحَجٍّ، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کسی کے کہے پر نہیں چھوڑ سکتا۔''

(صحيح البخاري : 1563، صحيح مسلم : 1223)

حدیث سن کر تسلیم کر لینا:

عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَلِيًّا حَرَّقَ قَوْمًا ارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ : لَوْ كُنْتُ أَنَا لَقَتَلْتُهُمْ بِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ بَدَّلَ دِينَهٗ فَاقْتُلُوهُ، وَلَمْ أَكُنْ لِأُحَرِّقَهُمْ لِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللّٰهِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَلِيًّا، فَقَالَ : صَدَقَ ابْنُ عَبَّاسٍ .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مرتدین اسلام کو آگ میں جلا دیا، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس کی خبر پہنچی، تو کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اسلام سے پھر جائے اسے قتل کر دیں۔'' اگر فیصلہ میرے اختیار میں ہوتا، تو انہیں قتل کر دیتا، جلاتا نہیں، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اللہ کا عذاب نہ دیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ

کے پاس یہ خبر پہنچی، تو فرمایا: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سچ کہتے ہیں۔"

(سنن الترمذي : 1458، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے "حسن صحیح" کہا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے راضی تھے:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ، فَسَمّٰى عَلِيًّا، وَعُثْمَانَ، وَالزُّبَيْرَ، وَطَلْحَةَ، وَسَعْدًا، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ .

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے، تو ان لوگوں سے راضی تھے، علی رضی اللہ عنہ سے، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم سے۔"

(صحيح البخاري : 3700)

نیز سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ، فَمَنِ اسْتَخْلَفُوا بَعْدِي فَهُوَ الْخَلِيفَةُ فَاسْمَعُوا لَهٗ وَأَطِيعُوا، فَسَمّٰى عُثْمَانَ، وَعَلِيًّا، وَطَلْحَةَ، وَالزُّبَيْرَ، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ، وَسَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ .

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فوت ہوئے، تو ان لوگوں سے راضی تھے، میں سمجھتا ہوں کہ ان سے زیادہ خلافت کا حق دار بھی کوئی نہیں۔ میرے بعد ان میں سے

جسے آپ خلیفہ بنالیں، اس کی اطاعت وفرمانبرداری کیجئے گا۔ وہ لوگ یہ ہیں۔ سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا عبدالرحمان بن عوف اور سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم۔"

(صحيح البخاري : 1392)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی نماز:

مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ أَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ كَبَّرَ، وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ، فَلَمَّا قَضٰى أَخَذَ عِمْرَانُ بِيَدِي، فَقَالَ : لَقَدْ ذَكَّرَنِي هٰذَا، قَالَ كَلِمَةً يَعْنِي صَلَاةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

"میں اور سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے، آپ رضی اللہ عنہ سجدے میں جاتے، سجدے سے سر اٹھاتے اور دو رکعت سے اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے، نماز جب مکمل ہو چکی، تو سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا، فرمایا: انہوں نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد دلا دی ہے۔"

(سنن النسائي : 1082، وسنده صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۵۸۱) صحیح قرار دیا ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَشْهَدُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي، وَإِنِّي لَمْ أَكُنْ لِأَرْوِيَ عَلَيْهِ كَذِبًا يَسْأَلُنِي عَنْهُ إِذَا لَقِيتُهُ أَنَّهُ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ فِي الْجَنَّةِ وَتَاسِعُ الْمُؤْمِنِينَ لَوْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَهُ لَسَمَّيْتُهُ فَرَجَّ أَهْلُ الْمَسْجِدِ يُنَاشِدُونَهُ يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَنِ التَّاسِعُ؟ قَالَ: نَاشَدْتُمُونِي بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ، أَنَا تَاسِعُ الْمُؤْمِنِينَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَاشِرُ.

''میرے ان کانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور میرے دل نے محفوظ کرلیا ہے، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہیں بولتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوتی، تو میں اس بابت پوچھا کرتا تھا، آپ فرماتے: ابوبکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، علی، عثمان، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن مالک جنتی ہیں، میں اگر نویں کا چاہوں نام بتا سکتا ہوں، مسجد میں شور ہوا کہ اے صحابی رسول! نویں کا نام بتلایئے؟ فرمایا: اللہ کی قسم! نواں میں ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دسویں ہیں۔''

(مسند الإمام أحمد: 187/1، سنن أبي داود: 4650، سنن ابن ماجه: 133،

فضائل الصّحابة للنّسائي : 90، وسندهٗ صحيحٌ)

سب سے پہلے اللہ کے حضور جھکنے والے:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَجْثُو بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمٰنِ لِلْخُصُومَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقَالَ قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ : وَفِيهِمْ أُنْزِلَتْ : ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾(الحج : 19) قَالَ : هُمُ الَّذِينَ تَبَارَزُوا يَوْمَ بَدْرٍ حَمْزَةُ، وَعَلِيٌّ، وَعُبَيْدَةُ، أَوْ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْحَارِثِ، وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَالْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ .

”وہ میں ہوں، جو سب سے پہلے قیامت کے روز اللہ کے سامنے گھٹنوں کے بل جھکوں گا اور جھگڑا کروں گا، قیس بن عباد کہتے ہیں: اس آیت:

﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾

”یہ دو گروہ اپنے رب کے بارے جھگڑے تھے۔“

سے مراد، وہ لوگ ہیں، جو بدر کے روز مقابلہ میں تھے، ایک فریق حمزہ، علی اور عبیدہ یا ابوعبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم ہیں، دوسرا فریق شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔“

(صحيح البخاري : 3965، صحيح مسلم : 3033)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا گھر:

سعد بن عبادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُ عَنْ عُثْمَانَ، فَذَكَرَ عَنْ مَحَاسِنِ عَمَلِهِ، قَالَ : لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوؤُكَ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : فَأَرْغَمَ اللّٰهُ بِأَنْفِكَ، ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْ عَلِيٍّ فَذَكَرَ مَحَاسِنَ عَمَلِهِ، قَالَ : هُوَ ذَاكَ بَيْتُهُ، أَوْسَطُ بُيُوتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ : لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوؤُكَ؟ قَالَ : أَجَلْ، قَالَ : فَأَرْغَمَ اللّٰهُ بِأَنْفِكَ انْطَلِقْ فَاجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَكَ .

''کسی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بارے سوال کیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے محاسن بیان کر دیئے، پھر فرمایا: شاید یہ برا لگا ہو تمہیں؟ کہنے لگا: جی ہاں، فرمایا: اللہ تیرا ناک خاک آلود کرے، پھر اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بارے سوال کیا، تو کہا: ان کا گھر وہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے درمیان۔ شاید یہ بھی برا لگا ہو؟ کہنے لگا: جی ہاں! فرمایا: اللہ تیرا ناک خاک آلود کرے، جائیے اور جو جی چاہے مجھ پہ فتویٰ لگا دیجئے۔''

(صحيح البخاري : 3704)

فہم قرآن وسنت:

ابو جحیفہ رحمہ اللہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

هَلْ عِنْدَكُمْ كِتَابٌ؟ قَالَ : لَا، إِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ، أَوْ فَهْمٌ أُعْطِيَهُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ، أَوْ مَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ، قَالَ : قُلْتُ : فَمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ؟ قَالَ : العَقْلُ، وَفَكَاكُ الْأَسِيرِ، وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ .

”کیا آپ کے پاس کوئی کتاب ہے؟ فرمایا: نہیں، سوائے کتاب اللہ کے اور اس فہم کے جو مسلمان کو دیا جاتا ہے یا اس صحیفہ کے، عرض کیا: اس صحیفہ میں کیا ہے؟ فرمایا: مسائل دیت، غلام آزاد کروانا اور یہ کہ مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔“ (صحيح البخاري : 111)

سورت برأت کے پیغام رساں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِي تِلْكَ الحَجَّةِ فِي مُؤَذِّنِينَ يَوْمَ النَّحْرِ، نُؤَذِّنُ بِمِنًى أَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : ثُمَّ أَرْدَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا، فَأَمَرَهٗ أَنْ يُؤَذِّنَ بِبَرَاءَةٍ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ فِي أَهْلِ مِنًى يَوْمَ النَّحْرِ : لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ .

”نحر کے دن مجھے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان موذنین کے ساتھ بھیجا، جو منی میں اعلان کر رہے تھے کہ آج کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا، نہ بیت اللہ میں عریاں طواف کرے گا۔ حمید بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو موذن بنا بھیجا، تو ہمارے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی اعلان کرنے لگے: لوگو! آج کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا، آج کے بعد کوئی عریاں طواف نہیں کرے گا۔“ (صحيح البخاري : 369)

عجز وانکسار:

محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ، وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ: عُثْمَانُ، قُلْتُ: ثُمَّ أَنْتَ؟ قَالَ: مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین شخصیت کون ہے؟ فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ، عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ، پھر خدشہ ہوا کہ اب پوچھا، تو عثمان کا نام لیں گے، کہا: ابا جان! پھر تو آپ ہیں نا؟ فرمایا: میں تو عام مسلمان ہوں۔''

(صحيح البخاري: 3671)

خلفائے ثلاثہ کے جیسی موت کی خواہش:

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اقْضُوا كَمَا كُنْتُمْ تَقْضُونَ، فَإِنِّي أَكْرَهُ الْاخْتِلَافَ، حَتّٰى يَكُونَ لِلنَّاسِ جَمَاعَةٌ، أَوْ أَمُوتَ كَمَا مَاتَ أَصْحَابِي.

''(اہل عراق! امہات الاولاد کی آزادی کے بارے میں) آپ جو فیصلہ کرنا چاہتے ہیں کیجئے، میں اس مسئلہ میں سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے اختلاف نہیں کر سکتا۔ چاہتا ہوں کہ وحدت امت قائم رہے اور میں خلفائے ثلاثہ کے طریقے پر فوت ہو جاؤں۔''

(صحيح البخاري: 3707، وسنده صحيحٌ)

عقل وحی پہ حاکم اگر ہوتی:

عبد خیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، يَمْسَحُ ظُهُورَ قَدَمَيْهِ، وَيَقُولُ: لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلٰى ظُهُورِهِمَا، لَظَنَنْتُ أَنَّ بُطُونَهُمَا أَحَقُّ.

”میں نے سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو (موزوں میں) پاؤں کے اوپر والی جانب مسح کرتے دیکھا۔ وہ فرما رہے تھے: اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پاؤں کے اوپر مسح کرتے نہ دیکھتا، تو کہتا کہ پاؤں کی نچلی جانب مسح زیادہ بہتر ہے۔“

(مسند الحميدي: 26/1، ح: 47، وسندہٗ صحيحٌ)

ولایت علی رضی اللہ عنہ

اہل سنت کے نزدیک اہل بیت سے محبت عین ایمان ہے۔ ان کے نزدیک سیدنا علی رضی اللہ عنہ اہل بیت رسول میں شامل ہیں۔ صحابہ کرام کے مسئلے میں بعض لوگ دو انتہاؤں پر ہیں، ایک روافض اور دوسرے نواصب۔

خلیفۂ چہارم امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَيُحِبُّنِي قَوْمٌ حَتّٰى يَدْخُلُوا النَّارَ فِي حُبِّي، وَلَيُبْغِضُنِي قَوْمٌ حَتّٰى يَدْخُلُوا النَّارَ فِي بُغْضِي.

”ایک فرقہ مجھ سے محبت کا دم بھرے گا اور محبت (میں غلو) کی وجہ سے جہنم رسید ہو جائے گا۔ دوسرا مجھ سے بغض رکھے گا، جس کی وجہ سے واصل جہنم ہوگا۔“

(فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: ٩٥٢، سندهٗ صحيحٌ)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

طَائِفَةٌ رَافِضَةٌ يُظْهِرُونَ مُوَالَاةَ أَهْلِ الْبَيْتِ، وَهُمْ فِي الْبَاطِنِ إِمَّا مَلَاحِدَةٌ زَنَادِقَةٌ، وَإِمَّا جُهَّالٌ، وَأَصْحَابُ هَوًى، وَطَائِفَةٌ نَاصِبَةٌ تَبْغُضُ عَلِيًّا، وَأَصْحَابَهٗ، لِمَا جَرٰى مِنَ الْقِتَالِ فِي الْفِتْنَةِ مَا جَرٰى.

”روافض کی ایک جماعت اہل بیت سے محبت کا دم بھرتی ہے، درحقیقت یہ ملحد و

زندیق ہیں یا دین سے کورے اور نفس پرست۔ایک گروہ ناصبی ہے، جو (سیدنا معاویہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف ہونے والی) جنگوں کی وجہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں سے بغض رکھتا ہے۔‘‘

(الفتاویٰ الکبریٰ : ۱۹۵/۱، مجموع الفتاویٰ : ۳۰۱/۲۵)

نیز فرماتے ہیں:

أَمَّا أَهْلُ الْحَدِيثِ وَالسُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَقَدِ اخْتَصُّوا بِاتِّبَاعِهِمُ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ الثَّابِتَةَ عَنْ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأُصُولِ وَالْفُرُوعِ، وَمَا كَانَ عَلَيْهِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخِلَافِ الْخَوَارِجِ وَالْمُعْتَزِلَةِ وَالرَّوَافِضِ وَمَنْ وَافَقَهُمْ فِي بَعْضِ أَقْوَالِهِمْ، فَإِنَّهُمْ لَا يَتَّبِعُونَ الْأَحَادِيثَ الَّتِي رَوَاهَا الثِّقَاتُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي يَعْلَمُ أَهْلُ الْحَدِيثِ صِحَّتَهَا، فَالْمُعْتَزِلَةُ يَقُولُونَ : هَذِهِ أَخْبَارُ آحَادٍ، وَأَمَّا الرَّافِضَةُ فَيَطْعَنُونَ فِي الصَّحَابَةِ وَنَقْلِهِمْ، وَبَاطِنُ أَمْرِهِمُ الطَّعْنُ فِي الرِّسَالَةِ .

’’اہل سنت والجماعت اہل حدیث کا شیوہ ہے کہ وہ عقیدہ اور مسائل میں قرآن اور صحیح احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور منہج صحابہ کرام کی پیروی کرتے ہیں۔ جب کہ خوارج، معتزلہ، روافض اور ان کے ہم نوا ایسے نہیں ہیں، کیوں کہ وہ ثقہ راویوں سے مروی احادیث کا اتباع نہیں کرتے۔معتزلہ کہتے ہیں: یہ احادیث

اخبار آحاد ہیں، روافض صحابہ کرام اور ان کی روایات پر طعن کرتے ہیں، لیکن در حقیقت اس کی زد رسالت مآب پر پڑتی ہے۔''

(منهاج السنة النبوية : ٣/٤٦٣)

رافضیت اور ولایت علی رضی اللہ عنہ

شیعہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں غلو کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ خلیفہ بلا فصل ہیں، اس لیے انہوں نے کلمہ طیبہ میں اضافہ کی جسارت کی ہے۔ ان کا کلمہ ہے: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، علی ولی اللہ۔

''علی ولی اللہ'' سے ان کی مراد ولایت علی ہے۔ اور ولایت علی سے مراد ان کا ''خلیفہ بلافصل'' ہونا ہے۔ یہ بے ثبوت اور بے حقیقت نظریہ ہے، سراسر غلو پر مبنی ہے۔ لکھا ہے:

وَلَايَةُ عَلِيٍّ عليه السلام مَكْتُوبَةٌ فِي جَمِيعِ صُحُفِ الْأَنْبِيَاءِ، وَلَنْ يَبْعَثَ اللّٰهُ رَسُولًا إِلَّا بِنُبُوَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهَ عَلَيْهِ وَآلِهِ، وَوَصِيَّةِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

''علی علیہ السلام کی ولایت سابقہ تمام انبیاء کے صحیفوں میں مندرج تھی اور اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور علی علیہ السلام کی وصیت دے کر بھیجا۔''

(أصول الكافي للكليني : ١/٤٣٧)

یہ کیسا دعوی ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے عقل، دین اور ذرہ برابر حیا سے نوازا ہے، وہ ایسی بات کرنے سے ''عاجز و قاصر'' ہے۔ یہ تو یہاں تک کہتے ہیں:

سیدنا یونس علیہ السلام ولایت علی کے منکر تھے، تب مچھلی کے میں پیٹ میں رہے۔ اقرار کرنے پر خلاصی ملی۔ (بحار الأنوار للمجلسي : ٢٦/٣٣٣)

اس سلسلہ میں یہ بیسیوں آیات قرآنیہ میں تحریف معنوی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ قرآن مجید میں جہاں بھی شرک سے روکا گیا ہے، وہاں علی رضی اللہ عنہ کی ولایت میں شریک ٹھہرانے سے روکا گیا ہے، جہاں کفر وانکار کی بات وہاں ولایت علی سے انکار مراد ہے۔ شاید اسی بنیاد پر انہوں نے عقیدہ تحریف قرآن گھڑ لیا ہے کہ قرآن مجید میں ولایت علی کا ذکر تھا، جو نکال دیا گیا۔

اس باب میں انہوں نے بے شمار حدیثیں بھی گھڑی ہیں، صحیح حدیث «من كنت مولاه فعلي مولاه» میں مولا کا معنی ''والی'' کرتے ہیں، جو کسی بھی صورت میں درست نہیں۔ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَّا حَدِيثُ الْمُوَالَاةِ فَلَيْسَ فِيهِ- إِنْ صَحَّ إِسنَادُهُ- نَصٌّ عَلٰى وَلَايَةِ عَلِيٍّ بَعْدَهُ ...... فَأَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَذْكُرَ اخْتِصَاصَهُ بِهٖ وَمَحبَّتَهُ إِيَّاهُ وَيَحُثُّهُمْ بِذَالِكَ عَلٰى مَحَبَّتِهٖ وَمُوَالَاتِهٖ وَتَرْكِ مُعَادَاتِهٖ فَقَالَ: مَنْ كُنْتُ وَلِيَّهُ فَعَلِيٌّ وَلِيُّهُ وَفِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ أَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ، وَالْمُرَادُ بِهٖ وَلَاءُ الْإِسْلَامِ وَمَودَّتُهُ، وَعَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ يوَالِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَلَا يُعَادِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَهُوَ فِي مَعْنٰى مَا ثَبَتَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَنَّهُ لَا يُحِبُّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا

يُبْغِضُنِي إِلَّا مُنَافِقٌ .

”حدیث موالاۃ، اگر صحیح ہے، تو اس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلافصل ہونے پر کوئی نص نہیں۔...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی خصوصیت و محبت کا ذکر کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو ان سے محبت و موالات کرنے کا اور ان سے عداوت کو ترک کرنے پر ترغیب دے رہے ہیں۔ یہاں مراد اسلام کا تعلق اور اسلام کی محبت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کا میں دوست ہوں، اس کے علی دوست ہیں۔“ دوسری روایت میں ہے: ”جس کا میں دوست ہوں اس کے علی دوست ہیں۔ اللہ! جو علی سے محبت کرے، تو بھی اس سے محبت کر اور جو علی سے بغض وعداوت رکھے، تو بھی اس سے عداوت رکھ۔“ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے محبت رکھیں، دشمنی نہ رکھیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث میں یہی معنی بیان ہوا ہے: ”اس ذات کی قسم، جس نے دانے کو پھاڑا اور جان پیدا کی! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وعدہ دیا تھا کہ مجھ سے کوئی مومن ہی محبت کرے گا اور مجھ سے عداوت کوئی منافق ہی رکھے گا۔“

(الإعتقاد، ص ٣٥٤)

ناصبیت اور اہل بیت:

مشہور لغوی علامہ ابن منظور (۷۱۱ھ) لکھتے ہیں:

قومٌ يَتَدَيَّنُونَ بِبِغْضَةِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ .

”ناصبی وہ گروہ ہے، جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنا ثواب سمجھتے ہیں۔“

(لسان العرب : ٧٢٦/١)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

تُبْغِضُ عَلِيًّا، وَ أَصْحَابَهُ .

''ناصبی سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں سے بغض رکھتے ہیں۔''

(مجموع الفتاویٰ : ٣٠١/٢٥)

نیز فرماتے ہیں:

يُكَفِّرُونَ عَلِيًّا أَوْ يُفَسِّقُونَهُ أَوْ يَشُكُّونَ فِي عَدَالَتِهٖ .

''ناصبی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کافر و فاسق سمجھتے ہیں اور آپ کی عدالت میں شک کرتے ہیں۔''

(منهاج السنة النبوية : ٣٨٦/٤)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بے شمار فضائل ومناقب ہیں، اصحاب ثلاثہ کے بعد سب سے زیادہ فضائل سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ عظمتوں کا استعارہ ہیں۔ بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد کیا۔ خلیفہ چہارم ہیں۔ داماد رسول ہیں۔ حسنین کریمین کے بابا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ شہادت کے منصب پر فائز ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں غلو وتقصیر سے کام لیا گیا۔ بہت ساری جھوٹی روایات آپ کی فضیلت میں پیش کی جاتی ہیں، جن میں سے ایک حدیث :اَلنَّظْرُ إِلٰی عَلِيٍّ عِبَادَةٌ . ''علی کو دیکھنا عبادت ہے۔'' بھی ہے۔ یہ کئی صحابہ سے مروی ہے، اس کا تحقیقی جائزہ پیش خدمت ہے۔

❀ (ا) عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلنَّظْرُ إِلٰی عَلِيٍّ عِبَادَةٌ . ''علی کو دیکھنا عبادت ہے۔''

(المُستدرك علی الصّحیحین للحاکم : 141/3)

سند جھوٹی ہے۔

① عبداللہ بن عبدربہ عجلی ''مجہول'' ہے۔

② ابراہیم بن اسحاق جعفی کا تعین نہیں ہوسکا۔

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِیهِ مَجَاهِیلُ . ''اس میں کئی مجہول راوی ہیں۔''

(المَوضوعات :363/1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا، تو ان کے تعاقب میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا:

ذَا مَوْضُوعٌ . ”یہ جھوٹی ہے۔“

(ب) اس روایت کی ایک اور سند ہے۔

(المُعجم الكبير للطّبراني : 109/18، ح : 207)

یہ سند بھی سخت ضعیف ہے۔

① عمران بن خالد ”ضعیف“ ہے۔ اسے امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: ۶/ ۲۹۷) نے ”ضعیف الحدیث“ کہا ہے۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَجُوزُ الْاِحْتِجَاجُ بِمَا انْفَرَدَ مِنَ الرِّوَايَاتِ .

”اس کی منفرد روایت سے حجت پکڑنا جائز نہیں۔“

(كتاب المَجروحين : 124/2)

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ نے ”ضعیف“ کہا ہے۔

(مَجمع الزّوائد : 119/9)

② خالد بن طلیق کو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ”الضعفاء والمتروکون“ (۲۰۲) میں ذکر کیا ہے۔

③ طلیق بن محمد کے بارے میں امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُحْتَجُّ بِهٖ، لَيْسَ حَدِيثُهٗ نَيِّرًا .

”اس سے حجت نہیں لی جائے گی، اس کی حدیث پرنور نہیں ہے۔“

(سؤالات البَرقاني : 240)

❀ اس روایت کے متعلق حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا بَاطِلٌ فِي نَقْدِي. ''میری تحقیق میں یہ روایت باطل ہے۔''

(میزان الاعتدال : 236/3)

الطیوریات لابن الطیوری (۵۴۰) اور فوائد ابی بکر الابہری (۵۸) میں ان علتوں کے علاوہ عباس بن بکار ''کذاب'' ہے۔لہٰذا یہ روایت سخت ضعیف ہے۔

❀ (ا) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

(جزء ابن أبي الفُراتي، كما في اللآلئ المصنوعة للسّيوطي :316/1)

سند جھوٹی ہے۔

① عباس بن بکار ضبی کو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''کذاب'' کہا ہے۔

(الضّعفاء : 424)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی ایک روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

هٰذَا مِنْ وَضْعِ الْعَبَّاسِ. ''یہ عباس کی گھڑنتل ہے۔''

(لسان المیزان : 685/3)

② محمد بن زکریا غلابی ''متروک و کذاب'' ہے۔

(اتّحاف المَهرة لابن حَجَر :510/11)

❀ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَضَعُ. ''یہ احادیث گھڑتا تھا۔''

(الضّعفاء والمتروكون : 484)

③ ابو بکر ہذلی ''متروک الحدیث'' ہے۔

(تقریب التّهذیب: 8002)

④ ابوالزبیر مکی کا عنعنہ ہے۔

(ب) تاریخ ابن عساکر (۴۲/ ۳۵۵) والی سند بھی جھوٹی ہے۔

① ثوبان بن ابراہیم کی توثیق ثابت نہیں۔

② مقدام بن رشید کون ہے؟ معلوم نہیں

③ سلم بن میمون خواص ضعیف ہے۔

❁ امام محمد بن عوف حمصی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

دُفِنَ كُتُبُهٗ وَكَانَ يُحَدِّثُ مِنْ حِفْظِهٖ فَيَغْلِطُ.

”اس کی کتب دفن ہو گئی تھیں، حافظہ سے بیان کرتا، تو غلطیاں کھاتا تھا۔“

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 267/4)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بَطَلَ الْاِحْتِجَاجُ بِمَا يَرْوِي إِذَا لَمْ يُوَافِقِ الثِّقَاتِ.

”جب روایت میں ثقہ راویوں کی موافقت نہ کرے، تو اس سے حجت پکڑنا جائز نہیں۔“

(كتاب المَجروحين: 345/1)

❁ اسے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”ضعیف“ کہا ہے۔

(موافقة الخُبر الخَبر: 188/2)

اس پر اور بھی جروح ہیں۔

❁ (ا) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ

(كتاب المَجروحين لابن حبان: 241/1)

سند جھوٹی ہے۔

① حسن بن علی ابو سعید عدوی ''متروک، کذاب ووضاع'' ہے۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَضَعُ الْحَدِيثَ، وَيَسْرِقُ الْحَدِيثَ وَيُلْزِقُهُ عَلٰى قَوْمٍ آخَرِينَ وَيُحَدِّثُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُعْرَفُونَ، وَهُوَ مُتَّهَمٌ فِيهِمْ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَخْلُقْهُمْ .

''یہ حدیثیں گھڑتا تھا، حدیث میں سرقہ (چوری) کر کے دوسروں پر تھونپ دیتا تھا۔ غیر معروف رواۃ سے منسوب احادیث بیان کرتا تھا۔ اس پر یہ بھی الزام ہے کہ یہ ان لوگوں سے منسوب حدیثیں بھی بیان کر دیتا تھا، جنہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں کیا۔''

(الكامِل في ضُعَفاء الرّجال : 195/3)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرْوِي عَنْ شُيُوخٍ لَمْ يرهُمْ وَيَضَعُ عَلٰى مَنْ رَآهُمُ الْحَدِيثَ .

''یہ ان شیوخ سے روایت بیان کرتا تھا، جنہیں اس نے دیکھا ہی نہیں اور جن کو دیکھا ہے، حدیثیں گھڑ کر ان سے منسوب کرتا تھا۔''

(كتاب المَجروحين : 241/1)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''متروک'' کہا ہے۔

(سؤالات السّهمي : 253)

② زہری کا عنعنہ ہے۔

③ عروہ بن زبیر کا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سماع ولقا نہیں۔

❁ اس روایت کے بارے میں امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا شَيْءٌ لَا يَشُكُّ عَوَامُّ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ أَنَّهٗ مَوْضُوعٌ .

”ایسی روایت کے من گھڑت ہونے میں کوئی محدث شک نہیں کرسکتا۔“

(كتاب المَجروحين :241/1)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اسے ”الموضوعات“ (۱/ ۳۵۸) میں ذکر کیا ہے۔

(ب) الموضوعات لابن الجوزی (۱/ ۳۵۸) والی سند بھی جھوٹی ہے۔

① محمد بن احمد بن مخزوم ابو حسین مقری کی توثیق ثابت نہیں۔

❁ ابو محمد بن غلام زہری (؟) نے ”ضعیف“ کہا ہے۔

(سؤالات السّهمي : 68)

❁ ابو الحسن تمار (؟) کہتے ہیں:

كَانَ يَكْذِبُ . ”یہ حدیث رسول میں جھوٹ بولتا ہے۔“

(سؤالات السّهمي : 68)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”لیس بقوی“ کہا ہے۔

(تاريخ الإسلام : 748/7)

② محمد بن عبد اللہ جعفی کون ہے؟

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَرَقَهٗ فَرَوَاهُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ هَلْ هُوَ الْجُعْفِيُّ أَوْ شَيْخُهٗ .

”اس روایت کو سرقہ (چوری) کر کے بیان کرنے والا یا تو جعفی ہے یا اس کا شیخ ہے، واللہ اعلم!“

(الموضوعات :361/1)

③ زہری کا عنعنہ ہے۔

(ج) تاریخ ابن عساکر (۹/۴۰) اور تاریخ ابن نجار (کما فی اللآلی المصنوعہ للسیوطی :۱/۳۱۳) والی سند بھی باطل ہے۔

احمد بن عیسیٰ ابو العباس الوشا کو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''متروک'' کہا ہے۔ نیز امام دارقطنی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی ایک روایت کو باطل بھی کہا ہے۔

(لسان المیزان :242/1)

(د) سیر اعلام النبلاء للذہبی (۵۴۲/۱۵) والی سند بھی جھوٹی ہے۔

① ابو الفوارس صابونی سندی کے متعلق حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَوٰی حَدِیثًا مَّوْضُوعًا عَنِ الطَّھْرَانِيِّ بِسَنَدِ الصَّحِیحَیْنِ، کَأَنَّہٗ أُدْخِلَ عَلَیْہِ، وَإِلَّا فَھُوَ فِي نَفْسِہٖ لَیْسَ بِمُتَّھَمٍ.

''اس نے طہرانی سے بخاری و مسلم کی سند کے ساتھ ایک من گھڑت روایت بیان کی ہے۔ لگتا ہے کہ یہ اسے تلقین کی گئی ہے (اور اس نے تلقین قبول کر لی)، ورنہ یہ بذات خود متہم نہیں ہے۔''

(ذیل دیوان الضّعفاء : 25)

✿ نیز اس روایت کو باطل کہا ہے۔

(میزان الاعتدال :152/1)

② عبد الرزاق بن ہمام صنعانی مختلط اور مدلس ہیں۔

③ زہری کا عنعنہ ہے۔

❁ (۱) سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

(تاریخ بغداد للخطیب : 51/2)

سند جھوٹی ہے۔

① محمد بن اسماعیل بن موسیٰ رازی کے بارے میں خطیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ غَيْرَ ثِقَةٍ . ”یہ غیر معتبر راوی ہے۔“

(تاریخ بغداد : 51/2)

❁ نیز فرماتے ہیں:

أَنْكَرَ أَنْ يَّكُونَ مُحَمَّدُ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ أَدْرَكَهٗ، وَكَذَّبَهٗ فِي رِوَايَتِهٖ عَنْهُ .

”امام لالکائی رحمہ اللہ نے اس بات کا انکار کیا کہ محمد بن اسماعیل رازی نے موسیٰ بن نصر کا زمانہ پایا ہو، نیز انہوں نے اس میں بھی محمد بن اسماعیل کو جھوٹا قرار دیا کہ اس نے موسیٰ بن نصر سے کوئی روایت لی ہو۔“

(تاریخ بغداد : 51/2)

❁ نیز فرماتے ہیں:

إِنَّا لَا نَعْلَمُ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ أَيُّوبَ رَوٰى عَنْ هُوذَةَ بْنِ خَلِيفَةَ شَيْئًا قَطُّ، وَلَا سَمِعَ مِنْهُ .

”بالکل ہمارے علم میں نہیں کہ محمد بن ایوب نے ہوذہ بن خلیفہ سے کوئی روایت لی ہو یا سماع کیا ہو۔“

(تاریخ بغداد : 51/2)

② ابن جریج کا عنعنہ ہے۔

خطیب رحمہ اللہ نے اس روایت کو "باطل" قرار دیا ہے۔

(تاریخ بغداد : 51/2)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اسے "الموضوعات" (۱/۳۵۹) میں ذکر کیا ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْمُتَّهَمُ بِوَضْعِهِ الرَّازِيُّ .

"اس روایت کے گھڑنے کا الزام رازی پر ہے۔"

(میزان الاعتدال : 385/3)

(ب) تاریخ ابن عساکر (۴۲/۳۵۲) والی سند بھی جھوٹی ہے۔

① سوار بن مصعب متروک اور منکر الحدیث ہے۔

② عبدالحمید بن بحر کے متعلق امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَسْرِقُ الْحَدِيثَ لَا يَحِلُّ الْاِحْتِجَاجُ بِهٖ بِحَالٍ .

"یہ حدیث میں سرقہ (چوری) کرتا تھا۔ اس سے کسی صورت حجت پکڑنا جائز نہیں۔"

(کتاب المجروحین : 142/2)

③ محمد بن یونس قدیمی ضعیف و متروک ہے۔

❀ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

(تاریخ ابن عساکر : 350/42، مَشِيخَة الآبَنُوسِيّ : 168)

سند جھوٹی ہے۔

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رُوَاتُهٗ مَجَاهِيلُ . "اس کے راوی مجہول ہیں۔"

(الموضوعات :362/1)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

(الکامل لابن عدي : 195/3)

سند جھوٹی ہے۔ حسن بن علی ابو سعید عدوی ''کذاب ووضاع'' ہے۔ کمامر

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس سند کو باطل کہا ہے۔

❀ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے بھی ''باطل'' کہا ہے۔

(تاریخ بغداد : 51/2)

❀ (ا) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ

(الکامل لابن عدي : 196/3)

سند جھوٹی ہے۔

① حسن بن علی ابو سعید عدوی ''کذاب ووضاع'' ہے۔ کمامر

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس سند کو باطل کہا ہے۔

② ہشیم بن بشیر کا عنعنہ ہے۔

(ب) الموضوعات لابن الجوزی (۱/۳۶۰) والی سند بھی جھوٹی ہے۔

① مطر بن ابی مطر۔ یہ مطر بن میمون محاربی ہے، یہ متروک اور منکر الحدیث ہے۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مِمَّنْ يَرْوِي الْمَوْضُوعَاتِ عَنِ الْأَثْبَاتِ يَرْوِي عَنْ أَنَسٍ مَا لَيْسَ مِنْ حَدِيثِهٖ فِي فَضْلِ عَلِيّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَغَيْرِهٖ لَا تَحِلُّ الرِّوَايَةُ عَنْهُ .

”یہ ثقہ راویوں سے منسوب من گھڑت احادیث بیان کرنے والا راوی ہے۔
اس نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں انس رضی اللہ عنہ سے ایسی حدیث بیان کی ہے، جو اس کی اپنی حدیث نہیں ہے۔اس سے روایت لینا جائز نہیں۔“

(کتاب المَجروحین : 5/3)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس روایت کو موضوع (من گھڑت) قرار دیا ہے۔

(میزان الاعتدال : 127/4)

(ج) ابن مردویہ (کما فی الموضوعات لابن الجوزی :۱/۳۶۰) والی سند بھی جھوٹی ہے۔اس میں محمد بن قاسم اسدی ”کذاب ووضاع“ ہے۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَكْذِبُ، أَحَادِيثُهُ أَحَادِيثُ مَّوْضُوعَةٌ .

”یہ حدیث رسول میں جھوٹ بولتا تھا۔اس کی احادیث من گھڑت ہیں۔“

(العِلَل ومعرفة الرِّجال : 1899)

❁ امام نسائی رحمہ اللہ (الضعفاء والمتروکون : ۵۷۲) اور امام دارقطنی رحمہ اللہ (العلل :۴/۴۱) نے ”متروک“ کہا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

(الموضوعات لابن الجوزي :359/1)

سند جھوٹی ہے۔

① یحییٰ بن عبدالحمید حمانی کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَافِظٌ إِلَّا أَنَّهُمُ اتَّهَمُوهُ بِسَرِقَةِ الْحَدِيثِ .

”حافظ ہے،مگر محدثین نے اس پر حدیث میں سرقہ (چوری) کا الزام لگایا ہے۔“

(تقريب التّهذيب: 7591)

❀ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُوْرُ. ”جمہور نے ضعیف کہا ہے۔“

(البدر المنير: 224/3)

② یزید بن ابی زیاد ضعیف، مختلط اور مدلس ہے۔

اس میں اور بھی علت ہے۔

❀ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ

(الكامل لابن عدي: 22/9)

سند جھوٹی ہے۔

① یحییٰ بن سلمہ بن کہیل کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَتْرُوكٌ، وَكَانَ شِيعِيًّا. ”متروک، شیعہ تھا۔“

(تقريب التّهذيب: 7561)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”متروک“ کہا ہے۔

(تلخيص المستدرك: 246/2، 126/3)

② سالم بن ابی الجعد کا سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَسْمَعْ سَالِمٌ مِّنْ ثُوبَانَ، وَلَمْ يَلْقَهُ، وَبَيْنَهُمَا مَعْدَانُ ابْنُ أَبِي طَلْحَةَ، وَلَيْسَتْ هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ بِصِحَاحٍ.

”سالم نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے سماع اور لقا نہیں کیا۔ ان میں معدان بن ابی طلحہ کا واسطہ ہے۔ (ثوبان سے بیان کردہ) یہ احادیث ثابت نہیں ہیں۔“

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 181/4، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”الموضوعات“ (۱/۳۶۱) میں ذکر کیا ہے۔

❀ (ا) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

(حلية الأولياء لأبي نعيم : 182/2)

سند جھوٹی ہے۔

❀ عباد بن صہیب کو حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”کذاب ہالک“ کہا ہے۔

(ديوان الضّعفاء : 2074)

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرْوِي الْمَنَاكِيرَ عَنِ الْمَشَاهِيرِ الَّتِي إِذَا سَمِعَهَا الْمُبْتَدِئُ فِي هٰذِهِ الصِّنَاعَةِ شَهِدَ لَهَا بِالْوَضْعِ .

”یہ مشہور رواۃ سے منسوب ایسی ایسی منکر روایات بیان کرتا تھا کہ اگر فن حدیث کا مبتدی طالب علم بھی ان روایات کو سن لے، تو ان پر من گھڑت ہونے کا حکم لگا دے۔“

(كتاب المَجروحين : 164/2)

اس سند میں اور بھی علت ہے۔

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”الموضوعات“ (۱/۳۶۱) میں ذکر کیا ہے۔

(ب) تاریخ ابن عساکر (۴۲/۳۵۰) والی سند بھی جھوٹی ہے۔

(حسن بن غفیر) حسین بن عبد الغفار بن عمرو ابو علی ازدی متروک ہے۔

❁ امام ابن یونس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَذَّابٌ، يَضَعُ الْحَدِيثَ .

”یہ حدیث رسول میں جھوٹا تھا، حدیثیں گھڑتا تھا۔“

(ميزان الاعتدال : 517/1)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ”متروک“ کہا ہے۔

(سؤالات السّهمي : 71/2)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”متہم“ قرار دیا ہے۔

(ديوان الضّعفاء : 995)

اس روایت میں اور بھی علت ہے۔

❁ سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ

(تاريخ ابن عساكر : 356/42)

سند جھوٹی ہے۔

① صالح بن میثم کوفی کی توثیق ثابت نہیں۔

② یدیم بن علاء کون ہے؟ معلوم نہیں

③ محمد بن عبیس بن ہشام ناشری کوفی کی توثیق نہیں۔

④ اسحاق بن برید کوفی کی بھی توثیق ثابت نہیں۔

⑤ یدیم بن علاء کا سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں۔

❁ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

(المُعجم الكبير للطّبراني : 76/10، حِلية الأولياء لأبي نُعَيم : 58/5، المستدرك

على الصّحيحين للحاكم : 141/3)

سند سخت ضعیف ہے۔

① یحییٰ بن عیسیٰ رملی ”غیر ثقہ“ ہے۔

✿ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ، لَا يُكْتَبُ حَدِيثُهُ .

”ضعیف ہے، اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔“

(الكامل لابن عدي : 60/9، وسندہٗ حسنٌ)

✿ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَامَّةُ رِوَايَاتِهِ مِمَّا لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ .

”اس کی اکثر روایات کی متابعت نہیں ہوئی۔“

(الكامل في ضُعَفاء الرِّجال : 62/9)

✿ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مِمَّنْ سَاءَ حِفْظُهُ وَكَثُرَ وَهْمُهُ حَتّٰى جَعَلَ يُخَالِفُ الْأَثْبَاتَ فِيمَا يَرْوِي عَنِ الثِّقَاتِ فَلَمَّا كَثُرَ ذٰلِكَ فِي رِوَايَتِهٖ بَطَلَ الْاحْتِجَاجُ بِهٖ .

”اس کا حافظہ سٹھیا گیا تھا، اسے کثرت سے اوہام ہوئے، یہاں تک کہ جب ثقہ راویوں سے روایت کرتا تھا، تو روایت میں ان کی مخالفت کرنے لگا، جب اس کی روایات میں یہ مخالفت بکثرت پائی گئی، تو اس سے حجت پکڑنا جائز نہ رہا۔“

(كتاب المَجروحين : 126/3)

✿ امام نسائی رحمہ اللہ نے ”لیس بالقوی“ کہا ہے۔

(الضُّعفاء والمَتروکون: 661)

②،③ اعمش اور ابراہیم نخعی دونوں مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

المستدرک للحاکم (۴۶۸۲) میں یحییٰ بن عیسیٰ اور اعمش کی متابعت ہوئی ہے۔ یہ سند سخت ضعیف ہے۔

① عبدالرحمٰن بن عبداللہ مسعودی مختلط ہیں۔ عاصم بن علی واسطی اختلاط سے بعد بیان کرتے ہیں۔ نیز عاصم بن علی کی بعض روایات میں نکارت ہے۔

② مسیّب بن زہیر ضبی کون ہے؟

③ ابوبکر محمد بن احمد بن یحییٰ القاری مجہول ہے۔

فضائل الخلفاء الراشدین لابی نعیم (۳۸) میں رملی کی متابعت عاصم بن عمر بجلی نے کی ہے۔ یہ سند جھوٹی ہے۔

① عاصم بن عمر بجلی کون ہے؟

② احمد بن جعفر بن اصرم کوفی کا کوئی پتہ نہیں۔

الالقاب للشیرازی (کما فی اللآلی للسیوطی: ۱/۳۱۴) میں یحییٰ بن عیسیٰ رملی کی متابعت منصور بن ابی الاسود نے کی ہے۔ یہ جھوٹی سند ہے۔

① محمد بن مبارک اشتو یہ نامعلوم ہے۔

② احمد بن حجاج بن صلت کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''ضعیف جدا'' کہا ہے۔

(التّلخیص الحَبیر: 290/4)

حافظ ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ ذکر کرتے ہیں کہ رملی کی متابعت عبیداللہ بن موسیٰ نے بھی کی ہے۔ لیکن اس کا ثبوت نہیں مل سکا۔

تاریخ ابن عساکر (۳۵۰/۴۲) میں ابو اُسامہ حماد بن سلمہ نے یحییٰ بن عیسیٰ رملی کی متابعت کی ہے۔ یہ سند بھی جھوٹی ہے۔

① ہارون بن حاتم کو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(لسان المیزان لابن حجر : 304/8)

❀ امام نسائی رحمہ اللہ نے ''لیس بشیء'' کہا ہے۔

(الضّعفاء والمَتروکون : 643)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ سَمِعَ مِنْهُ أَبُو زُرْعَةَ، وَأَبُو حَاتِمٍ، وَامْتَنَعَا مِنَ الرِّوَايَةِ عَنْهُ، سُئِلَ عَنْهُ أَبُو حَاتِمٍ، فَقَالَ : أَسْأَلُ اللّٰهَ السَّلَامَةَ .

''امام ابوزرعہ اور امام ابوحاتم رحمہما اللہ نے اس سے سماع کیا، پھر روایت لینے سے رُک گئے۔ امام ابوحاتم رحمہ اللہ سے اس کے بارے سوال ہوا، تو فرمایا: اللہ اس سے بچائے۔''

(میزان الاعتدال : 282/4)

② ہارون بن حاتم سے نیچے مجہول راوی بھی ہیں۔

یوں یہ سند جھوٹی ثابت ہوئی۔

تاریخ ابن عساکر (۳۵۲/۴۲) میں رملی کی متابعت سفیان ثوری نے کی ہے۔ یہ سند جھوٹی ہے۔

① حماد بن مبارک مجہول ہے۔

② سفیان ثوری اور اعمش مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

اس روایت کو ابن الجوزی رحمہ اللہ نے ''الموضوعات'' (۱/ ۳۵۹) میں ذکر کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''موضوع'' (من گھڑت) کہا ہے۔

(تلخیص المستدرك : 18)

خلاصۃ التحقیق:

یہ روایت جمیع سندوں کے ساتھ ضعیف اور غیر ثابت ہے۔

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَّا يَصِحُّ مِنْ جَمِيعِ طُرُقِهٖ .

''یہ حدیث اپنی ساری کی ساری سندوں کے ساتھ غیر ثابت ہے۔''

(الموضوعات :361/1)

❀ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں:

ظَهَرَ بِهٰذَا أَنَّ الْحَدِيثَ مِنْ قِسْمِ الْحَسَنِ لِغَيْرِهٖ لَا صَحِيحًا، كَمَا قَالَ الْحَاكِمُ، وَلَا مَوْضُوْعًا، كَمَا قَالَ ابْنُ الْجُوْزِيِّ .

''ثابت ہوا کہ یہ حدیث حسن لغیرہ کی قبیل سے ہے۔ صحیح نہیں، جیسا کہ حاکم رحمہ اللہ کہتے ہیں اور من گھڑت بھی نہیں، جیسا کہ ابن الجوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔''

(الفوائد المَجموعة، ص 369)

شوکانی رحمہ اللہ کے جواب میں علامہ عبدالرحمٰن معلّمی رحمہ اللہ (۱۳۸۶ھ) فرماتے ہیں:

خَفِيَ عَلَى الْمُؤَلِّفِ حَالُ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ، فَظَنَّهَا قَوِيَّةً، وَالْأَمْرُ عَلٰى خِلَافِ ذٰلِكَ، كَمَا رَأَيْتَ .

''مؤلف (شوکانی رحمہ اللہ) پر بعض روایات کی تحقیق مخفی رہی، وہ ان روایات کو

قوی سمجھ بیٹھے۔ جبکہ معاملہ اس کے برعکس ہے، جیسا کہ آپ جان چکے ہیں۔“

(حاشية الفوائد المجموعة، ص 369)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

لٰكِنْ لَا يَصِحُّ شَيْءٌ مِّنْهَا فَإِنَّهٗ لَا يَخْلُو كُلُّ سَنَدٍ مِنْهَا عَنْ كَذَّابٍ أَوْ مَجْهُولٍ لَا يُعْرَفُ حَالُهٗ، وَهُوَ شِيعِيٌّ .

”ان میں سے کوئی بھی روایت ثابت نہیں، ہر سند میں کذاب یا مجہول اور غیر معروف راوی موجود ہے۔ یہ شیعہ کی کارستانی ہے۔“

(البِداية والنّهاية : 93/11)

تنبیہ:

❀ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

مَعْنَاهُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَنَّ النَّظْرَ إِلٰى وَجْهِهٖ يَدْعُو إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ .

”اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کی طرف دیکھنے سے اللہ یاد آتا ہے، واللہ اعلم!“

(تاريخ ابن عساكر : 356/42، وسندهٗ صحيحٌ)

یہ معنی تب درست ہے، جب روایت ثابت ہو، جبکہ روایت ثابت نہیں۔

علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں موضوع روایات

۱۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلنَّاسُ مِنْ شَجَرٍ شَتّٰی، وَأَنَا وَعَلِيٌّ مِنْ شَجَرَةٍ وَّاحِدَةٍ.

''لوگوں مختلف درختوں سے ہیں، میں اور علی ایک ہی درخت سے ہیں۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 263/4)

سند جھوٹی ہے۔

① عمرو بن عبد الغفار ''متروک ووضاع'' ہے۔

② عبد اللہ بن محمد بن عقیل جمہور کے نزدیک سیء الحفظ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

اس کی ایک سند مستدرک حاکم (۲/۲۶۳) میں بھی آتی ہے۔ جسے امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح الاسناد'' قرار دیا ہے۔

① حافظ ذہبی رحمہ اللہ ان کے تعاقب میں لکھتے ہیں:

لَا، وَاللّٰهِ، هَارُونَ هَالِكٌ.

② عبد اللہ بن محمد بن عقیل جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

۲۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ كَانَ بِعَرَفَةَ، وَعَلِيٌّ تِجَاهَهٗ،

فَقَالَ : يَا عَلِيُّ ادْنُ مِنِّي ضَعْ خَمْسَكَ فِي خَمْسِي يَا عَلِيُّ خُلِقْتُ أَنَا وَأَنْتَ مِنْ شَجَرَةٍ أَنَا أَصْلُهَا وَأَنْتَ فَرْعُهَا وَالْحَسَنُ، وَالْحُسَيْنُ أَغْصَانُهَا مَنْ تَعَلَّقَ بِغُصْنٍ مِنْهَا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ ـزَادَ بْنُ زَاطِيَاـ يَا عَلِيُّ لَوْ أَنَّ أُمَّتِي صَامُوا حَتّٰى يَكُونُوا كَالْأَوْتَارِ ثُمَّ أَبْغَضُوكَ لَأَكَبَّهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى وُجُوهِهِمْ فِي النَّارِ .

''نبی کریم ﷺ عرفہ میں تھے، علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے سامنے تھے، فرمایا: علی! قریب آئیے۔ اپنی پانچوں انگلیاں میری انگلیوں میں دیجئے۔ علی! میں اور آپ ایک ہی درخت سے پیدا ہوئے ہیں، میں اس کی جڑ ہوں، آپ اس کی شاخ ہیں، حسن اور حسین اس کی ٹہنیاں ہیں۔ جو اس درخت کی کسی ٹہنی سے چمٹ گیا، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (راوی) ابن زاطیا نے یہ الفاظ بھی بیان کیے ہیں: ''اے علی! اگر میری امت بہت زیادہ روزے رکھ کر (اتنے کمزور ہو جائیں کہ) تندی کی ہار کی طرح ہو جائیں، پھر وہ آپ سے بغض رکھیں، تو اللہ عزوجل انہیں منہ کے بل جہنم رسید کر دے گا۔''

(الكامل لابن عدي : 303/6)

جھوٹی روایت ہے۔

① عثمان بن عبداللہ شامی ''متروک ووضاع'' ہے۔

② ابن لہیعہ ضعیف، مدلس اور مختلط ہے۔

③ ابوالزبیر مکی مدلس ہے، سماع کی تصریح نہیں کی۔

۳۔ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا وَعَلِيٌّ، وَفَاطِمَةُ، وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي قُبَّةٍ تَحْتَ الْعَرْشِ .

”میں، علی، فاطمہ، حسن اور حسین روز قیامت عرش کے نیچے ایک خیمے میں ہوں گے۔“

(مَجمع الزّوائد للهيثمي : 174/9، الغرائب الملتقطة لابن حجر : 56/3)

روایت سخت ضعیف ہے۔

① جبار بن فلان طائی مجہول ہے۔

② ابو اسحاق سبیعی مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ سفیان ثوری بھی مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

۴۔ سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، كَذٰلِكَ عَلِيٌّ وَّذُرِّيَّتُهٗ يَخْتُمُونَ الْأَوْصِيَاءَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

”میں خاتم النبیین ہوں، اسی طرح علی اور اس کی اولاد قیامت تک کے لئے خاتم الاوصیا ہیں۔“

(الأباطيل والمَناكير للجوزقاني : 262، الموضوعات لابن الجوزي :377/1)

موضوع و مکذوب روایت ہے۔

① حسن بن محمد بن یحییٰ علوی ”کذاب“ ہے۔

✿ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”متہم“ قرار دیا ہے۔

(میزان الاعتدال :521/1)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَانِ دَالَّانِ عَلٰى كِذْبِهٖ وَعَلٰى رِفْضِهٖ .

”یہ دونوں روایتیں اس کی کذب بیانی اور رافضیت پر دلالت کناں ہیں۔“

(میزان الاعتدال :521/1)

② ابراہیم بن عبداللہ بن ہمام صنعانی کذاب اور وضاع ہے۔

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَذَّابٌ يَّضَعُ الْحَدِيثَ . ”جھوٹا تھا، حدیثیں گھڑتا تھا۔“

(الضّعفاء والمتروكون :21)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے منکر الحدیث کہا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرّجال :273/1)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرْوِي عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ الْمَقْلُوبَاتِ الْكَثِيرَةِ الَّتِي لَا يَجُوزُ الْاِحْتِجَاجُ لِمَنْ يَّرْوِيهَا لِكَثْرَتِهَا .

”امام عبدالرزاق رحمہ اللہ سے بکثرت ایسی الٹ پلٹ روایتیں بیان کرتا ہے، جن سے حجت پکڑنا جائز نہیں ہے۔“

(كتاب المَجروحين :118/1)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (الموضوعات:۱/ ۳۷۷) نے اسے من گھڑت قرار دیا ہے۔

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

مَوْضُوعٌ الْعَلَوِيُّ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ رَافِضِيٌّ وَّإِبْرَاهِيمُ مَتْرُوكٌ .

''من گھڑت ہے، اس میں حسن بن محمد بن یحییٰ علوی منکر الحدیث رافضی ہے اور ابراہیم بن عبداللہ بن ہمام صنعانی متروک ہے۔''

(اللآلي المصنوعة: 329/1)

۵۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

أَنَا خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَنْتَ يَا عَلِيُّ خَاتَمُ الْأَوْلِيَاءِ .

''اے علی! میں خاتم الانبیا ہوں اور آپ خاتم الاولیا ہیں۔''

(تاريخ بغداد للخطيب: 78/12، تاريخ ابن عساكر: 254/44)

من گھڑت روایت ہے۔

❁ حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ مَوْضُوعٌ مِّنْ عَمَلِ الْقُصَّاصِ، وَضَعَهٗ عُمَرُ بْنُ وَاصِلٍ، أَوْ وُضِعَ عَلَيْهِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

''یہ حدیث قصہ گو لوگوں کی گھڑنتل ہے۔ اسے عمر بن واصل نے خود گھڑا ہے یا اس پر گھڑی گئی ہے، واللہ اعلم!''

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اسے ''الموضوعات'' (۱/۳۹۸) میں ذکر کیا ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے مکذوب ''جھوٹی'' کہا ہے۔

(المُغني في الضّعفاء : 475/2)

① عمر بن واصل صوفی کی توثیق ثابت نہیں۔

② محمد بن سوار بصری کی توثیق درکار ہے۔

③ عبید اللہ بن لولو کی توثیق درکار ہے۔

④ حسن بصری رحمہ اللہ کثیر التدلیس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

٦۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

أَنْتَ خَاتَمُ الْأَوْلِيَاءِ كَمَا أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ .

”آپ خاتم الاولیا ہیں، جیسے میں خاتم النبین ہوں۔“

جھوٹ ہے، اس کا کوئی اتہ پتہ نہیں۔ یہ ہمارے دور کی گھڑنتل ہے۔

٧۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا شَجَرَةٌ وَفَاطِمَةُ حَمْلُهَا وَعَلِيٌّ لِقَاحُهَا وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ ثَمْرَتُهَا وَالْمُحِبُّونَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَقُهَا مِنَ الْجَنَّةِ حَقًّا حَقًّا .

”میں درخت ہوں، فاطمہ اس کا پھل یا ٹہنی ہے، علی اس کا شگوفہ ہے، حسن وحسین اس کا پھل ہیں اور اہل بیت سے محبت کرنے والے اس کے پتے ہیں۔ یہ سب جنت میں ہوں گے، یہ بات حق ہے، حق ہے۔“

(تاريخ ابن عساكر : 168/14)

باطل روایت ہے۔

① موسیٰ بن نعیمان غیر معروف ہے۔

② نصر بن شعیب کی توثیق نہیں۔

③ ابن جریج مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے ''موضوع'' کہا ہے۔

(تلخیص الموضوعات، ص 153)

۸۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **منسوب** ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا الْمُنْذِرُ وَعَلِيٌّ الْهَادِي، بِكَ يَا عَلِيُّ يَهْتَدِي الْمُهْتَدُونَ.

''میں منذر (عذاب الٰہی سے خبردار کرنے والا) ہوں، علی راہنما ہیں۔ اے علی! آپ کے طویل لوگ ہدایت پائیں گے۔''

(معجم ابن الأعرابي : 2328)

جھوٹی روایت ہے۔

① حسن بن حسین عرنی ''متروک'' ہے۔

(التّلخيص الحبير لابن حجر :401/1)

② معاذ بن مسلم مجہول ہے۔

③ عطاء بن سائب مختلط ہے۔

۹۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے **منسوب** ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا مِيزَانُ الْعِلْمِ، وَعَلِيٌّ كِفَّتَاهُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ خُيُوطُهُ، وَفَاطِمَةُ عِلَاقَتُهُ وَالْأَئِمَّةُ مِنْ أُمَّتِي عَمُودُهُ، تُوزَنُ فِيهِ أَعْمَالُ الْمُحِبِّينَ لَنَا وَالْمُبْغِضِينَ لَنَا.

''میں علم کا ترازو ہوں، علی اس کے پلڑوں کی طرح ہے، حسن وحسین اس کی رسیاں ہیں، فاطمہ اس کا دستہ ہے اور میری امت کے ائمہ اس ترازو کی عمودی

سلاخیں ہیں، اس میں ہم سے محبت کرنے والوں اور ہم سے بغض رکھنے والوں کے اعمال کا وزن ہوگا۔''

(الغرائب الملتقطة لابن حجر : 78/3)

جھوٹی روایت ہے۔

① ابوالفتح، عبدالرزاق بن مردک

② اور یوسف بن عبداللہ دونوں کے حالات زندگی نہیں ملے۔

③ حسین بن صدقہ مجہول ہے۔

۱۰۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا رَفَعَ اللّٰهُ الْقَطْرَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ بِسُوءِ رَأْيِهِمْ فِي أَنْبِيَائِهِمْ وَأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَرْفَعُ الْقَطْرَ عَنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بِبُغْضِهِمْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ .

''اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں اس وجہ سے بارش روک لی کہ انہوں نے اپنے انبیائے کرام کے بارے میں برا عقیدہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ اس امت سے بارش اس وقت روک لے گا، جب وہ علی بن ابی طالب سے بغض رکھیں گے۔''

(تاریخ ابن عساکر : 282/42)

سند ضعیف ہے۔

① امام عبدالرزاق مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② امام زہری بھی مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

✿ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''منکر وموضوع'' کہا ہے۔

(الكامل في ضُعفاء الرّجال : 208/3، 541/6)

۱۱۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَا أَنَا مِنْهُ؛ بُغْضُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَنَصْبٌ لِأَهْلِ بَيْتِي، وَمَنْ قَالَ : اَلْإِيْمَانُ كَلَامٌ .

”جس میں تین چیزیں پائی گئیں، تو اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور نہ میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق ہے؛ ① علی بن ابی طالب کا بغض، ② میرے اہل بیت سے دشمنی ③ یہ کہنے والا کہ ایمان محض کلمہ شہادت کے اقرار کا نام ہے۔“

(الشّريعة للآجري : 1544، الطّيوريات للسِّلفي : 885، تاريخ ابن عساكر : 284/42)

سند ضعیف و منکر ہے۔

① ابو یزید عکلی کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

② عباد بن یعقوب رواجنی کے متعلق امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَوٰى أَحَادِيثَ أُنْكِرَتْ عَلَيْهِ فِي فَضَائِلِ أَهْلِ الْبَيْتِ .

”اس نے اہل بیت کے فضائل میں منکر احادیث بیان کی ہیں۔“

(الكامل في ضُعفاء الرّجال : 559/5)

۱۲۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حَقُّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلٰى هٰذِهِ الْأُمَّةِ كَحَقِّ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ .

”علی بن ابی طالب کا حق اس امت پر وہی ہے، جو ایک والد کا اپنے بیٹے پر ہوتا ہے۔“

(تاريخ ابن عساكر : 307/42)

جھوٹی روایت ہے۔

① سلیمان بن ربیع ''متروک'' ہے۔

(میزان الاعتدال للذّهبي : 483/5)

② کادح بن رحمہ ''کذاب'' ہے۔

③ زیاد بن منذر کوفی ''کذاب'' ہے۔

④ ابوالزبیر مکی مدلس ہیں۔

اس کی دوسری سند (الکامل لابن عدی : ۵/۲۴۳، کتاب المجروحین لابن حبان : ۲/۱۲۲، وغیرہما) بھی جھوٹی ہے۔عیسیٰ بن عبداللہ علوی ''متروک ووضاع'' ہے۔

اس کی تیسری سند (تاریخ ابن عساکر: ۴۲/ ۳۰۸عن عمار) بھی ضعیف ہے۔اس میں ابورافع اسماعیل بن رافع انصاری ''ضعیف الحدیث'' ہے۔

۱۳۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ذِكْرُ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ. ''ذِکر علی عبادت ہے۔''

(تاريخ ابن عساكر : 356/42)

سخت ضعیف ہے۔

① حسن بن صابر ''منکرالحدیث'' ہے۔

② ابوالعباس فضل بن یوسف قصبانی مجہول الحال ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(البِداية والنّهاية : 93/11)

۱۴۔ سیدنا ابولیلیٰ غفاری رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سَتَكُونُ مِنْ بَعْدِي فِتْنَةٌ، فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ، فَالْزَمُوا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَإِنَّهٗ أَوَّلُ مَنْ يَرَانِي، وَأَوَّلُ مَنْ يُصَافِحُنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَهُوَ مَعِي فِي السَّمَاءِ الْأَعْلٰى، وَهُوَ الْفَارِقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ .

''عنقریب میرے بعد ایک بہت بڑا فتنہ نمودار ہوگا، اس وقت علی بن ابی طالب کو لازم پکڑ لینا۔ روز قیامت مجھے دیکھنے والے اور مجھ سے مصافحہ کرنے والے علی سب سے پہلے آدمی ہوں گے۔ وہ میرے ساتھ آخری آسمان پر ہوں گے۔ وہ حق و باطل میں فرق کرنے والے ہیں۔''

(معرفة الصّحابة لأبي نُعيم : 6974)

جھوٹی روایت ہے۔

① اسحاق بن بشر ابو یعقوب ''کذاب ووضاع'' ہے۔

② ابراہیم بن سلیمان بن علی حمصی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

③ حسن بصری مدلس ہیں۔

اس روایت کی اور بھی سندیں ہیں، جن میں کذاب اور متروک راوی ہیں۔

❀ ابن الجوزی رحمہ اللہ (الموضوعات: ۳۴۴/۱) نے ''موضوع'' کہا ہے۔

۱۵۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عُنْوَانُ صَحِيفَةِ الْمُؤْمِنِ حُبُّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ .

''مومن کے صحیفے کا عنوان ہے: علی بن ابی طالب سے محبت۔''

(تاریخ بغداد للخطیب : 410/4، تاریخ ابن عساکر : 230/5)

جھوٹی روایت ہے۔

① ابراہیم بن عبداللہ بن مہران کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

② ابوالفرج احمد بن محمد بن جوری عکبری ''وضاع'' ہے۔

③ قدامہ بن نعمان کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ، وَالْخَبَرُ بَاطِلٌ، ثُمَّ إِنَّ سَنَدَهُ مُظْلِمٌ إِلَيْهِ .

''یہ غیر معروف ہے، روایت باطل ہے، پھر اس راوی تک سند بھی مظلم ہے۔''

(میزان الاعتدال : 386/3)

۱۶۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ بَابُ حِطَّةٍ مَنْ دَخَلَ فِيهِ كَانَ مُؤْمِنًا، وَمَنْ خَرَجَ مِنْهُ كَانَ كَافِرًا .

''علی بن ابی طالب مغفرت کا دروازہ ہے، جو اس میں داخل ہو گیا، وہ مومن ہے اور جو اس سے نکل گیا، وہ کافر ہے۔''

(الغرائب الملتقطة لابن حجر : 764/5)

سخت ضعیف ہے۔

① حسین بن حسن اشقر ''منکر الحدیث'' ہے۔

② قاضی شریک بن عبداللہ مدلس ہیں، نیز آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا۔

③ اعمش مدلس ہیں۔

اس روایت کو حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''باطل'' کہا ہے۔

(میزان الاعتدال: 532/1)

حافظ سخاوی رحمہ اللہ نے ''ضعیف جدا'' کہا ہے۔

(المقاصد الحسنة :170/1)

۱۷۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ يُزْهِرُ فِي الْجَنَّةِ كَكَوْكَبِ الصُّبْحِ لِأَهْلِ الدُّنْيَا .

”علی بن ابی طالب جنت میں ایسے روشن ہیں، گویا صبح کا ستارہ دنیا والوں کے لیے روشن ہو۔“

(العِلَل المتناهية لابن الجوزي :250/1)

سند سخت ضعیف ہے۔

① ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ اسلمی ”متروک“ ہے۔

② یحییٰ بن حسین بن قاسم کی توثیق نہیں ملی۔

✿ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَّا يَصِحُّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔“

۱۸۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَعْلَمُ النَّاسِ بِاللّٰهِ وَالنَّاسِ حُبًّا وَّتَعْظِيمًا لِأَهْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ .

”علی بن ابی طالب اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے متعلق سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں، کیونکہ وہ لا الہ الا اللہ پڑھنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور ان کی تعظیم کرتے ہیں۔“

(الغرائب الملتقطة لابن حجر : 771/5)

جھوٹی روایت ہے۔

① یحییٰ بن ہاشم بن کثیر غسانی ''کذاب'' ہے۔

② جعفر بن محمد بن حسین جزار کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

③ محمد بن حسین کے حالات بھی نہیں مل سکے۔

④ حسن بن ابی جعفر جفری ''ضعیف'' ہے۔

۱۹۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلِيٌّ مِّنِّي مَكَانَ رَأْسِي مِنْ بَدَنِي .

''علی کا میرے ساتھ وہی تعلق ہے، جو میرے سر کا میرے بدن کے ساتھ ہے۔''

(الغرائب الملتقطة لابن حجر : 773/5)

روایت سخت ضعیف ہے۔

① حسین بن حسن اشقر ''متروک'' ہے۔

② قیس بن ربیع جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

۲۰۔ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلِيٌّ بَابُ عِلْمِي، وَمُبَيِّنٌ لِّأُمَّتِي مَا أُرْسِلْتُ بِهِ مِنْ بَعْدِي، حُبُّهُ إِيمَانٌ وَبُغْضُهُ نِفَاقٌ وَالنَّظْرُ إِلَيْهِ رَأْفَةٌ .

''علی میرے علم کا دروازہ ہے، میرے بعد میری امت کو دین اسلام کی وضاحت کرنے والا ہے۔ علی کی محبت ایمان ہے، اس سے بغض نفاق ہے اور اس کی طرف دیکھنا باعث شفقت ہے۔''

(الغرائب الملتقطة لابن حجر : 774/5)

جھوٹی روایت ہے۔

① محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبیداللہ ابومفضل کوفی ''وضاع'' ہے۔

② احمد بن عبید ثقفی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

③ محمد بن علی بن خلف کو امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ''منکر الحدیث'' کہا ہے۔

④ موسیٰ بن جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی کے حالات نہیں ملے۔

⑤ عبدالمہیمن بن عباس ''ضعیف'' ہے۔

۲۱۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُمْ مُنْتَقِمُونَ﴾ نَزَلَتْ فِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ يَنْتَقِمُ مِنَ النَّاكِثِينَ وَالْقَاسِطِينَ بَعْدِي.

''یہ آیت علی بن ابی طالب کے بارے میں نازل ہوئی، کیونکہ وہ میرے بعد دین سے پھر جانے والوں اور ظلم و جور کرنے والوں سے نمٹیں گے۔''

(الغرائب الملتقطة لابن حجر : 1060/5)

جھوٹی ہے۔

① ابوعمرو یحییٰ بن علاء بجلی ''وضاع'' ہے۔

② بشر بن ابی عمرو بن علاء مجہول ہے۔

③ ابن عامر کون ہے؟ معلوم نہیں۔

④ ابن رجاء کا تعین نہیں ہو سکا!

۲۲۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَعْلَمُ أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

”میرے بعد علی بن ابی طالب علیہ السلام سب سے بڑے عالم ہیں۔“

(الغرائب الملتقطة لابن حجر : 120/2، كنز العُمال للهندي : 53/6، المناقب للخوارزمي : 49، مقتل الخوارزمي :43/1)

من گھڑت روایت ہے۔

① محمد بن عبداللہ ہاشمی سے مراد اگر محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہاشمی ہے، تو یہ مجہول ہے۔(تقريب التّهذيب لابن حجر : 6033)

② نجیح بن ابراہیم بن محمد بن عبداللہ قاضی بھی مجہول الحال ہے، اسے صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ”الثقات:۹/۲۲۰“ میں ذکر کیا ہے، نیز ”یغرب“ کہا ہے۔

مسلمہ بن قاسم (ضعیف) نے ”ضعیف“ کہا ہے۔

(لسان الميزان لابن حجر : 149/6)

③ ابو نعیم ضرار بن صرد متروک الحدیث ہے، امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ”کذاب“ کہا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 465/4، ت : 2045)

امام بخاری رحمہ اللہ (الضعفاء الکبیر للعقیلی : ۲/ ۲۲۲، وسندہٗ صحیح) اور امام نسائی رحمہ اللہ (الضعفاء والمتروکون:۳۱۰) نے ”متروک الحدیث“ کہا ہے۔

✿ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ فَقِيْهًا عَالِمًا بِالْفَرَائِضِ إِلَّا أَنَّهُ يَرْوِي الْمَقْلُوْبَاتِ عَنِ الثِّقَاتِ حَتّٰى إِذَا سَمِعَهَا مَنْ كَانَ دَاخِلًا فِي الْعِلْمِ شَهِدَ عَلَيْهِ

بِالْجَرْحِ وَالْوَهْنِ .

”یہ علم وراثت کا بڑا عالم تھا، مگر ثقہ راویوں سے الٹ پلٹ روایتیں بیان کرتا تھا، جب علم حدیث کا عالم اسے سنتا، تو گواہی دیتا: یہ مجروح اور کمزور ہے۔“

(كتاب المَجروحين : 380/1)

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُهُ (يَعْنِي الْبُخَارِيَّ) يُضَعِّفُ ضِرَارَ بْنَ صُرَدٍ .

”میں نے دیکھا کہ امام بخاری رحمہ اللہ ضرار بن صرد کو ضعیف قرار دیتے تھے۔“

(سنن التّرمذي : 828)

❁ امام عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ فِي جُمْلَةِ مَنْ يُّنْسَبُوْنَ إِلَى التَّشَيعِ بِالْكُوْفَةِ .

”یہ کوفی شیعہ ہے۔“(الكامل في ضُعفاء الرّجال : 101/4)

❁ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَاحَبُ قُرْآنٍ وَّفَرَائِضَ صَدُوْقٌ يُّكْتَبُ حَدِيْثُهٗ وَلَا يُحْتَجُّ بِهٖ رَوٰى حَدِيْثًا عَنْ مُعْتَمِرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فِي فَضِيْلَةِ لِبَعْضِ الصَّحَابَةِ يُنْكِرُهَا أَهْلُ الْمَعْرِفَةِ بِالْحَدِيْثِ .

”یہ صاحب قرآن اور صاحب فرائض ہے، سچا ہے، اس کی حدیث لکھی جائے، البتہ اس نے عن معتمر عن ابیہ عن الحسن عن انس عن النبی ﷺ کی سند سے بعض صحابہ کے فضائل بیان کئے ہیں، ان سے دلیل نہیں لی جائے گی۔

حدیث کی معرفت رکھنے والے محدثین نے ان روایات کو منکر قرار دیا ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 4/465-466)

نیز جمہور نے ضعیف اور متروک کہا ہے۔

۲۳۔ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

خَرَجْتُ أَنَا أُرِيدُ عَلِيًّا فَقِيلَ لِي : هُوَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَمْتُ إِلَيْهِ فَأَجِدُهُمْ فِي حَظِيرَةٍ مِّنْ قَصَبٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَحَسَنٌ وَحُسَيْنٌ قَدْ جَمَعَهُمْ تَحْتَ ثَوْبٍ فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ جَعَلْتَ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَمَغْفِرَتَكَ وَرِضْوَانَكَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ ....

''میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے ارادے سے نکلا، تو مجھے کسی نے بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں۔ میں ان کی طرف گیا۔ میں نے کچھ لوگوں کو بانس کے باڑے میں دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کو ایک کپڑے کے نیچے جمع کیا اور فرمایا: اے اللہ! تو نے اپنی بخشش، رحمت، مغفرت اور رضوان میرے اور ان پر کی ہے......۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 22/95)

سند سخت ضعیف ہے۔

① یزید بن ربیعہ رحبی ''متروک'' ہے۔

② مغیرہ بن فروہ ابو الازہر مجہول الحال ہے، اسے صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات:'' میں ذکر کیا ہے۔

② واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے سماع کا مسئلہ بھی ہے۔

فائدہ:

بعض کہتے ہیں کہ آیت: ﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ﴾ سے مراد سیدنا علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں اور آیت: ﴿يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ﴾ سے مراد سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما ہیں۔

یہ تفسیر نہیں، تحریف والحاد ہے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلتَّفْسِيرُ بِمِثْلِ هٰذَا طَرِيقٌ لِلْمَلَاحِدَةِ عَلَى الْقُرْآنِ وَالطَّعْنُ فِيهِ .

”اس طرح کی تفسیر ملحدین کرتے ہیں، یہ قرآن کریم میں طعن ہے۔“

(مِنهاج السّنّة : 245/7)

❀ علامہ زرکشی رحمہ اللہ (۷۹۴ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا التَّأْوِيلُ الْمُخَالِفُ لِلْآيَةِ وَالشَّرْعِ فَمَحْظُورٌ لِأَنَّهُ تَأْوِيلُ الْجَاهِلِينَ مِثْلُ تَأْوِيلِ الرَّوَافِضِ ....

”آیت اور شریعت کے مخالف تفسیر کرنا حرام ہے، کیونکہ یہ جاہلوں کی تفسیر ہے، جیسا کہ روافض نے (مذکورہ بالا آیات کی من چاہی) تفسیر کی ہے......۔“

(البُرهان في عُلوم القرآن : 152/2)

❀❀❀❀❀❀❀

اہل بیت سے محبت

امام ابوبکر محمد بن حسین آجری رحمہ اللہ (۳۶۰ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ أَثْبَتُّ مِنْ بَيَانِ خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مَا إِذَا نَظَرَ فِيهَا الْمُؤْمِنُ سَرَّهُ، وَزَادَهُ مَحَبَّةً لِلْجَمِيعِ، وَإِذَا نَظَرَ فِيهَا رَافِضِيٌّ خَبِيثٌ أَوْ نَاصِبِيٌّ ذَلِيلٌ مُهِينٌ، أَسْخَنَ اللّٰهُ الْكَرِيمُ بِذَالِكَ أَعْيُنَهُمَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ؛ لِأَنَّهُمَا خَالَفَا الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ، وَمَا كَانَ عَلَيْهِ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ واتَّبَعَا غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ.

”میں نے ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کی خلافت کے بیان سے وہ وہ کچھ ثابت کر دیا ہے، کہ جسے دیکھتے ہی مومن باغ باغ ہو جائے گا اور ان تمام سے محبت میں اضافہ ہوگا اور خبیث رافضی اور رسوا و کمینہ ناصبی سیخ پا ہو جائے گا۔ اللہ کریم دنیا و آخرت میں ان دلائل و براہین سے ان کی آنکھوں کو سوجاتا رہے۔ کیوں کہ یہ کتاب و سنت، مسلک صحابہ اور منہج محدثین کے مخالف و معاند ہیں۔“

(الشريعة : ١٧٦٧/٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نواصب و روافض کا دعوی ہے:

إِنَّ حُبَّ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبٍ مُؤْمِنٍ وَكَذَبُوا قَدْ جَمَعَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ حُبَّهُمَا بِحَمْدِ اللّٰهِ فِي قُلُوبِنَا .

''ایک مومن کے دل میں سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما (دونوں) کی محبت سما نہیں سکتی، یہ ان کا جھوٹ ہے، الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے ہمارے دل میں دونوں کی محبت کو جمع کر دیا ہے۔''

(الشريعة : ١٢٢٦، ١٢٢٧، معجم ابن الأعرابي : ٩٥، سندهٗ صحيحٌ)

امام ابوشہاب حناط رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَجْتَمِعُ حُبُّ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ إِلَّا فِي قُلُوبِ أَتْقِيَاءِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ .

''ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم (سب) کی محبت اس امت کے پارسا لوگوں کے دلوں میں ہی سما سکتی ہے۔''

(الشريعة : ١٢٢٨، وسندهٗ صحيحٌ)

میمون بن مہران رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَقْوَامًا يَقُولُونَ : لَا يَسَعُنَا أَنْ نَسْتَغْفِرَ لِعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ، وَأَنَا أَقُولُ : غَفَرَ اللّٰهُ لِعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ .

''ایک گروہ کہتا ہے: عثمان و علی رضی اللہ عنہما (دونوں) کے حق میں استغفار کرنا ہمارے بس میں نہیں، جب کہ میں تو کہتا ہوں: اللہ عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کو معاف کرے۔''

(الشريعة : ١٢٢٩، وسندهٗ حسنٌ)

اہل حدیث اور اہل بیت:

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے موقع پر تین مرتبہ فرمایا:

أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي .

”میں آپ کو اہل بیت کے بارے میں اللہ کا خوف دلاتا ہوں۔“

(صحيح مسلم : ٢٤٠٨)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو چادر میں لے کر یہ دعا کی:

أَللّٰهُمَّ أَهْلُ بَيْتِي أَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا .

”اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، گندگی ان کے قریب نہ پھٹکنے دینا اور انہیں کمال درجہ کی طہارت نصیب فرما۔“

(مسند الإمام أحمد : ٢٩٨/٦، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آیت مباہلہ (آل عمران: ٦١) نازل ہوئی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلا کر فرمایا:

أَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي .

”اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔“

(صحيح مسلم : ٢٤٠٤)

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي، وَأَهْلُ بَيْتِي أَحَقُّ .

”اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں اور میرے اہل بیت عزت وتکریم کے زیادہ حق دار ہیں۔“

(مسند الإمام أحمد : ٤/١٠٧، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (٦٩٧٦) نے ”صحیح“ کہا ہے، نیز امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔(السنن الکبریٰ:٢/١٥٢)

امام حاکم رحمہ اللہ (٣/ ١٤٧) نے ”امام بخاری ومسلم رحمہما اللہ کی شرط پر صحیح“ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر“ قرار دیا ہے۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن وحسین رضی اللہ عنہم کے متعلق دعا کی:

اَللّٰهُمَّ ارْضَ عَنْهُمْ كَمَا أَنَا عَنْهُمْ رَاضٍ .

”اللہ! میں ان سے راضی ہوں، تو ان سے بھی راضی ہو جا۔“

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 5514، وسندهٗ حسنٌ)

خلیفہ اول ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ چہارم علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ، لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي .

”اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت داری کا خیال رکھنا مجھے اپنی عزیز داری سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔“

(صحيح البخاري : ٣٧١٢)

نیز فرمایا:

اُرْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهٖ .

''اہل بیت کے حوالے سے محمد ﷺ کے حقوق کا خیال رکھیں۔''

(صحيح البخاري : ٣٧١٣)

سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلّٰى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْعَصْرَ، ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي، فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ، فَحَمَلَهٗ عَلٰى عَاتِقِهٖ، وَقَالَ : بِأَبِي، شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ لَا شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ .

''سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز عصر ادا کی اور پیدل چل دیے، (رستے میں) سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا، تو انہیں کندھے پر اٹھا لیا اور فرمایا: ان پر میرا باپ قربان! یہ نبی کریم ﷺ کے مشابہ ہیں، نہ کہ علی کے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہنس دیے۔''(صحيح البخاري : ٣٥٤٢)

علامہ امیر محمد بن اسماعیل صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) لکھتے ہیں:

مِنْ أَبْدَانِهِمْ وَتَرْكِ تَعْظِيمِهِمْ فَإِنَّ لَهُمْ عَلَى الْأُمَّةِ حَقًّا لَا يَجْهَلُهٗ إِلَّا مَنْ غَطَّى الشَّقَاءُ عَلٰى نُورِ بَصِيرَتِهٖ وَكَذٰلِكَ الْمُسْتَحِلُّ مَنْ غَيْرِ الْعَتِيرَةِ آثِمٌ إِلَّا أَنَّهُمْ لَمَّا كَانَ حَقُّهُمْ آكَدَ وَقَدْ عَلِمَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ أَنَّهٗ يَكْثُرُ لَهُمُ الْأَعْدَاءُ وَالْحُسَّدُ فَخَصَّهُمْ .

''یعنی اہل بیت کو جسمانی تکلیف سے دوچار کرنے والا اور ان کی عزت وتوقیر

میں کوتاہی برتنے والا (لعنتی ہے۔) کیوں کہ اہل بیت کا امت پر باقاعدہ حق ہے، جس سے وہی نا آشنا رہ سکتا ہے، جس کی بصیرت پر شقاوت و بدبختی چھا جائے۔ ویسے تو اہل بیت کے علاوہ دوسروں کی بے حرمتی کرنے والا بھی قابل مذمت ہے لیکن چوں کہ اہل بیت کے حقوق زیادہ ہیں اور اللہ کے علم میں تھا کہ ان کے دشمن اور حاسدین زیادہ ہوں گے، اس لیے انہیں بہ طور خاص ذکر کر دیا۔“

(التنویر شرح الجامع الصغیر : ٣٧٢/٦)

سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُصُّ لِسَانَهُ أَوْ شَفَتَهُ، يَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَإِنَّهُ لَنْ يُعَذَّبَ لِسَانٌ أَوْ شَفَتَانِ مَصَّهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”میں عینی شاہد ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی زبان یا ہونٹ چوس رہے تھے اور جس زبان یا ہونٹوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چوس لیں، انہیں کبھی عذاب نہیں چھوئے گا۔“

(مسند الإمام أحمد : ٩٣/٤، وسندہٗ صحیحٌ)

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ (١٩٦ھ) فرماتے ہیں:

لَوْ كُنْتُ فِيمَنْ قَتَلَ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ، ثُمَّ غُفِرَ لِي، ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ، اسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَمُرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَنْظُرَ فِي وَجْهِي.

”اگر (بالفرض والمحال) میں قاتلینِ حسین میں شریک ہوں اور میرا یہ جرم معاف کر دیا جائے، جنت میں بھی چلا جاؤں، تب بھی نبی کریم ﷺ کا سامنا کرنے سے شرم محسوس کروں گا۔“

(المعجم الكبير للطبراني : ٢١٢/٣، ح : ٢٩٢٨، وسندهٗ حسنٌ)

امام عمران بن ملحان ابورجاعطاردی رحمہ اللہ (١٠٥ھ) فرماتے ہیں:

لَا تَسُبُّوا عَلِيًّا وَلَا أَهْلَ هٰذَا الْبَيْتِ، فَإِنَّ جَارًا لَنَا مِنْ بَلْهُجَيْمِ قَالَ : أَلَمْ تَرَوْا إِلٰى هٰذَا الْفَاسِقِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَتَلَهُ اللّٰهُ، فَرَمَاهُ اللّٰهُ بِكَوْكَبَيْنِ فِي عَيْنَيْهِ، فَطَمَسَ اللّٰهُ بَصَرَهٗ.

”سیدنا علی اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کو برا مت کہیں، کیوں کہ ہمارے پڑوس میں قبیلہ بلہجیم کا ایک شخص رہتا تھا، اس نے کہا: کیا تم اس فاسق (ابن فاسق) حسین بن علی کو نہیں دیکھتے؟ اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر ڈالا۔ یہ کہنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھوں میں دو کیل مارے اور وہ ہمیشہ کے لیے آنکھوں سے ہاتھ دھو بیٹھا۔“

(فضائل الصَّحابة لأحمد بن حنبل : ٩٧٢، المعجم الكبير للطَّبراني : ٢٨٣٠، وسندهٗ صحيحٌ)

امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حُبَّ أَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّكَ، وَلَا تَكُنْ رَّافِضِيًّا، وَاعْمَلْ بِالْقُرْآنِ، وَلَا تَكُنْ حَرُورِيًّا، وَاعْلَمْ أَنَّ مَا أَتَاكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ، وَمَا أَتَاكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ، وَلَا تَكُنْ قَدَرِيًّا، وَأَطِعِ الْإِمَامَ،

وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا .

''اہلِ بیتِ رسول سے محبت کیجیے، رافضی نہ ہو جانا۔قرآن پر عمل کیجیے، خارجی نہ ہوئیے۔ یاد رکھیے کہ آپ کی ہر نیکی اللہ کی طرف سے ہے اور ہر برائی آپ کی طرف سے ہے۔ منکر تقدیر نہ ہوئیے اور حاکم وقت کی اطاعت کیجیے، بھلے وہ حبشی ہی کیوں نہ ہو!''

(السنّة للخَلّال : ۸، وسندہٗ حسنٌ)

نیز فرماتے ہیں:

لَوْ كَانَتِ الشِّيعَةُ مِنَ الطَّيْرِ لَكَانُوا رَخْمًا وَلَوْ كَانُوا مِنَ الْبَهَائِمِ لَكَانُوا حُمُرًا .

''اگر شیعہ پرندوں میں ہوتے، تو گِدھ ہوتے اور اگر جانوروں میں ہوتے، تو گدھے ہوتے۔''

(تاریخ ابن عساکر : 373/25، وسندہٗ صحیحٌ)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

يَتَبَرَّؤُونَ مِنْ طَرِيقَةِ الرَّوَافِضِ الَّذِينَ يُبْغِضُونَ الصَّحَابَةَ وَيَسُبُّونَهُمْ، وَطَرِيقَةِ النَّوَاصِبِ الَّذِينَ يُؤْذُونَ أَهْلَ الْبَيْتِ بِقَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ .

''اہل سنت (اہل حدیث) روافض سے بری ہیں، جو صحابہ کرام سے بغض رکھتے ہیں اور انہیں برا بھلا کہتے ہیں، ناصبیوں سے بھی اعلان براءت ہے، جو بزبان قال وحال اہل بیت کو تکلیف دیتے ہیں۔''

(العقيدة الواسطية، ص ١٩٢)

نیز فرماتے ہیں:

أَمَّا أَهْلُ السُّنَّةِ فَيَتَوَلَّوْنَ جَمِيعَ الْمُؤْمِنِينَ، وَيَتَكَلَّمُونَ بِعِلْمٍ وَعَدْلٍ، لَيْسُوا مِنْ أَهْلِ الْجَهْلِ وَلَا مِنْ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ، وَيَتَبَرَّؤُونَ مِنْ طَرِيقَةِ الرَّوَافِضِ وَالنَّوَاصِبِ جَمِيعًا، وَيَتَوَلَّوْنَ السَّابِقِينَ وَالْأَوَّلِينَ كُلَّهُمْ، وَيَعْرِفُونَ قَدْرَ الصَّحَابَةِ وَفَضْلَهُمْ وَمَنَاقِبَهُمْ، وَيَرْعَوْنَ حُقُوقَ أَهْلِ الْبَيْتِ الَّتِي شَرَعَهَا اللّٰهُ لَهُمْ.

''اہل سنت تمام مؤمنوں سے محبت کرتے ہیں۔ علم وانصاف پر مبنی کلام کرتے ہیں، کسی جہالت اور نفس پرستی کا اظہار نہیں کرتے۔ روافض اور نواصب سے اعلان براءت کرتے ہیں، تمام سابقین واولین سے محبت وعقیدت رکھتے ہیں، صحابہ کرام کی فضیلت ومراتب کی مکمل معرفت رکھتے ہیں، جو اللہ نے اہل بیت کے حقوق مقرر کیے ہیں کا خیال رکھتے ہیں۔''

(منهاج السنة النبوية: ٧١/٢)

امام ابوبکر محمد بن حسین آجری رحمہ اللہ (۳۶۰ھ) ''حدیث ثقلین'' کے تحت لکھتے ہیں:

يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ خُطْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى، وَأَمَرَ أُمَّتَهُ بِالتَّمَسُّكِ بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَبِسُنَّتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِي رُجُوعِهِ مِنْ هٰذِهِ الْحَجَّةِ بِغَدِيرِ خَمٍّ فَأَمَرَ أُمَّتَهُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَالتَّمَسُّكِ بِهٖ

وَبِمَحَبَّةِ أَهْلِ بَيْتِهٖ، وَبِمُوَالَاةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَتَعْرِيفِ النَّاسِ شَرَفَ عَلِيٍّ وَفَضْلِهٖ عِنْدَهٗ، يَدُلُّ الْعُقَلَاءَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ عَلٰى أَنَّهٗ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَتَمَسَّكَ بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَبِسُنَّةِ رَسُولِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّنَ، وَبِمَحَبَّتِهِمْ وَبِمَحَبَّةِ أَهْلِ بَيْتِهِ الطَّيِّبِينَ، وَالتَّعَلُّقِ بِمَا كَانُوا عَلَيْهِ مِنَ الْأَخْلَاقِ الشَّرِيفَةِ، وَالِاقْتِدَاءِ بِهِمْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَمَنْ كَانَ هٰكَذَا، فَهُوَ عَلٰى طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ، أَلَا تَرٰى أَنَّ الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ السُّلَمِيَّ قَالَ : وَعَظَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ مَوْعِظَةً بَلِيغَةً، ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ، وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ فَقُلْنَا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ هَذِهٖ لَمَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَمَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ قَالَ : أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا، فَإِنَّهٗ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي سَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ . وَالْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ فَهُمْ : أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَمَنْ كَانَ لَهُمْ مُحِبًّا رَاضِيًا

بِخِلَافَتِهِمْ، مُتَّبِعًا لَهُمْ، فَهُوَ مُتَّبِعٌ لِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ أَحَبَّ أَهْلَ بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّيِّبِينَ، وَتَوَلَّاهُمْ وَتَعَلَّقَ بِأَخْلَاقِهِمْ، وَتَأَدَّبَ بِأَدَبِهِمْ، فَهُوَ عَلَى الْمَحَجَّةِ الْوَاضِحَةِ، وَالطَّرِيقِ الْمُسْتَقِيمِ وَالْأَمْرِ الرَّشِيدِ، وَيُرْجٰى لَهُ النَّجَاةَ ......

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَمَا تَقُولُ فِيمَنْ يَزْعُمُ أَنَّهٗ مُحِبٌّ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ، مُتَخَلِّفٌ عَنْ مَحَبَّةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَعَنْ مَحَبَّةِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، غَيْرُ رَاضِي بِخِلَافَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ؟ هَلْ تَنْفَعُهٗ مَحَبَّةُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ؟ قِيلَ لَهٗ : مُعَاذَ اللّٰهِ، هَذِهِ صِفَةُ مُنَافِقٍ، لَيْسَتْ بِصِفَةِ مُؤْمِنٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : مَنْ آذٰى عَلِيًّا فَقَدْ آذَانِي وَشَهِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْخِلَافَةِ وَشَهِدَ لَهٗ بِالْجَنَّةِ، وَبِأَنَّهٗ شَهِيدٌ، وَأَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مُحِبٌّ لِلّٰهِ

عَزَّ وَجَلَّ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحِبَّانِ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَجَمِيعُ مَا شَهِدَ لَهُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْفَضَائِلِ الَّتِي تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لَهَا وَمَا أَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَحَبَّتِهِ لِلْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، مِمَّا تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لَهُ، فَمَنْ لَمْ يُحِبَّ هٰؤُلَاءِ وَيَتَوَلَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَقَدْ بَرِيءَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَكَذَا مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يَتَوَلّٰى عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَيُحِبُّ أَهْلَ بَيْتِهِ وَيَزْعُمُ أَنَّهُ لَا يَرْضٰى بِخِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَلَا عُثْمَانَ وَلَا يُحِبُّهُمْ وَيَبْرَأُ مِنْهُمْ، وَيَطْعَنُ عَلَيْهِمْ، فَنَشْهَدُ بِاللّٰهِ يَقِينًا أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ بَرَآءٌ مِنْهُ لَا تَنْفَعُهُ مَحَبَّتُهُمْ حَتّٰى يُحِبَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، كَمَا قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيمَا وَصَفَهُمْ بِهِ، وَذَكَرَ فَضْلَهُمْ، وَتَبَرَّأَ مِمَّنْ لَمْ يُحِبَّهُمْ، فَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَعَنْ ذُرِّيَّتِهِ الطَّيِّبَةِ.

هٰذَا طَرِيقُ الْعُقَلَاءِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِمَّنْ يَقْذِفُ

أَهْلَ بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطَّعْنِ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، لَقَدِ افْتَرٰى عَلٰى أَهْلِ الْبَيْتِ وَقَذَفَهُمْ بِمَا قَدْ صَانَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهُ وَهَلْ عَرَفْتُ أَكْثَرَ فَضَائِلِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ، إِلَّا مِمَّا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ؟.

''یہ دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کا خطبہ منی میں ارشاد فرمایا اور امت کو کتاب وسنت مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا۔ حج سے واپسی پر غدیر خم کے مقام پر حکم دیا کہ کتاب اللہ کو تھامے رکھیں، اہل بیت سے محبت ومودت قائم رکھیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے عقیدت رکھیں، لوگوں کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضلیت اور مقام ومرتبہ سے روشناس کرایا اور عقل وبینش والے مسلمانوں کی راہنمائی کی کہ کتاب وسنت اور خلفائے راشدین مہدیین کے طریقے کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں۔ ان سے محبت اور اہل بیت سے عقیدت کا دم بھریں، نیز ان کی عمدہ خصلتوں کی خوشہ چینی اور پیروی کریں۔ ایسا شخص صراط مستقیم پر گامزن ہے۔ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں غور کیجیے، بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہمیں ایسا پرتاثیر وعظ کیا کہ ہماری آنکھیں چھم چھم بہنے لگی، دلوں پر رقت طاری ہوگئی۔ ہم عرض گزار ہوئے: اللہ کے رسول! یہ تو الوداعی وعظ لگتا ہے، کیا وصیت فرماتے ہیں؟ فرمایا: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ امیر کی طاعت گزاری کا کہتا ہوں، اگرچہ وہ امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ کیوں کہ عنقریب میری وفات کے بعد شدید

اختلافات کا منہ دیکھنا پڑے گا، ایسے سمے میری سنت تھامے رکھنا اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑنا اور سنت کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔ دین میں نئے کام جاری کرنے سے بچیں، کیوں کہ دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت و گمراہی ہے۔

خلفائے راشدین ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ جو ان سے محبت و عقیدت رکھے، ان کی خلافت پر راضی ہو اور ان کی اقتدا کرے، وہ کتاب و سنت کی پیروی کر رہا ہے۔ جو پاک باز اہل بیت سے محبت و مودت کرے، ان کے خصائل حمیدہ کو اپنا شعار و دثار بنا لے اور کما حقہ ادب بجالائے، ایسا شخص واضح دلیل پر قائم ہے، جادۂ مستقیم کا راہی ہے اور نجات کی امید رکھے۔

اگر کوئی کہے کہ آپ ایسے شخص کے بارے میں کیا فتویٰ صادر فرمائیں گے، جو کہتا ہو کہ میں ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے محبت کرتا ہوں اور علی اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سے محبت نہیں رکھتا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تسلیم نہیں کرتا؟ آیا اسے ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی محبت کوئی فائدہ دے گی؟

ایسے شخص کے بارے میں کہا جائے گا: معاذ اللہ! یہ منافق کی خصلت ہے، نہ کہ مومن کی۔ کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ''آپ سے مؤمن ہی محبت کرے گا اور منافق ہی بغض رکھے گا۔'' (صحیح مسلم: ۷۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے علی کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی'' (زوائد فضائل الصحابۃ للقطیعی: ۱۰۷۸، وسندہٗ حسنٌ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلافت، جنت اور شہادت کی خبر دی ہے، آپ اللہ و رسول کے محبّ

اور اللہ و رسول آپ کے محبّ ہیں، وہ تمام فضائل جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں اور نبی کریم ﷺ کا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت کرنا وغیرہ۔ جو ان نفوس قدسیہ سے محبت و عقیدت نہیں رکھتا، وہ دنیا و آخرت میں لعنتی ہے، ایسے بد بخت سے ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بری ہیں۔ اسی طرح جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت عظام سے محبت کا دم بھرے اور کہے کہ میں ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت کو نہیں مانتا، نہ ہی ان سے محبت کرتا ہوں، ان سے براءت کا اعلان کرے اور ان پر طعن و تشنیع کے نشتر چلائے، ایسے شخص کے متعلق ہم اللہ کو گواہ بنا کر برملا کہتے ہیں کہ سیدنا علی اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم بھی اس سے بری ہوں گے۔ اسے ان کی محبت کچھ فائدہ نہ دے گی، تا آنکہ ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے بھی محبت کرنے لگ جائے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان پاک باز ہستیوں کی تعریف کی ہے، فضائل بیان کیے ہیں اور ہر اس شخص سے اعلان براءت کیا ہے، جو ان سے محبت نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کی آل سے راضی ہو۔ یہ عقلمند مسلمانوں کا راستہ ہے۔ ہم ایسے شخص سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، جو اہل بیت پر تہمت لگائے کہ انہوں نے ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم پر طعن کیا ہے۔ اہل بیت پر جھوٹ تھوپے گئے ہیں اور انہیں ایسی ایسی باتوں سے متہم کیا گیا ہے، جن سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بچائے رکھا۔ کیا ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے اکثر فضائل سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایات میں نہیں ملتے؟''

(الشریعۃ : ۲۲۲۱/۵)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ تَرْكَ التَّرَحُّمِ سُكُوْتٌ، وَالسَّاكِتُ لَا يُنْسَبُ إِلَيْهِ قَوْلٌ، وَلٰكِنْ مَنْ سَكَتَ عَنْ تَرَحُّمِ مِثْلِ الشَّهِيْدِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُثْمَانَ، فَإِنَّ فِيْهِ شَيْئاً مِنْ تَشَيُّعٍ، فَمَنْ نَطَقَ فِيْهِ بِغَضٍّ وَتَنَقُّصٍ وَهُوَ شِيْعِيٌّ جَلْدٌ يُؤَدَّبُ، وَإِنْ تَرَقّٰى إِلَى الشَّيْخَيْنِ بِذَمٍّ، فَهُوَ رَافِضِيٌّ خَبِيْثٌ، وَكَذَا مَنْ تَعَرَّضَ لِلْإِمَامِ عَلِيٍّ بِذَمٍّ، فَهُوَ نَاصِبِيٌّ يُعَزَّرُ، فَإِنْ كَفَّرَهُ، فَهُوَ خَارِجِيٌّ مَارِقٌ، بَلْ سَبِيْلُنَا أَنْ نَسْتَغْفِرَ لِلْكُلِّ، وَنُحِبُّهُمْ، وَنَكُفَّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ.

''صحابہ کرام کے حق میں دعائے رحمت نہ کرنا سکوت ہے، اور ساکت کی طرف کسی بات کی نسبت نہیں کی جا سکتی، لیکن جو جام شہادت نوش فرمانے والے امیر المؤمنین سیدنا عثمان کے حق میں دعائے رحمت سے سکوت اختیار کرے، ایسے شخص سے شیعیت کی بدبو آتی ہے۔ جو آپ کے بارے میں زبان درازی کرے اور شان میں تنقیص کرے، وہ شیعہ ہے اور تادیبی کوڑوں کا مستحق ہے۔ شیخین (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) پر طعن کی جرأت و جسارت کرنے والا خبیث شیعہ ہے۔ اسی طرح جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازیبا حرکت کرے، وہ ناصبی ہے اور تعزیر کا مستحق ہے۔ آپ کی تکفیر کرنے والا خارجی ہے۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ ہم ان سب کے لیے استغفار کرتے ہیں، ان سے محبت ومودت رکھتے ہیں اور مشاجرات صحابہ میں زبان بندی کرتے ہیں۔''

(سیر أعلام النبلاء : ۳۷۰/۷)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، مَا زَالَا مُكْرِمَيْنِ لَهٗ غَايَةَ الْإِكْرَامِ بِكُلِّ طَرِيقٍ، مُقَدِّمَيْنِ لَهٗ، بَلْ وَلِسَائِرِ بَنِي هَاشِمٍ عَلٰى غَيْرِهِمْ فِي الْعَطَاءِ، مُقَدِّمَيْنِ لَهٗ فِي الْمَرْتَبَةِ وَالْحُرْمَةِ وَالْمَحَبَّةِ وَالْمُوَالَاةِ وَالثَّنَاءِ وَالتَّعْظِيمِ، كَمَا يَفْعَلَانِ بِنُظَرَائِهٖ، وَيُفَضِّلَانِهٖ بِمَا فَضَّلَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَيْسَ مِثْلَهٗ، وَلَمْ يُعْرَفْ عَنْهُمْ كَلِمَةُ سُوءٍ فِي عَلِيٍّ قَطُّ، بَلْ وَلَا فِي أَحَدٍ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ .

''ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہر اعتبار سے کما حقہ اکرام کرتے تھے، آپ تو کجا، دیگر بنو ہاشم کو بھی نوازش میں پیش پیش رکھتے تھے۔ مقام ومرتبہ، عزت و توقیر، محبت اور مودت اور تعظیم میں مقدم کرتے تھے۔ اسی طرح آپ کے ہم نواؤں سے بھی یہی سلوک تھا، انہیں اللہ کی دی ہوئی فضیلت کے مطابق ان پر فضیلت دیتے تھے، جنہیں وہ فضیلت نصیب نہ ہوئی ہو۔ نیز ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام کی طرف سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بل کہ کسی ہاشمی کے بارے میں نازیبا کلمہ کہنا قطعا ثابت نہیں۔''

(منهاج السنة النبوية : ١٧٨/٦)

نیز فرماتے ہیں:

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرمایا کرتے تھے:

إِنْ كَانَ نَصْبًا حُبُّ صَحْبِ مُحَمَّدٍ

فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَانِ أَنِّي نَاصِبِي

''اگر اصحاب محمد ﷺ سے محبت کرنا ناصبیت ہے، تو جن وانس گواہ رہیں کہ پھر میں ناصبی ہوں۔''

(مَدارج السّالکین لابن القیم : 87/2)

مؤرخ اسلام مفسر قرآن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

وَلَا تُنْكَرُ الْوَصَاةُ بِأَهْلِ الْبَيْتِ، وَالْأَمْرُ بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِمْ، وَاحْتِرَامِهِمْ وَإِكْرَامِهِمْ، فَإِنَّهُمْ مِنْ ذُرِّيَّةٍ طَاهِرَةٍ، مِنْ أَشْرَفِ بَيْتٍ وُجِدَ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ، فَخْرًا وَحَسَبًا وَنَسَبًا، وَلَا سِيَّمَا إِذَا كَانُوا مُتَّبِعِينَ لِلسُّنَّةِ النَّبَوِيَّةِ الصَّحِيحَةِ الْوَاضِحَةِ الْجَلِيَّةِ، كَمَا كَانَ عَلَيْهِ سَلَفُهُمْ، كَالْعَبَّاسِ وَبَنِيهِ، وَعَلِيٍّ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ .

''اہل بیت کے بارے میں وصایا نبویہ اور ان سے حسن سلوک، رواداری اور عزت واکرام کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کیوں کہ یہ پاکیزہ ہستیاں ہیں۔ فخر اور حسب ونسب کے اعتبار سے کرۂ ارض پر سب سے باعزت گھرانا ہے، خاص کر جب نبی پاک ﷺ کی صحیح احادیث کی دل وجان سے پیروی کرنے والے ہوں، جیسا کہ پہلے سیدزادے ہوا کرتے تھے۔ مثلاً سیدنا عباس، آل عباس، سیدنا علی اور ان کے آل بیت رضی اللہ عنہم۔''

(تفسیر ابن کثیر : ۲۰۱/۷، ت سلامة)

ولایت علی رضی اللہ عنہ اور اہل سنت:

اہل سنت کا اتفاقی عقیدہ ہے کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ راشد اور امیر المومنین ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ طَعَنَ فِي خِلَافَةِ أَحَدٍ مِنْ هٰؤُلَاءِ؛ فَهُوَ أَضَلُّ مِنْ حِمَارِ أَهْلِهٖ.

”جو خلفائے راشدین میں کسی ایک کی خلافت پر طعن کرے، وہ گدھے سے زیادہ بے وقوف ہے۔“

(العقيدة الواسطية، ص ١٨٤)

نیز فرماتے ہیں:

أَمَّا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَإِنَّ أَهْلَ السُّنَّةِ يُحِبُّونَهٗ وَيَتَوَلَّوْنَهٗ، وَيَشْهَدُونَ بِأَنَّهٗ مِنَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ وَالْأَئِمَّةِ الْمَهْدِيِّينَ.

”جہاں تک سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی کا تعلق ہے، تو اہل سنت آپ سے محبت و دوستی رکھتے ہیں اور دل و جان سے گواہی دیتے ہیں کہ آپ خلفائے راشدین اور ہدایت یافتہ ائمہ میں سے ہیں۔“

(منهاج السنة النبوية : ١٨/٦)

اہل سنت والجماعت اعتدال پسند ہیں، غلو و تقصیر سے کوسوں دور ہیں۔ افراط و تفریط سے مبرا ہیں، ہر ایک کو اس کا پورا پورا حق دیتے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت عظام سے محبت و مودت عین ایمان سمجھتے ہیں۔ ان کی شان میں تنقیص کے تصور سے بھی کانپ اٹھتے

ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بیان کرتے ہیں، آپ کو چوتھا خلیفہ برحق تسلیم کرتے ہیں، آپ کی زوجہ محترمہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تقدس کا خیال رکھتے ہیں، حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی منقبت وفضیلت کے قائل ہیں۔ ان کی شہادت باسعادت کو برحق تسلیم کرتے ہیں۔ جو ان سے محبت رکھے اس سے محبت، جو ان سے عداوت رکھے، اس سے عداوت رکھتے ہیں اوراس کی شقاوت وبدبختی سے لوگوں کوآگاہ کرتے ہیں۔

اہل حدیث تمام صحابہ کرام کو مدار اسلام سمجھتے ہیں۔ ہمارے نزدیک ان کی امانت، دیانت، عدالت، صداقت اور للّٰہیت مسلم ہے۔تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت جزو ایمان سمجھتے ہیں، ہر ایک کواس کا مقام ومرتبہ دیتے ہیں۔کسی کے حق میں کمی نہیں لاتے۔انہیں ہدف تنقید وملامت بنانا برے لوگوں کا شیوہ ہے۔ان کی تنقیص درحقیقت رسالت مآب کی تنقیص ہے۔

اہل حدیث صحابہ کے بارے میں ائمہ محدثین کے عقیدہ اور منہج سے سرِ مُومنحرف نہیں۔صحابہ کے مابین اختلافات ومشاجرات میں اہل سنت کے عقیدہ پر ہیں اوران کے بارے میں اپنی زبانیں بند رکھتے ہیں،طرف داری سے گریزاں رہتے ہیں۔ان کے حق میں معافی کے طالب گار رہتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ تمام صحابہ پر اللہ تعالیٰ کی رضوان ہے اورقطعی جنتی ہیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے گئے،تو ان سے راضی تھے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان کے مشاجرات کے بارے میں اپنے نبی کوآگاہ فرمادیا تھا۔

ہمارے نزدیک صحابیت گراں قدرشرف ہے۔صحابی وہ ہے کہ جس نے متاع ایمان کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رخِ زیباں کا دیدار کیا ہو یا آپ سے ملاقات کی ہواورحالت ایمان میں وفات پائی ہو۔

امہات المومنین

نبی کریم ﷺ کی گیارہ بیویاں تھیں۔(صحیح بخاری: ۲۶۸) قرآن مجید نے ان کی حرمت بیان کی، انہیں مومنوں کی مائیں قرار دیا۔ جب نبی کریم ﷺ فوت ہوئے، اس وقت آپ ﷺ کی نو بیویاں زندہ تھیں۔(صحیح بخاری: ۲۸۴، صحیح مسلم: ۳۰۹) وہ عائشہ، حفصہ، سودہ، ام حبیبہ، ام سلمہ، میمونہ، زینب بنت جحش، جویریہ اور صفیہ رضی اللہ عنہن ہیں۔ دو وفات پا چکی تھیں؛ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پہلے ہی وفات پا چکی تھیں، اسی طرح زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی مدینہ میں وفات پا گئیں تھیں، آپ ﷺ کے نکاح میں کم عرصہ رہیں، واللہ اعلم!

ازواج مطہرات کا احترام واکرام نہ صرف ضروری ہے، بلکہ جزو ایمان ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾(الأحزاب: ٦)

”نبی (ﷺ) کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔“

❀ اس آیت کی تفسیر میں علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

شَرَّفَ اللّٰهُ تَعَالٰی أَزْوَاجَ نَبِيِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنْ جَعَلَهُنَّ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، أَيْ فِي وُجُوبِ التَّعْظِيمِ وَالْمَبَرَّةِ وَالْإِجْلَالِ وَحُرْمَةِ النِّكَاحِ عَلَى الرِّجَالِ، وَحَجْبِهِنَّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُنَّ

بِخِلَافِ الْأُمَّهَاتِ .

”اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی ازواج کو یہ شرف بخشا ہے کہ انہیں مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے، یعنی ان کی تعظیم کرنا، ان سے حسن سلوک کرنا، ان کی عزت وتوقیر کرنا، دوسرے مردوں کے ساتھ نکاح کی حرمت اور اپنی اصلی ماؤں کے برخلاف ان (ماؤں) سے پردہ کرنا واجب قرار دیا ہے۔“

(تفسير القُرطبي : 123/14)

✿ اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَيْ فِي الْحُرْمَةِ وَالْاحْتِرَامِ، وَالْإِكْرَامِ وَالتَّوْقِيرِ وَالْإِعْظَامِ، وَلٰكِنْ لَا تَجُوزُ الْخَلْوَةُ بِهِنَّ، وَلَا يَنْتَشِرُ التَّحْرِيمُ إِلٰى بَنَاتِهِنَّ وَأَخَوَاتِهِنَّ بِالْإِجْمَاعِ .

”یعنی حرمت، احترام، اکرام، توقیر اور عزت افزائی میں (یہ تمہاری مائیں ہیں) لیکن ان سے خلوت میں ملاقات جائز نہیں۔ ازواج مطہرات کی بیٹیوں اور بہنوں پر یہ حرمت لاگو نہیں ہوتی، اس پر اجماع ہے۔“

(تفسير ابن كثير : 381/6)

✿ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِرْنَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، وَلَمْ تَصِرْ بَنَاتُهُنَّ أَخَوَاتِهِمْ، وَلَا أَخَوَاتُهُنَّ خَالَاتِهِمْ .

”نبی کریم ﷺ کی بیویاں مؤمنوں کی مائیں بنی ہیں، ان کی بیٹیاں مومنوں کی بہنیں نہیں بنیں، نہ ازواج رسول ﷺ کی بہنیں مؤمنوں کی خالائیں بنی ہیں۔“

(السّنن الکبریٰ ، تحت الرقم : 13427)

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَانِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ﴾(الأحزاب : ۳۲)

”نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔“

❁ اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

”اس آیت کا عموم دلالت کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج کی فضلیت پہلی اور بعد والی تمام عورتوں پر ہے۔ اس پر اجماع ہے کہ ہمارے نبی محمد ﷺ تمام انبیا سے افضل ہیں، لہٰذا آپ ﷺ کی بیویوں کو بھی دنیا کی تمام عورتوں پر ویسے ہی فضیلت حاصل ہے، جیسے نبی کریم ﷺ کو تمام انبیا پر۔ یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بیویاں جنت میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوں گی۔“

(التّوضیح لشرح الجامع الصّحیح : 134/26)

❁ نیز فرمایا:

﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾(الأحزاب : ۳۳)

”اہل بیت! اللہ چاہتا ہے کہ آپ سے گناہ دور کردے اور آپ کو خوب پاک صاف کردے۔“

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

نَزَلَتْ فِي نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً .

”یہ آیت خاص نبی اکرم ﷺ کی ازواج کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔“

(تفسير ابن كثير : 410/6، بتحقيق سلامة، وسندهٗ حسنٌ)

❁ عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ شَاءَ بَاهَلْتُهٗ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''میں اس پر مباہلے کو تیار ہوں کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ کی بیویوں کے بارے میں نازل ہوئی۔''(تفسير ابن كثير : 411/6، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا نَصٌّ فِي دُخُولِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ الْبَيْتِ هَاهُنَا؛ لِأَنَّهُنَّ سَبَبُ نُزُولِ هٰذِهِ الْآيَةِ.

''یہ آیت نص ہے کہ ازواج رسول ﷺ اہل بیت میں شامل ہیں، کیونکہ ازواجِ مطہرات ہی اس آیت کے نزول کا سبب ہیں۔''

(تفسير ابن كثير : 410/6، بتحقيق سلامة)

① ام المومنین سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی پہلی بیوی تھیں۔ آپ کو عورتوں میں سبقت اسلام کا شرف حاصل ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

مِمَّا اخْتَصَّتْ بِهٖ سَبْقُهَا نِسَاءَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ إِلَى الْإِيمَانِ فَسَنَّتْ ذٰلِكَ لِكُلِّ مَنْ آمَنَتْ بَعْدَهَا فَيَكُونُ لَهَا مِثْلُ أَجْرِهِنَّ لِمَا ثَبَتَ أَنَّ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً وَقَدْ شَارَكَهَا فِي ذٰلِكَ أَبُو بَكْرٍ

الصِّدِّيقُ بِالنِّسْبَةِ إِلَى الرِّجَالِ وَلَا يَعْرِفُ قَدْرَ مَا لِكُلٍّ مِنْهُمَا مِنَ الثَّوَابِ بِسَبَبِ ذٰلِكَ إِلَّا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ .

''سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیت میں یہ بھی شامل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے اس امت کی تمام عورتوں سے ایمان لانے میں سبقت کی، آپ کا یہ عمل بعد میں ایمان لانے والی عورتوں کے لیے سنت بن گیا، یوں آپ کو ان تمام عورتوں کے برابر اجر بھی ملتا ہے، کیونکہ حدیث میں ثابت ہے کہ جس نے کوئی اچھا عمل جاری کیا۔ اس اجر میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی شریک ہیں، کیونکہ وہ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔ دونوں کو کتنا ثواب ملتا ہے؟ اس کی مقدار اللہ ہی جانتا ہے۔''

(فتح الباري : 137/7)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ گھبرا گئے، گھر تشریف لائے، تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی دی اور آپ کی ڈھارس بندھائی۔

(صحيح البخاري : 3، صحيح مسلم : 160)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لَمْ يَتَزَوَّجِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خَدِيجَةَ حَتّٰى مَاتَتْ .

''سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری شادی نہیں کی۔''

(صحيح مسلم : 2436)

یہ روایت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت پر واضح دلیل ہے، آپ کی وفا شعاری اس قدر تھی کہ آپ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بیوی کی ضرورت محسوس نہ کی۔

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ، وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ .

''عورتوں میں سب سے بہترین مریم بنت عمران اور خدیجہ رضی اللہ عنہما ہیں۔''

(صحيح البخاري : 3432، صحيح مسلم : 2430)

❁ راوی حدیث ابوکریب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أَشَارَ وَكِيعٌ إِلَى السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ .

''وکیع رحمہ اللہ نے آسمان اور زمین کی طرف اشارہ کیا۔''

(صحيح مسلم : 2430)

وکیع رحمہ اللہ کی مراد یہ تھی کہ مریم اور خدیجہ رضی اللہ عنہما دنیا جہان کی بہترین عورتیں ہیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

مَا غِرْتُ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيجَةَ، وَمَا رَأَيْتُهَا، وَلٰكِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا، وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً، ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيجَةَ، فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهٗ : كَأَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيجَةُ، فَيَقُولُ : إِنَّهَا كَانَتْ، وَكَانَتْ، وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر میں نے اتنی غیرت نہیں کھائی، جتنی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کھائی، حالانکہ میں نے انہیں دیکھا تک نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ

نبی کریم ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بہت زیادہ تذکرہ کیا کرتے تھے۔ جب کبھی کوئی بکری ذبح کرتے، تو اس کے کچھ حصے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیجتے۔ کئی بار تو میں نبی کریم ﷺ کو کہہ دیتی کہ (مجھے تو) لگتا ہے کہ آپ کی دنیا میں صرف ایک ہی بیوی ہے اور وہ ہے خدیجہ۔ تو نبی کریم ﷺ فرماتے: خدیجہ تو خدیجہ تھیں، اللہ نے مجھے اُن سے اولاد دی ہے۔"

(صحيح البخاري : 3818، صحيح مسلم : 2435)

❁ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا:

اِقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ، وَلَا نَصَبَ .

"خدیجہ کو رب تعالیٰ کی طرف سے سلام پیش کیجئے گا اور میری طرف سے بھی۔ نیز انہیں جنت میں موتیوں سے بنے محل کی خوشخبری سنا دیں، جس میں نہ شور شرابہ ہوگا اور نہ تکلیف و تھکاوٹ۔"

(صحيح البخاري : 3820، صحيح مسلم : 2432)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

خَطَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَ خُطُوطٍ ثُمَّ قَالَ : هَلْ تَدْرُونَ مَا هٰذَا قَالُوا : اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلَدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمَ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ .

”رسول اللہ ﷺ نے زمین پر چار لکیریں کھینچیں اور فرمایا ، جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں سب سے زیادہ فضیلت کی حامل خواتین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا، فاطمہ بنت محمد ﷺ، مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا اور فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہا ہیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 293/1، فضائل الصّحابة للنّسائي : 259، مسند أبي يعلى : 2722، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۷۰۱۰) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۲/۵۹۴، ۳/۱۸۵) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

② ام المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

❁ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد نبی کریم ﷺ کی پہلی بیوی ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

”خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد مکی دور کی بات ہے، عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی : اللہ کے رسول ! شادی کرنا چاہیں گے؟ فرمایا: کس سے؟ کہنی لگی: کنواری سے کرنی ہے، تو آپ کی مرضی، شوہر دیدہ سے کرنی ہے، تو آپ کی مرضی۔ فرمایا: کنواری کون ہے؟ کہنی لگی: یہ اس کی بیٹی ہے، جس سے آپ کو سب سے زیادہ لگاؤ ہے۔ میری مراد: ابوبکر کی بیٹی عائشہ! فرمایا: اور شوہر دیدہ؟ کہا: سودہ بنت زمعہ، اچھی بھلی مؤمنہ اور با شرع خاتون ہیں۔ فرمایا: جائیں، دونوں سے میرا ذکر کریں۔ خولہ گئیں اور پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر داخل ہوئیں۔ میری ماں ام رومان سے ملاقات کی اور

کہا: آپ کی تو اللہ نے سن لی، رسول اللہ ﷺ نے مجھے عائشہ کے ساتھ نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے۔ میری امی جان فرمانے لگیں: میرا خیال ہے، آپ ذرا رکیے، ابوبکر آتے ہی ہوں گے۔ اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ خولہ کہنی لگیں: آپ پر تو اللہ کی رحمت ہو گئی ہے، اللہ کے رسول نے مجھے اپنے لیے عائشہ کا رشتہ لینے کے لیے بھیجا ہے۔ ابو جی فرمانے لگے: وہ تو نبی کریم ﷺ کی بھتیجی ہیں، نکاح کیسے ہو سکتا ہے؟ خولہ کہتی ہیں: یہ کہہ کر مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے واپس بھیج دیا۔ میں نے آپ ﷺ سے ساری بات من وعن کہہ دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں جا کر کہیے کہ ہم ایک دوسرے کے اسلامی بھائی ہیں، لہٰذا عائشہ سے نکاح ہو سکتا ہے۔ خولہ نے ابو جی کو ساری بات بتا دی، تو ابو جی فرمانے لگے: رسول اللہ ﷺ کو کہیے کہ تشریف لے آئیں، آپ ﷺ آئے اور ابو جی نے میرا نکاح کر دیا۔ اس وقت میری عمر تقریباً چھ برس تھی۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني : 23/23، مسند أحمد : 210/6، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (3/ 73) نے اسے ”امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح“ کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری:7/ 225) نے اس کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔

❀ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے آخر عمر میں اپنی باری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی تھی۔

(صحيح البخاري : 2593)

③ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بے شمار فضائل ومناقب ہیں۔

❁ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ : أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ : عَائِشَةُ قُلْتُ : مِنَ الرِّجَالِ؟

قَالَ : أَبُوهَا .

”میں نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا: آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا: عائشہ، عرض کیا: مردوں میں؟ فرمایا: ان کا باپ۔“

(صحيح البخاري : 4358، صحيح مسلم : 2384)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

”پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت طیب ہی سے ہو سکتی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے کہ میں کسی کو خلیل بناتا، تو ابوبکر کو بناتا، لیکن اسلام کا بھائی چارہ افضل ہے، آپ نے امت کے افضل مرد و عورت سے محبت کی، جو حبیبان رسول سے بغض رکھتا ہے، وہ لازما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بغض رکھتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کرنا فطری معاملہ تھا، آپ دیکھتے نہیں کہ صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفے اس دن بھیجتے، جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آپ ہوتے، مطلوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہوتی تھی۔“

(سِيَر أعلام النّبلاء : 142/2)

❁ سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں:

فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ .

”عائشہ کی فضیلت دوسری عورتوں پر وہ ہے، جو ثرید کی فضیلت دوسرے کھانوں پر ہے۔“

(صحيح البخاري: 3769، صحيح مسلم: 2431)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَاللّٰهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِّنْكُنَّ غَيْرِهَا .

"اللہ کی قسم! آپ میں سے کسی زوجہ کے بستر پر وحی نازل نہیں ہوئی، سوائے عائشہ رضی اللہ عنہا کے۔"

(صحيح البخاري: 3775)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا:

أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ، أَرٰى أَنَّكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ، وَيَقُولُ : هٰذِهِ امْرَأَتُكَ، فَاكْشِفْ عَنْهَا، فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَأَقُولُ : إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ .

"میں نے آپ کو دو مرتبہ خواب میں دیکھا ہے، دیکھا کہ آپ ریشمی کپڑے کے ایک ٹکڑے میں ہیں اور ایک بندہ مجھے کہتا ہے: یہ آپ کی بیوی ہیں، ان سے کپڑا اٹھائیے۔ (میں نے کپڑا اٹھایا،) تو دیکھا کہ وہ آپ تھیں، تو میں نے کہا کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے، تو وہ اسے پورا کر دے گا۔"

(صحيح البخاري: 3895، صحيح مسلم: 2438)

❁ دورانِ سفر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا، تلاش کے لیے رکنا پڑا، پانی نہیں تھا، آیت تیمّم نازل ہوئی، تو سیدنا اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا، فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ، إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا، وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةً .

”اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، اللہ کی قسم! آپ کی وجہ سے جب بھی کوئی پریشانی بنی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس سے نجات ضرور دی ہے اور اس میں مسلمانوں کے لیے برکت رکھی ہے۔“

(صحيح البخاري : 3773)

❀ جب سورت احزاب (۲۸، ۲۹) نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو اختیار دیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہنا پسند کریں یا دنیوی مال ومتاع کے ساتھ علیحدگی اختیار کر لیں، نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے یہ بات عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھی:

يَا عَائِشَةُ، إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَعْرِضَ عَلَيْكِ أَمْرًا أُحِبُّ أَنْ لَا تَعْجَلِي فِيهِ حَتّٰى تَسْتَشِيرِي أَبَوَيْكِ، قَالَتْ : وَمَا هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَتَلَا عَلَيْهَا الْآيَةَ، قَالَتْ : أَفِيكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَسْتَشِيرُ أَبَوَيَّ؟ بَلْ أَخْتَارُ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ، وَالدَّارَ الْآخِرَةَ .

”عائشہ! میں آپ پر ایک معاملہ پیش کرنا چاہتا ہوں، میری خواہش ہے کہ آپ اس کا جواب دینے میں جلدی مت کیجئے گا، بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کر لیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عرض گزار ہوئیں: اللہ کے رسول! وہ کیا معاملہ ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے آیت تلاوت کی۔ سیدہ نے کہا: اللہ کے رسول! کیا میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ میں تو اللہ، اس کے رسول اور جنت کو ترجیح دیتی ہوں۔“

(صحيح مسلم : 1478)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي، وَفِي نَوْبَتِي، وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي، وَجَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَ رِيقِي وَرِيقِهِ.

''نبی کریم ﷺ کی وفات میرے گھر اور میری باری میں ہوئی، آپ ﷺ کا سر مبارک میری گردن اور سینے کے درمیان تھا اور اللہ تعالیٰ نے (آخری لمحات میں) میرے اور آپ ﷺ کے تھوک کو جمع کر دیا۔''

(صحیح البخاري : 3100)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما خوارج سے مخاطب ہوئے:

أَمَّا قَوْلُكُمْ قَاتَلَ وَلَمْ يَسْبِ، وَلَمْ يَغْنَمْ، أَفَتَسْبُونَ أُمَّكُمْ عَائِشَةَ، تَسْتَحِلُّونَ مِنْهَا مَا تَسْتَحِلُّونَ مِنْ غَيْرِهَا وَهِيَ أُمُّكُمْ؟ فَإِنْ قُلْتُمْ : إِنَّا نَسْتَحِلُّ مِنْهَا مَا نَسْتَحِلُّ مِنْ غَيْرِهَا فَقَدْ كَفَرْتُمْ، وَإِنْ قُلْتُمْ : لَيْسَتْ بِأُمِّنَا فَقَدْ كَفَرْتُمْ : ﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ (الأحزاب : 6) فَأَنْتُمْ بَيْنَ ضَلَالَتَيْنِ، فَأْتُوا مِنْهَا بِمَخْرَجٍ.

''تمہارا یہ اعتراض کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قتال کیا، لیکن مد مقابل کو قیدی نہیں بنایا، ان کا مال نہیں لوٹا، تو اس سلسلے میں مَیں پوچھتا ہوں کہ اپنی ماں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو قید کرنا پسند کریں گے؟ ان کے بارے میں بھی ان امور کو حلال جانو گے، جو ان کے علاوہ دوسروں (لونڈیوں) کے لیے حلال جانتے ہو؟ حالانکہ وہ آپ کی ماں ہیں۔ اگر آپ یہ کہو: ان کے ساتھ وہ سب کچھ حلال

ہے، جو لونڈیوں کے لئے حلال ہوتا ہے، تو آپ نے کفر کیا اور اگر یہ کہو کہ وہ ہماری ماں نہیں ہیں، تو بھی آپ کافر، اللہ کا ارشاد ہے : ﴿النَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾(الأحزاب : 6)''نبی مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں اور ان کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔'' آپ دو گمراہیوں کے درمیان پھنسے ہو، اس سے نکلنے کا راستہ آپ ہی بتائیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 342/1؛ سنن أبي داوٗد : 4037 مختصرًا؛ خصائص علي للنسائي : 190، واللفظ لهٗ، المعرفة والتاريخ للفسوي : 522/1؛ المعجم الكبير للطبراني : 312/10؛ المستدرك للحاكم : 150/2، وسنده حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے تہمت لگائی، تو اللہ تعالیٰ آپ کی برأت نازل فرمائی۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

أَنْزَلَ اللّٰهُ بَرَائَتَكِ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ .

''اللہ نے آپ کی برأت سات آسمانوں کے اوپر سے نازل کی ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : ٢٧٦/١، ٣٤٩، الرّد على الجهمية للدّارمي، ص ٥٧، المستدرك على الصّحيحين للحاكم : ٨/٤، وسندهٗ حسنٌ)

اس روایت کو امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

نَزَلَ عُذْرُكِ مِنَ السَّمَاءِ .

”آپ کی برأت آسمانوں (کے اوپر) سے اُتری ہے۔“

(صحيح البخاري : ٤٧٥٣)

امام مسروق رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

كَانَ إِذَا حَدَّثَ عَنْ عَائِشَةَ؛ قَالَ : حَدَّثَتْنِي الصِّدِّيقَةُ ابْنَةُ الصِّدِّيقِ، الْبَرِيئَةُ الْمُبَرَّأَةُ كَذَا وَكَذَا .

”آپ رحمہ اللہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے، تو فرماتے: مجھے صدیقہ بنت صدیق اور پاک دامن، جنہیں الزام سے بری کر دی گیا، نے اس اس طرح حدیث بیان کی۔“

(طبقات ابن سعد : 51/8، تاريخ ابن أبي خيثمة : 4120، واللّفظ لهٗ، وسندهٗ صحيحٌ)

امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَتْ عَائِشَةُ، أَفْقَهَ النَّاسِ وَأَعْلَمَ النَّاسِ وَأَحْسَنَ النَّاسِ رَأْيًا فِي الْعَامَّةِ .

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سب سے بڑی فقیہہ، سب سے بڑی عالمہ اور عام لوگوں کے متعلق اچھی رائے رکھنے والی تھیں۔“

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 6748، وسندهٗ حسنٌ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ سال تھی اور رخصتی نو سال کی عمر میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا عالمہ اور فقیہہ تھیں۔ بہت سے صحابہ اور تابعین نے آپ رضی اللہ عنہا سے کسب فیض کیا۔ صحابیات میں سب سے زیادہ احادیث روایت کرنے کا شرف بھی آپ رضی اللہ عنہا

نے حاصل کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی وفات ستاون ہجری میں ہوئی۔ بقیع میں دفن ہوئیں۔

(۴) ام المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما:

❀ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے حفصہ کا ذکر کیا اور کہا کہ اگر آپ کا ارادہ ہو، تو حفصہ کا نکاح آپ سے کرا دوں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس پر غور کروں گا۔ پھر کئی راتیں گزر گئیں، تو عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ابھی میں نکاح نہ کرنا ہی مناسب خیال کرتا ہوں۔ پھر میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا: اگر آپ میری بیٹی حفصہ سے نکاح کرنا چاہیں، تو میں کر دیتا ہوں۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور کچھ جواب نہ دیا۔ مجھے ان پر عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ غصہ آیا، مگر چند راتیں ہی گزری تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کو پیغام نکاح بھیجا، تو میں نے ان کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ پھر مجھے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ملے اور انہوں نے کہا: شاید آپ مجھ سے ناراض ہیں، کیونکہ آپ نے حفصہ کا ذکر کیا تھا اور میں نے خاموشی اختیار کر لی اور کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ میں نے کہا: جی ہاں، مجھے دکھ تو ہوا تھا۔ تو انہوں نے فرمایا: دراصل مجھے آپ کی پیش کش قبول کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی، لیکن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش نہیں کر سکتا تھا۔ البتہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ارادہ ترک کر دیتے، تو میں انہیں ضرور قبول کر لیتا۔“

(صحيح البخاري: 4005)

⑤ اُم المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا:

سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا لقب اُم المساکین تھا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا بہت کم مدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں رہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی فوت ہوگئیں۔

⑥ ام المومنین سیدہ ام سلمہ، ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا قریش کے قبیلہ مخزوم سے تعلق رکھتی تھیں۔ حبشہ اور مدینہ ہجرت کی۔ اپنی کنیت سے مشہور ہوئیں۔ آپ کے سابق شوہر سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام نکاح بھیجا۔ آپ کے عقد میں آئیں اور مومنوں کی ماں بن گئیں۔

آپ رضی اللہ عنہا نے جبریل علیہ السلام کو دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں دیکھا۔

(صحيح البخاري : 3634)

❀ سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

جب آیت: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (الأحزاب : ٣٣) نازل ہوئی، تو اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ اور سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بلا کر ان پر چادر اوڑھ دی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پیچھے کھڑے تھے، تو انہیں بھی چادر میں داخل کر کے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا .

”اللہ! یہ (بھی) میرے اہل بیت ہیں، تو ان سے پلیدی دور رکھ اور انہیں پاک کر دے۔“

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے نبی! میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ فرمایا: آپ تو ان میں شامل ہیں ہی! بلکہ آپ تو میرے بہترین اہل بیت ہیں۔"

(سنن التّرمذي : 3205، 3787، صحيحٌ لهٗ شواهد)

⑦ ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا:

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ تَقُولُ : إِنَّ اللّٰهَ أَنْكَحَنِي فِي السَّمَاءِ .

"ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کے اوپر کیا ہے۔"

(صحيح البخاري :7421)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ فِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَأَطْعَمَ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ خُبْزًا وَلَحْمًا، وَكَانَتْ تَفْخَرُ عَلٰى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ تَقُولُ : إِنَّ اللّٰهَ أَنْكَحَنِي فِي السَّمَاءِ .

"پردے والی آیت سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے متعلق نازل ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن (ولیمہ میں) گوشت اور روٹی کی دعوت کی۔ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا دوسری بیویوں پر فخر کرتے ہوئے کہا کرتی تھیں: اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح آسمان پر کیا ہے۔"

(صحيح البخاري :7421)

❁ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات سے فرمایا:

أَسْرَعُكُنَّ لَحَاقًا بِي أَطْوَلُكُنَّ يَدًا قَالَتْ : فَكُنَّ يَتَطَاوَلْنَ أَيَّتُهُنَّ أَطْوَلُ يَدًا، قَالَتْ : فَكَانَتْ أَطْوَلَنَا يَدًا زَيْنَبُ، لِأَنَّهَا كَانَتْ تَعْمَلُ بِيَدِهَا وَتَصَدَّقُ .

''آپ میں سے سب سے پہلے میرے ساتھ ملاقات اس کی ہوگی، جو آپ میں سب سے زیادہ لمبے ہاتھوں والی ہے،سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ازواج مطہرات اپنے ہاتھوں کو ماپنے لگیں کہ کس کے ہاتھ سب سے لمبے ہیں؟ تو سب سے لمبے ہاتھ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے تھے، کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں سے کام کرتی تھیں اور (بکثرت) صدقہ کرتی تھیں۔''

(صحیح البخاري : 1420، صحیح مسلم : 2452، واللّفظ لہٗ)

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو خوشخبری سنا دی ہے کہ وہ جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہوں گی۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے متعلق بیان فرماتی ہیں:

هِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْهُنَّ فِي الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ أَرَ امْرَأَةً قَطُّ خَيْرًا فِي الدِّينِ مِنْ زَيْنَبَ، وَأَتْقٰى لِلّٰهِ وَأَصْدَقَ حَدِيثًا، وَأَوْصَلَ لِلرَّحِمِ، وَأَعْظَمَ صَدَقَةً، وَأَشَدَّ ابْتِذَالًا لِنَفْسِهَا فِي الْعَمَلِ الَّذِي تَصَدَّقُ بِهٖ، وَتَقَرَّبُ بِهٖ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى .

''ازواج مطہرات میں یہی تھیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مقام ومنزلت

میں میرا مقابلہ کرتی تھیں۔ میں نے زینب سے زیادہ دیندار، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والی، سچ بولنے والی، صلہ رحمی کرنے والی، بکثرت صدقہ خیرات کرنے والی، صدقہ کرنے کے لیے خودکو کام کاج میں مصروف رکھنے والی اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب اختیار کرنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی۔''

(صحیح مسلم: 2442)

⑧ اُم المومنین سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کی مکاتبت ادا کی اور شادی کر لی۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنومصطلق کے قیدی حاصل کیے، تو سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا، ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ یا ان کے چچازاد بھائی کے حصے میں آئیں، سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے ان سے اپنی مکاتبت (یعنی آزادی کی قیمت مقرر) کر لی، وہ بہت خوبصورت خاتون تھیں، جو بھی انہیں دیکھتا، آپ اس کے دل میں بس جاتیں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی مکاتبت پر مدد لینے آئیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کی قسم! میں نے انہیں حجرے کے دروازے پر دیکھا، تو ناپسند کیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس میں وہ خوبی (حسن) دیکھیں گے، جو میں دیکھ رہی ہوں۔ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! میں حارث بن ابوضرار کی بیٹی جویریہ ہوں، جو اپنی قوم کے سردار ہیں، مجھ پر جو پریشانی آئی ہے، وہ آپ سے پوشیدہ نہیں، میں ثابت بن قیس یا ان کے چچازاد بھائی کے حصے میں آئی ہوں اور میں نے ان سے مکاتبت کر لی

ہے، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی مکاتبت پر مدد لینے آئی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا آپ اس سے بہتر کی خواہش رکھتی ہے؟ انہوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! وہ (بہتر) کیا ہے؟ فرمایا: میں آپ کی کتابت کی رقم ادا کردوں گا اور آپ سے شادی کرلوں گا۔ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے یہ کام کردیا۔ لوگوں میں یہ خبر پھیل گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی ہے، لوگ کہنے لگے: یہ اللہ کے رسول ﷺ کے سسرال (بن گئے) ہیں، چنانچہ انہوں نے بنو مصطلق کے سب قیدی آزاد کردیے، جو ان کے قبضہ میں تھے، نبی کریم ﷺ کی سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی نے بنو مصطلق کے سو گھرانوں کو آزاد کرادیا، ہم نہیں جانتے کہ کوئی عورت اپنی قوم کے لیے ان سے زیادہ بابرکت ٹھہری ہو۔''

(مسند الإمام أحمد: 277/6، سنن أبي داوٗد: 3931، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۷۰۵) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۰۵۴، ۴۰۵۵) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (الدرایۃ: ۲/ ۲۹۴، ح: ۱۰۶۱) نے اس کی سند ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ جُوَيْرِيَةُ اسْمُهَا بَرَّةُ فَحَوَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَهَا جُوَيْرِيَةَ، وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُقَالَ: خَرَجَ مِنْ عِنْدَ بَرَّةَ.

''سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام ''برہ'' تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے تبدیل کرکے ان کا نام ''جویریہ'' رکھ دیا۔ آپ ﷺ کو یہ اچھا نہ لگتا تھا کہ کہا جائے: ''آپ ﷺ

بره کے یہاں سے نکلے ہیں۔''

(صحیح مسلم : 2140)

⑨ اُم المومنین سیدہ اُم حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام رملہ یا ہند تھا، ام حبیبہ کنیت سے مشہور ہوئیں۔ آپ کی والدہ کا نام صفیہ بنت ابی العاص تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا امیر شام سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُموی بیوی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کو اہل بیت میں ہونے کا شرف نصیب ہوا۔

❀ سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

عِنْدِي أَحْسَنُ الْعَرَبِ وَأَجْمَلُهُ، أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ، أُزَوِّجُكَهَا، قَالَ : نَعَمْ .

''میرے پاس عرب کی حسین و جمیل ام حبیبہ بنت ابی سفیان ہے، میں آپ کی اس سے شادی کر دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی، کر دیں۔''

(صحیح مسلم :2501)

⑩ ام المومنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

آپ رضی اللہ عنہا عاقلہ، فاضلہ، حسب و جمال اور دیندار تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا لونڈی تھیں اور سیدنا دحیہ رضی اللہ عنہا کے حصہ میں آئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کو خرید لیا اور آزاد کر کے نکاح کر لیا، آپ کی آزادی کو ہی حق مہر بنایا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی وفات خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ میں ہوئی۔ آپ کی فضیلت و منقبت میں بے شمار احادیث ہیں۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

وَقَعَتْ فِي سَهْمِ دِحْيَةَ جَارِيَةٌ جَمِيلَةٌ، فَاشْتَرَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعَةِ أَرْؤُسٍ، ثُمَّ دَفَعَهَا إِلٰى أُمِّ سُلَيْمٍ تُصَنِّعُهَا لَهُ وَتُهَيِّئُهَا ...... وَقَالَ النَّاسُ : لَا نَدْرِي أَتَزَوَّجَهَا، أَمِ اتَّخَذَهَا أُمَّ وَلَدٍ؟ قَالُوا : إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ امْرَأَتُهُ، وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ أُمُّ وَلَدٍ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَبَ حَجَبَهَا، فَقَعَدَتْ عَلٰى عَجُزِ الْبَعِيرِ، فَعَرَفُوا أَنَّهُ قَدْ تَزَوَّجَهَا .

”دحیہ رضی اللہ عنہ کے حصے میں نہایت خوبصورت لونڈی آئیں، رسول اللہ ﷺ نے اُسے سات لونڈیوں کے عوض خرید لیا اور انہیں سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجے، تا کہ ان کا بناؤ سنگھار کریں۔......لوگ کہنے لگے: معلوم نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اِن سے شادی کی ہے یا انہیں ام ولد بنایا ہے؟ لوگوں نے کہا: اگر رسول اللہ ﷺ ان کے لیے پردے کا اہتمام کریں، تو وہ بیوی ہیں اور اگر پردے کا اہتمام نہ کریں، تو وہ ام ولد ہیں۔ جب آپ ﷺ سوار ہونے لگے، تو انہیں پردہ کروایا اور وہ اونٹ پر سوار ہو گئیں۔ لوگوں نے جان لیا کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں بیوی بنایا ہے۔“

(صحیح مسلم : 1365)

⑪ اُم المومنین سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا:

نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا سے حرم مکہ میں نکاح کیا۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

تَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

”رسول اللہ ﷺ نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے حرم مکہ میں نکاح کیا۔“

(صحیح مسلم : 1410)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے تہمت لگائی، اللہ تعالیٰ نے آپ کی برأت قرآن کریم میں نازل فرمائی۔

❀ **تابعی کبیر، مسروق رحمہ اللہ (۶۲ھ) کے بارے میں ہے:**

كَانَ إِذَا حَدَّثَ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي الصِّدِّيقَةُ ابْنَةُ الصِّدِّيقِ، الْبَرِيئَةُ الْمُبَرَّأَةُ كَذَا وَكَذَا.

"آپ رحمہ اللہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے، تو فرماتے: مجھے صدیقہ بنت صدیق اور پاک دامن، جنہیں الزام سے بری کر دیا گیا، نے اس اس طرح حدیث بیان کی۔"

(طبقات ابن سعد: 51/8، تاريخ ابن أبي خيثمة: 4120، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ **امام ابن شاہین رحمہ اللہ (۳۸۵ھ) فرماتے ہیں:**

نَزَلَ الْقُرْآنُ بِبَرَاءَتِهَا سِتَّ عَشْرَةَ آيَةً مُتَوَالِيَةً.

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں لگاتار سولہ آیات نازل ہوئیں۔"

(شرح مَذاهب أهل السّنّة، تحت الرقم: 190)

❀ **ابو منصور معمر بن احمد اصبہانی رحمہ اللہ (۴۱۸ھ) فرماتے ہیں:**

إِنَّ عَائِشَةَ الصِّدِّيقَةَ بِنْتَ الصِّدِّيقِ حَبِيبَةُ حَبِيبِ اللّٰهِ مُبَرَّأَةٌ مِنْ كُلِّ دَنَسٍ، طَاهِرَةٌ مِنْ كُلِّ رِيبَةٍ، فَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا.

''عائشہ صدیقہ بنت صدیق، حبیب خدا ﷺ کی حبیبہ ہیں، ہر قسم کے عیب سے بری ہیں اور ہر الزام سے پاک ہے، رضی اللہ عنہا۔''

(الحُجّة في بيان المَحَجَّة لقوّام السنة: 248/1، وسندہٗ صحيحٌ)

❁ امام ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ (۴۳۰ھ) فرماتے ہیں:

الصِّدِّيقَةُ بِنْتُ الصِّدِّيقِ الْعَتِيقَةُ بِنْتُ الْعَتِيقِ حَبِيبَةُ الْحَبِيبِ وَأَلِيفَةُ الْقَرِيبِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ مُحَمَّدٍ الْخَطِيبِ الْمُبَرَّأَةُ مِنَ الْعُيوبِ الْمُعَرَّاةُ مِنَ ارْتِيَابِ الْقُلُوبِ لِرُؤْيَتِهَا جِبْرِيلَ رَسُولَ عَلَّامِ الْغُيوبِ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا .

''صدیقہ بنت صدیق، عتیقہ بنت عتیق، حبیب خدا کی حبیبہ، سید المرسلین محمد کریم ﷺ کے دل کے قریب، عیوب سے پاک، دل میں پیدا ہونے والے تمام شکوک وشبہات سے بری، جن کی تصویر جبریل علیہ السلام نے اللہ علام الغیوب کے رسول ﷺ کو دکھائی تھی۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔''

(حلية الأولياء: 43/2)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

أَنْزَلَ اللّٰهُ بَرَائَتَكِ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ .

''اللہ نے آپ کی برأت سات آسمانوں کے اوپر سے نازل کی ہے۔''

(مسند الإمام أحمد: 276/1، 349، الرّد على الجهمية للدّارمي، ص 57، المستدرك على الصّحيحين للحاكم: 8/4، وسندہٗ حسنٌ)

اس روایت کو امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی

موافقت کی ہے۔

❁ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

نَزَلَ عُذْرُكِ مِنَ السَّمَاءِ .

''آپ کی برأت آسمانوں (کے اوپر) سے اُتری ہے۔''

(صحیح البخاري : 4753)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَائِشَةَ زَوْجَةً لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا وَهِيَ طَيِّبَةٌ، لِأَنَّهُ أَطْيَبُ مِنْ كُلِّ طَيِّبٍ مِنَ الْبَشَرِ، وَلَوْ كَانَتْ خَبِيثَةً لَّمَا صَلَحَتْ لَهُ، لَا شَرْعًا وَلَا قَدَرًا، وَلِهٰذَا قَالَ : ﴿أُولٰئِكَ مُبَرَّؤُونَ مِمَّا يَقُولُونَ﴾ أَيْ هُمْ بُعَدَآءُ عَمَّا يَقُولُهُ أَهْلُ الْإِفْكِ وَالْعُدْوَانِ .

''اللہ تعالیٰ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی اسی لیے بنایا کہ وہ پاکدامن تھیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں میں زیادہ پاکدامن ہیں۔ سیدہ ناپاک ہوتیں، تو شرعی طور پر آپ کی زوجہ ہوتیں، نہ آپ کے شایانِ شاں ہی ہوتیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿أُولٰئِكَ مُبَرَّؤُونَ مِمَّا يَقُولُونَ﴾ ''لوگوں کے الزامات سے یہ ہستیاں بری ہیں۔'' یعنی یہ اہل افک اور دشمنوں کی باتوں سے کوسوں دور ہیں۔''

(تفسیر ابن کثیر : 35/6)

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾(النّور : ٢٣)

''جولوگ پاک دامن، بھولی بھالی مومن خواتین پر تہمت لگاتے ہیں، وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں، نیز ان کے لیے بہت بڑا عذاب تیار ہے۔''

❀ عالم اہل بیت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

نَزَلَتْ فِي عَائِشَةَ خَاصَّةً .

''یہ آیت خاص سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : 2556/8، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ بَيَّنَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ إِنَّمَا نَزَلَتْ فِيمَنْ يَقْذِفُ عَائِشَةَ وَأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ لِمَا فِي قَذْفِهِنَّ مِنَ الطَّعْنِ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَيْبِهٖ فَإِنَّ قَذْفَ الْمَرْأَةِ أَذًى لِزَوْجِهَا كَمَا هُوَ أَذًى لِابْنِهَا لِأَنَّهٗ نِسْبَةٌ لَهٗ إِلَى الدِّيَاثَةِ وَإِظْهَارٌ لِفَسَادِ فِرَاشِهٖ فَإِنَّ زِنَاءَ امْرَأَتِهٖ يُؤْذِيهِ أَذًى عَظِيمًا، وَلَعَلَّ مَا يَلْحَقُ بَعْضَ النَّاسِ مِنَ الْعَارِ وَالْخِزْيِ بِقَذْفِ أَهْلِهٖ أَعْظَمُ مِمَّا يَلْحَقُهٗ لَوْ كَانَ هُوَ الْمَقْذُوفُ .

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے واضح کر دیا ہے کہ یہ آیت (النور:۲۳) سیدہ عائشہ اور دوسری امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن پر تہمت لگانے والوں کے بارے میں

نازل ہوئی ہے، کیوں کہ یہ درحقیقت رسول اللہ ﷺ پر طعن ہے۔ بیوی پر تہمت شوہر کے لیے تکلیف دہ ہوتی ہے، جیسا کہ بیٹے کے لیے ہوتی ہے، کیونکہ یہ اس کے گھٹیا پن اور بدنسل ہونے کی دلیل ہے۔ بیوی زنا کی مرتکب ہو، تو خاوند کے لیے رسوائی ہے۔ عین ممکن ہے کہ خود آدمی پر تہمت لگے، تو اسے اتنی رسوائی نہ ہو، جتنی اس کی بیوی پر تہمت لگنے سے ہوتی ہے۔"

(الصّارم المَسلول على شاتِم الرَّسول : 45/1)

❀ عباسی علما کا اجماعی عقیدہ ہے:

مَنْ سَبَّ سَيِّدَتَنَا عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَلَا حَظَّ لَهٗ فِي الْإِسْلَامِ.

"جس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو برا بھلا کہا، اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔"

(المُنْتَظَم في تاريخ المُلُوك والأمَم لابن الجَوزي : 281/15، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ علامہ ابواسحاق شیرازی رحمہ اللہ (۴۷۶ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى عُمُومِ آيَةِ الْقَذْفِ وَإِنْ كَانَتْ نَزَلَتْ فِي شَأْنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا خَاصَّةً.

"مسلمانوں کا اجماع ہے کہ تہمت والی آیت عام ہے، گو کہ خصوصی طور پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ہی نازل ہوئی ہے۔"

(التّبصرة في أصول الفقه، ص 146)

❀ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ تَعَالٰى : ﴿يَعِظُكُمُ اللّٰهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهٖ أَبَدًا﴾ يَعْنِي فِي عَائِشَةَ، لِأَنَّ مِثْلَهٗ لَا يَكُونُ إِلَّا نَظِيرَ الْقَوْلِ فِي الْمَقُولِ عَنْهُ

بِعَيْنِهٖ، أَوْ فِيمَنْ كَانَ فِي مَرْتَبَتِهٖ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِمَا فِي ذٰلِكَ مِنْ أَذَائِهٖ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عِرْضِهٖ وَأَهْلِهٖ، وَذٰلِكَ كُفْرٌ مِنْ فَاعِلِهٖ.

''اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿يَعِظُكُمُ اللّٰهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهٖ أَبَدًا﴾ (النّور: ۱۷) سے مراد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں، کیوں کہ مثلیت تب ہی ہوگی جب کسی کے بارے میں اسی طرح کی بات کی گئی ہو یا وہ ازواج مطہرات کے ہم پلہ ہو۔ کیونکہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت و ناموس اور اہل بیت کے حوالے سے ایذا و تکلیف ہوتی ہے اور یہ کفریہ حرکت ہے۔''

(تفسير القرطبي: 205/12)

❁ قاضی ابو یعلی حنبلی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ قَذَفَ عَائِشَةَ بِمَا بَرَّأَهَا اللّٰهُ مِنْهُ كَفَرَ بِلَا خِلَافٍ.

''جس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر وہی تہمت لگائی، جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بری کر دیا ہے، تو اس کے کافر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(الصّارم المَسلول لابن تيمية، ص 566)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ حَكَى الْإِجْمَاعَ عَلٰى هٰذَا غَيْرُ وَاحِدٍ وَصَرَّحَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ بِهٰذَا الْحُكْمِ.

''اس پر کئی اہل علم نے اجماع نقل کیا ہے اور بے شمار ائمہ نے اس حکم کی صراحت بھی کی ہے۔''

(الصَّارم المَسلول على شاتِم الرّسول، ص 566)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، مَنْ يَّعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي عَنْهُ أَذَاهُ فِي أَهْلِي، وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا، وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، وَمَا يَدْخُلُ عَلٰى أَهْلِي إِلَّا مَعِي، قَالَتْ: فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ أَخُو بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَعْذِرُكَ، فَإِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهٗ، وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ.

"مسلمانوں کی جماعت! اس شخص (عبد اللہ بن اُبی ابن سلول) کے خلاف میری مدد کون کرے گا؟ جس نے مجھے میری اہلیہ کے متعلق تکلیف پہنچائی ہے، اللہ کی قسم! میں اپنی بیوی کے متعلق بھلائی کے علاوہ کچھ نہیں جانتا۔ ان لوگوں نے ایک ایسے شخص (صفوان رضی اللہ عنہ) کا نام ذکر کیا ہے، جس کے بارے میں بھی میں نے سوائے بھلائی کے کچھ نہیں دیکھا۔ وہ جب بھی میرے گھر آیا، تو میرے معیت میں ہی آیا ہے۔ تو سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، یہ بنو عبد الاشہل قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے، انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! میں آپ کی مدد کروں گا۔ اگر تو (تہمت لگانے والا) وہ شخص قبیلہ اوس سے ہے، تو میں اس کی گردن قلم کردوں گا اور اگر وہ ہمارے خزرجی بھائیوں کے قبیلہ سے ہوا، تو اس کے متعلق آپ جو حکم فرمائیں گے، ہم بجالائیں گے۔"

(صحيح البخاري: 4141، صحيح مسلم: 2770)

✿ علامہ فخر رازی رحمہ اللہ (۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِفْكُ أَبْلَغُ مَا يَكُونُ مِنَ الْكَذِبِ وَالْافْتِرَاءِ ...... وَأَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ مَا أُفِكَ بِهٖ عَلٰى عَائِشَةَ، وَإِنَّمَا وَصَفَ اللّٰه تَعَالٰى ذٰلِكَ الْكَذِبَ بِكَوْنِهٖ إِفْكًا لِأَنَّ الْمَعْرُوفَ مِنْ حَالِ عَائِشَةَ خِلَافُ ذٰلِكَ لِوُجُوهٍ؛ أَحَدُهَا : أَنَّ كَوْنَهَا زَوْجَةً لِلرَّسُولِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَعْصُومِ يَمْنَعُ مِنْ ذٰلِكَ .

''افک جھوٹ اور افترا سے زیادہ بڑا لفظ ہے۔......مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اس سے مراد وہ تہمت ہے، جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر لگائی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس جھوٹ پر ''افک'' کا لفظ استعمال کیا۔ کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کئی لحاظ سے اس (الزام وتہمت) کے برعکس تھی، جن میں سے ایک یہ کہ سیدہ رضی اللہ عنہا معصوم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں، جو کہ ایسی غلطی سے مانع ہے۔''

(تفسير الرازي : 337/23)

✿ علامہ ابن جزی غرناطی رحمہ اللہ (۷۴۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلْخَيْرُ فِي ذٰلِكَ مِنْ خَمْسَةِ أَوْجُهٍ؛ تَبْرِئَةُ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، وَكَرَامَةُ اللّٰهِ لَهَا بِإِنْزَالِ الْوَحْيِ فِي شَأْنِهَا، وَالْأَجْرُ الْجَزِيلُ لَهَا فِي الْفِرْيَةِ عَلَيْهَا، وَمَوْعِظَةُ الْمُؤْمِنِينَ، وَالِانْتِقَامُ مِنَ الْمُفْتَرِينَ .

''واقعہ افک میں پانچ اعتبار سے خیر تھی: ① ام المومنین کی برأت کر دی گئی، ② اللہ تعالیٰ نے سیدہ کی شان میں وحی نازل کر کے ان کی عزم افزائی فرمائی،

③ اس جھوٹے الزام پر (صبر کرنے سے) سیدہ کو بہت بڑا اجر ملا، ④ مومنوں کو وعظ و نصیحت کی گئی ⑤ جھوٹے الزام لگانے والوں سے انتقام لیا گیا۔"

(تفسير ابن جزي : 63/2)

✿ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

هِيَ رِدَّةٌ تَامَّةٌ، وَتَكْذِيبٌ لِلّٰهِ تَعَالٰى فِي قَطْعِهٖ بِبَرَاءَ تِهَا .

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانا مکمل ارتداد ہے اور اللہ تعالیٰ کو سیدہ کی قطعی برأت کرنے میں جھٹلانا ہے۔"

(المحلّى بالآثار : 440/12)

✿ علامہ عبد الخالق بن عیسیٰ ہاشمی حنبلی رحمہ اللہ (۴۷۰ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ رَمٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِمَا بَرَّأَهَا اللّٰهُ مِنْهُ فَقَدْ مَرَقَ مِنَ الدِّينِ وَلَمْ يَنْعَقِدْ لَهٗ نِكَاحٌ عَلٰى مُسْلِمَةٍ إِلَّا أَنْ يَّتُوبَ وَيُظْهِرَ تَوْبَتَهٗ .

"جس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر وہ الزام لگایا، جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بری کر دیا ہے، تو وہ دین سے نکل گیا (کافر ہو گیا)۔ اس کا مسلمان خاتون سے نکاح منعقد نہ ہو گا، الا کہ وہ اعلانیہ توبہ کر لے۔"

(الصّارم المَسلول لابن تيمية، ص 568)

✿ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ أَهْلَ الْإِفْكِ رَمَوْا عَائِشَةَ الْمُطَهَّرَةَ بِالْفَاحِشَةِ، فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ، فَكُلُّ مَنْ سَبَّهَا بِمَا بَرَّأَهَا اللّٰهُ مِنْهُ فَهُوَ مُكَذِّبٌ لِلّٰهِ، وَمَنْ

كَذَّبَ اللّٰهَ فَهُوَ كَافِرٌ .

’’اہل افک نے پاکدامن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر برائی کی تہمت لگائی،تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بری کر دیا۔لہٰذا جس نے بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر وہ الزام لگایا،جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بری کر دیا ہے،تو وہ اللہ تعالیٰ کو جھٹلانے والا ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کو جھٹلایا،وہ کافر ہے۔‘‘

(أحكام القرآن : 366/3)

❁ حافظ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ قَذَفَهَا بِمَا بَرَّأَهَا اللّٰهُ مِنْهُ فَقَدْ كَفَرَ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ .

’’جس نے سیدہ پر وہ تہمت لگائی،جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بری کر دیا ہے، تو اس نے اللہ عظیم کے ساتھ کفر کیا۔‘‘(لمعة الاعتقاد، ص 40)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

بَرَاءَ ةُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِنَ الْإِفْكِ وَهِيَ بَرَاءَ ةٌ قَطْعِيَّةٌ بِنَصِّ الْقُرْآنِ الْعَزِيزِ فَلَوْ تَشَكَّكَ فِيهَا إِنْسَانٌ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ صَارَ كَافِرًا مُرْتَدًّا بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ .

’’واقعہ افک میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت ہو چکی ہے، یہ برأت قطعی ہے، جس پر قرآنی نص ہے،لہٰذا اللہ معاف کرے!جس انسان نے اس میں شک کیا،تو اس کے کافر اور مرتد ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔‘‘

(شرح النّووي : 117/17)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

إِيَّاكَ يَا رَافِضِيُّ أَنْ تُلَوِّحَ بِقَذْفِ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْدَ نُزُوْلِ النَّصِّ فِي بَرَاءَتِهَا، فَتَجِبُ لَكَ النَّارُ.

”رافضی! ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے سے باز آ جاؤ، بعد اس کے کہ ان کی برأت پر نص آ چکی ہے، ورنہ تجھ پر جہنم واجب ہو جائے گی۔“

(سِيَر أعلام النُّبلاء: 188/1)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى كُفْرِ قَاذِفِهَا.

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والے کے کفر پر امت کا اتفاق ہے۔“

(زاد المَعاد في هَدي خير العِباد: 103/1)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ قَاطِبَةً عَلٰى أَنَّ مَنْ سَبَّهَا بَعْدَ هٰذَا وَرَمَاهَا بِمَا رَمَاهَا بِهٖ بَعْدَ هٰذَا الَّذِي ذُكِرَ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ، فَإِنَّهٗ كَافِرٌ، لِأَنَّهٗ مُعَانِدٌ لِّلْقُرْآنِ.

”تمام علمائے کرام کا اس شخص کے کافر ہونے پر اجماع ہے، جو برأت کے بعد بھی آپ رضی اللہ عنہا کو برا بھلا کہے اور اسی تہمت کے ساتھ متہم کرے، جس کے بعد یہ آیات نازل ہوئیں، کیوں کہ وہ قرآن مجید کا واضح دشمن ہے۔“

(تفسير ابن كثير: 6/31-32)

❀ علامہ زرکشی رحمہ اللہ (۷۹۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ مَنْ قَذَفَهَا فَقَدْ كَفَرَ لِتَصْرِيْحِ الْقُرْآنِ الْكَرِيْمِ بِبَرَاءَتِهَا.

”جس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی، وہ کافر ہے، کیونکہ قرآن کریم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت صراحت کے ساتھ ہو چکی ہے۔“

(الإجابة لإيراد ما اسْتَدْرَكَتْهُ عائشةُ على الصّحابة، ص 52)

❀ حافظ عراقی رحمہ اللہ (۸۰۶ھ) فرماتے ہیں:

صَارَتْ بَرَاءَةُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِنَ الْإِفْكِ بَرَاءَةً قَطْعِيَّةً بِنَصِّ الْقُرْآنِ فَلَوْ شَكَّ فِيهَا إِنْسَانٌ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى صَارَ كَافِرًا مُرْتَدًّا بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ .

”واقعہ افک میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت ہو چکی ہے، یہ برأت قطعی ہے، جس پر قرآنی نص ہے، لہٰذا اللہ معاف کرے! جس انسان نے اس میں شک کیا، تو اس کے کافر اور مرتد ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔“

(طرح التّثريب : 69/8، عمدة القاري للعيني : 235/13)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

...... وَتَحْرِيمُ الشَّكِّ فِي بَرَاءَةِ عَائِشَةَ .

”(یہ حدیث دلیل ہے کہ) عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں شک کرنا حرام ہے۔“

(فتح الباري : 481/8)

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ تَعَالٰى : ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاؤُوا بِالْإِفْكِ﴾ نَزَلَتْ فِي بَرَاءَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيمَا قُذِفَتْ بِهٖ ...... قَالَ الْعُلَمَاءُ : قَذْفُ عَائِشَةَ كُفْرٌ لِأَنَّ اللّٰهَ سَبَّحَ نَفْسَهٗ عِنْدَ ذِكْرِهٖ، فَقَالَ :

﴿سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ﴾ كَمَا سَبَّحَ نَفْسَهُ عِنْدَ ذِكْرِ مَا وَصَفَهُ بِهِ الْمُشْرِكُونَ مِنَ الزَّوْجَةِ وَالْوَلَدِ .

”آیت مبارکہ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاؤُوا بِالْإِفْكِ﴾ ”جولوگ بہت بڑا بہتان باندھ لائے ہیں......“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر لگائی گئی تہمت کی برأت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔...... اہل علم کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانا کفر ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس تہمت کا ذکر کرتے وقت اپنی تسبیح بیان کی ہے، فرمایا: ﴿سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ﴾ ”اللہ پاک ہے، یہ بہت بڑا بہتان ہے۔“ جب مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے بیوی اور اولاد کا اثبات کیا، تو اس کو ذکر کرتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی تسبیح وتقدیس بیان کی۔“

(الإكليل، ص 190)

❀ علامہ بحرق شافعی رحمہ اللہ (۹۳۰ھ) فرماتے ہیں:

حَدِيثُ الْإِفْكِ فِي بَرَاءَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَمَّا قُذِفَتْ بِهِ، فَهِيَ بَرَاءَةٌ قَطْعِيَّةٌ بِنَصِّ الْقُرْآنِ، حَتّٰى إِنَّ مَنْ يُشَكِّكُ فِي بَرَاءَتِهَا فَهُوَ كَافِرٌ بِالْإِجْمَاعِ .

”حدیث افک، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر لگائی گئی تہمت کی برأت کے بارے میں ہے۔ یہ برأت قطعی ہے اور اس پر قرآن نص ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں شک کرے، وہ بالاجماع کافر ہے۔“

(حدائق الأنوار، ص 305)

❀ علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (۹۷۰ھ) فرماتے ہیں:

...... بِقَذْفِهٖ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا .

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے سے انسان کافر ہوجاتا ہے۔"

(البحر الرّائق : 131/5، مَجمع الأنهر لشيخي زاده :692/1)

❀ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ مَنْ نَسَبَ عَائِشَةَ إِلَى الزِّنَا كَانَ كَافِرًا وَهُوَ مَا صَرَّحَ بِهٖ أَئِمَّتُنَا وَغَيْرُهُمْ لِأَنَّ فِي ذٰلِكَ تَكْذِيبُ النُّصُوصِ الْقُرْآنِيَّةِ وَمُكَذِّبُهَا كَافِرٌ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ وَبِهٖ يُعْلَمُ الْقَطْعُ بِكُفْرِ كَثِيرِينَ مِنْ غُلَاةِ الرَّوَافِضِ لِأَنَّهُمْ يَنْسِبُونَهَا إِلٰى ذٰلِكَ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ .

"جس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو زنا سے منسوب کیا، وہ کافر ہے، ہمارے ائمہ اور دیگر اہل علم نے اس بات کی صراحت کی ہے، کیونکہ اس سے قرآنی نصوص کی تکذیب لازم آتی ہے اور نصوص کی تکذیب کرنے والے کے کفر پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اس سے یہ بات بھی قطعی طور پر معلوم ہوئی کہ بہت سے غالی روافض کافر ہیں، کیونکہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو زنا سے منسوب کرتے ہیں۔ اللہ انہیں ہلاک کرے، یہ کہاں بھٹکے ہوئے ہیں!"

(الصّواعق المُحرقة :193/1)

❀ علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

لَوْ كَانَ يَقْذِفُ السَّيِّدَةَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَلَا شَكَّ فِي كُفْرِهٖ .

"اگر کوئی عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتا ہے، تو اس کے کفر میں کوئی شک نہیں۔"

(فتاویٰ شامی : 4/70)

❁ نیز فرماتے ہیں:

لَا شَكَّ فِي تَكْفِيرِ مَنْ قَذَفَ السَّيِّدَةَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا .

''اس شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں، جو عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتا ہے۔''

(فتاویٰ شامی : 4/237)

❁ علمائے احناف کا متفقہ فتویٰ ہے:

لَوْ قَذَفَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالٰى عَنْهَا بِالزِّنَا كَفَرَ بِاللّٰهِ .

''جس نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر زنا کا الزام لگایا، اس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا۔''

(فتاویٰ عالمگیری : 2/264)

❁ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ (۱۲۰۶ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ يَّقْذِفُ الطَّاهِرَةَ الطَّيِّبَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ زَوْجَةَ رَسُولِ رِبِّ الْعَالَمِينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ كَمَا صَحَّ ذٰلِكَ عَنْهُ فَهُوَ مِنْ ضَرْبِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيِّ ابْنِ سَلُولٍ رَأْسِ الْمُنَافِقِينَ، وَلِسَانُ حَالِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، مَنْ يَّعْذِرُنِي فِيمَنْ آذَانِي فِي أَهْلِي، ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا، وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَّإِثْمًا مُّبِينًا﴾،

فَأَيْنَ أَنْصَارُ دِينِهٖ لِيَقُولُوا : نَحْنُ نَعْذُرُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟

''دنیا و آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ طیبہ زوجہ پر تہمت لگانے والا منافقین کے سردار عبداللہ بن اُبی کی نسل سے ہے اور رسول اللہ ﷺ زبان حال سے فرما رہے ہیں: مسلمانو! مجھے میری بیوی کے متعلق ایذا دینے والے کے خلاف میری مدد کون کرے گا؟ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا، وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَّإِثْمًا مُّبِينًا﴾(الأحزاب : ٥٧ـ٥٨)

''اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچانے والے دنیا و آخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لیے رسوا کن عذاب تیار ہے اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو ناحق ایذا پہنچاتے ہیں، وہ بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔'' اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار کہاں گئے؟ جو یہ کہیں: اللہ کے رسول! ہم آپ کا دفاع کریں گے۔''(رسالة في الرّدّ على الرّافضة ص 25-26)

تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی ازواج مطہرات پاک دامن تھیں۔ وہ کسی سے برائی کا ارادہ نہیں کرسکتیں۔ زلیخا نامی عورت کا سیدنا یوسف علیہ السلام سے نکاح ثابت نہیں، اس بارے میں محمد بن اسحاق کا قول بے دلیل ہے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر کتوں کا بھونکنا

مقامِ حوأب پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر کتوں کے بھونکنے والی روایت کیسی ہے؟

یہ روایت دو صحابہ سے مروی ہے، دونوں روایتیں ہی منکر (ضعیف) ہیں۔ علل حدیث کے ماہر ائمہ کی یہی تحقیق ہے۔

① حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا:

❀ قیس بن ابو حازم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا أَقْبَلَتْ عَائِشَةُ، بَلَغَتْ مِيَاهَ بَنِي عَامِرٍ لَيْلًا؛ نَبَحَتِ الْكِلَابُ، قَالَتْ : أَيُّ مَاءٍ هٰذَا ؟ قَالُوا : مَاءُ الْحَوْأَبِ، قَالَتْ : مَا أَظُنُّنِي إِلَّا أَنِّي رَاجِعَةٌ، فَقَالَ بَعْضُ مَنْ كَانَ مَعَهَا : بَلْ تَقْدَمِينَ، فَيَرَاكِ الْمُسْلِمُونَ، فَيُصْلِحُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ذَاتَ بَيْنِهِمْ، قَالَتْ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا ذَاتَ يَوْمٍ : «كَيْفَ بِإِحْدَاكُنَّ، تَنْبَحُ عَلَيْهَا كِلَابُ الْحَوْأَبِ؟» .

”جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور رات کے وقت بنو عامر کے پانی پر پہنچیں، تو ان پر کتے بھونکنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے استفسار فرمایا: یہ کون سا پانی ہے؟ بتایا گیا: یہ حوأب کا کنواں ہے۔ فرمایا: میرے خیال میں مجھے یہیں سے واپس جانا چاہیے۔ آپ کے ساتھ لوگوں میں سے ایک نے عرض کیا: نہیں،

آپ آگے تشریف لائیں تا کہ مسلمان آپ کو دیکھ لیں اور اللہ تعالیٰ ان کے مابین صلح کرا دے۔آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (ازواجِ مطہرات کو) فرمایا تھا: تم میں سے کسی ایک کا کیا حال ہوگا، جب اس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے!''

(مسند الإمام أحمد : 52/6، المستدرك على الصحيحين للحاكم : 120/3، دلائل النبوّة للبيهقي : 6/410-411)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (6732) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ .

''اس حدیث کی سند صحیح ہے۔''(سير أعلام النبلاء : 178/2)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ عَلٰى شَرْطِ الصَّحِيحَيْنِ .

''یہ سند صحیح بخاری ومسلم کی شرط پر ہے۔''

(البِداية والنّهاية : 6/211-212)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَنَدُهٗ عَلٰى شَرْطِ الصَّحِيح .

''اس کی سند صحیح بخاری کی شرط پر ہے۔''(فتح الباري : 15/13)

حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(مَناهل الصّفا : 748)

علامہ ابن دحیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ أَشْهَرُ مِّنْ فَلَقِ الصُّبْحِ .

''یہ حدیث روشن صبح سے زیادہ مشہور ہے۔''

(حياة الحيوان الكبرى للدّميري :1/286)

❀ یہ الفاظ بھی ہیں:

إِنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ : لَمَّا أَتَتْ عَلَى الْحَوْأَبِ سَمِعَتْ نُبَاحَ الْكِلَابِ، فَقَالَتْ : مَا أَظُنُّنِي إِلَّا رَاجِعَةً، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا : «أَيَّتُكُنَّ تَنْبَحُ عَلَيْهَا كِلَابُ الْحَوْأَبِ؟»، فَقَالَ لَهَا الزُّبَيْرُ : تَرْجِعِينَ ؟ عَسَى اللّٰه عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُّصْلِحَ بِكِ بَيْنَ النَّاسِ .

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: جب وہ حوأب کے مقام پر آئیں، تو انہوں نے کتوں کے بھونکنے کی آواز سنی اور کہا: میرے خیال میں مجھے واپس ہی جانا چاہیے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا تھا: آپ میں سے کون ہے، جس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے؟ اس پر سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے عرض کیا: کیا آپ واپس جائیں گی؟ شاید کہ اللہ تعالیٰ آپ کی وجہ سے لوگوں کے مابین صلح کرادے۔''

(مسند الإمام أحمد : 97/6، دلائل النبوّة للبيهقي : 410/6)

جائزہ :

یہ حدیث منکر ہے۔ یہ قیس بن ابی حازم کی منکر روایات میں سے ہے۔

امام علی بن مدینی رحمہ اللہ نے پوچھا گیا:

شَهِدَ الْجَمَلَ قَالَ : لَا .

''کیا قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ جنگ جمل میں شریک تھے؟ فرمایا: نہیں۔''

(العلل، ص 50)

امام علی بن مدینی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قَالَ لِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ : قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ مُّنْكَرُ الْحَدِيثِ، ثُمَّ ذَكَرَ لَهُ يَحْيٰى أَحَادِيثَ مَنَاكِيرَ، مِنْهَا حَدِيثُ كِلَابِ الْحَوْأَبِ .

''مجھے امام یحیٰی بن سعید قطان رحمہ اللہ نے بتایا کہ قیس بن ابو حازم منکر الحدیث ہے، پھر انہوں نے قیس کی کئی منکر احادیث بھی بیان کیں۔حوأب مقام کے کتوں والی حدیث بھی ان میں شامل تھی۔''

(تاریخ ابن عساکر : 464/49، وسندہٗ صحیحٌ)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (المغنی:۲/۵۲۶) کا اس حدیث کو ''ثابت'' قرار دینا متقدم امام کے مقابلہ میں قبول نہیں۔

② حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنِسَائِهِ : لَيْتَ شَعْرِي، أَيَّتُكُنَّ صَاحِبَةُ الْجَمَلِ الْأَدْبَبِ، تَخْرُجُ كِلَابُ حَوْأَبٍ، فَيُقْتَلُ عَنْ يَّمِينِهَا، وَعَنْ يَّسَارِهَا قَتْلًا كَثِيرًا، ثُمَّ تَنْجُو بَعْدَ مَا كَادَتْ .

”رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات سے فرمایا: کاش! مجھے معلوم ہو کہ تم میں سے کون چہرے کے زیادہ بالوں والے اونٹ پر سوار ہو گی۔ حوأب کے کتے نکلیں گے اور اس کے دائیں بائیں بہت زیادہ قتل و غارت ہو گی۔ پھر وہ بال بال بچ جائے گی۔“

(مسند البزّار [كشف الأستار]: 3273)

❁ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

تُقْتَلُ عَنْ يَّمِينِهَا وَعَنْ يَّسَارِهَا قَتْلٰى كَثِيرَةٌ.

”اس کے دائیں اور بائیں بہت سے لوگ قتل کیے جائیں گے۔“

(مسند البزّار [كشف الأستار]: 3273)

جائزہ:

یہ حدیث ”منکر“ ہے۔

❁ امام ابوحاتم اور امام ابوزرعہ رحمہما اللہ نے اس حدیث کو ”منکر“ کہا ہے۔

(علل الحديث لابن أبي حاتم: 590/6، ح: 2787)

❁ امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

لَا يُرْوٰى مِنْ طَرِيقٍ غَيْرِهٖ.

”اس سند کے علاوہ اسے روایت نہیں کیا گیا۔“

(علل الحديث لابن أبي حاتم: 590/6، ح: 2787)

اس کی ایک ہی سند ہے۔

خلاصۃ التحقیق:

مقامِ حوأب پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر کتوں کے بھونکنے والی حدیث ''منکر'' ہے۔ بعض لوگ اس منکر روایت کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عظمت کے خلاف پیش کرتے ہیں۔ ان کی یہ روش سراسر غلط ہے۔
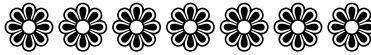
کیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات زہر کھانے سے ہوئی؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا طبعی موت فوت ہوئیں۔ بقیع میں دفن ہوئیں۔ روافض کا کہنا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو زہر دیا تھا۔ یہ محض بہتان ہے۔

❁ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

اِسْتَأْذَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَبْلَ مَوْتِهَا عَلٰى عَائِشَةَ وَهِيَ مَغْلُوبَةٌ، قَالَتْ : اَخْشٰى أَنْ يُثْنِيَ عَلَيَّ، فَقِيلَ : ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ وُجُوهِ الْمُسْلِمِينَ، قَالَتْ : اِئْذَنُوا لَهٗ، فَقَالَ : كَيْفَ تَجِدِينَكِ؟ قَالَتْ : بِخَيْرٍ إِنِ اتَّقَيْتُ، قَالَ : فَأَنْتِ بِخَيْرٍ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، زَوْجَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَنْكِحْ بِكْرًا غَيْرَكِ، وَنَزَلَ عُذْرُكِ مِنَ السَّمَاءِ وَدَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ خِلَافَهٗ، فَقَالَتْ : دَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَثْنٰى عَلَيَّ، وَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نِسْيًا مَنْسِيًّا .

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب حالت نزع میں تھیں، تو جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے پاس آنے کو اجازت چاہی، ماں جی کہنے لگے: ڈرتی ہوں کہ وہ میری تعریف کرنے نہ بیٹھ جائیں، کسی نے عرض کیا: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زادے اور معزز آدمی ہیں، فرمایا: بلا لیجئے! عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا:

مزاج گرامی کیسے ہیں؟ فرمایا: اگر اللہ کے ہاں اچھی ہوں، تو سب اچھا ہے، کہا: اچھا ہوگا ان شاء اللہ! آپ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہیں، آپ کے سوا کسی کنواری کو رسول اللہ ﷺ کا عقد نہیں ملا، قرآن نے آپ کی برأت کی۔ وہ چلے گئے، تو سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں، ابھی ابن عباس رضی اللہ عنہما آئے تھے، وہ میری تعریف کرنے لگے، جبکہ میں چاہتی تھی کہ گمنام رہتی اور مجھے بھلا دیا جاتا۔''

(صحيح البخاري : 4753)

❀ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مرض الموت میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کی بیمار پرسی کو آئے، سلام کہا اور بیٹھ گئے، فرمایا: ام المومنین! بشارت ہو، تھوڑا ہی وقت ہے کہ آپ نبی کریم ﷺ سے بے پناہ محبت کرنے والے صحابہ سے جدا ہونے کو ہیں، آپ کی تکالیف ختم ہونے کو ہیں، آپ کی روح جہان فانی سے پرواز کرنے کو ہے۔ ام المومنین! آپ نبی کریم ﷺ کی محبوب ترین زوجہ تھیں، آپ کی پاکیزگی کی بنا پر یہ پیار آپ کو ملا تھا، آپ کی برأت سات آسمانوں کے اوپر سے نازل ہوئی تھی، روئے زمین پر کوئی مسجد ایسی نہیں کہ جہاں ان آیات کی دن رات تلاوت نہ ہوتی ہو، مقام ابواء، جہاں آپ کا ہار کھو گیا تھا، وہاں نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ اس ہار کی تلاش میں رکے رہے، فجر کا وقت آن پہنچا، پانی تھا نہیں، سو اللہ نے آیت نازل کی: ﴿فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا ......﴾ ''پانی نہ ملے، تو تیمّم کر لیا کریں......۔'' تیمّم کی رخصت لوگوں کو آپ

ہی کی وجہ سے ملی، اللہ کی قسم! آپ بہت مبارک ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: ابن عباس! ان باتوں کو چھوڑ یئے۔ اللہ کی قسم! میری تو خواہش تھی کہ کاش مجھے بھلا دیا جاتا۔‘‘

(فضائل الصّحابة لأحمد: 1639، المستدرك للحاكم: 4/8، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے:

إِنَّهَا أَوْصَتْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَا تَدْفِنِّي مَعَهُمْ وَادْفِنِّي مَعَ صَوَاحِبِي بِالْبَقِيعِ لَا أُزَكّٰى بِهٖ أَبَدًا .

’’آپ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو وصیت کی کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں دفن نہ کرنا، بلکہ بقیع میں ہی میری سہیلیوں (ازواج مطہرات) کے ساتھ دفن کرنا۔ میں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں دفن ہو کر) اپنی تعریف نہیں کروانا چاہتی۔‘‘

(صحيح البخاري: 1391)

❁ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

مَاتَتْ عَائِشَةُ، فَدَفَنَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ لَيْلًا .

’’عائشہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں، تو انہیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے رات کو دفن کیا۔‘‘

(مسند الإمام أحمد: 25005، وسندهٗ صحيحٌ)

اہل بیت

یہ اہل سنت کا امتیازی وصف ہے کہ انہیں حق جس طرف پھیرتا ہے، وہ پھر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں توسط عطا فرمایا ہے، افراط وتفریط اور غلو وتقصیر سے محفوظ رکھا ہے، ان کے یہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام ومرتبہ کو ''کما کان'' کی بنیادوں پر تسلیم کرنے کی روش ہے۔ دواوین اسلام اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عطر بیز تذکروں سے معطر ہیں، اہل سنت، اہل بیت کے متعلق افراط وتفریط سے محفوظ رکھے گئے ہیں، یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم ان کے فضائل کا انکار کر دیں یا پھر انہیں ان کے اصل مرتبہ سے بڑھا کر صدیق وفاروق سے بڑھا دیں اور بسا اوقات خدا کے مقابلہ میں لا کھڑا کریں، اہل سنت والجماعت کے یہاں محبت اہل بیت، عین ایمان اور ان سے بغض نفاق کی نشانی ہے اور ان کا احترام واجب ہے، اللہ کریم فرماتے ہیں:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾(الأحزاب : 33)

''اہل بیت! اللہ نے آپ سے گندگی دور کرنے کا ارادہ کرلیا ہے اور آپ کی تطہیر کردی ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

نَزَلَتْ فِي نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً .

''یہ آیت خاص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔''

(تفسير ابن كثير : 410/6، بتحقيق سلامة، وسندهٗ حسنٌ)

عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ شَاءَ بَاهَلْتُهٗ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”میں اس پر مباہلے کو تیار ہوں کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ کی بیویوں کے بارے میں نازل ہوئی۔“ (تفسير ابن كثير : 411/6، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا نَصٌّ فِي دُخُولِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ الْبَيْتِ هَاهُنَا؛ لِأَنَّهُنَّ سَبَبُ نُزُولِ هٰذِهِ الْآيَةِ.

”یہ آیت نص ہے کہ ازواج رسول ﷺ اہل بیت میں شامل ہیں، کیونکہ ازواجِ مطہرات ہی اس آیت کے نزول کا سبب ہیں۔“

(تفسير ابن كثير : 410/6)

یہ آیت کریمہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی، آیت کا سیاق اسی پر دلالت کرتا ہے، صحابہ وتابعین کی گواہی بھی اسی پر ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ تَدُلُّ عَلٰى أَنَّهُنَّ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ، وَإِلَّا لَمْ يَكُنْ لِذِكْرِ ذٰلِكَ فِي الْكَلَامِ مَعْنًى.

”یہ آیت کریمہ دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بیویاں آپ کے اہل بیت میں سے ہیں، ورنہ آیت میں ”اہل بیت“ کے لفظ کا کوئی معنی نہیں۔“

(مِنهاج السّنة : 76/7)

آل رسول یا اہل بیت سے مراد نبی کریم ﷺ کی بیویاں اور اولاد ہے۔

سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ فرمایا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ.

''اللہ! محمد ﷺ، آپ کی ازواج اور آپ کی اولاد پر رحمت فرما، جیسے تُو نے ابراہیم علیہ السلام کی آل پر رحمت کی، محمد ﷺ، آپ کی ازواج اور آپ کی اولاد پر برکت فرما، جیسے تُو نے ابراہیم علیہ السلام کی آل پر برکت کی، یقیناً تو قابلِ تعریف، بڑی شان والا ہے۔''

(الموطّأ للإمام مالك: 165/1؛ صحيح البخاري: 3369؛ صحيح مسلم: 407)

البتہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں اور بیٹیوں کے ساتھ ساتھ اپنے بعض قرابت داروں کو بھی یہ شرف بخشا اور انہیں اپنے اہل بیت میں شامل فرمایا، جن میں سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ کئی احادیث میں اس کا ثبوت ہے۔ لہٰذا آیت میں اہل بیت سے مراد حقیقی طور پر بیویاں ہیں اور مجازی، الحاقی اور تشریفی طور پر سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم بھی اہل بیت میں داخل ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

ثُمَّ الَّذِي لَا يَشُكُّ فِيهِ مَنْ تَدَبَّرَ الْقُرْآنَ أَنَّ نِسَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَاخِلَاتٌ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ

لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾، فَإِنَّ سِيَاقَ الْكَلَامِ مَعَهُنَّ؛ وَلِهٰذَا قَالَ تَعَالٰى بَعْدَ هٰذَا كُلِّهِ: ﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِى بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ أَيِ اعْمَلْنَ بِمَا يُنْزِلُ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهٖ فِى بُيُوتِكُنَّ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، قَالَهٗ قَتَادَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، وَاذْكُرْنَ هٰذِهِ النِّعْمَةَ الَّتِي خُصِصْتُنَّ بِهَا مِنْ بَيْنِ النَّاسِ؛ أَنَّ الْوَحْيَ يَنْزِلُ فِي بُيُوتِكُنَّ دُونَ سَائِرِ النَّاسِ، وَعَائِشَةُ الصِّدِّيقَةُ بِنْتُ الصِّدِّيقِ أَوْلاهُنَّ بِهٰذِهِ النِّعْمَةِ، وَأَحْظَاهُنَّ بِهٰذِهِ الْغَنِيمَةِ، وَأَخَصُّهُنَّ مِنْ هٰذِهِ الرَّحْمَةِ الْعَمِيمَةِ، فَإِنَّهٗ لَمْ يَنْزِلْ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ فِي فِرَاشِ امْرَأَةٍ سِوَاهَا، كَمَا نَصَّ عَلٰى ذٰلِكَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ، قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ رَحِمَهُ اللّٰهُ: لِأَنَّهٗ لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا سِوَاهَا، وَلَمْ يَنَمْ مَعَهَا رَجُلٌ فِي فِرَاشِهَا سِوَاهُ، فَنَاسَبَ أَنْ تُخَصَّصَ بِهٰذِهِ الْمَزِيَّةِ، وَأَنْ تُفْرَدَ بِهٰذِهِ الرُّتْبَةِ الْعَلِيَّةِ، وَلٰكِنْ إِذَا كَانَ أَزْوَاجُهٗ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ؛ فَقَرَابَتُهٗ أَحَقُّ بِهٰذِهِ التَّسْمِيَةِ، كَمَا تَقَدَّمَ فِي الْحَدِيثِ: «وَأَهْلُ بَيْتِى أَحَقُّ»، وَهٰذَا يُشْبِهُ مَا ثَبَتَ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا سُئِلَ عَنِ الْمَسْجِدِ

الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ، فَقَالَ : «هُوَ مَسْجِدِي هٰذَا»، فَهٰذَا مِنْ هٰذَا الْقَبِيلِ؛ فَإِنَّ الْآيَةَ إِنَّمَا نَزَلَتْ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ، كَمَا وَرَدَ فِي الْأَحَادِيثِ الْأُخَرِ، وَلٰكِنْ إِذَا كَانَ ذَاكَ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ؛ فَمَسْجِدُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلٰى بِتَسْمِيَتِهٖ بِذٰلِكَ .

’’قرآنِ کریم میں تدبر کرنے والا، جس چیز میں شبہ نہیں کرسکتا، وہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ازواج اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں داخل ہیں: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ ’’اہل بیت! اللہ چاہتا ہے کہ آپ سے گناہ دور کر دے اور آپ کو خوب پاک صاف کر دے۔‘‘ سیاق کلام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن والے مفہوم کے ساتھ ہے۔ اس کے بعد اللہ نے فرمایا: ﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِي بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ ’’اے نبی کی ازواج! اللہ کی آیات وحکم جو آپ کے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہیں، اس پر اللہ کا شکر ادا کریں۔‘‘ کتاب وسنت کی جو نصوص اللہ تعالیٰ تمہارے گھروں میں رسول ﷺ پر نازل کرتا ہے، ان پر عمل کریں۔ امام قتادہ سمیت کئی اہل علم نے یہ تفسیر کی ہے۔ مراد یہ ہے کہ اے نبی کی ازواج! اس نعمت کو یاد کرو، جو خاص آپ کو نصیب ہوئی کہ وحی صرف آپ کے گھروں میں نازل ہوتی ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس نعمت میں سب سے آگے تھیں، سب سے بڑھ کر اس غنیمت سے فائدہ اٹھانے والی تھیں

اوراس بے بہار رحمت کا سب سے زیادہ حصہ پانے والی تھیں۔اس کی وجہ یہ تھی کہ وحی رسول اکرم ﷺ کی کسی زوجہ کے بستر پر نہیں اتری،سوائے عائشہ رضی اللہ عنہا کے، جیسا کہ انہوں نے خود بیان فرمایا۔ وجہ اس خصوصیت کی یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی باکرہ سے شادی نہیں کی، اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کے سوا کسی مرد نے خلوت اختیار نہیں کی، چنانچہ اس امتیاز کے لئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتخاب ہی مناسب تھا۔ اس آیت کے مطابق ازواج النبی ﷺ اہل بیت میں سے ہیں،تو لازم ہے کہ آپ ﷺ کے رشتہ دار بھی اہل بیت میں ہوں، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:''میرے اہل بیت (عزت وتکریم کے) زیادہ حق دار ہیں۔''(مسند الإمام أحمد : 16988، المستدرك للحاكم : 4706، وسندهٗ صحيحٌ)اس کی ایک مثال صحیح مسلم (۱۳۹۸) میں موجود ہے:رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ قرآن میں جس کے بارے میں ہے کہ وہ پہلے دن سے تقویٰ پر استوار کی گئی تھی، وہ کون سی مسجد ہے؟ فرمایا: میری یہ مسجد ''مسجد نبوی'' ہے۔حالانکہ یہ آیت مسجد قباء کے بارے میں نازل ہوئی تھی، لیکن جب مسجد قبا پہلے دن سے ہی تقویٰ پر استوار کی گئی تھی، تو مسجد نبوی اس نام کی زیادہ حق دار تھی۔اہل بیت کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 6/415-416)

ام المومنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَّعَلَيْهِ مِرْطٌ مُّرَحَّلٌ، مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ، فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهٗ، ثُمَّ جَاءَ

الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ، ثُمَّ جَاءَ تْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا، ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ قَالَ : ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾(الأحزاب : 33)

''رسول اللہ ﷺ ایک صبح گھر سے نکلے، آپ نے سیاہ اونی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے، تو آپ نے انہیں اس چادر میں داخل کر لیا، پھر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آئے، ان کو بھی چادر میں داخل کر لیا، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں، تو انہیں بھی چادر میں لے لیا، آخر میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے، تو انہیں چادر میں داخل کر کے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾(الأحزاب : 33)

''اہل بیت! اللہ نے آپ سے گندگی دور کرنے کا ارادہ کر لیا ہے اور آپ کی تطہیر کر دی ہے۔''

(صحيح مسلم : 2424)

❁ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ : ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ﴾ (آل عمران : ٦١) دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي .

''جب آیت: ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ﴾ (آل عمران:

۶۱) نازل ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: ”اللہ! یہ میرے اہل بیت (میں سے) ہیں۔“

(صحيح مسلم : 2404)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آیت تطہیر کے نزول کے موقع پر سیدنا حسن وحسین، سیدہ فاطمہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم کو چادر میں لے کر فرمایا:

أَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَخَاصَّتِي .

”اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں اور میرے خاص لوگ ہیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 292/6، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کو ایک اضافی وصف سے متصف کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اہل بیت میں شامل کرنے کے لیے دعا فرمائی ہے، لہٰذا یہ ہستیاں بھی اہل بیت میں شامل ہیں، البتہ قرآن کریم نے جن اہل بیت کو مخاطب کیا ہے، وہ صرف بیویاں ہیں، جیسا کہ سیاق قرآن سے ثابت ہوتا ہے۔

اسی طرح فرمان باری تعالیٰ:

﴿إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ (الشّورىٰ : 23)

کی تفسیر میں امام سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہاں قربیٰ کی مودت سے مراد محمد کریم ﷺ کے اہل بیت ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر یوں کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ قریش کے بطن سے نہیں ہیں، البتہ ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ایک قرابت تھی، تو اسی کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا: میرے اور آپ کے درمیان جو قرابت ہے، اس کو تو ملائیے۔ (صحيح البخاري : 4818)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اَلْحَقُّ تَفْسِيرُ الْآيَةِ بِمَا فَسَّرَهَا بِهِ الْإِمَامُ حَبْرُ الْأُمَّةِ، وَتُرْجُمَانُ الْقُرْآنِ، عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ، كَمَا رَوَاهُ عَنْهُ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَلَا تُنْكَرُ الْوَصَاةُ بِأَهْلِ الْبَيْتِ، وَالْأَمْرُ بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِمْ، وَاحْتِرَامِهِمْ وَإِكْرَامِهِمْ، فَإِنَّهُمْ مِنْ ذُرِّيَّةٍ طَاهِرَةٍ، مِنْ أَشْرَفِ بَيْتٍ وُّجِدَ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ، فَخْرًا وَّحَسَبًا وَّنَسَبًا، وَّلَا سِيَّمَا إِذَا كَانُوا مُتَّبِعِينَ لِلسُّنَّةِ النَّبَوِيَّةِ الصَّحِيحَةِ الْوَاضِحَةِ الْجَلِيَّةِ، كَمَا كَانَ عَلَيْهِ سَلَفُهُمْ، كَالْعَبَّاسِ وَبَنِيهِ، وَعَلِيٍّ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ .

''آیت کی وہی تفسیر حق ہے، جو حبر الامت، ترجمان القرآن، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کی ہے، جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان سے روایت ذکر کی ہے۔ یقیناً اہل بیت سے خیر خواہی، حسن سلوک اور احترام واکرام کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا، کیونکہ یہ طاہر ذریت اور حسب ونسب کے اعتبار سے معزز ترین لوگ ہیں، یہ ان کا تفاخر ہے، جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور واضح سنت پر اپنے اسلاف کے موافق عمل کریں، جیسے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد، اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت عمل کیا کرتے تھے، رضی اللہ عنہم اجمعین۔'' (تفسیر ابن کثیر : 201/7)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي .

"میرے اہل بیت کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔"

(صحيح مسلم : 2408)

آپ ﷺ نے یہ وصیت تین بار فرمائی اور اسی حدیث میں اہل بیت عظام اور قرآن کو ثقلین (بلند مرتبے والے) بھی قرار دیا ہے۔

راز دان رسول، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

اُرْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهٖ .

"محمد ﷺ کے اہل بیت کے حقوق کا خیال رکھئے گا۔"

(صحيح البخاري : 3713)

کبھی ان کی عظمت کے بیان میں یوں گویا ہوتے:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ، لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي .

"اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! رسول اللہ ﷺ کی قرابت مجھے اپنی قرابت سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔"

(صحيح البخاري : 3712)

سو اہل بیت کی عقیدت، محبت اور احترام رسول عربی ﷺ کا حکم تھا، بغیر اس کے چارہ نہیں ہے۔ یاد رہے کہ اہل بیت میں امہات المومنین، بنات الرسول، آل علی، آل جعفر، آل عباس وغیرہ شامل ہیں۔ آج کی نشست مگر تین بزرگ ہستیوں کے نام کی جاتی ہے، فاتح خیبر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما۔

امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

آپ کے والد کا نام عبد مناف اور دادا کا نام عبدالمطلب تھا، آپ ہاشمی قرشی ہیں، ابو الحسن اور ابوتراب کنیت پائی ہے اور ثانی الذکر کنیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود رکھی تھی، اس لئے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو زیادہ محبوب بھی تھی، تاریخ اسلام میں آپ کو شجاعت و بہادری کا استعارہ قرار دیا جاتا ہے، جب مرحب کے مقابلے میں نکلے، تو فرمایا:

أَنَا الَّذِي سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَهْ ...كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيهِ الْمَنْظَرَهْ

"میں وہ ہوں، جس کی ماں نے اس کا نام "حیدر" رکھا ہے، خوفناک جنگلوں کے شیر جیسا۔"(صحیح مسلم : 1807)

بنو ہاشم میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور اول تا آخر آپ کے ساتھی رہے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقد ہوئے، آپ کو اسلام کا چوتھا خلیفہ ہونے کا شرف بھی حاصل ہے، آپ رضی اللہ عنہ کا مولودِ کعبہ ہونا ثابت نہیں، نیز یہ بھی ثابت نہیں ہوسکا کہ آپ کی تاریخ ولادت تیرہ رجب کو ہوئی۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا جَاءَ لِأَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْفَضَائِلِ مَا جَاءَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

"اتنے فضائل کسی صحابیٔ رسول کے بیان نہیں ہوئے، جتنے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیان ہوئے ہیں۔"

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 107/3، وسندهٗ صحيحٌ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ .

''جس کا میں دوست ہوں، علی بھی اس کے دوست ہیں۔''

اس حدیث کو حافظ ذہبی (سیر اعلام النبلاء : 335/8، تاریخ الاسلام : 146/5) حافظ ابن کثیر (البدایۃ والنہایۃ : 681/7) علامہ عجلونی (کشف الخفا : 261/2) حافظ سیوطی (قطف الازھار المتناثرۃ فی الاحادیث المتواترۃ، ص 277) اور علامہ البانی رحمہ اللہ (الصحیحۃ : 343/4) نے متواتر قرار دیا ہے۔

آپ کی ذات ستودہ صفات محبتوں کا محور ہے، رسول اللہ ﷺ کا ہر امتی، جس نے کملی والے کے فرمان کو اپنے لئے حجت سمجھا ہے، وہ آپ سے محبت کرتا ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ فرماتے ہیں:

عَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ . ''علی جنتی ہیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 187/1، سنن أبي داود : 4650، سنن ابن ماجه : 133، فضائل الصّحابة للنّسائي : 90، وسندهٗ صحيحٌ)

فارس کے مہاجر اور رسول اللہ ﷺ کے نرالے صحابی سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے شدید درجہ کی محبت رکھتے تھے اور اس محبت کی کڑی کو رسول ﷺ کی حدیث سے ملاتے تھے، آپ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَبْغَضَ عَلِيًّا فَقَدْ أَبْغَضَنِي .

''جس نے علی سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی، جس نے علی سے بغض

رکھا، اس نے مجھ سے بغض رکھا۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 3/130، وسندہٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے امام بخاری وامام مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

اور صرف رسول اللہ ﷺ ہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں رکھتے، بلکہ اللہ تعالیٰ بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے، اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ اللہ ورسول کی محبت میں گندھے ہوئے ہیں، غزوہ خیبر کے موقع پر جب جنگ جیت کے نہیں دیتی تھی، محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ، أَوْ لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ، غَدًا رَجُلًا يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ، أَوْ قَالَ : يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ، يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ .

''کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا یا کہا کہ کل ایک ایسا شخص جھنڈا لے گا، جس سے اللہ اور رسول محبت کرتے ہیں یا فرمایا کہ وہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے، اللہ اس کے ہاتھوں اس قلعہ کو فتح کروا دے گا۔''

(صحيح البخاري : 3702، صحيح مسلم : 2407)

رسول اللہ ﷺ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کرتے تھے:

أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ .

''آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں۔''

(صحيح البخاري : 2698، صحيح مسلم : 1783)

کبھی فرماتے:

”علی! آپ کا اور میرا رشتہ وہی ہے، جو موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا رشتہ تھا۔“

(صحيح البخاري : 3706، صحيح مسلم : 2404)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کو بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا حکم دے رکھا تھا، خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ مجھ سے صرف مومن ہی محبت کرے گا اور صرف منافق مجھ سے نفرت کرے گا۔“

(صحيح مسلم : 78)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَذٰى عَلِيًّا فَقَدْ أٰذَانِي .

”جو علی کو اذیت دیتا ہے، وہ مجھے اذیت دیتا ہے۔“

(مسند أبي يعلى : 770، مسند البزّار : 1166، زوائد فضائل الصحابة للقطيعي : 1078، وسنده حسنٌ)

اسی لیے ائمہ اہل سنت نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی محبت کو ایمان کا جزو قرار دیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَمَّا مَنَاقِبُ الصَّحَابَةِ وَفَضَائِلُهُمْ فَأَكْثَرُ مِنْ أَنْ تُذْكَرَ وَأَجْمَعَتْ عُلَمَاءُ السُّنَّةِ أَنَّ أَفْضَلَ الصَّحَابَةِ الْعَشَرَةُ الْمَشْهُودُ لَهُمْ وَأَفْضَلَ الْعَشَرَةِ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانُ

بْنُ عَفَّانٍ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ وَلَا يَشُكُّ فِي ذٰلِكَ إِلَّا مُبْتَدِعٌ مُّنَافِقٌ خَبِيثٌ.

''صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل ومناقب تو اتنے ہیں کہ ذکر کے محتاج نہیں، اہل سنت کا اتفاق ہے کہ تمام صحابہ میں افضل ترین دس لوگ ہیں، جن کیلئے (ایک مجلس میں جنت کی) گواہی دی گئی ہے اور ان میں سے افضل سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، پھر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور پھر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس میں شک کرنے والا صرف بدعتی منافق اور خبیث ہی ہوسکتا ہے۔'' (الکبائر: 239)

اسی طرح علامہ غزالی فرماتے ہیں:

أَنْ يُعْتَقَدَ فَضْلُ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَتَرْتِيبُهُمْ وَأَنَّ أَفْضَلَ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَأَنْ يُحْسَنَ الظَّنُّ بِجَمِيعِ الصَّحَابَةِ وَيُثْنٰى عَلَيْهِمْ كَمَا أَثْنَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولُهٗ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ، فَكُلَّ ذٰلِكَ مِمَّا وَرَدَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ وَشَهِدَتْ بِهِ الْآثَارُ فَمَنِ اعْتَقَدَ جَمِيعَ ذٰلِكَ مُوقِنًا بِهٖ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْحَقِّ وَعِصَابَةِ السُّنَّةِ وَفَارَقَ رَهْطَ الضَّلَالِ وَحِزْبَ الْبِدْعَةِ.

''صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت اور ان کی فضیلت کی ترتیب کا عقیدہ رکھنا

ضروری ہے، رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، ان کے بعد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور پھر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ تمام صحابہ کے ساتھ حسن ظن رکھنا ضروری ہے اور ان کی ویسی ہی ثنا کی جانی چاہیے، جیسی اللہ نے ثنا کی ہے۔ اس پر احادیث وارد ہوئیں اور آثار بھی اسی کے شاہد ہیں، جو شخص اس سب کے مطابق عقیدہ رکھتا ہے، وہ اہل حق اہل سنت میں سے ہوگا، اہل بدعت وضلال سے ممتاز ہوگا۔''

(قواعد العقائد : 70، 71، طبقات الشافعية للسّبكي : 239/6)

لہٰذا ہم یعنی اہل سنت تاریخ کے ہر اس بے سند اور جھوٹے قصے کی تائید سے انکار کرتے ہیں، جو کسی بھی طرح اہل بیت کی جناب میں سوئے ادبی کا باعث بنتا ہے اور ہر اس شخص سے برأت کا اعلان کرتے ہیں، جو آپ کی طرف نت نئی جھوٹی جھوٹی روایات اختراع کرتا رہتا ہے یا تاریخ کے کوڑا دان سے ان کی ذات کے متعلق پھیلائے گئے جھوٹوں کو نکال کر لے آتا ہے۔

امام شعبی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

''اس امت میں جتنے جھوٹ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر بولے گئے، اتنے کسی پر نہیں بولے گئے۔''

(الشّريعة للآجري :2031، وسندهٗ حسنٌ)

❀ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَرَاهُمْ يَكْذِبُونَ عَلٰى عَلِيٍّ .

''روافض سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔''

(العِلَل ومَعرفة الرِّجال لأحمد : 36/27، وسندهٗ صحیحٌ)

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی تاریخ شہادت میں اختلاف ہے۔ درست اور صحیح یہ ہے کہ آپ کی شہادت ۲۱ رمضان کی صبح کو ہوئی۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے بیٹے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

❁ حریث (حرب) بن مخشی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَلِيًّا قُتِلَ صَبِيحَةَ إِحْدٰى وَعِشْرِينَ مِنْ رَمَضَانَ.

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ ۲۱ رمضان کی صبح کو شہید ہوئے۔''

(التاريخ الأوسط للبخاري :74/1، المستدرك للحاكم : 4688، وسندهٗ حسنٌ)

عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی کے ہاتھوں شہادت کی موت پائی اور کوفہ میں مدفون ہوئے، لیکن آپ کی قبر کا تعین نہیں ہو سکا۔

اللہ کریم ہمیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت پر زندہ رکھے اور اسی محبت پر موت دے۔ آمین!

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما

حسنین کریمین، سیدنا حسن وسیدنا حسین رضی اللہ عنہما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری دختر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جگر پارے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بازو ہیں۔ ان شہزادوں نے آقائے کریم کی محبتوں سے براہ راست حظ اٹھایا ہے، پھر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بھی معتبر ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا .

''حسن وحسین دنیا میں میرے پھول ہیں۔''

(صحيح البخاري : 5994)

کبھی فرماتے:

''اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت فرما!

(صحيح البخاري : 3747)

کبھی ان الفاظ میں محبت کے پھول بکھیرتے:

''اللہ! ان پر رحمت فرما، میں بھی ان پر رحم کرتا ہوں۔''

(صحيح البخاري : 6003)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں ہوتے، تو حسن وحسین رضی اللہ عنہما آپ کے کاندھوں پر سوار ہو جاتے ہیں، کیا خوب سواری ہے اور کیا خوب سوار ہیں! نوابی اسی کا نام ہے، سردار ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔

سیدنا شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِحْدٰى صَلَاتَيِ الْعِشَاءِ وَهُوَ حَامِلٌ حَسَنًا أَوْ حُسَيْنًا، فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهُ، ثُمَّ كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ فَصَلّٰى فَسَجَدَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ صَلَاتِهٖ سَجْدَةً أَطَالَهَا، قَالَ أَبِي : فَرَفَعْتُ رَأْسِي وَإِذَا الصَّبِيُّ عَلٰى ظَهْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ سَاجِدٌ فَرَجَعْتُ إِلٰى سُجُودِي، فَلَمَّا قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ النَّاسُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّكَ سَجَدْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ صَلَاتِكَ سَجْدَةً أَطَلْتَهَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ أَوْ أَنَّهُ يُوحٰى إِلَيْكَ، قَالَ : كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ وَلٰكِنَّ ابْنِي ارْتَحَلَنِي فَكَرِهْتُ أَنْ أُعَجِّلَهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ .

”رسول اللہ ﷺ ایک بار ظہر یا عصر کی نماز (پڑھانے) کے لیے ہمارے پاس آئے، تو آپ نے سیدنا حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کو اٹھا رکھا تھا، آپ ﷺ آگے بڑھے اور انہیں نیچے بٹھا دیا، پھر نماز کے لئے تکبیر کہی، آپ نے سجدہ کیا، تو لمبا سجدہ کر دیا، میرے والد نے سر اٹھا کر دیکھا، تو کیا دیکھتے ہیں کہ بچہ آپ کے کاندھوں پر سوار ہے، میں دوبارہ سجدے میں چلا گیا، نماز کے بعد صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! آپ نے اتنا لمبا سجدہ کر دیا کہ ہمیں آپ کی وفات

کا خدشہ لاحق ہو گیا تھا یا ہم سمجھے کہ شاید وحی آ گئی ہو، فرمایا: ایسا کچھ نہیں ہوا، میرا بیٹا میرے کاندھے پر سوار ہو گیا تھا، تو میں نہیں چاہتا تھا کہ اس کا شوق پورا ہونے سے پہلے میں اسے اتار دوں۔''

(سنن النسائي : 1141، مسند الإمام أحمد : 493/3، وسندهٔ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (165/3) نے اسے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے، نیز حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''جید'' قرار دیا ہے۔(تلخيص المستدرك : 627/3)

اسی طرح کا ایک منظر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:

كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ، فَإِذَا سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلٰى ظَهْرِهٖ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ، أَخَذَهُمَا بِيَدِهٖ مِنْ خَلْفِهٖ أَخْذًا رَفِيقًا، فَيَضَعُهُمَا عَلَى الْأَرْضِ، فَإِذَا عَادَ عَادَا، حَتّٰى قَضٰى صَلَاتَهٗ، أَقْعَدَهُمَا عَلٰى فَخِذَيْهِ، قَالَ : فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَرُدُّهُمَا، فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ، فَقَالَ لَهُمَا : الْحَقَا بِأُمِّكُمَا، قَالَ : فَمَكَثَ ضَوْؤُهَا حَتّٰى دَخَلَا .

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عشا ادا کر رہے ہوتے، جب آپ سجدہ کرتے، تو حسن وحسین رضی اللہ عنہما آپ کے کاندھوں پر بیٹھ جاتے، جب آپ نے سر اٹھانا ہوتا، تو ان کو پیار کے ساتھ پکڑ کر اٹھاتے اور زمین پر بٹھا دیتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر سے سجدہ کرتے، تو وہ پھر آ کر بیٹھ جاتے، اسی طرح نماز پوری ہو جاتی، پھر آپ انہیں اپنی گود میں بٹھا لیتے ہیں، میں انہیں آپ سے

لے کر گھر چھوڑنے آتا، ایک روشنی سی ہمارے ساتھ ہوتی، آپ فرماتے کہ ماں کے پاس چلے جائیے اور یہ روشنی تب تک باقی رہتی، جب تک یہ اندر گھر میں داخل نہیں ہو جاتے تھے۔“

(مسند الإمام أحمد : 513/2، دلائل النبوة للبيهقي : 76/6، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ایک صحابی بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضُمُّ إِلَيْهِ حَسَنًا، وَحُسَيْنًا وَيَقُولُ : اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا .

”میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ نے حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو گلے لگایا اور فرمایا: اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت فرما۔“

(أحاديث إسماعيل بن جعفر : 314، مسند الإمام أحمد : 23133، وسندهٗ صحيحٌ)

متواتر حدیث ہے:

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ .

”حسن وحسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔“

(سنن الترمذي :3781، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن غریب“، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1194)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (7126، 6960) اور امام حاکم رحمہ اللہ (381/3، 151) نے ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

اس حدیث کو حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے متواتر قرار دیا ہے۔

(الأزهار المتناثرة، ص 39، رقم : 103، نظم المتناثر للقطاني ص 196، رقم :

235، فيض القدير للمناوي : 3/415، السراج المنير للعزيزي : 3/106)

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ قَدْ صَحَّ مِنْ أَوْجُهٍ كَثِيرَةٍ.

”یہ حدیث کئی طرق سے صحیح ہے۔“

(المستدرك على الصّحيحين : 3/167)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ، وَيَقُولُ : إِنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ : أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ، وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو اللہ کی پناہ میں دیا کرتے اور کہتے: تمہارا جدامجد (ابراہیم علیہ السلام) بھی ان کلمات سے اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کو پناہ دیا کرتا تھا: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ، وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ ”میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں، ہر سرکش شیطان اور ہر لگنے والی نظر سے۔“

(صحيح البخاري : 3371)

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حد سے زیادہ مشابہ تھے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ.

”سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ کوئی نہ تھا۔“

(صحيح البخاري : 3752)

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے بہت زیادہ مشابہ تھے۔

كَانَ أَبْيَضَ، قَدْ شَمِطَ.

”آپ گندمی مائل سفید رنگ کے مالک تھے۔“

(صحيح البخاري : 3544، صحيح مسلم : 2342)

اسی طرح سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْعَصْرَ، ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي، فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ، فَحَمَلَهُ عَلٰى عَاتِقِهٖ، وَقَالَ : بِأَبِي، شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ لَا شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ.

”سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز ادا کی، نماز کے بعد جب جا رہے تھے، تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا، تو ان کو اپنے کندھے پر اٹھا لیا، فرمایا: میرا باپ آپ پر قربان، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں، علی کے مشابہ نہیں ہیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہنس رہے تھے۔“

(صحيح البخاري : 3542)

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا، تو اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ پاس بیٹھے تھے، کہنے لگے: میرے دس بیٹے ہیں اور میں نے ان کو کبھی نہیں چوما۔

نَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ : مَنْ لَّا

يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ .

”تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف نظر دوڑائی، پھر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔“

(صحيح البخاري : 5997، صحيح مسلم : 2318)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں اور راوی حدیث نے پیغمبر کے اخلاق کا تتبع کس طرح کیا ہے، یہ واقعہ عمیر بن اسحاق نے بیان کیا ہے، کہتے ہیں کہ میں تب سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، کیا دیکھتا ہوں کہ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تشریف لاتے ہیں اور فرماتے ہیں:

أَرِنِي أُقَبِّلْ مِنْكَ حَيْثُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ قَالَ : فَقَالَ : بِقَمِيصِهٖ قَالَ : فَقَبَّلَ سُرَّتَهٗ .

”حسن مجھے وہ جگہ دکھائیے، جہاں سے آپ کو رسول اللہ ﷺ نے چوما تھا، میں نے بھی وہیں سے چومنا ہے، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اس جگہ سے کپڑا اٹھایا اور آپ نے ان کی ناف کو چوم لیا۔“

(مسند الإمام أحمد : 255/2، 427، وسندهٗ حسنٌ)

اسی بڑے نواسے کے متعلق آقا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهٗ فَأَحِبَّهٗ وَأَحْبِبْ مَنْ يُحِبُّهٗ .

”اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت فرما اور اس سے بھی محبت فرما، جو اس سے محبت کرتا ہے۔“

(صحيح البخاري : 5884، صحيح مسلم :2421)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

هُوَ مُتَوَاتِرٌ . ”یہ متواتر حدیث ہے۔“

(سير أعلام النّبلاء : 251/3)

اس حدیث کے راوی بھی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں اور اس کے مطابق اپنے عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، بَعْدَ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ .

”جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا ہے، مجھے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ محبوب کوئی نہیں ہے۔“

(صحيح البخاري : 5884)

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُصُّ لِسَانَهُ، أَوْ قَالَ : شَفَتَهُ، يَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَإِنَّهُ لَنْ يُعَذَّبَ لِسَانٌ أَوْ شَفَتَانِ مَصَّهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی زبان چوستے ہوئے دیکھا ہے یا کہا کہ ان کے ہونٹ چوستے ہوئے دیکھا ہے اور یقیناً وہ زبان یا ہونٹ جہنم میں نہ جائیں گے، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوسا ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : 93/4، وسندهٗ صحيحٌ)

آقائے کریم نے اپنے اس لاڈلے کو ”سردار“ بھی فرمایا ہے:

ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

''میرا یہ بیٹا سردار ہے، شاید کہ اللہ اس کے ہاتھوں امت کے دو مسلمان گروہوں کی صلح کروائے گا۔''

(صحيح البخاري : 3746)

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَوَاتَرَتِ الْآثَارُ الصِّحَاحُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ لِحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ : إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يُبْقِيَهٗ حَتّٰى يُصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، رَوَاهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ .

''اس سلسلہ میں احادیث متواترہ موجود ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ جلد ہی اس کے ہاتھوں دو عظیم مسلمان گروہوں میں صلح کروائے گا، اس روایت کو صحابہ کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے۔''(الاستيعاب في معرفة الأصحاب :384/1)

یہی بات علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ نے بھی کی ہے۔

(المُفهِم : 296/6)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ مِنَ الْفَوَائِدِ ؛ عَلَمٌ مِنْ أَعْلَامِ النُّبُوَّةِ وَمَنْقَبَةٌ

لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ فَإِنَّهُ تَرَكَ الْمُلْكَ لَا لِقِلَّةٍ وَّلَا لِذِلَّةٍ وَّلَا لِعِلَّةٍ بَلْ لِرَغْبَتِهٖ فِيمَا عِنْدَ اللّٰهِ لِمَا رَآهُ مِنْ حَقْنِ دِمَاءِ الْمُسْلِمِينَ فَرَاعٰی أَمْرَ الدِّينِ وَمَصْلَحَةَ الْأُمَّةِ وَفِيهَا رَدٌّ عَلَى الْخَوَارِجِ الَّذِينَ كَانُوا يُكَفِّرُونَ عَلِيًّا وَّمَنْ مَعَهٗ وَمُعَاوِيَةَ وَمَنْ مَعَهٗ بِشَهَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلطَّائِفَتَيْنِ بِأَنَّهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

''اس حدیث میں کئی علمی فوائد ہیں، مثلاً یہ قصہ اعلام نبوت میں سے ہے، اس میں سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی منقبت موجود ہے، انہوں نے بادشاہت کو چھوڑ دیا، اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ ان کے پاس فوج کم تھی یا وہ کمزور تھے، اس کی کوئی علت سوا اس کے نہ تھی کہ آپ مسلمانوں کا خون بہتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتے تھے، انہوں نے امت کی مصلحت اور دین کے امر کا لحاظ کیا، نیز اس روایت میں خوارج کا بھی رد ہے، جو سیدنا علی و سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں کے تکفیر کرتے ہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں گروہوں کے متعلق مسلمان ہونے کی گواہی دی ہے۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 13/67)

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ : فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، يُعْجِبُنَا جِدًّا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان دونوں گروہوں کو مسلمان کہنا، ہمارے لئے انتہائی خوشی کا باعث ہے۔''

(الاعتقاد للبيهقي، ص 376، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ بیہقی رحمہ اللہ اس قول کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إِنَّمَا أَعْجَبَهُمْ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهُمَا جَمِيعًا مُّسْلِمِينَ، وَهٰذَا خَبَرٌ مِّنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا كَانَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَعْدَ وَفَاةِ عَلِيٍّ فِي تَسْلِيمِهِ الْأَمْرَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ.

''یہ چیز صرف اس لئے خوشی کا باعث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں گروہوں کو مسلمان قرار دیا ہے، یہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جو خلافت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو سونپ دی تھی، اس کی بات ہے۔''

(الاعتقاد، ص 376)

بخدا! ایسا ظرف بھی کسی نے کم دیکھا ہوگا کہ فوج موجود ہے، سلطنت موجود ہے، مگر سب کچھ بیک جنبش لب ٹھکرا دیا کہ مجھے مسلمان کا خون اپنی خلافت سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔

سیدنا جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ: إِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ إِنَّكَ تُرِيدُ الْخِلَافَةَ فَقَالَ: قَدْ كَانَ جَمَاجِمُ الْعَرَبِ فِي يَدِي يُحَارِبُونَ مَنْ حَارَبْتُ، وَيُسَالِمُونَ مَنْ سَالَمْتُ تَرَكْتُهَا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَحَقْنَ دِمَاءِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ ابْتَزَّهَا بِاتِّئَاسِ أَهْلِ الْحِجَازِ.

''میں نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ خلافت کی طمع

رکھتے ہیں، تو فرمایا: عرب کے بڑے بڑے سورما میری اطاعت میں لڑتے تھے اور جس سے میں صلح کرتا، اس سے صلح کر لیتے تھے، میں نے یہ چیز اللہ تعالیٰ کی رضا اور مسلمانوں کے بہتے خون کو روکنے کے لیے چھوڑ دی ہے، پھر اس پر اہل حجاز سے ناامیدی غالب آ گئی۔''

(المستدرك للحاكم : 4795، حلية الأولياء لأبي نعيم : 36/2، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کی سند کو بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

رجاء بن ربیعہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ جَالِسًا بِالْمَدِينَةِ فِي مَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي حَلْقَةٍ فِيهَا أَبُو سَعِيدٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو، فَمَرَّ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، فَسَلَّمَ، فَرَدَّ عَلَيْهِ الْقَوْمُ، وَسَكَتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو ثُمَّ اتَّبَعَهُ، فَقَالَ : وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ : هٰذَا أَحَبُّ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلٰى أَهْلِ السَّمَاءِ .

''مدینہ مسجد نبوی میں ایک حلقہ لگا تھا، جس میں سیدنا ابو سعید اور سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم موجود تھے، میں بھی وہیں موجود تھا، سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما وہاں سے گزرے اور انہیں سلام کہا: لوگوں نے وعلیکم السلام کہا، لیکن سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نہیں بولے، پھر ان کے پیچھے گئے اور کہا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ، پھر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے: یہ آسمان والوں کے ہاں زمین والوں میں سب سے زیادہ محبوب ہستی ہیں۔''

(مسند البزّار (كشف الأستار): 2632، وسندهٗ حسنٌ)

زہیر بن اقمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَخْطُبُ بَعْدَمَا قُتِلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذْ قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَزْدِ آدَمُ طُوَالٌ فَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعَهٗ فِي حَبْوَتِهٖ يَقُولُ: مَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّهٗ، فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، وَلَوْلَا عَزْمَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَدَّثْتُكُمْ.

''سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خطبہ دے رہے تھے کہ ازد قبیلے کا ایک لمبا سا آدمی کھڑا ہوا، کہنے لگا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا، حسن رضی اللہ عنہ ان کی چادر میں تھے اور آپ فرما رہے تھے، جو مجھ سے محبت کرتا ہے، اس سے بھی محبت کرے اور جو یہاں موجود ہیں، وہ آنے والوں کو بتا دیں، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تاکید کے ساتھ نہ کہی ہوتی، تو میں آپ کو یہ بیان نہ کرتا۔''

(مسند الإمام أحمد: 366/5، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے بے شمار احادیث میں ثابت ہے کہ آپ فرماتے ہیں:

حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ......

عَلَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ......

اہل سنت والجماعت کا آپ کے صحابی ہونے پر اتفاق ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ، فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كِخْ كِخْ، ارْمِ بِهَا، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ؟ .

”سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے (ایک بار) صدقہ کی کھجور پکڑی اور منہ میں ڈال لی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو، اسے نکال پھینک دو، آپ جانتے نہیں کہ ہم (اہل بیت) صدقہ نہیں کھاتے۔“

(صحيح البخاري : 1491، صحيح مسلم : 1069)

شہادت حسن بن علی رضی اللہ عنہما:

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا، جس کی پاداش میں آپ نے جام شہادت نوش کیا۔

عمیر بن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں:

دَخَلْتُ أَنَا وَرَجُلٌ عَلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ نَعُودُهُ، فَجَعَلَ يَقُولُ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ : سَلْنِي قَبْلَ أَنْ لَا تَسْأَلَنِي، قَالَ : مَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ شَيْئًا، يُعَافِيكَ اللّٰهُ، قَالَ : فَقَامَ فَدَخَلَ الْكَنِيفَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا، ثُمَّ قَالَ : مَا خَرَجْتُ إِلَيْكُمْ حَتّٰى لَفَظْتُ طَائِفَةً مِنْ كَبِدِي أُقَلِّبُهَا بِهٰذَا الْعُودِ، وَلَقَدْ سُقِيتُ السُّمَّ مِرَارًا مَا شَيْءٌ أَشَدُّ مِنْ هٰذِهِ الْمَرَّةِ، قَالَ : فَغَدَوْنَا عَلَيْهِ مِنَ الْغَدِ فَإِذَا هُوَ فِي السَّوقِ، قَالَ : وَجَاءَ الْحُسَيْنُ فَجَلَسَ عِنْدَ رَأْسِهِ،

فَقَالَ : يَا أَخِي، مَنْ صَاحِبُكَ؟ قَالَ : تُرِيدُ قَتْلَهُ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : لَئِنْ كَانَ الَّذِي أَظُنُّ، اللّٰهُ أَشَدُّ نِقْمَةً، وَإِنْ كَانَ بَرِيئًا فَمَا أُحِبُّ أَنْ يُقْتَلَ بَرِيءٌ .

''میں ایک شخص کے ساتھ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی عیادت کو آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس آدمی سے فرمانے لگے: سوال کیجئے، یوں نہ ہو کہ موقع نہ ملے، اس نے کہا: میں آپ سے کوئی سوال نہیں کرنا چاہتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت دے، آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بیت الخلا گئے۔ پھر نکل کر ہمارے پاس آئے، فرمایا: میں نے آپ کے پاس آنے سے پہلے اپنے جگر کا ایک ٹکڑا (پاخانے کے ذریعہ) پھینک دیا ہے۔ میں اسے اس لکڑی کے ساتھ اُلٹ پلٹ کر رہا تھا۔ مجھے کئی بار زہر پلایا گیا، لیکن اس دفعہ سے سخت کبھی نہیں پلایا گیا، راوی کہتے ہیں کہ ہم ان کے پاس اگلے دن آئے تو آپ رضی اللہ عنہ حالت نزع میں تھے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے، سرہانے بیٹھ گئے اور کہا: بھائی جان! آپ کو زہر کس نے دیا؟ فرمایا: اس کے قتل کا ارادہ ہے؟ جی ہاں! فرمایا: اگر وہ شخص وہی ہے، جو میں سمجھتا ہوں، تو اللہ تعالیٰ سخت انتقام لینے والے ہیں اور اگر وہ بری ہے، تو میں ایک بری آدمی کو قتل نہیں کرنا چاہتا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 15/93-94، كتاب المحتضرين لابن أبي الدنيا : 132، المستدرك للحاكم : 3/174، الاستيعاب لابن عبد البر : 3/115، تاريخ ابن عساكر : 13/282، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا قاتل نامعلوم ہے۔ یہ اتہام کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو سیدنا معاویہ بن

ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے زہر دیا، بے حقیقت اور بے ثبوت ہے۔

ان کے بعد دوسرے شہزادے کا نمبر آتا ہے، سیدنا حسین بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، تو ان کی دیگر تمام برکتیں تو گزر چکیں، اک باقی رہ گئی، وہ بھی سن لیجئے، آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حُسَيْنٌ مِّنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِّنَ الْأَسْبَاطِ.

''حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، اللہ اس سے محبت کرتا ہے، جو حسین سے محبت کرتا ہے، حسین تو پیارا نواسا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 172/4، الأدب المفرد للبخاري : 364، سنن التّرمذي : 3775، وقال : حسنٌ، سنن ابن ماجه : 144، المعجم الكبير للطبراني : 274/22، المستدرك للحاكم : 194/3، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (6971) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے، ایک روایت میں حُسَيْنٌ مِّنِّي، وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ کے الفاظ بھی ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّنِي، فَلْيُحِبَّ هٰذَيْنِ.

''جو مجھ سے محبت کرتا ہے، اسے چاہیے کہ ان دونوں سے بھی محبت کرے۔''

(الطّبقات لابن سعد : 382/1، السنن الكبرى للنّسائي : 8114، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ابن خزیمہ (887) اور امام ابن حبان رحمہما اللہ (6970) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يَنْظُرَ إِلٰى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى هٰذَا .

''جوکسی جنتی کو دیکھنا چاہتا ہے، وہ حسین کو دیکھ لے۔''

(مسند أبي يعلى : 1874، مشيخة الفسوي : 134، وسندهٗ صحيحٌ)

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ دس محرم 61ھ کو شہید ہوئے، آپ کی شہادت برحق ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہم کے بیان کے مطابق آپ کو اہل کوفہ نے شہید کیا۔ اس وقت کوفہ میں دشمنان صحابہ کے دو بڑے گروہ خوارج اور روافض موجود تھے، جنھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی جنگ کی اور ان کو شہید کیا۔

یزید کو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل قرار دینا بے ثبوت اور بے حقیقت بات ہے۔ یہ در اصل قاتلین حسین رضی اللہ عنہ نے سازش کی کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا خون یزید کے ہاتھوں میں تلاش کیا جائے۔ اس سے ان کو بڑا افائدہ یہ ہوا کہ وہ اہل بیت کی دشمنی سے بری ہو گئے۔ اسی کو بنیاد بنا کر امت مسلمہ میں پھوٹ ڈال دی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں یہ تاثر دیا کہ قتل حسین رضی اللہ عنہ میں ان کا ہاتھ ہے، خصوصا وہ صحابہ کرام، جنھوں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ یزید کو قاتل حسین رضی اللہ عنہ قرار دے کر مسلمانوں کی حمایت اور مدارت حاصل کر لی۔ اس کی بنیاد جھوٹ پر تھی۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے ہرگز ہرگز خروج نہیں کیا، کیا بچوں کے ساتھ خروج کیا جاتا ہے یا لشکر اور فوج کے ساتھ؟ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے اہل خانہ تھے، آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت مظلومانہ شہادت ہے۔ یہ روافض کی گھڑی ہوئی روایات کا اثر ہے کہ ہمارے بعض سنی بھائی بھی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو خروج کے پس منظر میں دیکھنے لگتے ہیں، حالاں کہ کوئی صحیح یا حسن سند اس پر دلالت نہیں کرتی کہ آپ کا کربلا میں کسی سے کوئی معرکہ ہوا ہو،

جنگ ہوئی ہو، تیر چلے ہوں، پانی بند ہوا ہو، خواتین کی بے حرمتی ہوئی ہو، بچوں کو نوکِ نیزہ پر چڑھایا گیا ہو، یا آپ نے کوئی فوجیں تیار کی ہوں۔ اسلام کی ثقہ تاریخ میں ایسی باتوں کا کوئی ذکر نہیں ملتا، حتی کہ دورِ صحابہ میں بھی ایسی بات کا کوئی وجود نہیں۔ یہ سب جھوٹ ہے، جو روافض نے اسلامی تاریخ میں داخل کرنے کی سازش کی ہے۔

صرف اتنا ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بے خبری میں شہید کر دیا گیا۔ آپ کی شہادت باسعادت کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں دے دی تھی۔ ہر مسلمان آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر دکھی ہے۔ ہمیں آپ کی شہادت پر وہی انداز اختیار کرنا چاہیے، جو اس وقت صحابہ، اہل بیت رسول اور دیگر مسلمانوں نے اختیار کیا تھا۔

ہم کہتے ہیں کہ جس نے جگر گوشہ رسول کو شہید کیا یا آپ کی شہادت میں معاونت کی یا آپ کی شہادت پر راضی ہوا، اس پر اللہ، فرشتوں اور ساری کائنات کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ اس سے اس کے نوافل اور فرائض قبول نہ کرے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی بنیاد پر اہل اسلام سے الگ فرقہ بنا لینا اور کئی ایک ضروریات دین کا انکار کر دینا درست نہیں۔ جو کچھ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر کیا جاتا ہے، یہ اسلام کو بدنام کرنے کی ناکام کوشش اور مجرمانہ سازش ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا يَرَى النَّائِمُ بِنِصْفِ النَّهَارِ وَهُوَ قَائِمٌ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، بِيَدِهٖ قَارُورَةٌ فِيهَا دَمٌ، فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهٖ، لَمْ أَزَلْ أَلْتَقِطُهٗ مُنْذُ الْيَوْمِ فَأَحْصَيْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ

فَوَجَدُوهُ قُتِلَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ .

”میں دن کے وقت سو رہا تھا کہ خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ پراگندہ بالوں کے ساتھ دھول میں اَٹے تھے، آپ کے ہاتھ میں ایک بوتل تھی اور بوتل میں خون، عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پہ قربان، یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔ اس کے بعد میں پھر دن گننے لگا اور جس دن آپ نے خواب میں بتایا تھا، اسی دن سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔“

(مسند الإمام أحمد : 242/1، 283، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام حاکم رحمہ اللہ (398/4) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے، حافظ بوصیری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(اتحاف الخيرة المهرة : 238/7)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رِجَالُ أَحْمَدَ رِجَالُ الصَّحِيحِ .

”مسند احمد (کی اس حدیث) کے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔“

(مجمع الزوائد : 194/9)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے، تو:

فِي يَدِهٖ تُرْبَةٌ حَمْرَاءُ يُقَلِّبُهَا فَقُلْتُ : مَا هٰذِهِ التُّرْبَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ : أَخْبَرَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ هٰذَا يُقْتَلُ بِأَرْضِ الْعِرَاقِ لِلْحُسَيْنِ فَقُلْتُ : يَا جِبْرِيلُ، أَرِنِي تُرْبَةَ الْأَرْضِ الَّتِي

يُقْتَلُ بِهَا، فَهٰذِهِ تُرْبَتُهَا .

”نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں سرخ مٹی تھی اور آپ اسے الٹ پلٹ کر رہے تھے، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ مٹی کیسی ہے؟ فرمایا: مجھے جبرئیل علیہ السلام بتا کر گئے ہیں کہ حسین کو سرزمین عراق میں شہید کر دیا جائے، تو میں نے جبریل سے کہا: اس زمین کی مٹی مجھے دکھایئے، یہ وہی مٹی ہے۔“

(المعجم الكبير للطبراني : 308/23، دلائل النبوة للبيهقي : 468/6، وسندهٗ حسنٌ)

موسیٰ بن یعقوب زمعی جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک حسن الحدیث ہے، نیز اس کی متابعت عباد بن اسحاق نے مشیخۃ ابن طہمان (3) میں کی ہے۔

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أُتِيَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَجُعِلَ فِي طَسْتٍ، فَجَعَلَ يَنْكُتُ، وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا، فَقَالَ أَنَسٌ : كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ .

”عبید اللہ بن زیاد کے پاس سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ایک برتن میں لایا گیا، عبید اللہ چھڑی کے ساتھ زمین کریدنے لگا اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے حسن کی تعریف کی، تب سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ مشابہہ تھے، آپ نے نیل کے پودے کی

مہندی لگا رکھی تھی۔“

(صحيح البخاري : 3748)

عبدالرحمٰن بن ابی نعم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں

سَأَلَهُ عَنِ الْمُحْرِمِ؟ قَالَ : شُعْبَةُ أَحْسِبُهُ يَقْتُلُ الذُّبَابَ، فَقَالَ : أَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُونَ عَنِ الذُّبَابِ، وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ ابْنَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا .

”ایک شخص نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے محرم (احرام باندھنے والا) کے متعلق سوال کیا کہ اگر وہ مکھی مار دے تو؟ فرمایا: اہل عراق بھی عجیب ہیں، مکھی کو مارنے سے متعلق پوچھتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو شہید کر چکے ہیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ یہ دنیا میں میرے پھول ہیں۔“

(صحيح البخاري : 3753)

شہر بن حوشب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَاءَ نَعْيُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، لَعَنَتْ أَهْلَ الْعِرَاقِ فَقَالَتْ : قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ، غَرُّوهُ وَذَلُّوهُ، لَعَنَهُمُ اللّٰهُ .

”سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی، تو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اہل عراق پر لعنت فرمائی اور فرمایا: اللہ ان کو قتل کرے، جنہوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، انہوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو دھوکہ دے کر پھانس لیا، اللہ کی

لعنت ہو ان (عراقیوں) پر۔“

(مسند الإمام أحمد : 298/6، وسندہٗ حسنٌ)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

سَمِعْتُ الْجِنَّ تَنُوحُ عَلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

”میں نے ایک جن کو سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما پر روتے ہوئے سنا۔“

(معجم الطبراني الكبير : 21/3، فضائل الصحابة لأحمد : 1373، وسندہٗ صحيحٌ)

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوْ كُنْتُ فِيمَنْ قَتَلَ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ، ثُمَّ غُفِرَ لِي، ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ، اسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَمُرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَنْظُرَ فِي وَجْهِي .

”اگر (بالفرض والمحال) میں قاتلینِ حسین میں شریک ہوں اور میرا یہ جرم معاف کر دیا جائے، جنت میں بھی چلا جاؤں، تب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا کرنے سے شرم محسوس کروں گا۔“

(المعجم الكبير للطبراني : 212/3، ح : 2928، وسندہٗ حسنٌ)

مخضرم تابعی، ابو رجاء عطاردی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

لَا تَسُبُّوا عَلِيًّا وَّلَا أَهْلَ هٰذَا الْبَيْتِ، فَإِنَّ جَارًا لَّنَا مِنْ بَلْهُجَيْمِ قَالَ : أَلَمْ تَرَوْا إِلٰى هٰذَا الْفَاسِقِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَتَلَهُ اللّٰهُ، فَرَمَاهُ اللّٰهُ بِكَوْكَبَيْنِ فِي عَيْنَيْهِ، فَطَمَسَ اللّٰهُ بَصَرَهٗ .

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت کو برا بھلا مت کہو، ہمارا ایک ہمسایہ، جس کا

تعلق بَلْهُجَيْم سے تھا، اس نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو فاسق قرار دیا اور کہا کہ اللہ اس کو قتل کرے، تو اللہ کی جانب سے دو ستارے ٹوٹے اور اس کی آنکھوں میں پڑے اور اللہ نے اس کی آنکھیں پھوڑ دیں۔"

(المعجم الكبير للطبراني : 3/112، وسندهٗ صحيحٌ)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مصائب میں ماتم کرنا یا اس کا وقت مقرر کر لینا تو بالکل بھی دین نہیں ہے، یہ کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا، نہ سابقین اولین میں سے کسی نے کیا، نہ تابعین نے اور نہ اہل بیت کے معزز لوگوں نے ایسا کوئی کام کیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، تو ان کے اہل خانہ موجود تھے، اسی طرح سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، تب بھی ان کے اہل خانہ موجود تھے، اس پر کئی برس بیت گئے، مگر کسی نے ایسا کام نہیں کیا، وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے پیرو تھے، انہوں نے ماتم جیسی بدعت ایجاد نہیں کی، نہ نوحے کیے، بلکہ صبر کرتے تھے اور اللہ ورسول کے حکم پر عمل پیرا تھے، وہ پریشانی میں دکھی اور غمگین تو ہوتے تھے، لیکن یہ کام نہیں کرتے تھے۔"

(حقوق أهل البيت، ص 46)

مزید فرماتے ہیں:

أَمَّا مَنْ قَتَلَ الْحُسَيْنَ أَوْ أَعَانَ عَلٰى قَتْلِهٖ أَوْ رَضِيَ بِذٰلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ؛ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا .

”جس نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا یا ان پر اعانت کی یا اس پر راضی ہوا، اس پر اللہ، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، اللہ اس سے کوئی فرض یا نفل قبول نہیں کرے گا۔“

(مجموع الفتاویٰ: 487/4)

مورخ اسلام، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

كُلُّ مُسْلِمٍ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُحْزِنَهُ هٰذَا الَّذِي وَقَعَ مِنْ قَتْلِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَإِنَّهُ مِنْ سَادَاتِ الْمُسْلِمِينَ وَعُلَمَاءِ الصَّحَابَةِ، وَابْنُ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي هِيَ أَفْضَلُ بْنَاتِهٖ، وَقَدْ كَانَ عَابِدًا وَشُجَاعًا وَسَخِيًّا، وَلٰكِنْ لَّا يُحْسِنُ مَا يَفْعَلُهُ الشِّيعَةُ مِنْ إِظْهَارِ الْجَزَعِ وَالْحُزْنِ الَّذِي لَعَلَّ أَكْثَرَهُ تَصَنُّعٌ وَرِيَاءٌ، وَقَدْ كَانَ أَبُوهُ أَفْضَلَ مِنْهُ، وَهُمْ لَا يَتَّخِذُونَ مَقْتَلَهُ مَأْتَمًا كَيَوْمِ مَقْتَلِ الْحُسَيْنِ، فَإِنَّ أَبَاهُ قُتِلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ خَارِجٌ إِلٰى صَلَاةِ الْفَجْرِ ...... سَنَةَ أَرْبَعِينَ، وَكَذٰلِكَ عُثْمَانُ كَانَ أَفْضَلَ مِنْ عَلِيٍّ، عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، وَقَدْ قُتِلَ وَهُوَ مَحْصُورٌ فِي دَارِهٖ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ مِنْ شَهْرِ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ سِتٍّ وَثَلَاثِينَ، وَقَدْ ذُبِحَ مِنَ الْوَرِيدِ إِلَى الْوَرِيدِ، وَلَمْ يَتَّخِذِ النَّاسُ يَوْمَ مَقْتَلِهِ مَأْتَمًا، وَكَذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ، قُتِلَ وَهُوَ قَائِمٌ

يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ صَلَاةَ الْفَجْرِ، وَهُوَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَلَمْ يَتَّخِذِ النَّاسَ يَوْمَ قَتْلِهِ مَأْتَمًا، وَكَذٰلِكَ الصِّدِّيقُ كَانَ أَفْضَلَ مِنْهُ، وَلَمْ يَتَّخِذِ النَّاسُ يَوْمَ وَفَاتِهِ مَأْتَمًا، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَقَدْ قَبَضَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ كَمَا مَاتَ الْأَنْبِيَاءُ قَبْلَهُ، وَلَمْ يَتَّخِذْ أَحَدٌ يَوْمَ مَوْتِهِ مَأْتَمًا يَفْعَلُونَ فِيهِ مَا يَفْعَلُهُ هٰؤُلَاءِ الْجَهَلَةُ مِنَ الرَّافِضَةِ يَوْمَ مَصْرَعِ الْحُسَيْنِ، وَلَا ذَكَرَ أَحَدٌ أَنَّهُ ظَهَرَ يَوْمَ مَوْتِهِمْ وَقَبْلَهُمْ شَيْءٌ مِمَّا ادَّعَاهُ هٰؤُلَاءِ يَوْمَ مَقْتَلِ الْحُسَيْنِ مِنَ الْأُمُورِ الْمُتَقَدِّمَةِ، مِثْلَ كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْحُمْرَةِ الَّتِي تَطْلُعُ فِي السَّمَاءِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ.

”مسلمان کو ان کے ساتھ پیش آنے والے حادثے پر دکھی ہونا چاہئے، کیونکہ وہ سادات المسلمین اور علمائے صحابہ میں سے تھے، رسول اللہ ﷺ کی سب سے افضل بیٹی کے صاحبزادے، بہادر اور سخی انسان تھے، لیکن شیعہ کا یہ طریقہ کار بالکل بھی درست نہیں ہے، کیونکہ اس میں اکثر تصنع اور ریا پایا جاتا ہے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے والد ان سے زیادہ افضل تھے، لیکن یہ لوگ ان کے شہادت پر ماتم نہیں کرتے، ......اسی طرح اہل السنۃ کے نزدیک سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے افضل تھے، آپ کو محصور کر کے شہید کر دیا گیا، 37 ہجری میں جب ذوالحجہ کے ایام چل رہے تھے، ان کو ذبح کر دیا گیا، رگ

جاں کٹ گئی، لیکن ان کی شہادت پر ماتم نہیں کیا جاتا، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب فجر کی نماز میں قرآن پڑھ رہے تھے، شہید کر دیئے گئے، یہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی افضل ہیں، مگر ان کا ماتم نہیں ہوا، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے افضل، مگر آپ کے یوم وفات کو ماتم نہیں ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت میں سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد کے سردار ہیں، آپ فوت ہوئے، تو کسی نے بھی اس طرح ماتم نہیں کیا، جیسے یہ جہلا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر کرتے ہیں۔ ایسی کوئی روایت مذکور تک نہیں ہوئی کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر سورج گرہن لگا ہو یا آسمان سے سرخی پھوٹی ہو، یہ جاہلوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔''

(البداية والنّهاية :57/11)

اسلم منقری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

دَخَلْتُ عَلَى الْحَجَّاجِ، فَدَخَلَ سِنَانُ بْنُ أَنَسٍ قَاتِلُ الْحُسَيْنِ، فَإِذَا شَيْخٌ آدَمُ فِيهِ حِنَّاءٌ، طَوِيلُ الْأَنْفِ فِي وَجْهِهِ بَرَشٌ، فَأُوقِفَ بِحِيَالِ الْحَجَّاجِ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ الْحَجَّاجُ، فَقَالَ : أَنْتَ قَتَلْتَ الْحُسَيْنَ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : وَكَيْفَ صَنَعْتَ بِهٖ؟ قَالَ : دَعَمْتُهٗ بِالرُّمْحِ، وَهَبَرْتُهٗ بِالسَّيْفِ هَبْرًا، فَقَالَ لَهُ الْحَجَّاجُ : أَمَا إِنَّكُمَا لَنْ تَجْتَمِعَا فِي دَارٍ .

''میں حجاج بن یوسف کے پاس حاضر ہوا، تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل سنان بن انس بھی آ گیا تھا، ہم نے دیکھا کہ وہ گندمی رنگ کا بوڑھا ہے اور اس نے مہندی لگا رکھی، ناک لمبوترا اور چہرے پر کالے اور سرخ دانے نکلے ہوئے

تھے، اس کو حجاج کے سامنے کھڑا کیا گیا، حجاج نے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا: کیا تو نے حسین کو قتل کیا ہے؟ کہنے لگا: ہاں! حجاج نے پوچھا: کیسے قتل کیا؟ کہنے لگا: نیزہ مارا اور پھر تلوار سے، حجاج کہنے لگا کہ تم دونوں ایک جگہ پر اکٹھے نہیں ہو ؤ گے۔''

(المعجم الكبير للطّبراني: 3/111)

سند ضعیف ہے، ابوبکر بن عیاش نے سیء الحفظ ہونے کے بعد یہ روایت کی ہے۔

عمارہ بن عمیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

لَمَّا جِيءَ بِرَأْسِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ وَأَصْحَابِهِ نُضِّدَتْ فِي الْمَسْجِدِ فِي الرَّحَبَةِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِمْ وَهُمْ يَقُولُونَ: قَدْ جَاءَ ت قَدْ جَاءَ تْ، فَإِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَاءَ تْ تَخَلَّلُ الرُّؤُوسَ حَتّٰى دَخَلَتْ فِي مَنْخَرَيْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ فَمَكَثَتْ هُنَيْهَةً، ثُمَّ خَرَجَتْ فَذَهَبَتْ حَتّٰى تَغَيَّبَتْ، ثُمَّ قَالُوا: قَدْ جَاءَ تْ، قَدْ جَاءَ تْ، فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

''عبیداللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کا سر لایا گیا تو ''رحبہ'' کی مسجد میں رکھ دیا گیا، میں وہاں پہنچا، تو لوگ کہہ رہے تھے کہ آ گیا آ گیا، اچانک ایک سانپ آیا، وہ عبیداللہ کے نتھنوں سے داخل ہوا، تھوڑی دیر رکا اور پھر نکل گیا، اور غائب ہو گیا، لوگ پھر کہنے لگے کہ آ گیا آ گیا، سانپ نے پھر وہی عمل دہرایا، اور یہ کام دو تین دفعہ ہوا۔''

(سنن التّرمذي: 3780)

سند اعمش کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

مورخ اسلام حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَلْحُسَیْن رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ شَهِیدٌ قُتِلَ بِسَیْفِ أَهْلِ الشَّرِّ .

''سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شر پسندوں کی تلوار سے شہید کیا گیا۔''

(سیر أعلام النّبلاء :388/21)

پیارے رسول کی پیاری بیٹیاں

اس شخص سے بڑھ کر شقی اور بد بخت کون ہو سکتا ہے، جو پیغمبر اسلام، محمد کریم ﷺ کی پیاری بیٹیوں کو کسی کالے کافر کی اولاد قرار دے، جو جہالت وضلالت کا سوداگر بن کر یہ نعرہ بلند کرے کہ رسول اللہ ﷺ کی صرف ایک ہی بیٹی تھی، جو اپنے غلیظ دامن میں یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اہل بیت کی تحقیر وتصغیر فرضِ عین ہے، جو بصیرتِ قلبی سے محروم ہو کر قرآنی وحدیثی اور اجماعی دلائل کو پس پشت ڈالتے ہوئے یہ کہے کہ نبی کریم ﷺ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کے بابا نہیں، محض مربی تھے؟

روزِ محشر کا وہ منظر کتنا اندوہناک ہوگا جب ان ناانصافوں کے خلاف نبی اکرم ﷺ کی پیاری بیٹیاں اللہ احکم الحاکمین کی عدالت میں مقدمہ دائر کریں گی کہ انہوں نے ہماری نسبت ہمارے پاک بابا سے توڑنے اور ایک ناپاک کافر سے جوڑنے کی کوشش کی تھی اور اللہ تعالیٰ ان ظالموں، باغیوں کو گرفتار کر کے عبرت ناک عذاب سے دوچار کرے گا۔ وہ دن بہت جلد آنے والا ہے، جس دن ان کے ناپاک ارادے خاک میں مل جائیں گے۔

بناتِ رسول کے بارے میں شیعہ کا مؤقف:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

بَلْ مِنْهُمْ مَّنْ يُّنْكِرُ أَنْ تَكُونَ زَيْنَبُ، وَرُقَيَّةُ، وَأُمُّ كُلْثُومٍ، مِنْ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَقُولُونَ: إِنَّهُنَّ لِخَدِيجَةَ، مِنْ

زَوْجِهَا الَّذِي كَانَ كَافِرًا، قَبْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''بعض شیعہ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کے بناتِ رسول ہونے کے منکر ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ تینوں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اس کافر خاوند سے پیدا ہونے والی بیٹیاں ہیں، جس سے انہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آنے سے پہلے نکاح کیا تھا۔''

(منهاج السنّة النبويّة في نقض كلام الشيعة والقدريّة : 4/493)

ایک مقام پر فرماتے ہیں:

مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُولُ: إِنَّ رُقَيَّةَ، وَأُمَّ كُلْثُومٍ، زَوْجَتَيْ عُثْمَانَ، لَيْسَتَا بِنْتَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلٰكِنْ هُمَا بِنْتَا خَدِيجَةَ مِنْ غَيْرِهٖ، وَلَهُمْ فِي الْمُكَابَرَاتِ وَجَحْدِ الْمَعْلُومَاتِ بِالضَّرُورَةِ أَعْظَمُ مِمَّا لِأُولٰئِكَ النَّوَاصِبِ الَّذِينَ قَتَلُوا الْحُسَيْنَ، وَهٰذَا مِمَّا يُبَيِّنُ أَنَّهُمْ أَكْذَبُ وَأَظْلَمُ وَأَجْهَلُ مِنْ قَتَلَةِ الْحُسَيْنِ.

''بعض شیعہ کہتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی دونوں بیویاں، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں نہیں، بلکہ وہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پہلے خاوند سے ہونے والی بیٹیاں ہیں۔ سینہ زوری اور مسلمات کا انکار کرنے میں شیعہ ان ناصبیوں سے بھی چار ہاتھ آگے ہیں، جنہوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ قاتلین حسین سے بڑھ کر جھوٹے، ظالم اور جاہل ہیں۔''

(منهاج السنّة النبويّة : 4/368)

آیئے اب اس بارے میں شیعہ علما کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

① ابوالقاسم علی بن احمد بن موسیٰ کوفی شیعہ (۳۵۲ھ) نے لکھا ہے:

صَحَّ لَنَا فِيهِمَا مَا رَوَاهُ مَشَايِخُنَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَنِ الْأَئِمَّةِ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، وَذٰلِكَ أَنَّ الرِّوَايَةَ صَحَّتْ عِنْدَنَا عَنْهُمْ أَنَّهُ كَانَتْ لِخَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ مِّنْ أُمِّهَا أُخْتٌ، يُقَالُ لَهَا هَالَةُ، قَدْ تَزَوَّجَهَا رَجُلٌ مِّنْ بَنِي مَخْزُومٍ، فَوَلَدَتْ بِنْتًا اسْمُهَا هَالَةُ، ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا بَعْدَ أَبِي هَالَةَ رَجُلٌ مِّن تَمِيمٍ، يُقَالُ لَهُ أَبُو هِنْدٍ، فَأَوْلَدَهَا ابْنًا، كَانَ يُسَمّٰى هِنْدَ ابْنَ أَبِي هِنْدٍ، وَابْنَتَيْنِ، فَكَانَتَا هَاتَانِ الْابْنَتَانِ مَنْسُوبَتَيْنِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ (ص)؛ زَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ.

”ان دونوں (رقیہ اور زینب) کے بارے میں ہم اپنے اہل علم اور ائمہ اہل بیت کی وہ روایت درست مانتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ماں کی طرف سے ایک بہن تھی، جس کا نام ہالہ تھا۔ اس کی شادی بنومخزوم کے ایک شخص سے ہوئی۔ اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اس کا نام بھی ہالہ ہی رکھا گیا۔ ابو ہالہ کی وفات کے بعد خدیجہ کی بہن سے بنوتمیم کے ایک شخص ابو ہند نے شادی کر لی۔ اس سے ایک لڑکا ہند بن ابو ہند اور دو بچیاں زینب اور رقیہ ہوئیں، یہ دونوں بچیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں۔“

(الاستغاثة في بِدَع الثّلاثة: 68/1)

② ابن شہر آشوب شیعہ (م: ۵۸۸ھ) نے لکھا ہے:

يُؤَكِّدُ ذٰلِكَ مَا ذُكِرَ فِي كِتَابَيِ الْأَنْوَارِ وَالْبِدَعِ أَنَّ رُقَيَّةَ وَزَيْنَبَ كَانَتَا ابْنَتَيْ هَالَةَ أُخْتِ خَدِيجَةَ .

''اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے، جو الانوار اور البدع نامی کتب میں مذکور ہے کہ رقیہ اور زینب خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں ہیں۔''

(مناقب آل أبي طالب :159/1)

③ ملا احمد بن محمد المعروف بہ مقدس اردبیلی شیعہ (۹۹۳ھ) نے لکھا ہے:

قِيلَ : هُمَا رُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ كَانَتَا ابْنَتَيْ هَالَةَ أُخْتِ خَدِيجَةَ، وَلَمَّا مَاتَ أَبُوهُمَا رُبِّيَتَا فِي حِجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَمَا كَانَتْ عَادَةُ الْعَرَبِ فِي نِسْبَةِ الْمُرَبّٰى إِلَى الْمُرَبِّي، وَهُمَا اللَّتَانِ تَزَوَّجَهُمَا عُثْمَانُ بَعْدَ مَوْتِ زَوْجَيْهِمَا .

''کہا جاتا ہے کہ رقیہ اور زینب دونوں خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں۔ ان کا والد فوت ہو گیا، تو ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کی گود میں پرورش پائی۔ یوں ان کی نسبت آپ ﷺ کی طرف ہو گئی، جیسا کہ عربوں کی عادت تھی کہ پرورش کرنے والے کی طرف نسبت کر دیتے تھے۔ ان دونوں کے خاوند فوت ہوئے، تو بعد میں ان سے عثمان نے شادی کر لی۔''(حاشية زبدة البيان في أحكام القرآن، ص : 575)

④ محمد مہدی بن صالح موسوی شیعہ (م: ۱۳۴۸ھ) نے لکھا ہے:

مَا زَعَمَهُ (أَيِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ) مِنْ أَنَّ تَزْوِيجَ بِنْتَيْهِ لِعُثْمَانَ فَضِيلَةٌ لَّهٗ،

مِنْ عَجَائِبِهٖ، مِنْ حَيْثُ ثُبُوتِ الْمُنَازَعَةِ أَنَّهُمَا بِنْتَاهُ .

”ابن تیمیہ نے جو کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیوں سے شادی، عثمان کے لیے فضیلت کا باعث ہے، عجیب ہے، کیونکہ ان دونوں کے رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں ہونے میں اختلاف ثابت ہے۔“

(منهاج الشّريعة في الردّ على ابن تيميّة : 289/2)

مزید لکھا ہے:

قَدْ عَرَفْتَ عَدَمَ ثُبُوتِ أَنَّهُمَا بِنْتَا خَيْرِ الرُّسُلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَدَمَ وُجُودِ فَضْلٍ لَّهُمَا، تَسْتَحِقَّانِ بِهِ الشَّرَفَ وَالْقِدَمَ عَلٰى غَيْرِهِمَا .

”آپ بخوبی جان چکے ہیں کہ ان دونوں کا نبی اکرم ﷺ کی بیٹیاں ہونا ثابت نہیں، نہ ان کے لیے کوئی فضیلت موجود ہے، جس کی وجہ سے وہ دوسروں پر شرف وفضل کی مستحق ہوں۔“ (منهاج الشّريعة : 291/2)

پیارے رسول ﷺ کی پیاری بیٹیوں کے بارے میں یہ تو تھا شیعہ کا مؤقف، اب ملاحظہ فرمائیں:

بناتِ رسول کے بارے میں اہل سنت کا مؤقف:

نبی کریم ﷺ کی بیٹیوں کے بارے میں اہل سنت کا اجماعی مؤقف یہ ہے کہ آپ ﷺ کی چار حقیقی صاحبزادیاں تھیں۔ ان کے نام بالترتیب سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن ہیں۔ دلائل ملاحظہ ہوں!

① اجماعِ اُمت:

اس میں اہل حق کے دو فرد بھی باہم اختلاف نہیں کرتے۔

① حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (463ھ) فرماتے ہیں:

وَلَدُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيجَةَ أَرْبَعُ بَنَاتٍ، لَا خِلَافَ فِي ذٰلِكَ .

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے چار بیٹیاں تھیں۔اس میں کوئی اختلاف نہیں۔“

(الاستيعاب :50/1، وفي نسخة :89/1 بحاشية الإصابة)

نیز لکھتے ہیں:

أَجْمَعُوا أَنَّهَا وُلِدَتْ لَهُ أَرْبَعُ بَنَاتٍ كُلُّهُنَّ أَدْرَكْنَ الْإِسْلَامَ، وَهَاجَرْنَ، فَهُنَّ : زَيْنَبُ، وَفَاطِمَةُ، وَرُقَيَّةُ، وَأُمُّ كَلْثُومٍ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں،سب نے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی، نام یہ ہیں: سیدہ زینب،سیدہ فاطمہ،سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن۔“

(الاستيعاب في معرفة الأصحاب : 1818/4)

② حافظ عبد الغنی مقدسی رحمہ اللہ (600ھ) فرماتے ہیں:

اَلْبَنَاتُ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ .

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں ہیں۔اس میں اختلاف نہیں۔“

(الدرّة المضيّة على السّيرة النّبويّة : 8/6 مع التّعليق)

③ حافظ صفدی رحمہ اللہ (764ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْحَافِظُ عَبْدُ الْغَنِيِّ : فَالْبَنَاتُ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ .

''حافظ عبدالغنی فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔''(الوافي بالوفيات :79/1)

④ حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) لکھتے ہیں:

اَلْبَنَاتُ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بالاتفاق چار بیٹیاں ہیں۔''

(تهذيب الأسماء واللّغات :26/1)

⑤ حافظ مزی رحمہ اللہ (742ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ لَهٗ مِنَ الْبَنَاتِ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(تهذيب الكمال في أسماء الرّجال :57/1، وفي نسخة :191/1)

⑥ علامہ فاسی رحمہ اللہ (۸۳۲ھ) فرماتے ہیں:

تَوَاتَرَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ فِي تَرْتِيبِ بَنَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، أَنَّ زَيْنَبَ الْأُوْلٰى، ثُمَّ الثَّانِيَةُ رُقَيَّةُ، ثُمَّ الثَّالِثَةُ أُمُّ كُلْثُومَ، ثُمَّ الرَّابِعَةُ فَاطِمَةُ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

''متواتر احادیث کی رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کی ترتیب یہ ہے کہ پہلی بیٹی زینب، دوسری رقیہ، تیسری اُم کلثوم اور چوتھی فاطمہ رضی اللہ عنہن ہیں، واللہ اعلم!''

(العِقد الثّمين : 423/6)

جو لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کا انکار کرتے ہیں اور انہیں کسی کافر کی طرف منسوب

کرتے ہیں، وہ مسلمانوں کے اجماع کے منکر ہیں۔ جو اجماعِ مسلمین کی مخالفت کرے، اس کے گمراہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ اجماعِ امت حق ہے۔

② فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (الأحزاب : 5)

"تم لوگوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو۔ اللہ کے ہاں یہی بات انصاف والی ہے۔"

معلوم ہوا کہ کسی انسان کو اس کے باپ کے علاوہ کسی غیر کی طرف منسوب کرنا نا انصافی ہے۔ احادیث میں واضح طور پر سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں کہا گیا ہے۔ ہر دور میں مسلمان انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں قرار دیتے رہے ہیں۔ اگر یہ آپ کی حقیقی بیٹیاں نہیں تھیں، تو انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا نا انصافی تھی اور یہ ناممکن ہے کہ احادیث اور اجماعِ امت مسلمہ نا انصافی پر مبنی ہو۔ لہٰذا بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کسی کافر کی بیٹیاں تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پرورش کی، اسی بنا پر ان کی نسبت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو گئی، اس آیتِ کریمہ کے صریحاً خلاف ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ تینوں صاحبات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں تھیں۔ ان کے (معاذ اللہ) کسی کافر کی اولاد ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ پھر اصولِ فقہ کا یہ مسلمہ قاعدہ بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ جب تک حقیقت متعذر نہ ہو اور مجاز پر کوئی دلیل نہ ہو، مجازی معنی کی طرف انتقال جائز نہیں ہوتا۔ ان تینوں صاحبات کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی اولاد ہونے میں کوئی مانع نہیں، نہ ان کے غیر کی اولاد ہونے پر کوئی دلیل ہے۔ لہٰذا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں تھیں۔

③ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ (الأحزاب 33 : 59).

''اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مؤمنوں کی عورتوں سے فرما دیجیے کہ وہ چادریں اوڑھ لیا کریں۔ یوں وہ دوسروں سے ممتاز ہو جائیں گی اور تکلیف سے محفوظ رہیں گی۔ اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

یہ آیت کریمہ واضح دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ایک سے زائد بیٹیاں تھیں، کیونکہ اس میں ''بنات'' کا لفظ مستعمل ہے جو کہ ''بنت'' کی جمع ہے۔ جمع کے کم سے کم تین افراد ہوتے ہیں۔ کسی خارجی دلیل سے جمع کے اقل افراد دو ہو سکتے ہیں۔ ایک فرد کے جمع ہونے کا دنیا میں کوئی بھی قائل نہیں۔ ایک تو مفرد حقیقی ہے۔ اگر نبی اکرم ﷺ کی حقیقی بیٹی صرف سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں، تو ''بنات'' کا کیا معنی؟

حدیثی دلائل:

آیئے اب پیارے رسول ﷺ کی پیاری بیٹیوں کے بارے میں بالترتیب حدیثی دلائل ملاحظہ فرمائیں:

① سیدہ زینب رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے تھیں۔ ان کی شادی ابو العاص بن ربیعہ سے ہوئی تھی۔

(۱) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ، خَرَجَتِ ابْنَتُهُ مِنْ مَّكَّةَ مَعَ بَنِي كِنَانَةَ، فَخَرَجُوا فِي أَثَرِهَا، فَأَدْرَكَهَا هَبَّارُ بْنُ الْأَسْوَدِ، فَلَمْ يَزَلْ يَطْعَنُ بَعِيرَهَا حَتّٰى صَرَعَهَا، فَأَلْقَتْ مَا فِي بَطْنِهَا، وَأُهْرِيْقَتْ دَمًا، فَانْطُلِقَ بِهَا، وَاشْتَجَرَ فِيهَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو أُمَيَّةَ، فَقَالَتْ بَنُو أُمَيَّةَ: نَحْنُ أَحَقُّ بِهَا، وَكَانَتْ تَحْتَ ابْنِ عَمِّهِمْ، أَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، فَكَانَتْ عِنْدَ هِنْدٍ بِنْتِ رَبِيعَةَ، وَكَانَتْ تَقُولُ لَهَا هِنْدٌ: هٰذَا فِي سَبَبِ أَبِيكِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ: أَلَا تَنْطَلِقُ، فَتَجِيءَ بِزَيْنَبَ؟، قَالَ: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: فَخُذْ خَاتَمِي هٰذَا، فَأَعْطِهَا إِيَّاهُ، قَالَ: فَانْطَلَقَ زَيْدٌ، فَلَمْ يَزَلْ يَلْطُفُ وَتَرَكَ بَعِيرَهُ حَتّٰى أَتٰى رَاعِيًا، فَقَالَ: لِمَنْ تَرْعٰى؟ فَقَالَ: لِأَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ: فَلِمَنْ هٰذِهِ الْغَنَمُ؟ قَالَ: لِزَيْنَبَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ ـ عَلَيْهِ السَّلَامُ ـ، فَسَارَ مَعَهُ شَيْئًا، ثُمَّ قَالَ لَهُ: هَلْ لَّكَ أَنْ أُعْطِيَكَ شَيْئًا تُعْطِيهَا إِيَّاهُ، وَلَا تَذْكُرُهُ لِأَحَدٍ؟ قَالَ: نَعَم، فَأَعْطَاهُ الْخَاتَمَ، فَانْطَلَقَ الرَّاعِي، فَأَدْخَلَ غَنَمَهُ، وَأَعْطَاهَا الْخَاتَمَ، فَعَرَفَتْهُ، فَقَالَتْ: مَنْ أَعْطَاكَ هٰذَا؟ قَالَ:

رَجُلٌ، قَالَتْ : وَأَيْنَ تَرَكْتَهُ؟ قَالَ : مَكَانَ كَذَا وَكَذَا، فَسَكَنَتْ حَتّٰى إِذَا كَانَ اللَّيْلُ خَرَجَتْ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهَا : ارْكَبِي بَيْنَ يَدَيَّ! قَالَتْ : لَا، وَلٰكِنِ ارْكَبْ أَنْتَ، فَرَكِبَ وَرَكِبَتْ وَرَاءَهُ، حَتّٰى أَتَتِ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ : هِيَ أَفْضَلُ بَنَاتِي، أُصِيبَتْ فِيَّ .

''رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی، تو آپ ﷺ کی صاحبزادی (سیدہ زینب رضی اللہ عنہا) بھی مکہ سے بنو کنانہ کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ کفار مکہ ان کے پیچھے آئے اور ہبار بن اسود آ گیا۔ وہ ان کے اونٹ کو نیزے مارتا رہا یہاں تک کہ انہیں زمین پر گرا دیا۔ ان کے بطن میں بچہ تھا، وہ گر گیا۔ بہت سارا خون بھی ضائع ہوا۔ انہیں واپس لے جایا گیا۔ اب بنو ہاشم اور بنو امیہ ان کے معاملہ میں جھگڑنے لگے۔ بنو امیہ نے کہا کہ ہم ان کے زیادہ حق دار ہیں، دراصل سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ان کے چچازاد ابو العاص بن ربیعہ بن عبد شمس کے نکاح میں تھیں، چنانچہ وہ ہند بنت ربیعہ کے پاس رہیں۔ ہند انہیں کہا کرتی تھی کہ آپ کے ساتھ یہ سب آپ کے باپ کی وجہ سے ہوا۔ ادھر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ زینب کو لے آتے؟ عرض کیا: اللہ کے رسول! کیوں نہیں، فرمایا: میری یہ انگوٹھی انہیں پہنا دینا۔ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے ایک چرواہے کے پاس سے گزرے۔ اس سے پوچھا: کس کی بکریاں چرا رہے ہو؟ جواب دیا: ابو عاص بن ربیعہ کی، مزید پوچھا: یہ بکریاں کس کی ہیں؟ جواب دیا: زینب بنت محمد علیہ السلام کی۔ زید رضی اللہ عنہ کچھ دیر اس

کے ساتھ چلے، پھر فرمایا: تمہیں ایک چیز دوں، تو رازداری سے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تک پہنچا دو گے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ زید رضی اللہ عنہ نے وہ انگوٹھی اسے دے دی۔ چرواہے نے بکریاں گھر میں داخل کیں اور انگوٹھی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو دے دی۔ سیدہ نے انگوٹھی دیکھی، تو فوراً پہچان لی اور چرواہے سے کہا: یہ انگوٹھی آپ کو کس نے دی؟ چرواہے نے کہا: ایک انجان آدمی نے۔ سیدہ نے کہا: آپ نے اسے کہاں چھوڑا ہے؟ اس نے وہ جگہ بتا دی۔ سیدہ رات ہونے تک ٹھہری رہیں، پھر اس جگہ پہنچ گئیں۔ زید رضی اللہ عنہ نے سیدہ سے کہا: آپ اونٹ پر آگے سوار ہو جائیے۔ سیدہ نے فرمایا: نہیں، آگے آپ سوار ہوں۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ آگے سوار ہوئے اور سیدہ پیچھے۔ یوں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئیں۔ اس کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: یہ میری عظیم بیٹی میری وجہ سے ستم جھیلتی رہی۔“

(الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم : 2975، المعجم الكبير للطّبراني : 431/22، شرح مشكل الآثار للطّحاوي : 142، والسّياق لهٗ، مسند البزّار [كشف الأستار] : 2666، المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 2/200-201، 4/43-44، دلائل النّبوّة للبيهقي : 3/156-157، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس کے راوی صحیح بخاری والے ہیں۔“ (مجمع الزّوائد : 9/213)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”جید“ قرار دیا ہے۔

(فتح الباري : 7/109)

یحییٰ بن ایوب غافقی جمہور کے نزدیک ''موثق، حسن الحدیث'' ہے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فِيهِ أَدْنٰى كَلَامٍ، وَقَدْ وَثَّقَهُ الْأَكْثَرُونَ.

''اس میں تھوڑا سا کلام ہے، البتہ جمہور محدثین نے توثیق کی ہے۔''

(المجموع: 447/3، خلاصة الأحكام: 352/1، ح: 1069)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَهٗ غَرَائِبُ وَمَنَاكِيْرُ، يَتَجَنَّبُهَا أَرْبَابُ الصِّحَاحِ، وَيُنَقُّوْنَ حَدِيْثَهٗ، وَهُوَ حَسَنُ الْحَدِيْثِ.

''اس کی چند غریب اور منکر روایات ہیں، اسی لیے روایت میں صحت کی شرط لگانے والے محدثین نے ان روایات سے اجتناب کیا ہے۔ محدثین اس کی صرف صحیح احادیث کا انتخاب کرتے تھے۔ یہ حسن الحدیث ہے۔''

(سير أعلام النّبلاء: 6/8)

(ب) سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لَمَّا مَاتَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اغْسِلْنَهَا وِتْرًا، ثَلَاثًا، أَوْ خَمْسًا، وَاجْعَلْنَ فِي الْخَامِسَةِ كَافُورًا.

''رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: انہیں طاق یعنی تین یا پانچ دفعہ غسل دیں۔ پانچویں مرتبہ (پانی میں) کافور ملا لینا۔''

(صحيح البخاري: 1253، صحيح مسلم: 939، واللّفظ لهٗ)

(ج) سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي، وَهُو حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ، بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلِأَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا، وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نواسی امامہ رضی اللہ عنہا کو اُٹھا کر نماز پڑھ لیتے تھے، جو آپ کی بیٹی زینب اور ابوالعاص بن ربیعہ بن عبد شمس کی لختِ جگر تھیں، سجدہ کرتے وقت انہیں بٹھا دیتے اور قیام کے وقت اٹھا لیتے۔“

(صحيح البخاري: 516، صحيح مسلم: 543)

(د) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیوں کے ذکر میں اپنے داماد ابوالعاص کی تعریف فرمائی۔ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ! أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ، فَحَدَّثَنِي وَصَدَقَنِي.

”حمد وثنا کے بعد! میں نے ابوالعاص بن ربیع سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا، وہ اپنی ہر بات کے پاس دار تھے۔“

(صحيح البخاري: 3729، صحيح مسلم: 2449)

② سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی

پہلی زوجہ محترمہ تھیں۔آپ بھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہیں۔

(ا) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ، فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا، وَسَهْمَهُ.

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر تھیں اور وہ بیمار تھیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ آپ کے لیے بدر میں حاضر ہونے والوں کی طرح اجر و ثواب اور مال غنیمت ہے۔''

(صحيح البخاري: 3130)

(ب) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنِّي تَخَلَّفْتُ يَوْمَ بَدْرٍ، فَإِنِّي كُنْتُ أُمَرِّضُ رُقَيَّةَ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰى مَاتَتْ، وَقَدْ ضَرَبَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَهْمِي، وَمَنْ ضَرَبَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَهْمِهٖ، فَقَدْ شَهِدَ.

''میں غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکا،سبب یہ تھا کہ میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رقیہ کی تیمارداری کر رہا تھا،وہ وفات پا گئیں۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے مالِ غنیمت میں حصہ مقرر فرمایا۔جس کا حصہ اللہ کے رسول مقرر فرما دیں،

وہ حاضر ہی شمار ہوگا۔“

(مسند الإمام أحمد: 68/1، ح: 490، وسندہٗ حسنٌ)

③ سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے پیدا ہونے والی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری بیٹی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی شادی آپ کی بہن سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ یوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیاں ان کے نکاح میں دیں۔ اسی بنا پر آپ رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کا لقب ملا۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے بارے میں:

(۱) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

شَهِدْنَا بِنْتًا لِّرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى القَبْرِ، قَالَ: فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ، قَالَ: فَقَالَ: هَلْ مِنْكُمْ رَجُلٌ لَّمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ؟، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَنَا، قَالَ: فَانْزِلْ، قَالَ: فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا.

”ہم (ام کلثوم) بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے وقت حاضر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس بیٹھے تھے۔ میں نے آپ کی آنکھوں سے زاروقطار آنسو بہتے دیکھے، فرمایا: کون ہے، جس نے آج رات اپنی بیوی سے مباشرت نہیں کی؟ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر میں اتریں۔ وہ اتر گئے۔“

(صحيح البخاري : 1285)

ایک روایت ہے:

لَمْ يُقَارِفْ أَهْلَهُ اللَّيْلَةَ . ”جس نے رات کو ہم بستری نہ کی ہو۔“

(شرح مشكل الآثار للطّحاوي : 2514، المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 47/4، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ کی بیٹی سے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہی مراد ہیں، کیونکہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت تو آپ ﷺ غزوۂ بدر میں تھے۔ آپ ﷺ کی غیر موجودگی میں ان کی تدفین ہوگئی تھی۔

مسند احمد کی ایک روایت (229/3، ح:13431، 270/3، ح:13398) میں إِنَّ رُقَيَّةَ لَمَّا مَاتَتْ ”جب سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں۔“ کے الفاظ ہیں۔ اس بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَهِمَ حَمَّادٌ فِي تَسْمِيَتِهَا فَقَطْ .

”حماد کو صرف نام میں وہم ہوا ہے۔“ (فتح الباري : 158/3)

(ب) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

إِنَّهٗ رَأَى عَلٰى أُمِّ كُلْثُومٍ، عَلَيْهَا السَّلَامُ، بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَ حَرِيرٍ سِيَرَاءَ .

”انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ام کلثوم علیہا السلام کے اوپر دھاری دار ریشم کی چادر دیکھی۔“

(صحيح البخاري : 5842)

سنن نسائی (5294) اور سنن ابن ماجہ (3588) میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نام بیان ہوا ہے، یہ روایت شاذ ہے، نیز زہری رحمہ اللہ کے عنعنہ کی وجہ سے بھی ''ضعیف'' ہے۔

فائدہ: عبداللہ بن عمر بن محمد بن ابان جعفی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قَالَ لِي خَالِي حُسَيْنُ (بْنُ عَلِيٍّ) الْجُعْفِيُّ : يَا بُنَيَّ! لِمَ يُسَمّٰى عُثْمَانُ ذُو النُّورَيْنِ؟ قُلْتُ : لَا أَدْرِي، قَالَ : لَمْ يَجْمَعْ بَيْنَ ابْنَتَيْ نَبِيٍّ مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ إِلٰى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ غَيْرَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلِذٰلِكَ سُمِّيَ ذُو النُّورَيْنِ .

''میرے ماموں حسین بن علی جعفی (م:۲۰۴ھ) نے مجھ سے فرمایا: بیٹا! جانتے ہو کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کیوں کہا جاتا ہے؟ عرض کیا: نہیں جانتا۔ فرمایا: سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کسی نبی کی دو بیٹیاں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے نکاح میں نہیں آئیں۔ اسی لیے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔''

(الشّريعة للآجرّي : 1405، معرفة الصّحابة لأبي نعيم الأصبهاني : 239، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 73/7، واللّفظ لهٗ، وسندهٗ حسنٌ)

④ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی کے بطن پاک سے ہیں۔ آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ اور حسنین کریمین کی والدہ ماجدہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بے شمار فضائل و مناقب کتب احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔ چونکہ

باقی بناتِ رسول کا انکار کرنے والے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بنت رسول ہونے کے اقراری ہیں، لہٰذا تفصیل کی ضرورت نہیں۔

بعض شیعہ علما کا اقرار:

بعض شیعہ علما بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار حقیقی بیٹیوں کو تسلیم کرتے ہیں۔

① امام ابوجعفر باقر رحمہ اللہ سے منقول ہے:

وُلِدَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيجَةَ الْقَاسِمُ، وَالطَّاهِرُ، وَأُمُّ كُلْثُومٍ، وَرُقَيَّةُ، وَفَاطِمَةُ، وَزَيْنَبُ .

''سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد یہ تھی: قاسم، طاہر، ام کلثوم، رقیہ، فاطمہ اور زینب رضی اللہ عنہم۔''

(قرب الإسناد للحميري : 9/3، بحار الأنوار للمجلسي : 151/22)

اگرچہ اصولِ محدثین کے مطابق اس قول کی سند سخت ترین ''ضعیف'' ہے، شیعہ اصولوں کے مطابق یہ قول بالکل صحیح اور ثابت ہے۔

② ایک صاحب نے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا ہے:

وُلِدَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيجَةَ : الْقَاسِمُ، وَالطَّاهِرُ، وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ، وَأُمُّ كُلْثُومٍ، وَرُقَيَّةُ، وَزَيْنَبُ، وَفَاطِمَةُ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے اولاد یہ تھی: قاسم، طاہر عبداللہ، ام کلثوم، رقیہ، زینب اور فاطمہ رضی اللہ عنہم۔''

(الخِصال لابن بابوَيه القمّي، ص : 404)

③ شیخ الشیعہ، محمد باقر مجلسی (م: 1111ھ) نے رمضان المبارک میں پڑھی جانے والی تسبیح ذکر کی ہے:

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى أُمِّ كُلْثُومٍ ابْنَةِ نَبِيِّكَ، وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰى نَبِيَّكَ فِيهَا،
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُقَيَّةَ ابْنَةِ نَبِيِّكَ، وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰى نَبِيَّكَ فِيهَا .

''اے اللہ! تو اپنے نبی کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا پر رحمتیں نازل فرما اور اس شخص پر لعنت فرما، جس نے تیرے نبی کو ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے حوالے سے تکلیف دی۔ اللہ! تو اپنے نبی کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا پر رحمتیں نازل فرما اور اس شخص پر لعنت فرما، جس نے تیرے نبی کو رقیہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے تکلیف پہنچائی۔''

(بحار الأنوار: 110/95)

④ ابن ابی الحدید (م: 656ھ) نے لکھا ہے:

ثُمَّ وَلَدَتْ خَدِيجَةُ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَاسِمَ، وَالطَّاهِرَ، وَزَيْنَبَ، وَرُقَيَّةَ، وَأُمَّ كُلْثُومٍ، وَفَاطِمَةَ .

''سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بیٹے قاسم و طاہر رضی اللہ عنہما اور چار بیٹیاں، زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن تھیں۔''

(شرح نہج البلاغة: 132/5)

بعض کا کہنا کہ بوقت نکاح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس برس اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس برس تھی۔ یہ بات بے بنیاد ہے، اس پر کوئی صحیح دلیل موجود نہیں، یہ محمد بن عمر واقدی جیسوں کی کاروائی ہے، لہٰذا اسے بنیاد بنا کر بناتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کسی طرح بھی درست نہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

سیدنا، ومحبوبنا، ومحبوب المومنین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صحابی جلیل، مفسر، محدث، فقیہ اور مفتی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ (۷ھ) خیبر والے سال مسلمان ہوئے۔ چار سال صحبت رسول علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں رہے۔ سب سے زیادہ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ مروان بن حکم رحمہ اللہ کے دور میں مدینہ کے گورنر رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ کے مفتی تھے۔ آپ کے بے شمار تلامذہ ہیں، جن میں جلیل القدر صحابہ سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا جابر بن عبداللہ، سیدنا انس بن مالک، سیدنا واثلہ بن اسقع اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ کو یَا أَبَا هِرٍّ، یَا أَبَا هُرَيْرَة کہہ کر پکارتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سَمِعْتُ حِبِّي، سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ اور قَالَ خَلِيلِي کہتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں شدید اختلاف ہے۔

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ مَعَهُ شَيْءٌ يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ إِلَّا أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ أَوْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ هُوَ الَّذِي سَكَنَ إِلَيْهِ الْقَلْبُ فِي اسْمِهٖ فِي الْإِسْلَامِ.

''اس بارے میں کچھ بھی ثابت نہیں، کہ جس پر اعتماد کیا جائے، البتہ دل کہتا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اسلامی نام عبداللہ یا عبدالرحمٰن ہوگا۔''

(الاستيعاب في مَعرِفة الأصحاب : 1770/4)

حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَصَحُّ عِنْدَ الْمُحَقِّقِينَ الْأَكْثَرِينَ مَا صَحَّحَهُ الْبُخَارِيُّ وَغَيْرُهُ مِنَ الْمُتْقِنِينَ أَنَّهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ صَخْرٍ.

''اکثر محققین کے ہاں درست وہی ہے، جسے امام بخاری رحمہ اللہ اور دیگر حفاظ نے صحیح قرار دیا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام عبدالرحمٰن بن صخر ہے۔''

(تهذيب الأسماء واللُّغات : 270/2)

کنیت کا سبب:

عبداللہ بن رافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ، لِمَ كُنِّيتَ أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ : أَمَا تَفْرَقُ مِنِّي؟ قُلْتُ : بَلٰى وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَهَابُكَ، قَالَ : كُنْتُ أَرْعٰى غَنَمَ أَهْلِي، فَكَانَتْ لِي هُرَيْرَةٌ صَغِيرَةٌ فَكُنْتُ أَضَعُهَا بِاللَّيْلِ فِي شَجَرَةٍ، فَإِذَا كَانَ النَّهَارُ ذَهَبْتُ بِهَا مَعِي فَلَعِبْتُ بِهَا فَكَنَّوْنِي أَبَا هُرَيْرَةَ.

''میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کی کنیت ابو ہریرہ رکھنے کی وجہ؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ مجھ سے ڈرتے نہیں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، اللہ کی قسم! میں آپ سے ڈرتا ہوں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دراصل میں اپنی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ میری ایک چھوٹی سی بلی تھی، جسے میں رات کو درخت پر بٹھا دیتا تھا، دن ہوتے ہی اپنے ساتھ لے جاتا تھا اور اس کے ساتھ کھیلتا تھا،

تو لوگوں نے میری کنیت ''ابو ہریرہ'' رکھ دی۔''

(سنن التّرمذي: 3840، وسندہٗ حسنٌ)

اس روایت کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' کہا ہے۔

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔

(الإصابة في تمييز الصّحابة: 349/7)

فقاہت ابی ہریرہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بالاجماع فقیہ ہیں۔ امام یعقوب بن سفیان فسوی رحمہ اللہ (۲۷۷ھ) نے آپ رضی اللہ عنہ کو فقہا صحابہ میں ذکر کیا ہے۔(المَعرِفة والتّاريخ: 486/1)

✿ علامہ ابوالمظفر سمعانی رحمہ اللہ (۴۸۹ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُمْ: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمْ يَكُنْ فَقِيهًا، قُلْنَا: بَلْ كَانَ فَقِيهًا وَلَمْ يَعْدَمْ شَيْئًا مِنْ أَسْبَابِ الْاجْتِهَادِ وَقَدْ كَانَ يُفْتِي فِي زَمَانِ الصَّحَابَةِ وَمَا كَانَ يُفْتِي فِي ذٰلِكَ الزَّمَانَ إِلَّا فَقِيهٌ مُجْتَهِدٌ وَعَلٰى أَنَّهُ أَنْ لَّمْ يَكُنْ مِنَ الْمَعْرُوفِينَ بِالْفِقْهِ فَقَدْ كَانَ مَعْرُوفًا بِالضَّبْطِ وَالْحِفْظِ وَالتَّقْوٰى وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ أَنَّ الْفِقْهَ فِي الرَّاوِي شَرْطًا لِقَبُولِ رِوَايَتِهٖ.

''احناف کا یہ کہنا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فقیہ نہیں تھے۔ ہم کہتے ہیں: کیوں نہیں، وہ فقیہ تھے، ان میں اجتہاد کی کوئی شرط معدوم نہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ عہد صحابہ میں فتویٰ دیا کرتے تھے اور اس زمانے میں فقیہ اور مجتہد ہی فتویٰ دیتا تھا۔ بالفرض وہ

معروف فقیہ نہ بھی ہوں، تو بھی وہ ضبط، حفظ اور تقویٰ میں معروف تھے اور محدثین میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ قبول روایت کے لیے راوی کا فقیہ ہونا شرط ہے۔“

(قواطع الأدلة: 464/1)

✿ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو فقیہ ثابت کیا ہے۔

(مَجموع الفتاویٰ: 534/4)

✿ علامہ محمد عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ (۱۳۵۳ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ تَفَوَّهَ بَعْضُ الْفُقَهَاءِ الْحَنَفِيَّةِ بِأَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ لَمْ يَكُنْ فَقِيهًا وَقَوْلُهُمْ هٰذَا بَاطِلٌ مَّرْدُودٌ عَلَيْهِمْ وَقَدْ صَرَّحَ أَجِلَّةُ الْعُلَمَاءِ الْحَنَفِيَّةِ بِأَنَّهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ فَقِيهًا، قَالَ صَاحِبُ السِّعَايَةِ شَرْحِ شَرْحِ الْوِقَايَةِ، وَهُوَ مِنَ الْعُلَمَاءِ الْحَنَفِيَّةِ رَدًّا عَلٰى مَنْ قَالَ مِنْهُمْ: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ غَيْرَ فَقِيهٍ مَا لَفْظُهُ: كَوْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ غَيْرَ فَقِيهٍ غَيْرُ صَحِيحٍ بَلِ الصَّحِيحُ أَنَّهُ مِنَ الْفُقَهَاءِ الَّذِينَ كَانُوا يُفْتُونَ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا صَرَّحَ بِهِ ابْنُ الْهَمَّامِ فِي تَحْرِيرِ الْأُصُولِ وَابْنِ حَجَرٍ فِي الْإِصَابَةِ فِي أَحْوَالِ الصَّحَابَةِ.

”بعض فقہائے حنفیہ نے کہا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غیر فقیہ تھے۔ ان کی یہ بات باطل اور مردود ہے۔ بڑے بڑے حنفی علما نے صراحت کی ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فقیہ تھے۔ سعایہ (۴۵۴/۱) کے مصنف (عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ)، جو

کہ علمائے احناف میں سے ہی ہیں، نے اُن پر رد کیا ہے، جو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو غیر فقیہ کہتے ہیں، ان کے الفاظ ہیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے غیر فقیہ ہونے والی بات بالکل صحیح نہیں ہے، بلکہ صحیح یہی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اُن فقہا صحابہ میں سے تھے، جو عہد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں فتویٰ دیا کرتے تھے، جیسا کہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے تحریر الاصول (۴/۱۳۱) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے الاصابہ فی احوال الصحابہ میں اس بات کی صراحت کی ہے۔"

(تحفة الأحوذي: 11/1)

❁ علامہ عبدالعزیز بن احمد بخاری حنفی رحمہ اللہ (۷۳۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّا لَا نُسَلِّمُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمْ يَكُنْ فَقِيهًا بَلْ كَانَ فَقِيهًا وَلَمْ يَعْدَمْ شَيْئًا مِنْ أَسْبَابِ الْاِجْتِهَادِ وَقَدْ كَانَ يُفْتِي فِي زَمَانِ الصَّحَابَةِ وَمَا كَانَ يُفْتِي فِي ذٰلِكَ الزَّمَانَ إِلَّا فَقِيهٌ مُجْتَهِدٌ وَكَانَ مِنْ عِلْيَةِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ عَنْهُمْ وَقَدْ دَعَا النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهٗ بِالْحِفْظِ فَاسْتَجَابَ اللّٰهُ تَعَالَى لَهٗ فِيهِ حَتَّى انْتَشَرَ فِي الْعَالَمِ ذِكْرُهٗ وَحَدِيثُهٗ ...... وَقَدْ رَوٰى جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ عَنْهُ فَلَا وَجْهَ إِلٰى رَدِّ حَدِيثِهٖ بِالْقِيَاسِ .

ہم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے غیر فقیہ ہونے والی بات تسلیم نہیں کرتے، بلکہ آپ فقیہ تھے، آپ میں اجتہاد کی کوئی شرط معدوم نہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ عہد صحابہ میں

فتویٰ دیا کرتے تھے اور اس زمانے میں فقیہ اور مجتہد ہی فتویٰ دیتا تھا۔ آپ کا شمار جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے لیے حافظہ کی دعا کی تھی، جسے اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور آپ کا ذکر خیر اور احادیث کو جہان میں پھیلا دیا۔ ...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے آپ رضی اللہ عنہ سے روایت لی ہے، لہٰذا آپ کی روایت کو قیاس سے رد کرنے کا کوئی جواز نہیں۔''

(كشف الأسرار شرح أصول البَزدَوي : 383/2، التّقرير والتحبير لابن أمير حاج الحنفي : 251/2، تيسير التّحرير لأمير بادشاه الحنفي : 53/3)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِمَامُ، الْفَقِيْهُ، الْمُجْتَهِدُ، الْحَافِظُ، صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو هُرَيْرَةَ الدَّوْسِيُّ، الْيَمَانِيُّ، سَيِّدُ الْحُفَّاظِ الْأَثْبَاتِ .

''امام، فقیہ، مجتہد، حافظ، صحابی رسول، ابو ہریرہ سدوسی، یمانی، ثقہ حفاظ حدیث کے سرخیل رضی اللہ عنہ۔''

(سِير أعلام النّبلاء : 578/2)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

رَدُّوهُ إِذَا كَانَ الرَّاوِي لَهٗ مِنَ الصَّحَابَةِ غَيْرَ فَقِيهٍ بِزَعْمِهِمْ وَقَبِلُوهُ إِذَا كَانَ فَقِيهًا، وَبِمِثْلِ ذٰلِكَ رَدُّوا رِوَايَةَ أَبِي هُرَيْرَةَ إِذَا خَالَفَتْ آرَاءَ هُمْ، قَالُوا : لَمْ يَكُنْ فَقِيهًا، وَقَدْ أَفْتٰى فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَأَقَرَّهٗ عَلَى الْفَتْوٰى، وَاسْتَعْمَلَهٗ نَائِبًا عَلَى الْبَحْرَيْنِ وَغَيْرِهَا، وَمِنْ تَلَامِيذِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَغَيْرُهٗ

مِنَ الصَّحَابَةِ، وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَغَيْرُهُ مِنَ التَّابِعِينَ .

”بعض لوگوں نے حدیث کو اس طرح رد کیا کہ ان کے زعم کے مطابق فلاں صحابی غیر فقیہ ہے اور جو فقیہ ہے، اس کی روایت قبول کر لی۔ اسی لیے بعض لوگوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ روایات رد کر دیں، جو ان کی آراء کے مخالف تھیں اور کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فقیہ نہیں تھے۔ جبکہ آپ رضی اللہ عنہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دور خلافت میں فتویٰ دیا کرتے تھے اور انہوں نے خود آپ کو فتویٰ کے لیے مقرر کیا تھا اور آپ کو بحرین وغیرہ پر نائب بھی مقرر کیا تھا۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جیسے کئی صحابہ آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ تابعین میں سعید بن مسیّب رحمہ اللہ جیسے کئی ایک نے آپ رضی اللہ عنہ سے شرف تلمذ کیا۔“

(مختصر الصواعق المرسلة، ص 607)

❀ علامہ عبدالقادر بن محمد حنفی رحمہ اللہ (۷۷۵ھ) فرماتے ہیں:

أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ فُقَهَاءِ الصَّحَابَةِ .

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فقہا صحابہ میں سے تھے۔“

(الجواهر المضيّة :418/1)

❀ علامہ زرکشی رحمہ اللہ (۷۹۴ھ) فرماتے ہیں:

نُقِلَ عَنِ الْحَنَفِيَّةِ أَنَّهُمْ قَالُوا : أَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عُمَرَ وَأَنَسٌ وَجَابِرٌ لَيْسُوا فُقَهَاءَ، وَإِنَّمَا هُمْ رُوَاةُ أَحَادِيثَ وَهُوَ بَاطِلٌ .

”احناف سے منقول ہے کہ ابو ہریرہ، ابن عمر، انس اور جابر رضی اللہ عنہم فقہا نہیں تھے، بلکہ صرف راویان حدیث تھے۔ یہ باطل بات ہے۔“

(البحر المُحيط في أصول الفقه : 245/8)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

”جس نے حدیث پر اس بنا پر طعن کیا کہ اس کے راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فقیہ نہیں تھے، لہٰذا قیاس کے خلاف ہونے کی وجہ سے نا قابلِ عمل ہے۔

هُوَ كَلَامٌ آذٰى قَائِلُهٗ بِهٖ نَفْسَهٗ.

اس نے یہ بات کہہ کر اپنا ہی نقصان کیا ہے۔“

(فتح الباري : 364/4)

❀ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ (۱۱۳۸ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُمْ : أَبُو هُرَيْرَةَ غَيْرُ فَقِيهٍ ضَعِيفٌ أَيْضًا، فَقَدْ ذَكَرَهٗ فِي الْإِصَابَةِ مِنْ فُقَهَاءِ الصَّحَابَةِ، وَذَكَرَ أَنَّهٗ كَانَ يُفْتِي، وَمَنْ يَتَتَبَّعْ كُتُبَ الْحَدِيثِ يَجِدْهُ حَقًّا بِلَا رَيْبٍ.

”بعض حنفی فقہا کا یہ کہنا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غیر فقیہ تھے، غلط بات ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فقہا صحابہ میں شمار کیا ہے، نیز ذکر کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ فتویٰ دیا کرتے تھے۔ جو کتب حدیث میں تتبع کرے، وہ بلا شبہ اس بات کو سچ پائے گا۔“

(حاشية السّندي على ابن ماجه : 30/2، حاشية على النّسائي : 254/7)

❀ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب (۱۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

أَمَّا مَا ذَكَرَ صَاحِبُ الْمَنَارِ وَغَيْرُهٗ مِنْ أَنَّ حَدِيثَ الْمُصَرَّاةِ يَرْوِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ وَهُوَ غَيْرُ فَقِيهٍ، وَرِوَايَةُ الَّذِي لَيْسَ بِفَقِيهٍ غَيْرُ مُعْتَبَرٍ

إِذَا كَانَتْ خِلَافَ الْقِيَاسِ، وَالْقِيَاسُ يَقْتَضِي بِالْفَرْقِ بَيْنَ اللَّبَنِ الْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ، وَلَبَنِ النَّاقَةِ أَوِ الشَّاةِ أَوِ الْبَقَرَةِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْأَقْيِسَةِ، فَأَقُولُ: إِنَّ مِثْلَ هٰذَا قَابِلُ الْإِسْقَاطِ مِنَ الْكُتُبِ فَإِنَّهُ لَا يَقُولُ بِهِ عَالِمٌ وَأَيْضًا هٰذِهِ الضَّابِطَةُ لَمْ تَرِدْ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ.

''یہ جو صاحب منار وغیرہ نے کہا ہے کہ حدیث مصراۃ جس کے راوی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، وہ غیر فقیہ ہیں اور غیر فقیہ کی روایت قیاس کے مقابلہ میں معتبر نہیں ہو سکتی، قیاس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑے اور زیادہ دودھ کے درمیان فرق کیا جائے گا، اسی طرح بکری، اونٹنی اور گائے وغیرہ کے دودھ میں بھی فرق کیا جائے گا اور اس طرح کے دیگر قیاس ذکر کئے جاتے ہیں۔ میں (انور شاہ) کہتا ہوں: ایسی باتوں کو کتابوں سے نکال دینا چاہئے، کیونکہ ایسی بات ایک عالم کہہ ہی نہیں سکتا، اسی طرح یہ قاعدہ امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد وغیرہ سے منقول بھی نہیں ہے۔''

(العَرف الشّذي: 33/3)

✿ نیز کہتے ہیں:

مَنْ يَجْتَرِئُ عَلٰى أَبِي هُرَيْرَةَ فَيَقُولُ: إِنَّهُ كَانَ غَيْرَ فَقِيهٍ؟ وَلَوْ سَلَّمْنَا، فَقَدْ يَرْوِيهِ أَفْقَهُهُمْ، أَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ أَيْضًا، فَيَعُودُ الْمَحْذُورُ.

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو غیر فقیہ کہنے کی جسارت کون کر سکتا ہے؟ اگر ہم انہیں

غیر فقیہ تسلیم کر بھی لیں، تو صحابہ میں سب سے بڑے فقیہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی اسے بیان کیا ہے، لہٰذا اعتراض پھر لوٹ آیا۔"

(فيض الباري : 231/3)

❀ قاضی ابو طیب طاہر بن عبد اللہ طبری رحمہ اللہ (۴۵۰ھ) فرماتے ہیں:

"ہم جامع منصور میں ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک خراسانی نوجوان آیا، اس نے جانور کے تھنوں میں دودھ روکنے کے مسئلے میں سوال کیا، تو ایک محدث نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث پیش کی۔ اس پر وہ خبیث بولا: ابو ہریرہ کی حدیث قبول نہیں۔

اس نوجوان نے ابھی اپنی بات پوری نہیں کی تھی کہ جامع مسجد کی چھت سے ایک بہت بڑا سانپ گرا، لوگ بھاگنے لگے اور وہ نوجوان بھی اس سانپ کے آگے دوڑنے لگا، بعد میں یہ سانپ غائب ہو گیا۔"

(المُنتظم لابن الجوزي : 106/17، وسندهٗ صحيحٌ)

حفظ حدیث:

صحابہ کرام میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث کے سب سے بڑے حافظ اور راوی تھے۔ آپ کی روایات کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) ہے۔ ان میں ہر سند کو مستقل حدیث شمار کیا گیا ہے۔ آپ کی صحیح احادیث تقریباً نو سو (۹۰۰) ہیں۔

❀ امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

أَبُو هُرَيْرَةَ أَحْفَظُ مَنْ رَوَى الْحَدِيثَ فِي دَهْرِهٖ.

"ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے دور کے سب سے بڑے حافظ حدیث تھے۔"

(المَدخل إلى علم السّنن للبيهقي :202/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

لِأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْقَبَةٌ عَظِيمَةٌ وَهِيَ أَنَّهٗ أَكْثَرُ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ رِوَايَةً عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک بڑی منقبت یہ بھی ہے کہ صحابہ میں سے انہوں نے سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں بیان کی ہیں۔"

(شرح النّووي :67/1)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَثِيْقَ الْحِفْظِ، مَا عَلِمْنَا أَنَّهٗ أَخْطَأَ فِي حَدِيْثٍ.

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا حافظہ بہت مضبوط تھا، ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے کسی بھی حدیث میں خطا کی ہو۔"

(سِیَر أعلام النُّبلاء : 621/2)

❁ نیز فرماتے ہیں:

كَانَ مِنْ أَوْعِيَةِ الْعِلْمِ وَمِنْ كِبَارِ أَئِمَّةِ الْفَتْوٰى مَعَ الْجَلَالَةِ وَالْعِبَادَةِ وَالتَّوَاضُعِ.

"آپ رضی اللہ عنہ علم کا ذخیرہ تھے۔ جلالت، عبادت اور تواضع کے ساتھ ساتھ آپ کا شمار کبار ائمہ فتویٰ میں ہوتا ہے۔"

(تذكرة الحفّاظ :29/1)

❁ نیز فرماتے ہیں:

أَبُو هُرَيْرَةَ إِلَيْهِ الْمُنْتَهٰى فِي حَفِظِ مَا سَمِعَهٗ مِنَ الرَّسُوْلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَدَائِهٖ بِحُرُوْفِهٖ، وَقَدْ أَدَّى حَدِيْثَ الْمُصَرَّاةِ بِأَلْفَاظِهٖ، فَوَجَبَ عَلَيْنَا الْعَمَلُ بِهٖ، وَهُوَ أَصْلٌ بِرَأْسِهٖ.

"رسول اللہ ﷺ سے احادیث حفظ کرنے اور انہیں من وعن آگے بیان کرنے میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حدیث مصراۃ کو من وعن آگے بیان کیا، لہٰذا ہم پر واجب ہے کہ اس پر عمل کریں، اس باب میں یہ حدیث اصل واساس کی حیثیت رکھتی ہے۔"

(سِيَر أعلام النُّبلاء: 619/2)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

يَقُولُونَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيثَ، وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ، وَيَقُولُونَ: مَا لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ لَا يُحَدِّثُونَ مِثْلَ أَحَادِيثِهٖ؟ وَإِنَّ إِخْوَتِي مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ، وَإِنَّ إِخْوَتِي مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمْ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ، وَكُنْتُ امْرَأً مِسْكِينًا، أَلْزَمُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِي، فَأَحْضُرُ حِينَ يَغِيبُونَ، وَأَعِي حِينَ يَنْسَوْنَ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا: لَنْ يَّبْسُطَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ ثَوْبَهٗ حَتّٰى أَقْضِيَ مَقَالَتِي هٰذِهٖ، ثُمَّ يَجْمَعَهٗ إِلٰى صَدْرِهٖ فَيَنْسٰى مِنْ مَقَالَتِي شَيْئًا أَبَدًا فَبَسَطْتُ نَمِرَةً لَيْسَ عَلَيَّ ثَوْبٌ غَيْرُهَا،

حَتّٰی قَضَی النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهٗ، ثُمَّ جَمَعْتُهَا إِلٰی صَدْرِي، فَوَالَّذِي بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ، مَا نَسِيتُ مِنْ مَقَالَتِهٖ تِلْكَ إِلٰی يَوْمِي هٰذَا، وَاللّٰهِ لَوْلَا آيَتَانِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ، مَا حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا أَبَدًا : ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰی......﴾(البقرة : ۱۵۹۔۱۶۰)

’’لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے!! حالانکہ مجھے بھی اللہ سے ملنا ہے۔ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ مہاجرین وانصار ابو ہریرہ کی طرح اتنی حدیثیں بیان کیوں نہیں کرتے؟ دراصل میرے مہاجر بھائی بازار میں کاروبار میں مصروف رہتے تھے اور میرے انصار بھائی کھیتی باڑی وغیرہ میں مصروف رہتے تھے، جبکہ میں مسکین آدمی تھا، مجھے بس پیٹ بھر کھانا چاہیے تھا، میں رسول کے ساتھ چمٹا رہتا، میں ان لمحات میں نبی کریم ﷺ کے پاس موجود ہوتا تھا، جب انصار و مہاجرین حاضر نہ ہوتے اور میں نے بہت کچھ ایسا یاد رکھا، جنہیں وہ بھول گئے۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری گفتگو (حدیث کی مجلس) مکمل ہونے تک جو بھی اپنا کپڑا اچھائے رکھے گا، پھر اسے سینے سے لگا لے گا، تو اسے میری یہ حدیثیں کبھی نہیں بھولیں گی۔ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں نے اپنی چادر بچھالی، میرے جسم پر اس کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہ تھا، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی گفتگو کا اختتام کیا، تو میں نے اس چادر کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ تو اس ذات کی قسم، جس نے نبی کریم ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! مجھے تب سے لے کر آج تک آپ ﷺ کی وہ گفتگو نہیں بھولی اور

اللہ کی قسم! اگر قرآن کریم میں یہ دو آیات نہ ہوتیں، تو میں آپ کو کوئی حدیث بیان نہ کرتا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى ......﴾ ''بلاشبہ جو لوگ ہماری نازل کردہ واضح نشانیوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں......۔''

(صحيح البخاري: 2350، صحيح مسلم: 2493)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا:

يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، مَا هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ الَّتِي تَبْلُغُنَا أَنَّكَ تُحَدِّثُ بِهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَلْ سَمِعْتَ إِلَّا مَا سَمِعْنَا؟ وَهَلْ رَأَيْتَ إِلَّا مَا رَأَيْنَا؟ قَالَ: يَا أُمَّاهُ، إِنَّهٗ كَانَ يَشْغَلُكِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِرْآةُ وَالْمُكْحُلَةُ، وَالتَّصَنُّعُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا كَانَ يَشْغَلُنِي عَنْهُ شَيْءٌ.

''ابو ہریرہ! ہمیں پتہ چلا ہے کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ حدیثیں نقل کرتے ہیں، وہ حدیثیں کیا ہیں؟ حالانکہ آپ نے بھی وہی سنا، جو ہم نے سنا اور آپ نے بھی وہی دیکھا، جو ہم نے دیکھا۔ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ماں جی! آپ آئینہ دیکھنے، سرمہ لگانے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بننے سنورنے میں بھی مصروف رہتی تھیں، جبکہ اللہ کی قسم! میں حدیث رسول کے علاوہ کسی کام میں مصروف نہیں ہوا۔''

(المستدرك على الصّحيحين: 6160، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَلَا أَكْتُبُ.

''مجھ سے زیادہ کسی صحابی کے پاس رسول اللہ ﷺ کی احادیث نہیں ہیں، سوائے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے، کیونکہ وہ لکھا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔''

(صحيح البخاري : 113)

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قِيلَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْ لَّا يَسْأَلُنِي عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ، أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مَنْ قَالَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، خَالِصًا مِنْ قَلْبِهٖ، أَوْ نَفْسِهٖ .

''رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: اللہ کے رسول! روز قیامت آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ حق دار کون خوش نصیب ہوگا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوہریرہ! مجھے یقین تھا کہ اس حدیث کے متعلق سب سے پہلے آپ ہی سوال کریں گے، کیونکہ میں آپ کی حصول حدیث پر حرص جانتا ہوں۔ روز قیامت میری شفاعت کا سب سے زیادہ حق دار وہ خوش نصیب ہوگا، جس نے صدق دل سے لا الہ الا اللہ پڑھا ہوگا۔''

(صحيح البخاري : 99)

❀ شفی بن ماتع اصبحی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں مدینہ میں داخل ہوا، اچانک ایک آدمی دیکھا، جس کے پاس لوگ جمع تھے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا: یہ ابو ہریرہ ہیں۔ میں آپ رضی اللہ عنہ کے قریب ہوا اور سامنے بیٹھ گیا، آپ لوگوں کو حدیث بیان کر رہے تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کر چکے اور تنہا رہ گئے، تو میں نے عرض کیا: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے حق بیان کیجئے گا، وہ حدیث سنائیں، جو آپ نے براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو، اسے اچھا طرح سمجھا اور جانا ہو۔تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی درست، ایسا ہی کروں گا۔ میں آپ کو ضرور بالضرور وہی حدیث سناؤں گا، جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی ہو، میں نے اسے اچھی طرح سمجھا اور جانا ہو، اسی اثنا میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس قدر سسکیاں بندھ گئیں، قریب تھا کہ آپ بے ہوش ہو جاتے، تھوڑی دیر بعد جب آفاقہ ہوا، تو فرمایا: میں آپ کو ضرور بالضرور وہی حدیث بیان کروں گا، جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گھر میں بیان کی تھی، ہم اکیلے تھے، ہمارے ساتھ تیسرا کوئی نہ تھا۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پھر سسکیاں لینے لگے، قریب تھا کہ آپ پر غشی طاری ہو جاتی، آفاقہ ہوا، تو چہرہ پونچھا، پھر فرمایا: جی، میں آپ کو وہ حدیث بیان کرنے لگا ہوں، جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھی، اس وقت اس گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور میں ہی تھا، ہمارے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اتنی سخت سسکیاں بندھ گئیں، قریب تھا کہ

بے ہوش ہو جاتے، پھر آپ منہ کے بل گر گئے، میں نے کافی دیر تک آپ رضی اللہ عنہ کو سہارا دیے رکھا، جب آفاقہ ہوا، تو فرمایا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث بیان کی:......۔

(سنن التّرمذي : 2382، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (۲۴۸۲) اور امام ابن حبان رحمہم اللہ (۴۰۸) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔امام حاکم رضی اللہ عنہ نے (۱۵۲۷) ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

إِقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ :

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کئی بار حدیث بیان کرنے کے بعد فرماتے تھے: إِقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ حدیث کے بعد قرآن بھی پڑھ لیں۔جو بات قرآن میں مذکور ہے، وہی اس حدیث میں ہے۔ثابت ہوا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پائے کے مفسر بھی تھے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ، لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ أَحَدٌ، حَتّٰى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ : وَاقْرَءُ وا إِنْ شِئْتُمْ : ﴿وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ، وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾(النّساء : 159)

''قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میری جان ہے، عنقریب تم میں عیسیٰ بن

مریم علیہما السلام عادل و منصف بن کر نازل ہوں گے، وہ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کریں گے اور (اس وقت) اتنا مال و دولت بہہ جائے گا کہ کوئی لینے والا نہ ہوگا، اس وقت ایک سجدہ دنیا و ما فیہا سے بہتر ہوگا، پھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر تم چاہو تو (اس حدیث کی تائید میں) یہ آیت پڑھ لو: ﴿وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ، وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾ (النساء : 159) ''آپ (سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) کی موت سے پہلے آپ پر تمام اہل کتاب ایمان لے آئیں گے اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہوں گے۔''

(صحيح البخاري : 3448، صحيح مسلم : 155)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلَالَةٌ ظَاهِرَةٌ عَلٰى أَنَّ مَذْهَبَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي الْآيَةِ أَنَّ الضَّمِيرَ فِي مَوْتِهِ يَعُودُ عَلٰى عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ .

''اس میں واضح دلالت ہے کہ اس آیت میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مؤقف یہ تھا کہ ''موتہ'' کی ضمیر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے۔

(شرح النّووي : 191/2)

صحیفہ ہمام بن منبہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہمام بن منبہ رحمہ اللہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے ایک صحیفہ روایت کیا ہے، جو اس سند سے ہے:

هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”یہ وہ حدیث ہے، جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی ہے۔“

(صحیح مسلم : 129)

صحیفہ ہمام بن منبہ کی تمام احادیث مسند احمد، بخاری، مسلم اور سنن کبریٰ بیہقی وغیرہم میں مذکور ہیں۔ یہ ایک سو اڑتیس (۱۳۸) احادیث پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر طعن :

✿ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْإِجْمَاعُ فَمُنْعَقِدٌ عَلٰى عَدَالَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ .

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی عدالت پر اجماع منعقد ہے۔“

(کشف المُشکل : 422/3)

✿ امام ابو بکر ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۱۱ھ) فرماتے ہیں:

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی علم پر حرص انہیں اس حدیث کے سماع پر اُبھارتی ہے، جسے انہوں نے براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہو۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات کو جھٹلانے کے لیے ان پر ایسے لوگ جرح کرتے ہیں، جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے اندھا کر دیا ہے، وہ احادیث کے مفاہیم سمجھنے سے قاصر ہیں۔ معطل جہمی جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ احادیث سنتے ہیں، جو ان کے کفریہ مذہب کے خلاف جاتی ہیں، تو وہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کرنا

شروع کر دیتے ہیں اور ان پر وہ وہ الزامات لگاتے ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بری کر دیا ہے، یہ لوگ اپنی جہالت اور بیوقوفی کی وجہ سے یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے دلیل ثابت نہیں ہوتی۔ رہے خوارج کہ جو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے خلاف قتال کو جائز سمجھتے ہیں اور کسی خلیفہ یا امام کی اطاعت کو جائز نہیں سمجھتے، وہ جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ احادیث سنتے ہیں، جو ان کے گمراہ کن مذہب کے خلاف ہیں، تو ان روایات کا دلیل کے ساتھ کوئی جواب نہیں پاتے، اس وقت ان کے پاس واحد راستہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی شخصیت میں طعن ہوتا ہے۔ قدریہ، جو اسلام اور اہل اسلام سے جدا ہو گئے اور انہوں نے ان مسلمانوں کی تکفیر کی، جو ان اقدار کا اتباع کرتے ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے رونما ہونے سے پہلے ہی مقدر اور نصیب میں لکھ دیا۔ یہ لوگ جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اُن احادیث کو سنتے ہیں، جو تقدیر کے اثبات پر دلالت کرتی ہیں۔ تو انہیں ایسی کوئی دلیل نہیں ملتی، جو ان کے کفریہ اور شرکیہ نظریے کی تائید کرے، تب ان کی واحد دلیل یہ ہوتی ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی احادیث سے حجت پکڑنا جائز نہیں۔ جاہل انسان، جو فقہ میں مستغرق ہو چکا ہے اور فقہ کو اس کے بنیادی اُصولوں سے حاصل نہیں کرتا۔ یہ جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ احادیث سنتا ہے، جو اس کے پسندیدہ اور جس کی وہ بلا دلیل و برہان تقلید کرتا ہے، اس مذہب کے خلاف ہوتی ہیں، تو وہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرتا ہے اور ان کی وہ احادیث رد کر دیتا ہے، جو اس کے مذہب کے خلاف ہوتی ہیں اور ان احادیث کو قبول کر لیتا ہے، جو اس کے مذہب کے

موافق ہوں اور مخالف کے مذہب کے خلاف ہوں۔ ان لوگوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر بعض احادیث کا انکار کیا ہے، جن کو درحقیقت یہ لوگ سمجھ نہ پائے۔ اللہ کے حکم سے میں ان میں سے بعض احادیث ذکر کروں گا۔"

(المستدرك للحاكم : 3/513، وسندہٗ صحيحٌ)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُعْتَزِلَةُ تَقُوْلُ : لَوْ أَنَّ الْمُحَدِّثِيْنَ تَرَكُوا أَلفَ حَدِيْثٍ فِي الصِّفَاتِ وَالْأَسْمَاءِ وَالرُّؤْيَةِ وَالنُّزُولِ، لَأَصَابُوا، وَالْقَدَرِيَّةُ تَقُوْلُ : لَوْ أَنَّهُم تَرَكُوا سَبْعِيْنَ حَدِيْثاً فِي إِثْبَاتِ الْقَدَرِ، وَالرَّافِضَةُ تَقُوْلُ : لَوْ أَنَّ الْجُمْهُوْرَ تَرَكُوا مِنَ الْأَحَادِيْثِ الَّتِي يَدَّعُونَ صِحَّتَهَا أَلْفَ حَدِيْثٍ، لَأَصَابُوا، وَكَثِيْرٌ مِّنْ ذَوِي الرَّأْيِ يَرُدُّوْنَ أَحَادِيْثَ شَافَهَ بِهَا الْحَافِظُ الْمُفْتِي الْمُجْتَهِدُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَزْعُمُوْنَ أَنَّهٗ مَا كَانَ فَقِيْهًا، وَيَأْتُونَنَا بِأَحَادِيْثَ سَاقِطَةٍ، أَوْ لَا يُعْرَفُ لَهَا إِسْنَادٌ أَصْلًا مُحْتَجِّينَ بِهَا، قُلْنَا : وَلِلْكُلِّ مَوْقِفٌ بَيْنَ يَدِي اللّٰهِ تَعَالٰى يَا سُبْحَانَ اللّٰهِ أَحَادِيْثُ رُؤْيَةِ اللّٰهِ فِي الْآخِرَةِ مُتَوَاتِرَةٌ، وَالْقُرْآنُ مُصَدِّقٌ لَهَا، فَأَيْنَ الْإِنْصَافُ؟

"معتزلہ کہتے ہیں کہ اگر محدثین اسماء وصفات، رؤیت اور نزولِ باری تعالیٰ کے بارے میں ایک ہزار احادیث چھوڑ دیتے، تو درست کرتے۔ قدریہ کہتے

ہیں کہ اگر محدثین اثباتِ قدر کے بارے میں مروی ستر احادیث چھوڑ دیتے، تو اچھا کرتے۔ روافض کہتے ہیں کہ اگر جمہور وہ ہزار حدیث چھوڑ دیں، جن کی صحت کے وہ دعوے دار ہیں، تو اچھا کریں گے۔ اکثر اہل الرائے ایسی احادیث کو بیان کرتے ہیں، جن کو حافظ، مفتی، مجتہد امام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بلا واسطہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، پھر کہتے ہیں کہ وہ فقیہ نہیں تھے اور خود دلیل کے طور پر من گھڑت احادیث یا بلا سند روایات پیش کرتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے، آخرت میں رؤیتِ باری تعالیٰ کی احادیث تو متواتر ہیں اور قرآن ان کی تصدیق کرتا ہے، (ان کا انکار کرنے میں) انصاف کہاں ہے؟''

(سیر أعلام النُّبلاء : 455/10)

تنبیہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِعَاءَيْنِ؛ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُومُ.

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو طرح کی احادیث یاد کیں ہیں؛ پہلی قسم کی احادیث تو میں نے عام کر دی ہیں، جبکہ دوسری قسم کی احادیث ایسی ہیں کہ اگر میں انہیں سرِ عام بیان کروں، تو میری گردن کاٹ دی جائے۔''

(صحیح البخاري : 120)

دوسری قسم کی احادیث بعض ظالم اور فتنہ گروں کے ناموں، ان کے احوال اور ان کے

ظلم وجور پر مشتمل تھیں، جو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں وہ تفصیلات ظاہر کر دوں، تو مجھے فتنہ پروروں سے قتل کا اندیشہ ہے۔ اس علم سے مراد شرعی احکام نہ تھے، کیونکہ شرعی احکام کو پہنچانا واجب تھا اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق گمان نہیں کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے کتمان دین کیا ہو، کیونکہ وہ خود فرماتے ہیں:

"اللہ کی قسم! اگر قرآن کریم میں یہ دو آیات نہ ہوتیں، تو میں آپ کو کوئی حدیث بیان نہ کرتا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى ......﴾ "بلاشبہ جو لوگ ہماری نازل کردہ واضح نشانیوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں......۔"

(صحيح البخاري : 2350، صحيح مسلم : 2493)

معلوم ہوا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دین کا ایک جزو بھی نہیں چھپایا، حالانکہ بعض کی طرف سے ان پر کثرت روایت کا الزام بھی لگا۔ تو اس آیت اور روایت کے بعد بھلا کیسے ممکن تھا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کتمان دین کرتے۔

یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تمام احادیث بیان کر دی ہیں، البتہ دوسری قسم کو ایک دور میں اس طرح سرعام بیان نہیں کیا، جس طرح پہلی قسم کو بیان کیا، کہ اس سے فتنوں کا اندیشہ تھا۔ کیونکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے چالیس سال خلافت راشدہ میں گزارے۔ اس وقت بھی آپ رضی اللہ عنہ حدیثیں بیان کرتے تھے اور انہیں کسی سے کوئی خطرہ نہیں تھا، بلکہ بعض خلفا نے انہیں اپنے دور میں گورنر مقرر کیا تھا۔ بعض نے تو آپ کو مسند افتاء پر بھی فائز کیا، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ فتنوں کے متعلق یہ احادیث بیان کرنے کا خطرہ ایک خاص وقت میں محسوس کیا، اس سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ وہ احادیث بیان کر چکے تھے۔

یہ مطلب نہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے علم کو چھپا لیا۔ بالفرض اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دوسری قسم کی احادیث بالکل بیان ہی نہیں کیں، تو بھی دیگر صحابہ نے بیان کر دی ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث چھپا لی جائیں اور دین کے بعض احکام مٹ جائیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دین اسلام کی تکمیل کا مژدہ جانفزاء سنایا ہے۔ اگر وہ احادیث چھپا لی گئیں، تو دین کو مکمل نہیں کہہ سکتے۔ اس کا تصور بھی کفر ہے۔

یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ یہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنا اندیشہ تھا، اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو کسی نے ڈرایا دھمکایا ہو۔ دنیا میں کسی راوی کو حدیث بیان کرنے کی وجہ سے قتل نہیں کیا گیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے کمال کا فہم و فراست عطا کیا تھا۔ آپ فتنوں کو بھانپ گئے تھے کہ آئندہ کے حالات اسلام کے لیے سازگار نہ ہوں گے۔

اس حدیث کو بنو امیہ کے حکمرانوں کی مذمت میں پیش کرنا بے دلیل ہے۔ کیونکہ اس میں ان کا ذکر نہیں۔ بالفرض اگر ان سے مراد بنو امیہ کے حکمران بھی ہوں، تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بنو امیہ کے سارے حکمران جابر و ظالم تھے، جیسا کہ ہر دور میں اچھے برے حکمران آتے رہے ہیں، اس دور میں منصف مزاج حکمران بھی آئے اور برے اور ظالم حکمران بھی۔ یہ انتہائی ناانصافی ہوگی کہ بنو امیہ کی پوری ملت کو یکسر ظالم قرار دیا جائے۔

اور آخر میں:

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهٗ فَأَحِبَّهٗ، وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهٗ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ :

فَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، بَعْدَ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ.

''اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت فرما اور اُس سے بھی محبت فرما، جو حسن سے محبت کرتا ہو۔'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس حدیث کو سننے کے بعد مجھے جتنی محبت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے ہے، اتنی کسی اور سے نہیں۔''

(صحيح البخاري: 5884)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ أَدْعُو أُمِّي إِلَى الْإِسْلَامِ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ، فَدَعَوْتُهَا يَوْمًا فَأَسْمَعَتْنِي فِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَكْرَهُ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي كُنْتُ أَدْعُو أُمِّي إِلَى الْإِسْلَامِ فَتَأْبٰى عَلَيَّ، فَدَعَوْتُهَا الْيَوْمَ فَأَسْمَعَتْنِي فِيكَ مَا أَكْرَهُ، فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَهْدِيَ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَللّٰهُمَّ اهْدِ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا جِئْتُ فَصِرْتُ إِلَى الْبَابِ، فَإِذَا هُوَ مُجَافٌ، فَسَمِعَتْ أُمِّي خَشْفَ قَدَمَيَّ، فَقَالَتْ: مَكَانَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ، قَالَ: فَاغْتَسَلَتْ وَلَبِسَتْ دِرْعَهَا وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا، فَفَتَحَتِ الْبَابَ، ثُمَّ قَالَتْ: يَا

أَبَا هُرَيْرَةَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ، قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَيْتُهٗ وَأَنَا أَبْكِي مِنَ الْفَرَحِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَبْشِرْ قَدِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ دَعْوَتَكَ وَهَدٰى أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ خَيْرًا، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُحَبِّبَنِي أَنَا وَأُمِّي إِلٰى عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ، وَيُحَبِّبَهُمْ إِلَيْنَا، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا يَعْنِي أَبَا هُرَيْرَةَ وَأُمَّهٗ إِلٰى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ، وَحَبِّبْ إِلَيْهِمِ الْمُؤْمِنِينَ، فَمَا خُلِقَ مُؤْمِنٌ يَسْمَعُ بِي وَلَا يَرَانِي إِلَّا أَحَبَّنِي.

”میری والدہ مشرکہ تھیں، میں انہیں اسلام کی دعوت دیتا رہتا تھا، ایک دن میں نے انہیں دعوت دی، تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کوئی نازیبا بات کہہ دی، تو میں روتے روتے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں، مگر وہ انکار کر دیتی ہیں، آج بھی میں نے انہیں دعوت دی، تو انہوں نے آپ کے متعلق ایسی بات کی، جو مجھے اچھی نہیں لگی، آپ دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے دے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: اللہ! ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت نصیب فرما۔ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نبی کریم ﷺ دعا لے کر خوشی خوشی نکلا، جب میں گھر کے دروازے پر پہنچا، تو وہ بند تھا۔ میری

ماں نے میرے قدموں کی آہٹ سنی اور کہا : ابو ہریرہ! یہیں رکنا۔ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :) میں نے پانی گرنے کی آواز سنی، دراصل امی جان غسل کر رہی تھیں، انہوں نے کپڑے پہنے، جلدی میں دوپٹا بھی نہیں لیا، دروازہ کھولا اور پکار اٹھی : ابو ہریرہ! أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آیا، میں خوشی کے آنسو بہا رہا تھا۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! خوشخبری! اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرما لیا ہے اور ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا کر دی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور خیر کی بات کہی۔ میں نے گزارش کی : اللہ کے رسول! یہ دعا بھی فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میری ماں کو مومنوں کا محبوب بنا دے اور مومنوں کو ہمارا محبوب بنا دے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی : اللہ! اپنے اس عاجز بندے (ابو ہریرہ) اور اس کی ماں کو مومنوں کا محبوب بنا دے اور مومنوں کو ان کا محبوب بنا دے۔ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :) اس لیے جس مومن نے بھی میرے متعلق سنا، لیکن مجھے دیکھا نہیں، وہ بھی ضرور بالضرور مجھ سے محبت کرے گا۔“

(صحيح مسلم :2491)

رافضیت وناصبیت

رافضیت اور ناصبیت ایسا ناسور ہے، جس کی ہر کوشش بغض صحابہ پر منتج ہے۔ ناصبی اہل بیت سے بغض وعناد رکھتے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ برحق تسلیم نہیں کرتے، بلکہ غاصب اور ظالم خیال کرتے ہیں۔ اہل بیت کی شان میں جمیع روایات کو ضعیف کہتے ہیں، خواہ وہ متفق علیہ روایت ہی کیوں نہ ہو؟ یا اس کی غلط تاویل کرتے ہیں، یا اسے وہ معنی پہنا دیتے ہیں، جو مراد رسول کے برخلاف ہوتا ہے۔ حسنین کریمین کی صحابیت کا انکار کرتے ہیں، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں غلو کرتے ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ کے تحت لکھتے ہیں:

فِيهِ رَدٌّ صَرِيحٌ عَلَى الرَّوَافِضِ الْمُنْكِرِينَ لِخِلَافَةِ الثَّلَاثَةِ، وَعَلَى النَّوَاصِبِ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ فِي إِنْكَارِ خِلَافَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ .

''اس حدیث میں روافض کا واضح رد ہے، جو خلفائے ثلاثہ کی خلافت کے منکر ہیں، اسی طرح بنو امیہ اور اہل شام کے ناصبیوں کا بھی رد ہے، جو خلافتِ علی رضی اللہ عنہ کے منکر ہیں۔''

(البداية والنهاية : 154/9، نخب الأفكار للعيني : 149/2)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ حدیث عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے تحت لکھتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ ...... رَدٌّ عَلَى النَّوَاصِبِ الزَّاعِمِينَ أَنَّ عَلِيًّا

لَمْ يَكُنْ مُصِيبًا فِي حُرُوبِهِ .

''اس حدیث میں ناصبیوں کا رد ہے، جو جنگ (جمل وصفین میں) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حق پر نہیں سمجھتے۔''

(فتح الباري :1/543)

سعید بن جمہان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا:

إِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ أَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَكُنْ بِخَلِيفَةٍ قَالَ : كَذَبَتْ أَسْتَاهُ بَنِي الزَّرْقَاءِ يَعْنِي بَنِي مَرْوَانَ .

''یہ لوگ کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ (برحق) نہیں تھے، تو سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بنو مروان نے جھوٹ کہا ہے۔''

(سنن أبي داود : 4646، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ کے منکر ناصبی اور خارجی لوگ تھے، سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ انہی کا رد کر رہے ہیں۔ صحابہ کرام اور ائمہ اہل سنت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ برحق مانتے ہیں۔ باقی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جو جنگیں ہوئیں، ان کا سبب قاتلین عثمان بنے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مسئلہ خلافت میں کوئی اختلاف نہیں تھا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ .

''دونوں جماعتوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔''

(صحيح البخاري : 3609، صحيح مسلم : 157)

اسی طرح فرمان نبوی ہے:

تَكُونُ فِي أُمَّتِي فِرْقَتَانِ، فَتَخْرُجُ مِنْ بَيْنِهِمَا مَارِقَةٌ، يَلِي قَتْلَهُمْ أَوْلَاهُمْ بِالْحَقِّ .

”میری امت میں دو گروہ بن جائیں گے، دونوں میں سے فرقہ (خوارج) نکلے گا، جسے وہ گروہ قتل کرے گا، جو حق کے زیادہ قریب ہوگا۔“

(صحيح مسلم : 1064)

خلافت کے مسئلہ میں اختلاف نہیں تھا، تب ہی تو نبی کریم ﷺ نے دونوں کے دعویٰ کو ایک قرار دیا، اسی طرح دونوں گروہ کو حق پر کہا، لیکن ایک گروہ حق کے زیادہ قریب ہوگا۔

متواتر حدیث ہے:

إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

”میرا یہ بیٹا (حسن بن علی رضی اللہ عنہما) سردار ہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا۔“

(صحيح البخاري : 2704)

اگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے خلافت چھیننا چاہتے تھے یا انہیں خلیفہ برحق تسلیم نہیں کرتے تھے یا خلیفہ برحق کے مقابلہ میں خلافت کے متمنی تھے، تو نبی کریم ﷺ نے ان کے گروہ کو مسلمان کیسے قرار دیا؟ اہل بیت، صحابہ اور ائمہ اسلام میں سے کسی فرد بشر نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت کا متمنی نہیں کہا۔ نہ ہی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کی وجہ سے مطعون کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَذَبُوا بَنُو الزَّرْقَاءِ بَلْ هُمْ مُلُوكٌ مِنْ شَرِّ الْمُلُوكِ .

''بنو زرقاء (بنو امیہ) نے جھوٹ کہا، وہ تو بہت برے بادشاہ ہیں۔''

(سنن الترمذي : 2226، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے یہاں بنو امیہ کو برے بادشاہ کہا ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ سارے کے سارے بادشاہ برے ہیں۔ بنو امیہ میں اچھے اور منصف بادشاہ بھی تھے، جیسا کہ عمر بن عبدالعزیز اموی رحمہ اللہ کی خلافت راشدہ تھی۔ برے اور ظالم بادشاہ بھی تھے، لہٰذا نہ سب کو برا کہنا چاہیے اور نہ سب کو اچھا۔ اسی طرح عباسی بادشاہوں میں اچھے اور منصف مزاج بھی گزرے ہیں اور برے اور ظالم بھی۔ ایسا تو ہر معاشرے میں ہوتا ہے۔

اب تو ہمارے ہاں عباسیت اور مروانیت کے فتنے پنپ رہے ہیں۔ یہ روافض کی سازش ہے، جو مسلمانوں میں پھوٹ اور انتشار کا باعث بنی۔

لہٰذا اس قول کی بنا پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت اور ملوکیت کو برا کہنا روافض کا دین ہے۔ جس طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار یا اسے برا کہنا خوارج اور نواصب کا دین ہے۔ یہ دو انتہائیں ہیں، نہ روافض حق پر ہیں اور نہ خوارج و نواصب۔ جبکہ اہل سنت معتدل اور حق پرست ہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو بھی برحق تسلیم کرتے ہیں اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ملوکیت کو بھی حق سمجھتے ہیں۔

سعید بن جمہان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا:

إِنَّ بَنِي أُمَيَّةَ يَزْعُمُونَ أَنَّ الْخِلَافَةَ فِيهِمْ، قَالَ : كَذَبَ بَنُو الزَّرْقَاءِ بَلْ هُمْ مُلُوكٌ مِّنْ شَرِّ الْمُلُوكِ، وَأَوَّلُ الْمُلُوكِ مُعَاوِيَةُ .

''بنو امیہ کہتے ہیں کہ خلافت ان میں ہے، تو سفینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بنو زرقاء (بنو

امیہ) جھوٹ کہتے ہیں، یہ تو برے بادشاہ ہیں۔ لیکن سب سے پہلے بادشاہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 36005، وسندهٗ حسنٌ)

اس اثر میں بھی خارجیوں اور ناصبوں کے دعویٰ کا رد فرما رہے ہیں۔ ساتھ یہ بھی خبر دی کہ خلافت علی منہاج النبوۃ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر ختم ہو گئی، اس کے بعد بادشاہت ہے اور سب سے پہلے بادشاہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں، جنہیں یہ بادشاہت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے سونپی تھی۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا تو خوارج اور نواصب سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

اس پر قرینہ یہ روایت ہے کہ سعید بن جمہان رحمہ اللہ نے ہی سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا، تو فرمایا:

كَانَ أَوَّلَ الْمُلُوكِ .

''آپ رضی اللہ عنہ پہلے بادشاہ تھے۔''

(المدخل إلى السنن الكبرىٰ للبيهقي : 52، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے صرف ایک خبر دی ہے کہ وہ پہلے بادشاہ تھے۔ باقی رد خوارج اور نواصب پر ہے، جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ برحق تسلیم نہیں کرتے تھے۔ ان میں بعض حکمران بھی شامل ہیں، جنہیں سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے برے حکمران قرار دیا۔ بعض لوگ ملوکیت سے الرجک ہیں، حالانکہ یہ اسلامی ذوق نہیں ہے، خلافت ہو یا ملوکیت، اس میں خیر کا غلبہ ہو، تو بہتر، اگر خیر مغلوب ہو، تو وہ بری ہے۔ اسلام نے ملوکیت کی تردید یا مذمت نہیں کی، یہ ملوکیت کی مذمت بعض کی اختراع ہے، جو کہ اہل سنت کی نظر میں کسی صورت بھی درست نہیں۔

تنبیہ:

اسود بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا:

أَلَا تَعْجَبِينَ لِرَجُلٍ مِّنَ الطُّلَقَاءِ يُنَازِعُ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَلَافَةِ، قَالَتْ : وَمَا تَعْجَبُ مِنْ ذٰلِكَ هُوَ سُلْطَانُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ وَقَدْ مَلَكَ فِرْعَوْنُ أَهْلَ مِصْرَ أَرْبَعَ مِائَةِ سَنَةٍ .

”آپ تعجب نہیں کرتی کہ (فتح مکہ کے دن) آزادی پانے والوں میں سے ایک شخص (سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ) اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت کے بارے میں جھگڑتا ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس پر آپ کو کیا تعجب ہوتا ہے، یہ اللہ کی حکومت ہے، جسے ہر اچھا برا شخص حاصل کرنا چاہتا ہے، فرعون نے بھی تو اہل مصر پر چار سو سال حکومت کی تھی!“

(تاریخ ابن عساکر : 145/59)

یہ سخت ضعیف اور مشکوک روایت ہے۔

① ایوب بن جابر حنفی جمہور کے نزدیک ضعیف اور سیئ الحفظ ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُخْطِىءُ حَتّٰى خَرَجَ عَنْ حَدِّ الْاِحْتِجَاجِ بِهٖ لِكَثْرَةِ وَهْمِهٖ .

”یہ غلطیاں کرتا تھا، یہاں تک کہ کثرت وہم کی بنا پر حجت کے قابل نہیں رہا۔“

(کتاب المجروحین :167/1)

نیز اسے امام یحییٰ بن معین، امام علی ابن المدینی، امام ابو حاتم رازی، امام ابو زرعہ

رازی، امام دارقطنی، امام نسائی، حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر وغیرہم رحمہم اللہ نے ضعیف کہا ہے۔

② ابو اسحاق سبیعی کا عنعنہ اور اختلاط ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا أَهْلُ السُّنَّةِ فَيَتَوَلَّوْنَ جَمِيعَ الْمُؤْمِنِينَ، وَيَتَكَلَّمُونَ بِعِلْمٍ وَعَدْلٍ، لَيْسُوا مِنْ أَهْلِ الْجَهْلِ وَلَا مِنْ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ، وَيَتَبَرَّؤُونَ مِنْ طَرِيقَةِ الرَّوَافِضِ وَالنَّوَاصِبِ جَمِيعًا، وَيَتَوَلَّوْنَ السَّابِقِينَ وَالْأَوَّلِينَ كُلَّهُمْ، وَيَعْرِفُونَ قَدْرَ الصَّحَابَةِ وَفَضْلَهُمْ وَمَنَاقِبَهُمْ، وَيَرْعَوْنَ حُقُوقَ أَهْلِ الْبَيْتِ الَّتِي شَرَعَهَا اللّٰهُ لَهُمْ، وَلَا يَرْضَوْنَ بِمَا فَعَلَهُ الْمُخْتَارُ وَنَحْوُهُ مِنَ الْكَذَّابِينَ، وَلَا مَا فَعَلَهُ الْحَجَّاجُ وَنَحْوُهُ مِنَ الظَّالِمِينَ، وَيَعْلَمُونَ مَعَ هٰذَا مَرَاتِبَ السَّابِقِينَ الْأَوَّلِينَ، فَيَعْلَمُونَ أَنَّ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنَ التَّقَدُّمِ وَالْفَضَائِلِ مَا لَمْ يُشَارِكْهُمَا فِيهَا أَحَدٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ، لَا عُثْمَانُ وَلَا عَلِيٌّ وَلَا غَيْرُهُمَا، وَهٰذَا كَانَ مُتَّفَقًا عَلَيْهِ فِي الصَّدْرِ الْأَوَّلِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ خِلَافًا شَاذًّا لَا يُعْبَأُ بِهٖ.

''اہل سنت تمام مومنوں سے محبت کرتے ہیں اور علم و عدل کے ساتھ کلام کرتے ہیں۔ اہل سنت نہ جاہل ہیں اور نہ بدعتی۔ یہ روافض اور نواصب دونوں کے طریقہ کار سے بری ہیں۔ اہل سنت تمام سابقین اولین سے محبت کرتے ہیں۔ صحابہ کرام کی قدر و منزلت اور فضائل و مناقب کو پہچانتے ہیں، اللہ تعالیٰ

نے اہل بیت کو جو حقوق دیے ہیں، ان کی رعایت کرتے ہیں۔ مختار ثقفی جیسے جھوٹوں اور حجاج بن یوسف جیسے ظالموں کے کیے پر راضی نہیں ہیں۔ نیز سابقین اولین کے مراتب کو جانتے ہیں۔ اہل سنت جانتے ہیں کہ ابوبکر و عمر کو وہ فضلیت اور برتری حاصل ہے، جس میں کوئی اور صحابی شریک نہیں، نہ سیدنا عثمان، نہ سیدنا علی رضی اللہ عنہما اور نہ ہی کوئی دوسرا اصحابی۔ عہد اول میں اس پر سب کا اتفاق تھا، سوائے شاذ اختلاف کے، جس کی کوئی حیثیت نہیں۔''

(مِنهاج السنة : 2/71-72)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ كُنْتُ اَسْتَشْكِلُ تَوْثِيقَهُمُ النَّاصِبِيَّ غَالِيًّا وَتَوْهِينَهُمُ الشِّيعَةَ مُطْلَقًا وَلَا سِيَّمَا أَنَّ عَلِيًّا وَرَدَ فِي حَقِّهٖ «لَا يُحِبُّهٗ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهٗ إِلَّا مُنَافِقٌ» ثُمَّ ظَهَرَ لِي فِي الْجَوَابِ عَنْ ذٰلِكَ أَنَّ الْبُغْضَ هَا هُنَا مُقَيَّدٌ بِسَبَبٍ وَهُوَ كَوْنُهٗ نَصَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّ مِنَ الطَّبَعِ الْبَشَرِيِّ بُغْضَ مَنْ وَقَعَتْ مِنْهُ إِسَاءَةٌ فِي حَقِّ الْمُبْغَضِ وَالْحُبُّ بِعَكْسِهٖ وَذٰلِكَ مَا يَرْجِعُ إِلٰى أُمُورِ الدُّنْيَا غَالِبًا وَالْخَبَرُ فِي حُبِّ عَلِيٍّ وَبُغْضِهٖ لَيْسَ عَلَى الْعُمُومِ فَقَدْ أَحَبَّهٗ مَنْ أَفْرَطَ فِيهِ حَتَّى ادَّعٰى أَنَّهٗ نَبِيٌّ أَوْ أَنَّهٗ إِلٰهٌ تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ إِفْكِهِمْ وَالَّذِي وَرَدَ فِي حَقِّ عَلِيٍّ مِنْ ذٰلِكَ قَدْ وَرَدَ مِثْلُهٗ فِي حَقِّ الْأَنْصَارِ وَأَجَابَ عَنْهُ الْعُلَمَاءُ أَنَّ

بُغْضَهُمْ لِأَجْلِ النَّصْرِ كَانَ ذٰلِكَ عَلَامَةَ نِفَاقِهِ وَبِالْعَكْسِ فَكَذَا يُقَالُ فِي حَقِّ عَلِيٍّ وَأَيْضًا فَأَكْثَرُ مَنْ يُوْصَفُ بِالنَّصْبِ يَكُونُ مَشْهُورًا بِصِدْقِ اللَّهْجَةِ وَالتَّمَسُّكِ بِأُمُورِ الدِّيَانَةِ بِخِلَافِ مَنْ يُوصَفُ بِالرَّفْضِ فَإِنَّ غَالِبَهُمْ كَاذِبٌ وَلَا يَتَوَرَّعُ فِي الْإِخْبَارِ وَالْأَصْلُ فِيهِ أَنَّ النَّاصِبَةَ اعْتَقَدُوا أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَتَلَ عُثْمَانَ أَوْ كَانَ أَعَانَ عَلَيْهِ فَكَانَ بُغْضُهُمْ لَهٗ دِيَانَةٌ بِزَعْمِهِمْ ثُمَّ انْضَافَ إِلٰى ذٰلِكَ أَنَّ مِنْهُمْ مَنْ قُتِلَتْ أَقَارِبُهٗ فِي حُرُوبِ عَلِيٍّ .

''میرے لیے یہ سمجھنا مشکل تھا کہ اہل علم نے غالی ناصبیوں کی توثیق اور شیعہ کی مطلقاً تضعیف کیوں کی؟ خاص کر جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ حدیث بھی ہے کہ ''علی سے محبت صرف مؤمن کرتا ہے اور اس سے بغض صرف منافق رکھتا ہے۔'' پھر مجھے اس کا جواب سمجھ آ گیا کہ یہاں بغض کا ایک خاص سبب ذکر ہوا ہے اور وہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و تائید کرنا ہے، کیونکہ انسان کی فطرت ہے کہ وہ اس شخص سے بغض رکھتا ہے، جو اس کے محبوب کی برائی کرتا ہو اور اس کے برعکس اس سے محبت کرتا ہے، جو (اس کے محبوب سے) محبت کرے۔ عموماً ایسا دنیاوی اُمور میں ہوتا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت اور بغض والی حدیث (کے معنی) میں عموم نہیں ہے۔ کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں غلو کرنے والا بھی آپ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے، یہاں تک کہ

اس نے آپ کے نبی ہونے کا دعویٰ کر رکھا ہے یا آپ کو الٰہ سمجھتا ہے، اللہ تعالیٰ ان (روافض) کے بہتانوں سے بہت بلند ہے۔ اور جو الفاظ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حق میں وارد ہوئے، وہی الفاظ انصار کے بارے میں بھی آئے ہیں، اس حوالہ سے بھی اہل علم نے جواب دیا کہ انصار سے بغض ان کی (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی) نصرت و تائید کرنے کی وجہ سے ہے، اسی (بغض) کو نفاق کی علامت کہا گیا ہے اور محبت کو ایمان کی علامت۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں وارد الفاظ کا بھی یہی معنی و مفہوم ہے۔ نیز اکثر ناصبی سچائی اور دیانت داری میں مشہور ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ناصبی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا یا اس پر معاونت کی، تو ان کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنا ان کے زعم کے مطابق دیانت پر مبنی ہے، نیز اس وجہ سے بھی کہ کچھ ناصبیوں کے رشتہ دار سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہونے والی جنگوں میں قتل کر دیے گئے تھے۔ جبکہ روافض میں اکثر جھوٹے اور حدیث بیان کرنے میں غیر محتاط ہیں۔“

(تهذيب التّهذيب : 458/8)

تنبیہ:

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَا يُبْغِضُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ .

”اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ہم اہل بیت سے بغض رکھنے والے کو اللہ ضرور واصل جہنم کرے گا۔“

(صحيح ابن حبان : 6978)

سند ضعیف ہے۔ ہشام بن عمار دمشقی آخری عمر میں تلقین قبول کرنے لگے تھے، یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ مذکورہ روایت تلقین قبول کرنے سے پہلے کی ہے یا بعد کی؟ لہٰذا اس روایت کے قبول میں توقف کیا جائے گا۔

❁ اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے۔

(المستدرك للحاكم : 150/3)

اس سند میں تصحیف کا احتمال ہے، لہٰذا بالجزم حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

اس روایت کی دیگر سندیں بھی ضعیف ہیں۔

❁ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ أَنَّ رَجُلًا صَفَنَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَصَلَّى، وَصَامَ ثُمَّ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ مُبْغِضٌ لِأَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ دَخَلَ النَّارَ.

”اگر کوئی شخص حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہو، روزہ بھی رکھتا ہو، لیکن مرتے وقت دل میں اہل بیت سے بغض ہو، تو وہ جہنم میں جائے گا۔“

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 148/3)

یہ روایت ضعیف و منکر ہے۔

❁ ابو اویس عبد اللہ بن عبد اللہ مدنی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

(المَجموع شرح المهذّب للنّووي : 20/9)

❁ اس روایت کو امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے ”منکر“ کہا ہے۔

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم : 407/6)

مشاجراتِ صحابہ

خیر القرون اور بعد کے اہل سنت کا اجماعی و اتفاقی عقیدہ ہے کہ مشاجراتِ صحابہ میں زبان بند رکھی جائے اور سب کے حق میں دُعائے مغفرت کی جائے۔

✿ **امام ابورجاء قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ (۲۴۰ھ) مسلمانوں کا اجماعی و اتفاقی عقیدہ بیان کرتے ہیں:**

اَلْكَفُّ عَنْ مَسَاوِئِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا يُذْكَرُ أَحَدٌ مِّنْهُمْ بِسُوءٍ، وَلَا يُنْتَقَصُ أَحَدٌ مِنْهُمْ.

''صحابہ کی خطاؤں پر زبان بند رکھی جائے، کسی کی برائی اور تنقیص نہ کی جائے۔''

(شِعار أصحاب الحديث لأبي أحمد الحاكم، ص 30، وسندهٗ صحيحٌ)

✿ **امام ابوبکر عبداللہ بن زبیر حمیدی رحمہ اللہ (۲۱۹ھ) لکھتے ہیں:**

اَلتَّرَحُّمُ عَلٰى أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلِّهِمْ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: ﴿وَالَّذِينَ جَاءُ وا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾، فَلَنْ يُؤْمِنَ إِلَّا بِالِاسْتِغْفَارِ لَهُمْ، فَمَنْ سَبَّهُمْ أَوْ تَنَقَّصَهُمْ أَوْ أَحَدًا مِنْهُمْ فَلَيْسَ عَلَى السُّنَّةِ، وَلَيْسَ لَهٗ فِي الْفَيْءِ حَقٌّ.

''تمام صحابہ کرام کے لیے رحمت کی دعا کرنا (بھی سنت ہے)، کیوں کہ اللہ

تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿وَالَّذِينَ جَاءُ وا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ......﴾(الحشر : ١٠) ”صحابہ کے بعد مشرف بہ اسلام ہونے والے دعا گو رہتے ہیں کہ ہمارے رب! ہمیں اور ایمان میں سبقت لے جانے والے ہمارے بھائیوں کو بخش دے اور مومنوں کے بارے ہمارے دلوں میں بغض و کینہ پیدا نہ کرنا، بلا شبہ تو مشفق و مہربان ہے۔“ ہمیں ان کے لیے صرف استغفار کا حکم ہے، لہٰذا جو ان سب، بعض یا کسی ایک کو برا بھلا کہے گا، وہ عقیدہ اہل سنت پر نہیں ہوگا، نہ ہی اس کے لیے مال فے میں سے کوئی حصہ ہوگا۔“

(أصول السّنة، المندرج في آخر مسنده: 546/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ابن ابی داوٗد رحمہ اللہ (٣١٦ھ) فرماتے ہیں:

قُلْ : خَيْرُ قَوْلٍ فِي الصَّحَابَةِ كُلِّهِمُ ...... وَلَا تَكُ طَعَّانًا تَعِيبُ وَتَجْرَحُ.

فَقَدْ نَطَقَ الْوَحْيُ الْمُبِينُ بِفَضْلِهِمُ ...... وَفِي الْفَتْحِ آيٌ فِي الصَّحَابَةِ تَمْدَحُ.

”ہر صحابی کے بارے میں کلمہ خیر کہیے، ان کی عیب جوئی اور ان پر جرح کرنے والوں سے نہ بنئیے ....وحی الٰہی ان کے فضائل بیان کرتی ہے اور سورت فتح کی آیات ان کی تعریف کرتی ہیں۔“

(الشّريعة للآجرّي: 2562/5، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ یہ عقیدہ بیان کرنے کے بعد ابن ابی داوٗد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا قَوْلِي وَقَوْلُ أَبِي وَقَوْلُ أَحْمَدَ ابْنِ حَنْبَلٍ وَقَوْلُ مَنْ أَدْرَكْنَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَمَنْ لَمْ نُدْرِكْ مِمَّنْ بَلَغَنَا عَنْهُ، فَمَنْ قَالَ عَلَيَّ غَيْرِ هٰذَا فَقَدْ كَذَبَ.

یہ عقیدہ میرا، میرے والد (امام ابوداؤد رحمہ اللہ)، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور جن علما سے ہماری ملاقات ہوئی ہے، ان کا ہے اور وہ علما بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں، جن کے عقائد تو معلوم ہوئے، مگر ان سے ملاقات نہیں ہو سکی، میری طرف کسی اور عقیدے کی نسبت کرنے والا جھوٹا ہے۔''

(الشّريعة للآجرّي: 2562/5، وسندہٗ صحيحٌ)

❀ علامہ نسفی حنفی رحمہ اللہ (۵۳۷ھ) لکھتے ہیں:

يُكَفُّ عَنْ ذِكْرِ الصَّحَابَةِ إِلَّا بِخَيْرٍ.

''صحابہ کا ذکر خیر ہی کیا جائے گا۔''

(العقيدة النّسفية، ص 29)

❀ علامہ کاسانی حنفی رحمہ اللہ (۵۸۷ھ) فرماتے ہیں:

اَلْكَفُّ عَنْ تَفْسِيقِهِمْ، وَالْإِمْسَاكُ عَنِ الطَّعْنِ فِيهِمْ مِنْ شَرَائِطِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ.

''صحابہ کرام کو فاسق قرار دینے سے باز رہنا اور ان پر طعن و تشنیع سے رکے رہنا اہل سنت والجماعت کی شرائط میں سے ہے۔''

(بدائع الصّنائع: 117/5)

❀ علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ (۶۳۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الطَّعْنَ فِيهِمْ طَعْنٌ فِي الشَّرِيعَةِ .

''صحابہ پرطعن دراصل شریعت پرطعن ہے۔''

(الكامل في التّاريخ : 582/6)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

''اہل سنت کے عقائد میں شامل ہے کہ صحابہ کرام کے اختلافات میں زبان بند رکھی جائے، صحابہ کرام کے فضائل (قرآن وسنت سے) ثابت ہیں، ان سے محبت فرض ہے۔ یہ اپنی بعض خطاؤں پر ایسا معقول عذر رکھتے تھے، جس پر بعد والے مطلع نہیں ہو سکے، بعض خطاؤں سے توبہ کر لی تھی اور بعض خطائیں اللہ تعالیٰ نے خود ہی معاف فرما دی تھیں۔ مشاجرات صحابہ میں غور کرنے سے اکثریت کے دل میں ان کے متعلق بغض وعداوت جنم لیتی ہے اور وہ گنہگار وخطا کار ہو جاتے ہیں۔ یوں وہ خود کو اور اپنے ہمنواؤں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ مشاجرات پر رائے زنی کرنے والوں کی اکثریت کا یہی حال ہوا۔ انہوں نے اللہ ورسول کی ناراضگی کی باتیں کیں۔ انہوں نے ایسے لوگوں کی مذمت کی، جو مذمت کے مستحق نہیں تھے یا ایسے امور کی تعریف کی، جو قابل تعریف نہ تھے۔ اسی لیے مشاجرات صحابہ میں رائے زنی سے بچنا ہی سلف صالحین کا منہج ہے۔''

(مِنهاج السُّنّة النبويّة في نَقْض كلام الشّيعة والقدريّة :1/448-449)

❁ نیز فرماتے ہیں:

هٰذَا مِمَّا لَا نَعْلَمُ فِيهِ خِلَافًا بَيْنَ أَهْلِ الْفِقْهِ وَالْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ وَسَائِرِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجماعَةِ فَإِنَّهُمْ مُجْمِعُوْنَ عَلٰى أَنَّ الْوَاجِبَ الثَّنَاءُ عَلَيْهِمْ وَالِاسْتِغْفَارُ لَهُمْ وَالتَّرَحُّمُ عَلَيْهِمْ وَالتَّرَضِّيْ عَنْهُمْ وَاعْتِقَادُ مَحَبَّتِهِمْ وَمُوَالَاتِهِمْ وَعُقُوْبَةُ مَنْ أَسَاءَ فِيْهِمُ الْقَوْلَ .

''صحابہ، تابعین اور جمیع اہل سنت والجماعت فقہا وعلما کا اتفاق ہے کہ صحابہ کرام کی تعریف، ان کے لیے استغفار، ان سے رضا مندی کا اظہار کرنا، ان سے مودت ومحبت رکھنا اور ان کی شان میں گستاخی کرنے والے کو سزا دینا ضروری ہے۔'' (الصّارم المسلول: 578/1)

یہ تھا مشاجرات صحابہ میں اہل سنت کا عقیدہ، بعض لوگ صحابہ کے باہمی اختلافات کی آڑ میں اپنے خبث باطن کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ ایسوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ اصحاب رسول پر تنقید اور ان کی تنقیص بدعت وضلالت ہے۔

✿ علامہ، ابو مظفر، منصور بن محمد، سمعانی رحمہ اللہ (489ھ) فرماتے ہیں:

اَلتَّعَرُّضُ إِلٰى جَانِبِ الصَّحَابَةِ عَلَامَةٌ عَلٰى خِذْلَانِ فَاعِلِهٖ، بَلْ هُوَ بِدْعَةٌ وَّضَلَالَةٌ .

''صحابہ پر طعن کسی کے رسوا ہونے کی علامت، بدعت اور گمراہی ہے۔''

(فتح الباري لابن حَجَر: 365/4)

مشاجراتِ صحابہ کے بارے عقیدہ اہل سنت کے دلائل ملاحظہ فرمائیں:

قرآنِ کریم اور مشاجراتِ صحابہ:

کسی سُنّی مسلمان کو شبہ نہیں ہو سکتا کہ صحابہ کے باہمی اختلافات اجتہاد پر مبنی تھے نہ کہ بدنیتی پر۔ اجتہادی غلطی پر تو پھر بھی ایک اجر ہے۔

❀ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾ (آل عمران: 155)

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا ہے۔''

❀ نیز فرمایا:

﴿وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ﴾ (آل عمران: 152)

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہیں معاف فرما دیا ہے۔''

صحابہ کرام کی غیر اجتہادی غلطیاں اور صریح گناہ بھی معاف ہیں۔ مشاجراتِ صحابہ جو یقیناً ایک فریق کی اجتہادی غلطی پر مبنی تھے، بالاولیٰ معاف ہوں گے۔ اب ان اختلافات کو بنیاد بنا کر کسی صحابی کے بارے میں زبان کھولنا اپنی عاقبت برباد کرنے کے سوا کچھ نہیں۔

عام مسلمان سے کبیرہ گناہ ہو جائے اور وہ اس سے توبہ کر لے، تو اسے ذکر کر کے اس کی تنقیص کرنا یا اسے بنیاد بنا کر دل میں اس کے لیے تنگی رکھنا بھی گناہ ہے، تو وہ اجتہادی غلطی، جس پر اللہ تعالیٰ نے ایک اجر عطا فرمایا ہو، اس کی بنا پر کسی صحابی کے خلاف زبان کھولنا کتنی بڑی بدبختی ہو گی۔

حدیثِ رسول اور مشاجراتِ صحابہ:

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ، لَوْ

أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ .

''میرے صحابہ کی تنقیص نہ کریں، میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہیں۔اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر آپ میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کرے، تو کسی صحابی کے ایک مد (تقریباً دو سے اڑھائی پاؤ) یا نصف مد کے برابر نہیں ہوسکتا۔''

(صحيح مسلم : 2540)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمُقَامُ أَحَدِهِمْ أَفْضَلُ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهُ .

''اصحاب محمد رضی اللہ عنہم کو برا بھلا مت کہیں، کسی صحابی کا (ایک لمحہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ) گزارنا، تمہارے عمر بھر کے اعمال سے بہتر ہے۔''

(سنن ابن ماجه : 162، المطالب العالية لابن حجر : 4157، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

أُمِرُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَبُّوهُمْ .

''لوگوں کو صحابہ کے لیے استغفار کا کہا گیا تھا، لیکن وہ برا بھلا کہنے لگے۔''

(صحيح مسلم : 3022)

❁ نُبیح بن عبداللہ عنزی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تھا کہ سیدنا علی بن ابی طالب اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما (کے مشاجرات) کا ذکر ہوا، (دوران گفتگو کسی کی طرف سے) سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق نامناسب بات کہی گئی، سیدنا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے، تو فوراً سیدھے ہوکر بیٹھ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا :......سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بدوی (صحابی) کو لایا گیا، جو انصار صحابہ کی ہجو کرتا تھا، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَوْلَا أَنَّ لَهُ صُحْبَةً مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَفَيْتُكُمُوهُ وَلٰكِنْ لَهُ صُحْبَةٌ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''اگر اس بدوی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل نہ ہوتا، تو میں اس کی خوب خبر لیتا، مگر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہونا کا شرف حاصل ہے (لہٰذا اسے کچھ نہیں کہہ سکتا)۔''

(مسند ابن الجعد : 2657، وسندہٗ صحیحٌ)

اس اثر سے ثابت ہوا کہ مشاجرات صحابہ میں قانون یہ ہے کہ ان میں زبان بندی کی جائے، کسی صحابی پر طعن و تشنیع نہ کی جائے اور نہ کسی کی مذمت کی جائے، یہی قاعدہ صحابہ کے ہاں معروف تھا، جب سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مجلس میں مشاجرات کی وجہ سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر بات کی گئی، تو آپ رضی اللہ عنہ چونک گئے کہ مشاجرات صحابہ میں کسی صحابی کی مذمت کیسے کی جاسکتی ہے؟ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک بدوی جو انصار کی ہجو کرتا تھا، کو صرف اس لیے کچھ نہیں کہا کہ اس بدوی کو شرف صحابیت حاصل تھا۔

جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی نے مشاجرات کی وجہ سے بدوی صحابی کی مذمت نہیں کی، تو بعد والوں کے لیے کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ وہ علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما جیسے صحابہ کرام کے مشاجرات کو زیر بحث لائیں اور ان کے مابین فیصلے کرتے پھریں۔

ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کے مابین یہ اُصول طے تھا کہ مشاجرات صحابہ کی بنیاد پر کسی صحابی پر طعن وتشنیع یا مذمت جائز نہیں، بلکہ تمام صحابہ مرحوم ومغفور ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل کر کے جنت کے وارث بن چکے ہیں۔

❀ حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ، فَقَالَ : أَيْ بُنَيَّ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : إِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ، فَإِيَّاكَ أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ، فَقَالَ لَهُ : اجْلِسْ، فَإِنَّمَا أَنْتَ مِنْ نُّخَالَةِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : وَهَلْ كَانَتْ لَهُمْ نُخَالَةٌ؟ إِنَّمَا كَانَتِ النُّخَالَةُ بَعْدَهُمْ، وَفِي غَيْرِهِمْ .

”صحابی رسول سیدنا عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ، عبیداللہ بن زیاد کے پاس آئے اور فرمانے لگے: بیٹا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ بدترین حکمران وہ ہوتے ہیں، جو اپنی رعایا پر ظلم کرتے ہیں۔لہٰذا (میری نصیحت ہے کہ) آپ کا شمار ایسے لوگوں میں نہ ہو۔عبیداللہ بن زیاد کہنے لگا: بیٹھ جا،تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فضول سا صحابی ہے۔(نعوذ باللہ) سیدنا عائذ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: کیا صحابہ کرام میں سے بھی کوئی فضول تھا؟ فضول تو صحابہ کے بعد (آپ جیسے ظالم) ہیں یا ہوں گے۔“ (صحيح مسلم : 1830)

ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے تمام صحابہ ارفع واعلیٰ درجات پر فائز ہیں۔ تسلیم کہ بعض صحابہ کو بعض پر فضیلت ہے، لیکن تمام صحابہ معزز و محترم ہیں اور بعد میں آنے والا کوئی شخص نیکی، تقویٰ اور بڑے سے بڑا علمی کارنامہ سرانجام دے کر بھی کسی صحابی کی ادنیٰ ترین نیکی کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ لہٰذا بعد والوں کو حق نہیں کہ وہ صحابہ کرام کی بشری لغزشوں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا ہے، یا ان کی اجتہادی غلطیوں، جن پر بھی اللہ تعالیٰ نے مواخذہ نہیں فرمایا، کو بنیاد بنا کر ان پر زبان درازی کریں۔

❀ میمون بن مہران رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثَلَاثٌ ارْفُضُوهُنَّ : سَبُّ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّظَرُ فِي النُّجُومِ، وَالنَّظَرُ فِي الْقَدَرِ .

''تین کام چھوڑ دیجئے، اصحاب محمد ﷺ کو برا بھلا کہنا، ستاروں میں غور وفکر اور تقدیر میں غور وخوض۔''

(فضائل الصّحابة لأحمد بن حنّبل : 19، وسندہٗ حسنٌ)

اجماعِ امت اور مشاجرات صحابہ:

ہم شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی زبانی بیان کر چکے کہ مشاجرات صحابہ میں خاموش رہنے پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ شیخ الاسلام کا یہ دعویٰ بلا دلیل نہیں، واقعی سلف صالحین کا عقیدہ یہی تھا کہ مشاجرات صحابہ میں خاموشی اختیار کی جائے اور اس بارے میں زبان کھولنا گمراہی ہے۔ ملاحظہ ہو!

❀ امام ابوزرعہ رازی اور امام ابوحاتم رازی رحمہما اللہ بیان کرتے ہیں:

أَدْرَكْنَا الْعُلَمَاءَ فِي جَمِيعِ الْأَمْصَارِ حِجَازًا، وَعِرَاقًا، وَمِصْرًا، وَشَامًّا، وَيَمَنًا، فَكَانَ مِنْ مَّذْهَبِهِمْ ـــ التَّرَحُّمُ عَلٰى جَمِيعِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْكَفُّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ .

''ہم نے حجاز وعراق، مصر وشام اور یمن تمام علاقوں کے علمائے کرام دیکھے ہیں، سب کا مذہب یہ تھا کہ۔۔۔محمد ﷺ کے تمام صحابہ کے لیے رحمت کی دعا کی جائے اوران کے مشاجرات بارے زبان بندرکھی جائے۔''

(كتاب أصل السنّة واعتقاد الدين لابن أبي حاتم)

❁ عباسی خلیفہ قائم بامر اللہ ہاشمی رحمہ اللہ (۴۶۷ھ) نے تقریباً 430 ہجری میں الاعتقاد القادری کے نام سے مسلمانوں کا اجماعی واتفاقی عقیدہ شائع کیا، جسے اس دور کے تمام اہل علم کی تائید حاصل تھی اوراس کا مخالف باتفاقِ اہل علم فاسق وفاجر قرار پایا، اس میں یہ عقیدہ بھی درج ہے:

لَا يَقُولُ فِي مُعَاوِيَةَ إِلَّا خَيْرًا، وَلَا يَدْخُلُ فِي شَيْءٍ شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَيَتَرَحَّمُ عَلٰى جَمَاعَتِهِمْ .

''مسلمان سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کلمہ خیر ہی کہتا ہے، وہ صحابہ کرام کے باہمی اختلافات میں دخل نہیں دیتا، بلکہ تمام صحابہ کرام کے لیے رحمت کی دُعا کرتا ہے۔''

(الاعتقاد القادري، المندرج في المنتظم لابن الجوزي : 281/15، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عوام بن حوشب رحمہ اللہ (148ھ) فرماتے ہیں:

أُذْكُرُوا مَحَاسِنَ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

تَأْتَلِفُ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ، وَلَا تَذْكُرُوا غَيْرَهٗ، فَتُحَرِّشُوا النَّاسَ عَلَيْهِمْ .

''اصحاب محمد ﷺ کے محاسن بیان کریں، اس سے آپس میں اتحاد پیدا ہوگا۔ صحابہ سے بدگمانی کریں گے، تو لوگوں کو بھڑ کانے کا سبب بنیں گے۔''

(الشّريعة للآجرّي : 1981، السنة للخلّال : 828، 829، وسندهٗ حسنٌ)

✿ امام شہاب بن خراش رحمہ اللہ (المتوفی بعد: 174ھ) فرماتے ہیں:

أَدْرَكْتُ مَنْ أَدْرَكْتُ مِنْ صَدْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَهُمْ يَقُولُونَ : اذْكُرُوا أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَأْتَلِفُ عَلَيْهِ الْقُلُوبُ، وَلَا تَذْكُرُوا الَّذِي شَجَرَ بَيْنَهُمْ، فَتُحَرِّشُوا النَّاسَ عَلَيْهِمْ .

''میں نے اسلاف امت کو یہی کہتے سنا کہ اصحاب رسول کا تذکرہ اس طرح کریں کہ ان سے محبت پیدا ہو۔ ان کے اختلافات کا ذکر نہ کریں کہ اس سے آپ لوگوں کو صحابہ سے متنفر کرنے کا سبب بنیں گے۔''

(الكامل في ضُعفاء الرّجال لابن عدي : 53/5، تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 215/23، ميزان الاعتدال للذّهبي : 282/2، وسندهٗ صحيحٌ)

✿ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) سے سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین ہونے والی جنگ کے متعلق پوچھا گیا، فرمایا:

مَا أَقُولُ فِيهِمْ إِلَّا الْحُسْنٰى .

''میں ان سب کے متعلق اچھی بات ہی کہتا ہوں۔''

(مناقب الإمام أحمد لابن الجوزي، 146، وسندهٗ حسنٌ)

✿ امام ابوالحسن، اشعری رحمہ اللہ (324ھ) فرماتے ہیں:

نَتَوَلّٰی سَائِرَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَكُفُّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ.

''ہم تمام صحابہ سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے مشاجرات میں زبان بند رکھتے ہیں۔'' (الإبانة عن أصول الدّيانة، ص 29)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (748ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ كَانَ بَيْنَ الطَّائِفَتَيْنِ مِنْ أَهْلِ صِفِّيْنَ مَا هُوَ أَبْلَغُ مِنَ السَّبِّ؛ السَّيْفُ ...... فَسَبِيلُنَا الْكَفُّ وَالْاِسْتِغْفَارُ لِلصَّحَابَةِ، وَلَا نُحِبُّ مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ.

''جب جنگ صفین میں لڑنے والے دونوں گروہوں کے مابین تلوار، جو برا بھلا کہنے سے بڑا عمل تھا، واقع ہوگئی، تو اس حوالے سے ہمارا منہج ہے کہ مشاجرات صحابہ میں خاموشی اختیار کی جائے اور ان کے لیے مغفرت کی دُعا کی جائے۔ ان کے درمیان اختلاف کا تذکرہ پسند نہیں کرتے، بلکہ ایسے طرز عمل سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔''

(سِيَر أعلام النّبلاء : 39/3)

❁ مزید فرماتے ہیں:

كَانَ النَّاسُ فِي الصَّدْرِ الْأَوَّلِ بَعْدَ وَقْعَةِ صِفِّينَ عَلٰی أَقْسَامٍ؛ أَهْلُ سُنَّةٍ، وَهُمْ أُولُوا الْعِلْمِ، وَهُمْ مُّحِبُّونَ لِلصَّحَابَةِ، كَافُّونَ عَنِ الْخَوْضِ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ، كَسَعْدٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَمُحَمَّدِ بْنِ

سَلَمَةَ، وَأُمَمٍ، ثُمَّ شِيعَةٌ، يَتَوَالَوْنَ، وَينَالُوْنَ مِمَّنْ حَارَبُوا عَلِيًّا، وَيقُولُونَ: إِنَّهُمْ مُّسْلِمُونَ، بُغَاةٌ، ظَلَمَةٌ، ثُمَّ نَوَاصِبُ، وَهُمُ الَّذِينَ حَارَبُوا عَلِيًّا يَّوْمَ صِفِّينَ، وَيُقِرُّونَ بِإِسْلَامِ عَلٰى سَابِقَيْهِ، وَيقُولُونَ: خَذَلَ الْخَلِيفَةَ عُثْمَانَ، فَمَا عَلِمْتُ فِي ذٰلِكَ الزَّمَانِ شِيعِيًّا كَفَّرَ مُعَاوِيَةَ وَحِزْبَهٗ، وَلَا نَاصِبِيًّا كَفَّرَ عَلِيًّا وَّحِزْبَهٗ، بَلْ دَخَلُوا فِي سَبٍّ وَّبُغْضٍ، ثُمَّ صَارَ الْيَوْمَ شِيعَةُ زَمَانِنَا يُكَفِّرُونَ الصَّحَابَةَ، وَيُبَرَّؤُونَ مِنْهُمْ جَهْلًا وَّعُدْوَانًا، وَيَتَعَدُّونَ إِلَى الصِّدِّيقِ، قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ، وَأَمَّا نَوَاصِبُ وَقْتِنَا فَقَلِيلٌ، وَمَا عَلِمْتُ فِيهِمْ مَّنْ يُّكَفِّرُ عَلِيًّا وَّلَا صَحَابِيًّا.

''واقعہ صفین کے بعد صدر اوّل کے لوگ تین اقسام میں بٹ گئے؛ پہلے صاحب علم اہل سنت، جو تمام صحابہ کرام سے محبت رکھتے اور ان کے باہمی اختلافات میں ٹانگ اڑانے سے باز رہتے تھے، جیسا کہ سیدنا سعد، سیدنا ابن عمر، محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہم اور دیگر بہت سے صحابہ۔ دوسرے شیعہ، جو اہل بیت سے محبت کا دم بھرتے تھے اور ان کی گستاخی کرتے تھے، جن کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی ہوئی، کہتے تھے کہ وہ باغی اور ظالم مسلمان ہیں۔ تیسرے ناصبی، جو صفین والے دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لڑے تھے اور سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو مسلمان سمجھتے تھے، کہتے تھے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خلیفۃ المسلمین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ میرے علم میں اُس دور کا کوئی شیعہ ایسا نہیں، جو

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ کو کافر قرار دیتا ہو، نہ اس دور کا کوئی ناصبی ایسا تھا، جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ پر کفر کا فتویٰ لگاتا ہو، بلکہ وہ صرف مخالفین پر سبّ وشتم کرتے اور دل میں ان کے لیے بغض رکھتے تھے۔ پھر یہ دور آیا کہ ہمارے زمانے کے شیعہ اپنی جہالت اور ہٹ دھرمی کی بنا پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر کہتے ہیں اور اپنی نادانی اور ظلم کی بنا پر ان سے اعلان برأت کرتے ہیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں تباہ و برباد کرے۔ رہے ناصبی، تو وہ ہمارے دور میں بہت کم رہ گئے ہیں۔ میرے علم کے مطابق کوئی بھی ناصبی سیدنا علی رضی اللہ عنہ یا کسی صحابی کی تکفیر نہیں کرتا۔''

(سِیَر أعلام النُّبلاء : 374/5)

❀ نیز لکھتے ہیں:

بَلْ سَبِيلُنَا أَنْ نَّسْتَغْفِرَ لِكُلٍّ وَّنُحِبُّهُمْ، وَنَكُفَّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ .

''ہمارا منہج یہ ہے کہ ہم تمام صحابہ کے لیے استغفار کرتے ہیں، سب سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے باہمی اختلافات میں زبان بند رکھتے ہیں۔''

(سِیَر أعلام النبلاء : 370/7)

❀ امام محمد بن حسین آجری رحمہ اللہ (360ھ) فرماتے ہیں:

يَنْبَغِي لِمَنْ تَدَبَّرَ مَا رَسَمْنَاهُ مِنْ فَضَائِلِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَضَائِلِ أَهْلِ بَيْتِهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ أَنْ يُّحِبَّهُمْ، وَيَتَرَحَّمَ عَلَيْهِمْ، وَيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ، وَيَتَوَسَّلَ إِلَى اللّٰهِ الْكَرِيمِ بِهِمْ، وَيَشْكُرَ اللّٰهَ الْعَظِيمَ إِذْ وَفَّقَهٗ

لِهٰذَا، وَلَا يَذْكُرَ مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَلَا يَنْقُرَ عَنْهُ، وَلَا يَبْحَثَ، فَإِنْ عَارَضَنَا جَاهِلٌ مَّفْتُونٌ قَدْ خُطِيَ بِهٖ عَنْ طَرِيقِ الرَّشَادِ، فَقَالَ: لِمَ قَاتَلَ فُلَانٌ لِّفُلَانٍ، وَلِمَ قَتَلَ فُلَانٌ لِّفُلَانٍ وَفُلَانٍ؟ قِيلَ لَهٗ: مَا بِنَا وَبِكَ إِلٰى ذِكْرِ هٰذَا حَاجَةٌ تَنْفَعُنَا، وَلَا اضْطُرِرْنَا إِلٰى عِلْمِهَا، فَإِنْ قَالَ: وَلِمَ؟ قِيلَ لَهٗ: لِأَنَّهَا فِتَنٌ شَاهَدَهَا الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَكَانُوا فِيهَا عَلٰى حَسَبِ مَا أَرَاهُمُ الْعِلْمُ بِهَا، وَكَانُوا أَعْلَمَ بِتَأْوِيلِهَا مِنْ غَيْرِهِمْ، وَكَانُوا أَهْدٰى سَبِيلًا مِّمَّنْ جَاءَ بَعْدَهُمْ، لِأَنَّهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ، عَلَيْهِمْ نَزَلَ الْقُرْآنُ، وَشَاهَدُوا الرَّسُولَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَجَاهَدُوا مَعَهٗ، وَشَهِدَ لَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِالرِّضْوَانِ وَالْمَغْفِرَةِ وَالْأَجْرِ الْعَظِيمِ، وَشَهِدَ لَهُمُ الرَّسُولُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ خَيْرُ قَرْنٍ، فَكَانُوا بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَعْرَفَ، وَبِرَسُولِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالْقُرْآنِ وَبِالسُّنَّةِ، وَمِنْهُمْ يُؤْخَذُ الْعِلْمُ، وَفِي قَوْلِهِمْ نَعِيشُ، وَبِأَحْكَامِهِمْ نَحْكُمُ، وَبِأَدَبِهِمْ نَتَأَدَّبُ، وَلَهُمْ نَتَّبِعُ، وَبِهٰذَا أُمِرْنَا، فَإِنْ قَالَ: وَإِيشِ الَّذِي يَضُرُّنَا مِنْ مَّعْرِفَتِنَا لِمَا جَرٰى بَيْنَهُمْ وَالْبَحْثِ عَنْهُ؟ قِيلَ لَهٗ: مَا لَا شَكَّ فِيهِ، وَذٰلِكَ أَنَّ عُقُولَ الْقَوْمِ كَانَتْ أَكْبَرَ مِنْ عُقُولِنَا، وَعُقُولُنَا أَنْقَصُ بِكَثِيرٍ، وَلَا نَأْمَنُ أَنْ نَّبْحَثَ عَمَّا

شَجَرَ بَيْنَهُمْ، فَنزِلَّ عَنْ طَرِيقِ الْحَقِّ، وَنَتَخَلَّفَ عَمَّا أُمِرْنَا فِيهِمْ، فَإِنْ قَالَ: وَبِمَ أُمِرْنَا فِيهِمْ؟ قِيلَ: أُمِرْنَا بِالْاسْتِغْفَارِ لَهُمْ، وَالتَّرَحُّمِ عَلَيْهِمْ، وَالْمَحَبَّةِ لَهُمْ، وَالْاتِّبَاعِ لَهُمْ، دَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَقَوْلُ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَمَا بِنَا حَاجَةٌ إِلٰى ذِكْرِ مَا جَرٰى بَيْنَهُمْ، قَدْ صَحِبُوا الرَّسُولَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَاهَرَهُمْ، وَصَاهَرُوهُ، فَبِالصُّحْبَةِ يَغْفِرُ اللّٰهُ الْكَرِيمُ لَهُمْ، وَقَدْ ضَمِنَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهٖ أَنْ لَّا يُخْزِيَ مِنْهُمْ وَاحِدًا، وَقَدْ ذَكَرَ لَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى فِي كِتَابِهٖ أَنَّ وَصْفَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ، فَوَصَفَهُمْ بِأَجْمَلِ الْوَصْفِ، وَنَعَتَهُمْ بِأَحْسَنِ النَّعْتِ، وَأَخْبَرَنَا مَوْلَانَا الْكَرِيمُ أَنَّهٗ قَدْ تَابَ عَلَيْهِمْ، وَإِذَا تَابَ عَلَيْهِمْ لَمْ يُعَذِّبْ وَاحِدًا مِّنْهُمْ أَبَدًا، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ، أُولٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ، أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ، فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: إِنَّمَا مُرَادِي مِنْ ذٰلِكَ لَأَنْ أَكُونَ عَالِمًا بِمَا جَرٰى بَيْنَهُمْ، فَأَكُونَ لَمْ يَذْهَبْ عَلَيَّ مَا كَانُوا فِيهِ، لِأَنِّي أُحِبُّ ذٰلِكَ وَلَا أَجْهَلُهٗ، قِيلَ لَهٗ: أَنْتَ طَالِبُ فِتْنَةٍ، لِأَنَّكَ تَبْحَثُ عَمَّا يَضُرُّكَ وَلَا يَنْفَعُكَ، وَلَوِ اشْتَغَلْتَ بِإِصْلَاحِ مَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكَ فِيمَا تَعَبَّدَكَ بِهٖ مِنْ أَدَاءِ فَرَائِضِهٖ، وَاجْتِنَابِ مَحَارِمِهٖ، كَانَ أَوْلٰى

بِكَ، وَقِيلَ : وَلَا سِيَّمَا فِي زَمَانِنَا هٰذَا، مَعَ قُبْحِ مَا قَدْ ظَهَرَ فِيهِ مِنَ الْأَهْوَاءِ الضَّالَّةِ، وَقِيلَ لَهُ : اشْتِغَالُكَ بِمَطْعَمِكَ وَمَلْبَسِكَ مِنْ أَيْنَ هُوَ؟ أَوْلٰى بِكَ، وَتَكَسُّبُكَ لِدِرْهَمِكَ مِنْ أَيْنَ هُوَ؟ وَفِيمَا تُنْفِقُهُ؟ أَوْلٰى بِكَ، وَقِيلَ : لَا يَأْمَنُ أَنْ يَّكُونَ بِتَنْقِيرِكَ وَبَحْثِكَ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ الْقَوْمِ إِلٰى أَنْ يَّمِيلَ قَلْبُكَ، فَتَهْوٰى مَا لَا يَصْلُحُ لَكَ أَنْ تَهْوَاهُ، وَيَلْعَبَ بِكَ الشَّيْطَانُ، فَتَسُبَّ وَتُبْغِضَ مَنْ أَمَرَكَ اللّٰهُ بِمَحَبَّتِهٖ، وَالِاسْتِغْفَارِ لَهٗ، وَبِاتِّبَاعِهٖ، فَتَزِلَّ عَنْ طَرِيقِ الْحَقِّ، وَتَسْلُكَ طَرِيقَ الْبَاطِلِ، فَإِنْ قَالَ : فَاذْكُرْ لَنَا مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَعَمَّنْ سَلَفَ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ، مَا يَدُلُّ عَلٰى مَا قُلْتَ، لِتَرُدَّ نُفُوسَنَا عَمَّا تَهْوَاهُ مِنَ الْبَحْثِ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، قِيلَ لَهٗ : قَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لِمَا ذَكَرْتُهٗ مِمَّا فِيهِ بَلَاغٌ وَّحُجَّةٌ لِّمَنْ عَقَلَ، وَنُعِيدُ بَعْضَ مَا ذَكَرْنَاهُ لِيَتَيَقَّظَ بِهِ الْمُوْمِنُ الْمُسْتَرْشِدُ إِلٰى طَرِيقِ الْحَقِّ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوْهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهٗ فَآزَرَهٗ

فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾(الفتح : 29)، ثُمَّ وَعَدَهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْمَغْفِرَةَ وَالْأَجْرَ الْعَظِيمَ، وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾(التوبة : 117)، وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿وَالسَّابِقُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾(التوبة : 100) إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ، وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ﴾ (التحريم : 8) الْآيَةُ، وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾ (آل عمران : 110) الْآيَةُ، وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُوْمِنِيْنَ﴾(الفتح : 18) إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ، ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَثْنٰى عَلٰى مَنْ جَاءَ بَعْدَ الصَّحَابَةِ، فَاسْتَغْفَرَ لِلصَّحَابَةِ، وَسَأَلَ مَوْلَاهُ الْكَرِيمَ أَنْ لَّا يَجْعَلَ فِي قَلْبِهٖ غِلًّا لَّهُمْ، فَأَثْنَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ بِأَحْسَنِ مَا يَكُونُ مِنَ الثَّنَاءِ ـــــ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ(صحيح البخاري : 2652، صحيح مسلم : 2533) ـــــ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ رَحِمَهُ اللّٰهُ : يُقَالُ لِمَنْ سَمِعَ هٰذَا مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

وَمِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنْ كُنْتَ عَبْدًا مُّوَفَّقًا لِّلْخَيْرِ اتَّعَظْتَ بِمَا وَعَظَكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهٖ، وَإِنْ كُنْتَ مُتَّبِعًا لِّهَوَاكَ خَشِيتُ عَلَيْكَ أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللّٰهِ﴾، وَكُنْتَ مِمَّنْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ﴾، وَيُقَالُ لَهٗ : مَنْ جَاءَ إِلٰى أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰى يَطْعَنَ فِي بَعْضِهِمْ وَيَهْوٰى بَعْضَهُمْ، وَيَذُمَّ بَعْضًا وَّيَمْدَحَ بَعْضًا، فَهٰذَا رَجُلٌ طَالِبُ فِتْنَةٍ، وَفِي الْفِتْنَةِ وَقَعَ، لِأَنَّهٗ وَاجِبٌ عَلَيْهِ مَحَبَّةُ الْجَمِيعِ، وَالْاسْتِغْفَارِ لِلْجَمِيعِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَنَفَعَنَا بِحُبِّهِمْ .

”فضائل صحابہ وفضائل اہل بیت میں غور کرنے والے کو تمام صحابہ اور اہل بیت سے محبت رکھنی چاہیے، وہ سب کے لیے رحمت ومغفرت کی دُعا کرے، صحابہ سے محبت کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں وسیلہ بنائے اور توفیق ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کرے، وہ صحابہ کرام کے اختلافات کا ذکر کرے، نہ اس بارے بحث وتمحیص میں پڑے۔ اگر راہِ ہدایت سے بھٹکا کوئی جاہل و پاگل ہم سے تکرار کرے اور کہے کہ فلاں صحابی نے فلاں سے لڑائی کیوں کی اور فلاں نے فلاں کو قتل کیوں کیا؟ تو ہم کہیں گے: ہمیں اس بات کا نہ تو کوئی فائدہ ہے، نہ ہم

اسے معلوم کرنے پر مجبور ہیں۔ وہ کہے کیوں؟ تو ہم کہیں گے یہ فتنے تھے، جن سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پالا پڑا اور انہوں نے ان فتنوں میں وہی طریقہ کار اپنایا، جس پر علمی اجتہاد نے ان کی رہنمائی کی۔ وہ ان کی حقیقت بعد والوں سے بہتر جانتے تھے اور بعد والوں سے زیادہ ہدایت پر تھے، کیونکہ وہ اہل جنت تھے، ان کے سامنے قرآن نازل ہوا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا اور آپ کی معیت میں جہاد کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اپنی خوشنودی، مغفرت اور اجر عظیم کی ضمانت دی اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خیر القرون ہونے کی گواہی دی۔ وہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والے، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ جاننے والے اور قرآن وسنت کو سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے، لہٰذا انہی سے ہم علم اخذ کرتے ہیں، ان کے اقوال سے تجاوز نہیں کرتے، انہی کے فیصلے نافذ کرتے ہیں، خود کو ان کے رنگ میں رنگتے ہیں، انہی کی پیروی کرتے ہیں اور ہمیں حکم بھی اسی بات کا دیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہمیں صحابہ کرام کے باہمی اختلافات کی جانچ پڑتال سے کیا نقصان ہوگا؟ تو ہم کہیں گے مشاجرات صحابہ میں دخل دینے سے نقصان لازم ہے، کیونکہ صحابہ کرام عقل میں ہم سے فائق تھے، ہم ان کے مقابلے میں بہت کم عقل رکھتے ہیں، یوں اگر ہم ان کے اختلافات میں غور وخوض کریں گے، تو راہِ حق سے گمراہ ہو جائیں گے اور ان کے بارے میں جس سلوک کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، اس سے منحرف ہو جائیں گے۔ اگر وہ سوال کرے کہ ہمیں صحابہ کرام کے بارے میں کیا حکم دیا گیا ہے؟ تو ہم کہیں گے کہ ہمیں ان کے لیے استغفار

اور رحمت کی دُعا کرنے، ان سے محبت رکھنے اور ان کی اطاعت کرنے کا حکم سنایا گیا ہے۔ اس پر کتاب وسنت اور ائمہ مسلمین کے اقوال دلیل ہیں۔ ہمیں صحابہ کرام کے اختلافات ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی صحبت سے مشرف ہوئے، آپ ﷺ نے ان سے رشتہ داری بنائی اور انہوں نے بھی آپ ﷺ سے رشتہ داری بڑھائی، نبی اکرم ﷺ کی صحبت کی بنا پر ہی اللہ کریم ان کو معاف فرما دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ ضمانت دی ہے کہ وہ ان میں سے کسی کو رسوا نہیں کرے گا اور قرآنِ کریم میں یہ بھی ذکر کیا کہ صحابہ کرام کے اوصاف تورات وانجیل میں مذکور ہیں۔ یوں اللہ تعالیٰ نے انہیں بہترین محاسن واوصاف سے متصف فرمایا اور ہمیں یہ بتا دیا کہ اس نے اُن کی توبہ قبول کر لی ہے۔ جب ان کی توبہ قبول ہوگئی ہے، تو ان میں سے کسی کو بھی عذاب نہیں ہوسکتا۔ اللہ صحابہ کرام سے راضی ہو گیا اور صحابہ کرام اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ یہ اللہ کا گروہ ہے اور اللہ کا گروہ ہی کامیاب و کامران ہے۔ اگر کوئی کہے کہ میں صحابہ کرام کے اختلافات سے باخبر ہو جاؤں اور وجہ اختلاف جاننا مجھے اچھا لگتا ہے۔ اسے کہا جائے کہ تو فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے، کیونکہ تو وہ چیز طلب کر رہا ہے، جو تجھے کوئی فائدہ نہیں دے سکتی، البتہ نقصان ضرور دے گی۔ اگر اس کے بجائے تو اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض وواجبات کی ادائیگی کر کے اور اس کے بیان کردہ محرمات سے بچ کر اپنی بندگی کی اصلاح کر لیتا، تو یہ کام تیرے لیے بہتر ہوتا، خصوصاً ہمارے اس زمانے میں جب کہ بہت سی گمراہیاں سر اٹھا چکی ہیں۔ نیز اس سے کہا جائے گا

کہ تیرے کھانے پینے، لباس اور معاش کا انتظام کہاں سے ہوگا اور مال کو خرچ کہاں کرنا ہے؟ اس بارے میں غور وفکر تیرے لیے زیادہ بہتر ہے۔ صحابہ کرام کے مشاجرات کی بحث وتفتیش میں پڑنے کے بعد تیرا دل کج روی سے محفوظ نہیں رہ پائے گا اور تو وہ سوچنے لگے گا، جو تیرے لیے جائز ہی نہیں، شیطان تجھے بہکائے گا اور تو ان ہستیوں کو برا بھلا کہنے لگے گا اور ان سے بغض رکھنے لگے گا، جن سے محبت کرنا، جن کے بارے استغفار کرنا اور جن کی پیروی کرنا اللہ کا حکم ہے۔ یوں تو شاہراہِ حق سے بھٹک کر باطل کی پگڈنڈیوں کا راہی بن جائے گا۔ اگر وہ کہے کہ ہمیں قرآن وسنت کی نصوص اور علمائے مسلمین کے اقوال میں وہ بات دکھاؤ، جس سے تمہارا مدعا ثابت ہو، تاکہ ہم صحابہ کرام کے باہمی اختلافات کے بارے میں بحث وتفتیش کی خواہش سے باز آجائیں، تو اسے کہا جائے گا کہ اس سلسلے میں وہ تمام چیزیں ہم ذکر کر چکے ہیں، جن سے ایک ذی شعور حقیقت سمجھ سکتا ہے، البتہ کچھ باتیں یہاں دوبارہ ذکر کی جائیں گی تاکہ حق کے متلاشی مومن کا ضمیر جاگ جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوْهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهٗ فَآزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ (الفتح: 29) ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور آپ کے ساتھی کافروں پر سخت اور آپس

میں انتہائی مہربان ہیں، آپ انہیں رکوع وسجود کرتے دیکھیں گے، وہ فضل الٰہی اور رضا مندی کے طلبگار رہتے ہیں، ان کی ایک خصوصی پہچان ان کے چہروں میں سجدوں کا نشان ہے، ان کی یہ صفت تورات میں ہے اور انجیل میں ان کی صفت اس کھیتی کے مانند ہے، جس نے اپنی کونپل نکالی، پھر اسے مضبوط کیا اور وہ (پودا) توانا ہو گیا، پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا، یہ صورت حال کسانوں کو خوش کرتی ہے، (اللہ کی طرف سے یہ اس لیے ہوا) تا کہ ان (صحابہ کرام) کی وجہ سے کفار کو غیض وغضب میں مبتلا کرے۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ دیا۔ نیز فرمایا: ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾ (التوبة : 117) ''اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ اور ان مہاجرین وانصار سے درگزر فرمایا، جنھوں نے تنگی کے عالم میں آپ کی پیروی کی۔''

نیز فرمایا: ﴿وَالسَّابِقُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾ (التوبة : 100) ''مہاجرین اور انصار میں سے اسلام میں سبقت کرنے والوں اور جنھوں نے اچھے طریقے سے ان کی پیروی کی، سے اللہ راضی ہو گیا۔'' نیز فرمایا:

﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ ......﴾ (التحريم : 8)

''قیامت کے دن اللہ اپنے نبی اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو رسوا

نہیں کرے گا، ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں طرف دوڑتا ہوگا۔“

نیز فرمایا: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾ (آل عمران : 110) ”تم اُمت بہترین لوگ ہو۔“ مزید فرمایا : ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الفتح : 18) ”یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے راضی ہو گیا۔“ اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف بھی کی جو صحابہ کرام کے بعد آ کر ان کے لیے استغفار کریں گے اور دُعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں صحابہ کرام کے بارے میں کوئی خلش نہ ڈالے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی بہت زیادہ ثنا کی ہے۔۔۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”سب سے بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد آئے اور پھر وہ جو ان کے بعد آئے۔“ (صحیح بخاری: ۲۶۵۲، صحیح مسلم: ۲۵۳۳) جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسولِ اکرم ﷺ کے یہ فرامین سن لے، اسے کہا جائے کہ اگر تو ہدایت و بھلائی کا طالب ہے، تو اللہ تعالیٰ کی نصیحت پر عمل کر اور اگر اب بھی تو اپنی من مرضی کرے گا، تو ڈر ہے کہ تیرا شمار ان لوگوں میں ہو جائے، جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ﴾

”اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے، جس نے اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنے نفس کی پیروی کر لی؟۔“ مزید فرمایا:

﴿وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ﴾ (الأنفال : 23)

”اگر اللہ ان میں کوئی بھلائی جانتا، تو انہیں ضرور سنا (سمجھا) دیتا اور اگر وہ انہیں سنا دیتا، تو بھی وہ ضرور پھر جاتے اور اعراض کرنے والے ہوتے۔“

اسے یہ بھی کہا جائے کہ جو نبی ﷺ کے بعض صحابہ پر طعن کرے اور بعض کی تعریف کرے، نیز بعض پر تنقید کرے اور بعض کی مدح کرے، وہ فتنہ پرور ہے اور فتنے میں مبتلا ہو چکا ہے، کیونکہ اس پر فرض تھا کہ سب صحابہ کرام سے محبت کرتا اور سب کے لیے استغفار کرتا۔ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام سے راضی ہو اور ہمیں ان کی محبت کے سبب نجات دے۔“

(الشّريعة : 2485/5)

✿ امام ابوبکر اسماعیلی رحمہ اللہ (371ھ) فرماتے ہیں:

اَلْكَفُّ عَنِ الْوَقِيعَةِ فِيهِمْ، وَتَأَوُّلِ الْقَبِيحِ عَلَيْهِمْ، وَيَكِلُونَهُمْ فِيمَا جَرٰى بَيْنَهُمْ عَلَى التَّأْوِيلِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

”ائمہ حدیث صحابہ کرام کے باہمی اختلافات کے بارے میں گفتگو سے احتراز کرتے ہیں، غلط باتیں ان پر نہیں تھوپتے اور ان کے مشاجرات کا معاملہ سپرد خدا کرتے ہیں۔“

(اعتقاد أئمّة الحديث، ص 79)

✿ امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ (324ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَا جَرٰى مِنْ عَلِيٍّ وَّالزُّبَيْرِ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ، فَإِنَّمَا كَانَ عَلٰى تَأْوِيلٍ وَّاجْتِهَادٍ، وَعَلِيٌّ الْإِمَامُ، وَكُلُّهُمْ مِّنْ أَهْلِ الْاِجْتِهَادِ، وَقَدْ شَهِدَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ وَالشَّهَادَةِ، فَدَلَّ عَلٰى أَنَّهُمْ كُلَّهُمْ كَانُوا عَلٰى حَقٍّ فِي اجْتِهَادِهِمْ، وَكَذٰلِكَ مَا جَرٰى بَيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيٍّ وَّمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَدَلَّ عَلٰى تَاْوِيلٍ وَّاجْتِهَادٍ، وَكُلُّ الصَّحَابَةِ أَئِمَّةٌ مَّاْمُونُونَ غَيْرُ مُتَّهَمِينَ فِي الدِّينِ، وَقَدْ أَثْنَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ عَلٰى جَمِيعِهِمْ، وَتَعَبَّدَنَا بِتَوْقِيرِهِمْ وَتَعْظِيمِهِمْ وَمُوَالَاتِهِمْ، وَالتَّبَرِّي مِنْ كُلِّ مَنْ يَنْقُصُ أَحَدًا مِّنْهُمْ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ.

''سیدنا علی، سیدنا زبیر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والے اختلافات تاویل واجتہاد کی بنا پر تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت تھے اور سب مجتہد تھے، انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت اور شہادت کی خوشخبری سنائی ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ سب اجتہاد میں حق پر تھے۔ اسی طرح سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے اختلافات بھی اجتہادی تھے۔ تمام صحابہ کرام با اعتماد اور با کردار تھے۔ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی تعریف کی ہے اور ہمیں بھی ان کی عزت وتکریم کرنے، ان سے محبت رکھنے اور ان کی تنقیص کرنے والے سے اعلان برأت کرنے کا حکم دیا ہے، اللہ سب صحابہ پر راضی ہے۔''

(الإبانة عن أصول الدّيانة، ص 78)

❁ علامہ ابومحمد، عبداللہ بن ابی زید، قیروانی رحمہ اللہ (۳۸٦ھ) فرماتے ہیں:

أَنْ لَّا يُذْكَرَ أَحَدٌ مِنْ صَحَابَةِ الرَّسُولِ إِلَّا بِأَحْسَنِ ذِكْرٍ

وَالْإِمْسَاكُ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ وَأَنَّهُمْ أَحَقُّ النَّاسِ أَنْ يُلْتَمَسَ لَهُمْ أَحْسَنُ الْمَخَارِجِ وَيُظَنَّ بِهِمْ أَحْسَنُ الْمَذَاهِبِ .

”رسول اللہ ﷺ کے ہر صحابی کا ذکر خیر کیا جائے، ان کے مابین ہونے والی جنگوں سے متعلق زبان بندی کی جائے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم سب سے زیادہ حق رکھتے ہیں کہ ان کے لیے بہترین عذر تلاش کیے جائیں اور ان کے متعلق اچھا گمان رکھا جائے۔“

(الرّسالة، ص 9)

❀ حافظ ابن بطہ رحمہ اللہ (387ھ) فرماتے ہیں:

نَكُفُّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَدْ شَهِدُوا الْمَشَاهِدَ مَعَهُ، وَسَبَقُوا النَّاسَ بِالْفَضْلِ، فَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُمْ، وَأَمَرَكَ بِالْاِسْتِغْفَارِ لَهُمْ، وَالتَّقَرُّبِ إِلَيْهِ بِمَحَبَّتِهِمْ، وَفَرَضَ ذٰلِكَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ، وَهُوَ يَعْلَمُ مَا سَيَكُونُ مِنْهُمْ، وَأَنَّهُمْ سَيَقْتَتِلُونَ، وَإِنَّهُمْ فُضِّلُوا عَلٰى سَائِرِ الْخَلْقِ، لِأَنَّ الْخَطَأَ وَالْعَمَدَ قَدْ وُضِعَ عَنْهُمْ، وَكُلُّ مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ مَغْفُورٌ لَّهُمْ .

”ہم صحابہ کے باہمی اختلافات میں زبان بند رکھتے ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوئے، انہیں نیکی میں ساری امت سے سبقت حاصل ہے، اللہ نے انہیں معاف فرما دیا اور مسلمانوں کو ان کے لیے دُعائے مغفرت کرنے اور ان سے محبت کے ذریعے تقرب حاصل کرنے کا حکم دیا

ہے۔ یہ احکام اس رب العالمین نے بزبان رسول ﷺ فرض کئے، جسے بخوبی علم تھا کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے، اسے علم تھا کہ صحابہ کرام آپس میں قتال تک کریں گے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے (انبیائے کرام کے بعد) انہیں ساری مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی۔ خطا و عمد دونوں قسم کی لغزشیں ان سے دور کر دی گئیں اور ان کے تمام باہمی اختلافات بھی معاف فرما دیئے گئے۔''

(الإبانة في أصول السنّة، ص : 268)

❁ امام ابو منصور اصبہانی رحمہ اللہ (418ھ) فرماتے ہیں:

مِنَ السُّنَّةِ السُّكُوتُ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَشْرُ فَضَائِلِهِمْ وَالِاقْتِدَاءُ بِهِمْ، فَإِنَّهُمُ النُّجُومُ الزَّاهِرَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُم، ثُمَّ التَّرَحُّمُ عَلَى التَّابِعِينَ وَالْأَئِمَّةِ وَالسَّلَفِ الصَّالِحِينَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ.

''سنت ہے کہ اصحاب رسول ﷺ کے اختلافات پر خاموشی اختیار کی جائے، ان کے فضائل بیان کیے جائیں اور ان کی اقتدا کی جائے۔ صحابہ چمکدار ستارے تھے۔ اللہ ان سب پر راضی ہو گیا۔ نیز تابعین، ائمہ دین اور سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم کے لیے بھی دعائے رحمت کی جائے۔''

(الحجّة في بيان المحجّة لأبي القاسم الأصبهاني :252/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ عبد القاہر بغدادی رحمہ اللہ (429ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مُعَاوِيَةُ، فَهُوَ مِنَ الْعُدُولِ الْفُضَلَاءِ، وَالصَّحَابَةِ الْأَخْيَارِ، وَالْحُرُوبُ الَّتِي جَرَتْ بَيْنَهُمْ كَانَتْ لِكُلِّ طَائِفَةٍ شُبْهَةٌ اعْتَقَدَتْ

تَصْوِيبَ أَنْفُسِهَا بِسَبَبِهَا، وَكُلُّهُمْ مُتَأَوِّلُونَ فِي حُرُوبِهَا، وَلَمْ يَخْرُجْ بِذٰلِكَ أَحَدٌ مِّنْهُمْ مِنَ الْعَدَالَةِ، لِأَنَّهُمْ مُجْتَهِدُونَ اخْتَلَفُوا فِي مَسَائِلَ، كَمَا اخْتَلَفَ الْمُجْتَهِدُونَ بَعْدَهُمْ فِي مَسَائِلَ، وَلَا يَلْزَمُ مِنْ ذٰلِكَ نَقْصُ أَحَدٍ مِنْهُمْ.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ عادل فاضل اور اعلی درجے کے صحابی ہیں، صحابہ کے درمیان برپا ہونے والی جنگوں میں ہر صحابی ایک شبہ پر لڑ رہا تھا، جس سے وہ خود کو صائب سمجھتا تھا۔ یہ سب صحابہ اپنی جنگوں میں متاول تھے۔ ان جنگوں کی وجہ سے ان کی عدالت ساقط نہیں ہوئی۔ وہ مجتہد تھے اور مجتہدین کے درمیان مسائل کا اختلاف ہوتا رہتا ہے، جیسا کہ ان کے بعد مجتہدین مسائل میں اختلاف کرتے رہے ہیں، اس سے کسی ایک کا ناقص ہونا لازم نہیں آتا۔''

(مِرقاة المَفاتيح للملا علي القاري: 3875/9، شرح الطّيبي: 3840/12)

❀ امام ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ (430ھ) فرماتے ہیں:

اَلْوَاجِبُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِظْهَارُ مَا مَدَحَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٖ وَشَكَرَهُمْ عَلَيْهِ مِنْ جَمِيلِ أَفْعَالِهِمْ وَجَمِيلِ سَوَابِقِهِمْ، وَأَنْ يَّغُضُّوا عَمَّا كَانَ مِنْهُمْ فِي حَالِ الْغَضَبِ وَالْإِغْفَالِ وَفَرَطٍ مِّنْهُمْ عِنْدَ اسْتِزْلَالِ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُمْ، وَنَأْخُذُ فِي ذِكْرِهِمْ بِمَا أَخْبَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٖ، فَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا

وَلِإِخْوانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ﴾ (الحشر : 10) الْآيَةَ، فَإِنَّ الْهَفْوَةَ وَالزَّلَلَ وَالْغَضَبَ وَالْحِدَةَ وَالْإِفْرَاطَ لَا يَخْلُو مِنْهُ أَحَدٌ، وَهُوَ لَهُم غَفُورٌ، وَلَا يُوجِبُ ذٰلِكَ الْبَرَاءَ مِنْهُمْ، وَلَا الْعَدَاوَةَ لَهُمْ، وَلٰكِنْ يُحِبُّ عَلَى السَّابِقَةِ الْحَمِيدَةِ، وَيَتَوَلّٰى لِلْمَنْقَبَةِ الشَّرِيفَةِ .

''امت مسلمہ پر فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی جو مدح بیان کی ہے، اسے بیان کیا جائے اور غصے، غفلت اور شدت میں اگر کہیں شیطان کے بہکاوے میں آ گئے ہیں، تو اس سے چشم پوشی کی جائے۔ اس سلسلہ میں ہم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو دلیل بناتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاءُ وْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ﴾(الحشر : 10)

''صحابہ کے بعد مشرف بہ اسلام ہونے والے دعا گو رہتے ہیں کہ ہمارے رب! ہمیں اور ایمان میں سبقت لے جانے والے ہمارے بھائیوں کو بخش دے۔'' کیونکہ لغزش، غلطی، غصے، شدت اور کوتاہی سے کوئی بھی مبرا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی ایسی لغزشیں معاف فرما دی ہیں۔ صحابہ کی بشری غلطیاں ان سے برأت اور عداوت کا سبب نہیں بن سکتیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قابل ستائش سبقت اسلام کی بنا پر ان سے محبت رکھتا ہے اور عزت والے مرتبے کی وجہ سے ان سے دوستی رکھتا ہے۔

(كتاب الإمامة والردّ على الرّافضة، ص 341، 342)

✿ نیز فرماتے ہیں:

مَنْ سَبَّهُمْ وَأَبْغَضَهُمْ وَحَمَلَ مَا كَانَ مِنْ تَأْوِيلِهِمْ وَحُرُوبِهِمْ عَلٰى غَيْرِ الْجَمِيلِ الْحَسَنِ، فَهُوَ الْعَادِلُ عَنْ أَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَتَأْدِيبِهٖ وَوَصِيَّتِهٖ فِيهِمْ، لَا يَبْسُطُ لِسَانَهٗ فِيهِمْ إِلَّا مِنْ سُوْءِ طَوِيَّتِهٖ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَحَابَتِهٖ وَالْإِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ .

''جس نے صحابہ کرام کو برا کہا، ان سے بغض رکھا اور ان کی تاویلات اور جنگوں کو بطورِ مذمت پیش کیا، تو وہ ان کے بارے میں اللہ کے حکم اور اس کے بیان کردہ ادب و وصیت سے عدول کر رہا ہے۔ صحابہ کے متعلق زبان درازی کرنے والا ایسا اس لیے کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام، اسلام اور اہل اسلام کے بارے میں اس کا دل برا ہو چکا ہے۔''

(الإمامة والرّد على الرّافضة، ص 376)

✿ شیخ الاسلام، اسماعیل صابونی رحمہ اللہ (449ھ) فرماتے ہیں:

يَرَوْنَ الْكَفَّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَطْهِيرَ الْأَلْسِنَةِ عَنْ ذِكْرِ مَا يَتَضَمَّنُ عَيْبًا لَّهُمْ وَنَقْصًا فِيهِمْ، وَيَرَوْنَ التَّرَحُّمَ عَلٰى جَمِيعِهِمْ، وَالْمُوَالَاةَ لِكَافَّتِهِمْ .

''اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام کے مابین اختلافات میں خاموشی اختیار کی جائے اور زبان کو ایسی باتوں سے پاک رکھا جائے، جو صحابہ کرام کے لیے عیب و نقص کا باعث ہوں، بلکہ سب کے لیے دعائے رحمت کی جائے اور سب

سے محبت رکھی جائے۔‘‘

(عقيدة سَلَف أصحاب الحديث، ص 93)

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (456ھ) فرماتے ہیں:

بِهٰذَا قَطَعْنَا عَلٰى صَوَابِ عَلِيٍّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَصِحَّةِ أَمَانَتِهٖ، وَأَنَّهٗ صَاحِبُ الْحَقِّ، وَأَنَّ لَهٗ أَجْرَيْنِ؛ أَجْرُ الِاجْتِهَادِ، وَأَجْرُ الْإِصَابَةِ، وَقَطَعْنَا أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ وَمَنْ مَّعَهٗ مُخْطِئُوْنَ، مُجْتَهِدُوْنَ، مَأْجُوْرُوْنَ أَجْرًا وَّاحِدًا.

’’ان دلائل کی رُو سے ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ درستی پر تھے، صاحب حق و امانت تھے، ان کے لیے دو اجر ہیں، ایک اجتہاد کا اور دوسرا درستی کا۔ ہم یہ بھی یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی غلطی پر تھے، لیکن مجتہد تھے اور انہیں اجتہاد کا ایک اجر ملے گا۔‘‘

(الفِصَل في المِلَل والأهواء والنِّحَل : 161/4)

❁ نیز فرماتے ہیں:

اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَطْعًا، وَفِي الْحَقِيقَةِ يَلْحَقُ مِنْهُ الْمَنْقَصَةُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ بُعِثَ إِلٰى كَافَّةِ الْخَلْقِ وَهِدَايَتِهِمْ وَإِخْرَاجِهِمْ مِنَ الْكُفْرِ وَالضَّلَالِ، وَيَكُونُ بِحَيْثُ لَمْ يَهْتَدِ مِنْ صَحَابَتِهٖ وَلَمْ يُخْتَمْ لَهُمْ بِالْإِيمَانِ إِلَّا نَفَرٌ قَلِيلٌ كَسِتَّةٍ أَوْ سَبْعَةٍ، وَمَنْ سَوَاهُمْ كُلُّهُمْ مَاتُوا عَلَى

الضَّلَالِ وَالْكُفْرِ، نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ أَمْثَالِ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ، فَمِنْ ثَمَّ أَجْمَعَ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَنَّهٗ يَجِبُ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ تَزْكِيَةُ جَمِيعِ الصَّحَابَةِ وَتَعْدِيلُهُمْ، وَالْكَفُّ عَنْ سَبِّهِمْ وَالطَّعْنِ فِيهِمْ، وَالثَّنَاءُ عَلَيْهِمْ؛ لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى وَرَسُولَهٗ عَدَّلَهُمْ وَزَكَّاهُمْ وَأَثْنٰى عَلَيْهِمْ.

''تمام صحابہ قطعی طور پر جنتی ہیں، اس (یعنی انہیں جہنمی کہنے) سے رسول اللہ ﷺ کی تنقیص شان لازم آتی ہے، کیونکہ آپ ﷺ کو پوری انسانیت کی طرف مبعوث کیا گیا ہے، ان کی راہنمائی کرنا اور انہیں کفر وضلالت سے نکالنا آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد ہے، اس سے یہ لازم آئے گا کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سوائے چند یعنی چھ یا سات کے، سب کے سب ہدایت نہ پا سکے اور نہ ان کا ایمان پر خاتمہ ہوا، ایسے کلمات ادا کرنے سے ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں۔ اسی لیے اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ تمام صحابہ کا تزکیہ کرے، ان کو عادل قرار دے، انہیں برا بھلا کہنے اور ان پر طعن کرنے سے باز رہے اور ان کی مدح وستائش کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ان کو عادل قرار دیا ہے، ان کا تزکیہ کیا ہے اور ان کی تعریف کی ہے۔

(لمعات التّنقيح لعبد الحق الدهلوي: 579/9)

✿ علامہ الکیا ہراسی رحمہ اللہ (504ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَا وَقَعَ بَيْنَهُمْ مِنَ الْحُرُوبِ وَالْفِتَنِ فَتِلْكَ أُمُورٌ مَبْنِيَّةٌ عَلٰى

الِاجْتِهَادِ .

”صحابہ کے درمیان برپا ہونے والی جنگیں اور فتنے اجتہاد پر مبنی تھے۔“

(البحر المُحيط للزّركشي : 186/6، إرشاد الفُحُول للشّوكاني :186/1)

❀ علامہ غزالی رحمہ اللہ (505ھ) فرماتے ہیں:

مَا جَرٰى بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ مَبْنِيًّا عَلَى الِاجْتِهَادِ، وَلَا مُنَازَعَةَ مِنْ مُّعَاوِيَةَ فِي الْإِمَامَةِ .

”سیدنا معاویہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کے باہمی اختلافات اجتہاد پر مبنی تھے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے امامت وخلافت کا کوئی تنازع نہیں تھا۔“

(إحياء علوم الدّين :115/1)

❀ قوام السنۃ، ابوالقاسم اصبہانی رحمہ اللہ (535ھ) فرماتے ہیں:

مَا جَرٰى بَيْنَ عَلِيٍّ وَبَيْنَ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ السَّلَفُ : مِنَ السُّنَّةِ السُّكُوتُ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین جو اختلافات ہوئے، اس سلسلہ میں سلف کا موقف خاموشی ہے اور یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے۔“

(الحُجَّة في بَيان المَحَجَّة : 569/2)

❀ علامہ مازری رحمہ اللہ (536ھ) لکھتے ہیں:

مَا وَقَعَ مِنَ الْحُرُوبِ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ عَلِيٍّ وَّمَا جَرٰى بَيْنَ الصَّحَابَةِ مِنَ الدِّمَاءِ فَعَلَى التَّأْوِيلِ وَالِاجْتِهَادِ، وَكُلٌّ يَّعْتَقِدُ أَنَّ مَا فَعَلَهٗ صَوَابٌ وَّسَدَادٌ .

”سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو جنگیں برپا ہوئی تھیں اور صحابہ کا جو خون بہا تھا، تو یہ ایک تاویل اور اجتہاد کی وجہ سے تھا۔ ہر گروہ خود کو درست سمجھتا تھا۔“

(المُعلم بفوائد مسلم : 243/3)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (544ھ) فرماتے ہیں:

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و تکریم کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی عزت و تکریم کی جائے، ان کا حق پہچانا جائے، ان کی اقتدا کی جائے، ان کے بارہ میں حسن ظن رکھا جائے، ان کے لیے استغفار کیا جائے، ان کے مابین ہونے والے اختلافات میں زبان بند رکھی جائے، ان کے دشمنوں سے عداوت رکھی جائے، ان کے خلاف مورخین کی (بے سند) خبروں، مجہول راویوں کی بیان کردہ روایات، گمراہ شیعوں اور اہل بدعت کی پھیلائی ہوئی من گھڑت کہانیوں کو نظر انداز کیا جائے، جن سے ان کی تنقیص شان ہوتی ہو۔ ان کے اختلافات اچھے معنوں پر محمول کیے جائیں اور ان کے لیے بہتر عذر تلاش کیے جائیں، کیونکہ وہ لوگ اس کے اہل ہیں۔ ان میں سے کسی کا بھی تذکرہ برائی کے ساتھ نہ کیا جائے، نہ ان پر کوئی الزام دھرا جائے، بلکہ صرف ان کی نیکیاں، فضائل اور ان کی سیرت کے محاسن بیان کیے جائیں۔ اس سے ہٹ کر جو باتیں ہوں، ان سے زبان بند رکھی جائے۔“

(الشّفا بتعریف حقوق المصطفٰی : 611/2، 612)

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُولٌ، أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ تَعَالَى وَأَصْفِيَاؤُهُ، وَخِيَرَتُهُ مِنْ خَلْقِهِ بَعْدَ أَنْبِيَائِهِ وَرُسُلِهِ، هٰذَا مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ، وَالَّذِي عَلَيْهِ الْجَمَاعَةُ مِنْ أَئِمَّةِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَقَدْ ذَهَبَتْ شِرْذِمَةٌ لَا مُبَالَاةَ بِهِمْ إِلٰى أَنَّ حَالَ الصَّحَابَةِ كَحَالِ غَيْرِهِمْ، فَيَلْزَمُ الْبَحْثُ عَنْ عَدَالَتِهِمْ، وَمِنْهُمْ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ حَالِهِمْ فِي بُدَاءَةِ الْأَمْرِ فَقَالَ: إِنَّهُمْ كَانُوا عَلَى الْعَدَالَةِ إِذْ ذَاكَ، ثُمَّ تَغَيَّرَتْ بِهِمُ الْأَحْوَالُ فَظَهَرَتْ فِيهِمُ الْحُرُوبُ وَسَفْكُ الدِّمَاءِ، فَلَا بُدَّ مِنَ الْبَحْثِ، وَهٰذَا مَرْدُودٌ، فَإِنَّ خِيَارَ الصَّحَابَةِ وَفُضَلَاءَ هُمْ كَعَلِيٍّ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَغَيْرِهِمْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِمَّنْ أَثْنَى اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَزَكَّاهُمْ وَرَضِيَ عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ وَوَعَدَهُمُ الْجَنَّةَ بِقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿مَغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيمًا﴾ وَخَاصَّةً الْعَشَرَةَ الْمَقْطُوعُ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ بِإِخْبَارِ الرَّسُولِ هُمُ الْقُدْوَةُ مَعَ عِلْمِهِمْ بِكَثِيرٍ مِنَ الْفِتَنِ وَالْأُمُورِ الْجَارِيَةِ عَلَيْهِمْ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ بِإِخْبَارِهِ لَهُمْ بِذٰلِكَ، وَذٰلِكَ غَيْرُ مُسْقِطٍ مِنْ مَرْتَبَتِهِمْ وَفَضْلِهِمْ، إِذْ كَانَتْ تِلْكَ الْأُمُورُ مَبْنِيَّةً عَلَى الْاِجْتِهَادِ، وَكُلُّ مُجْتَهِدٍ مُصِيبٌ.

''تمام صحابہ عادل ہیں، اللہ کے ولی، اس کے پسندیدہ اور انبیا اور رسل کے بعد تمام انسانوں میں افضل ہیں۔ یہ اہل سنت کا مذہب ہے، امت کے ائمہ کی

ایک بڑی جماعت اسی مذہب پر قائم ہے۔اس کے برعکس ایک چھوٹا سا گروہ، جن کی کوئی حیثیت نہیں، کہتا ہے کہ صحابہ کا معاملہ بھی عام لوگوں کی طرح ہے، ان کی عدالت بھی چیک کی جائے گی۔ان لوگوں میں بعض یہ فرق کرتے ہیں کہ بعض صحابہ کی حالت شروع اسلام میں مختلف تھی (اور بعد میں مختلف)۔ کہتے ہیں: اس وقت یہ صحابہ عدالت پر قائم تھے، پھر حالات نے پلٹا کھایا اور ان میں جنگیں چھڑ گئیں اور خون بہائے گئے، لہٰذا ان کی عدالت پر بحث کی جائے گی۔ یہ مردود بات ہے، کیونکہ بہترین اور فضلاء صحابہ کرام مثلا: علی، طلحہ، زبیر وغیرہم رضی اللہ عنہم کی اللہ تعالیٰ نے تعریف کی ہے، ان کا تزکیہ کیا ہے، اللہ ان سے راضی ہو گیا، انہیں بھی راضی کر دیا اور ان سے جنت کا وعدہ کیا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ ''ان کے لیے مغفرت اور بہت بڑا اجر (جنت) ہے۔'' خصوصا عشرہ مبشرہ، جن کے قطعی طور پر جنتی ہونے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، وہ اُسوہ ہیں، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیوں کی بنا پر یہ صحابہ جانتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت سے فتنوں اور حوادثات کا انہیں سامنا ہو گا۔اس سے صحابہ کے مقام ومرتبہ اور فضیلت میں کمی واقع نہیں ہوئی، کیونکہ ان تمام معاملات کی بنیاد اجتہاد پر تھی اور ہر مجتہد کو اجر ملتا ہے۔''

(تفسیر القرطبي: 16/299)

نیز فرماتے ہیں:

لَا يَجُوزُ أَنْ يُنْسَبَ إِلٰى أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ خَطَأٌ مَقْطُوعٌ بِهٖ،

إِذْ كَانُوا كُلَّهُمُ اجْتَهَدُوا فِيمَا فَعَلُوهُ وَأَرَادُوا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَهُمْ كُلُّهُمْ لَنَا أَئِمَّةٌ، وَقَدْ تَعَبَّدْنَا بِالْكَفِّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَأَلَّا نَذْكُرَهُمْ إِلَّا بِأَحْسَنَ الذِّكْرِ، لِحُرْمَةِ الصُّحْبَةِ وَلِنَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سَبِّهِمْ، وَأَنَّ اللّٰهَ غَفَرَ لَهُمْ، وَأَخْبَرَ بِالرِّضَا عَنْهُمْ.

''کسی صحابی کی طرف قطعی غلطی منسوب کرنا جائز نہیں، کیونکہ تمام صحابہ نے جو بھی کیا، سب اجتہاد کی بنا پر کیا اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کیا۔ وہ تمام صحابہ ہمارے ائمہ ہیں، ان کے باہمی اختلافات میں ہمارے لیے مشروع یہی ہے کہ زبان بندی کی جائے اور ان کا ذکر خیر کیا جائے، کیونکہ انہیں صحابیت کا شرف حاصل ہے، نبی کریم ﷺ نے ان کو برا بھلا کہنے سے منع فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا ہے اور ان سے راضی ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔''

(تفسير القرطبي : 321/16)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) فرماتے ہیں:

''جان لیجیے کہ مشاجرات صحابہ کے دوران بہنے والا خون (مسلمان کو قتل کرنے کی) اس وعید میں داخل نہیں۔ اہل سنت صحابہ کے بارے میں حسن ظن رکھتے ہیں، ان کے اختلافات پر خاموشی اختیار کرتے ہیں اور ان اختلافات کی جائز تاویل کرتے ہیں۔ وہ مجتہد مؤول تھے۔ کسی گناہ یا دنیاوی متاع کا ارادہ نہیں رکھتے تھے، بلکہ ہر فریق سمجھتا تھا کہ وہ حق پر اور اس کا مخالف باغی ہے، جسے اللہ کے حکم کی طرف لوٹانے کے لیے قتال ضروری ہے۔ یوں بعض حق پر تھے اور

بعض خطا کار تھے، کیونکہ یہ اجتہادی معاملہ تھا اور مجتہد کی غلطی پر گناہ نہیں ہوتا۔ ان لڑائیوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی حق اور راستی پر تھے (لیکن اجتہادی خطا ہونے کی بنا پر دوسرے صحابہ پر بھی کوئی قدغن نہیں)۔ اہل سنت کا یہی مذہب ہے۔ یہ معاملات اتنے پیچیدہ تھے کہ بہت سے صحابہ کرام بھی اس سلسلہ میں پریشان رہے اور دونوں گروہوں سے علیحدگی اختیار کر لی، جنگ میں شریک نہیں ہوئے، انہیں بالیقین درست بات کا علم نہ ہو سکا اور وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حمایت سے بھی دستبردار رہے۔'' (شرح صحیح مسلم : 11/18)

❁ نیز فرماتے ہیں:

''صحابہ کرام کے مابین جو جنگیں ہوئیں، ان میں ہر گروہ کو ایک شبہ تھا، جس کے مطابق ہر ایک نے خود کو حق پر سمجھا، تمام صحابہ عادل تھے اور اپنی لڑائیوں میں دلائل رکھتے تھے۔ ان میں کوئی صحابی ثقاہت وعدالت سے خارج نہیں ہوا، کیونکہ وہ مجتہد تھے، وہ کئی اجتہادی مسائل میں مختلف الخیال ہوئے، جیسا کہ بعد میں آنے والے فقہائے کرام بھی قتل وحرب سمیت بہت سے مسائل میں اختلافات کا شکار ہوئے۔ ان اختلافات سے کسی میں کوئی نقص ثابت نہیں ہوتا۔ یہاں آپ کو ان لڑائیوں کی وجہ بھی معلوم ہونی چاہیے۔ ان کی وجہ یہ بنی کہ معاملات انتہائی پیچیدہ تھے اور اسی سخت پیچیدگی کے باعث صحابہ کرام کے اجتہادات مختلف ہو گئے اور وہ تین گروہ میں بٹ گئے: ایک گروہ وہ تھا، جس نے اپنے اجتہاد سے پہلے فریق کو حق پر سمجھا اور اس کے مخالف کو باغی خیال کیا، یوں اس پر پہلے فریق کی مدد کرنا اور اس کے مخالف سے لڑنا لازم ہو گیا اور اس نے ایسا ہی کیا۔ حق والوں کے لیے اپنے نزدیک اہل حق کی نصرت اور اہل

بغاوت سے لڑائی کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ دوسرا گروہ ان کے برعکس تھا، اس نے اپنے اجتہاد سے دوسرے فریق کو حق پر سمجھا، اس پر دوسرے فریق کی نصرت اور ان کے مخالفین کی سرکوبی ضروری ہوگئی۔ تیسرے گروہ میں وہ صحابہ کرام شامل تھے، جن پر معاملہ واضح نہ ہو سکا، وہ اس سلسلہ میں کشمکش کا شکار رہے اور کسی ایک فریق کی ترجیح ان پر ظاہر نہ ہو سکی۔ ایسے لوگ دونوں فریقوں سے علیحدہ ہو گئے اور ان پر یہ علیحدگی ہی ضروری تھی، کیونکہ اس وقت تک کسی مسلمان کو قتل کرنے کی کوشش جائز نہیں، جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ وہ اس کا مستحق ہے۔ اگر ان صحابہ کرام کے سامنے کسی ایک فریق کا اہل حق ہونا عیاں ہو جاتا، تو ان کے لیے اس کی نصرت وحمایت اور باغیوں سے قتال فرض ہو جاتا، وہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معذور تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل حق اور اہل علم کا اجماع ہے کہ تمام صحابہ کرام کی گواہی اور ان کی روایات قبول کی جائیں گی اور ان کی ثقاہت میں کوئی نقص نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر راضی ہو چکا ہے۔''

(شرح صحیح مسلم : 149/15)

❀ مزید فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ سَبَّ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ حَرَامٌ مِنْ فَوَاحِشِ الْمُحَرَّمَاتِ سَوَاءٌ مَنْ لَابَسَ الْفِتَنَ مِنْهُمْ وَغَيْرُهُ لِأَنَّهُمْ مُجْتَهِدُونَ فِي تِلْكَ الْحُرُوبِ مُتَأَوِّلُونَ.

''جان لیجئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنا حرام ہے اور حرام فحش گوئی میں سے ہے۔ اس مسئلہ میں سب صحابہ برابر ہیں، چاہے وہ ان فتنوں کا شکار ہوئے

ہوں یا نہ ہوئے ہوں، کیونکہ وہ ان جنگوں میں اجتہاد اور تاویل کی بنا پر شریک ہوئے۔''

(شرح النّووي : 93/16)

✿ نیز فرماتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ : الْأَحَادِيثُ الْوَارِدَةُ الَّتِي فِي ظَاهِرِهَا دَخَلٌ عَلٰى صَحَابِيٍّ يَجِبُ تَأْوِيلُهَا .

''اہل علم کہتے ہیں: جن احادیث کے ظاہر سے کسی صحابی کی تنقیص معلوم ہو، ان کی تاویل کرنا واجب ہے۔''

(شرح النّووي : 175/15)

✿ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

''صحابہ ہوں یا بعد والے مسلمان، اُن کے باہمی اختلافات میں دخل دینا ممنوع ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جب دو مسلمان کسی معاملے میں جھگڑ پڑیں، پھر وہ معاملہ قصہ پارینہ بن جائے، بعد میں آنے والوں کا اس سے تعلق ہو، نہ وہ اس کی حقیقت سے واقف ہوں، تو اس بارے میں گفتگو جہالت و ناانصافی ہو گی اور یہ عمل ان فریقین کو ناحق اذیت دینے کی کوشش ہو گی۔ اگر بعد والوں کو یہ معلوم بھی ہو جائے کہ وہ غلطی پر تھے، تو اس معاملہ کا ذکر غیبت شمار ہو گا، جس میں کوئی مصلحت نہیں۔ صحابہ کرام تو عام لوگوں سے بہت بڑھ کر حرمت، مقام و مرتبہ اور عزت و تکریم کے حامل تھے۔ ان کے اس قدر عمومی و خصوصی فضائل و محاسن ثابت ہیں، جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہو سکے۔ چنانچہ ان کے باہمی اختلافات کی مذمت میں کوئی بات کرنا دیگر گزرے ہوئے مسلمانوں کے

اختلافات کے بارے میں بات کرنے سے بڑا جرم ہے۔''(منهاج السّنة : 5/146، 147)

نیز فرماتے ہیں:

اَلْإِمْسَاكُ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ مُطْلَقًا، وَهُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ .

''صحابہ کرام کے باہمی اختلافات کے بارے میں مطلق خاموشی ہی اہل سنت کا مذہب ہے۔''(مجموع الفتاوٰی : 35/51)

❁ علامہ طیبی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا كَفُّ الْأَلْسِنَةِ عَنِ الطَّعْنِ فِيهِمْ؛ فَإِنَّ كُلًّا مِّنْهُمْ مُجْتَهِدٌ، وَإِنْ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مُصِيبًا، فَلَا يَجُوزُ الطَّعْنُ فِيهِمَا، وَالْأَسْلَمُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَنْ لَّا يَخُوضُوا فِي أَمْرِهِمَا .

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن سے زبانوں کو روکنا ہے، کیونکہ ہر صحابی اجتہاد پر تھا، اگرچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ درستی پر تھے۔ پس ان دونوں گروہوں پر طعن کرنا جائز نہیں، مومنوں کے لیے راہِ نجات یہی ہے کہ وہ ان دونوں کے معاملہ میں مشغول ہونے سے پرہیز کریں۔''

(شرح الطّيبي : 11/3416)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (748ھ) فرماتے ہیں:

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد بہت سے لوگ ایسے تھے، جو ان سے محبت رکھتے تھے، ان کے بارے میں غلو سے کام لیتے تھے اور ان کے فضائل بیان کرتے تھے۔ اس کی وجہ یا تو یہ تھی کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی حکمرانی کے دوران ان

سے حلم وکرم اور بخشش کا سلوک فرمایا تھا یا پھر یہ لوگ شام میں پیدا ہوئے، تو علاقائی طور پر ان کی محبت میں پرورش پائی اور ان کی اولادیں اسی ماحول میں پروان چڑھیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے والوں میں کچھ صحابہ کرام، تابعین عظام اور صاحبان فضل کی ایک بڑی تعداد شامل تھی۔ اہل شام نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر اہل عراق کے خلاف لڑائی کی اور ہوائے نفس کی بنا پر ان میں (نعوذ باللہ) بغض اہل بیت پیدا ہوا۔ اسی طرح خوارج کے علاوہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی رعایا اور ان کا گروہ ان کی محبت وعقیدت اور مخالفین کے بغض وعناد میں پروان چڑھا۔ ان میں سے ایک گروہ تو تشیع میں غلو اختیار کر گیا۔ ایسے علاقے میں پرورش پانے والے لوگوں کا کیا حال ہوتا ہوگا، جو اپنے اردگرد کے لوگوں کو کسی خاص شخص کی محبت میں غلو کرتے اور کسی خاص شخص کے بغض میں حد سے بڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے انصاف اور اعتدال کی کیا امید کی جا سکتی ہے؟ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں ایسے با عافیت زمانے میں پیدا کیا، جس میں حق نتھر کر سامنے آ گیا اور طرفین کے دلائل واضح ہو گئے۔ ہم نے دونوں گروہوں کے مآخذ تک رسائی حاصل کی، غور وفکر کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ سب لوگ قابل قبول عذر رکھتے تھے۔ چنانچہ ہم نے ان سب کے لیے دُعائے مغفرت کی اور اعتدال پسندی کو اختیار کرتے ہوئے جائز تاویل یا معاف شدہ غلطی کی بنیاد پر باغیوں کے لیے بھی رحمت کی دُعا کی اور وہی کہا جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھایا تھا کہ:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ

فِي قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾ (الحشر : ١٠)

"اے ہمارے رب! ہمیں معاف فرما اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ایمان کی حالت میں ہم سے پہلے گزر چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے بارے میں کوئی خلش نہ ڈال۔" ہم نے ان کے بارے میں رضائے الٰہی طلب کی، جنھوں نے دونوں فریقوں سے علیحدگی اختیار کی تھی، ان میں سیدنا سعد بن ابی وقاص، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا محمد بن مسلمہ، سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہم وغیرہم شامل تھے۔ البتہ ہم مسلمانوں کی جماعت سے نکل جانے والے خارجیوں سے براء ت کا اعلان کرتے ہیں، جنھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف لڑائی کی اور سب صحابہ کرام کو کافر قرار دیا۔ جہنم کے کتے خارجی اسلام سے نکل چکے ہیں۔ اس کے باوجود ہم ان کو اس طرح ہمیشہ کے جہنمی نہیں سمجھتے جس طرح بتوں کے پجاریوں اور صلیبیوں کو سمجھتے ہیں۔"

(سِیَر أعلام النبلاء : 128/3)

❀ ابو الثناء اصبہانی رحمہ اللہ (۷۴۹ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْفِتَنُ الْوَاقِعَةُ بَيْنَهُمْ فَتُحْمَلُ عَلَى اجْتِهَادِهِمْ، وَظَنِّ كُلِّ فَرِيقٍ أَنَّهُمْ مُصِيبُونَ، لِوُجُوبِ الْكَفِّ عَنِ الطَّعْنِ فِيهِمْ.

"جو فتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین واقع ہوئے ہیں، ان کے متعلق کہا جائے گا کہ یہ صحابہ کا اجتہاد تھا، ہر گروہ خود کو حق پر سمجھتا تھا، کیونکہ صحابہ کرام پر طعن سے رکنا واجب ہے۔"

(بيان المختصر شرح مختصر ابن الحاجب : 714/1، الرّدود والنّقود للبابرتي

الحنفي :690/1)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ بَعْدَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، فَمِنْهُ مَا وَقَعَ عَنْ غَيْرِ قَصْدٍ، كَيَوْمِ الْجَمَلِ، وَمِنْهُ مَا كَانَ عَنِ اجْتِهَادٍ، كَيَوْمِ صِفِّينَ، وَالِاجْتِهَادُ يُخْطِيءُ وَيُصِيبُ، وَلٰكِنْ صَاحِبُهُ مَعْذُورٌ وَّإِنْ أَخْطَأَ، وَمَأْجُورٌ أَيْضًا، وَأَمَّا الْمُصِيبُ فَلَهُ أَجْرَانِ اثْنَانِ.

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام کے درمیان جو اختلاف ہوئے، ان میں سے بعض ایسے تھے، جو بلا قصد و ارادہ واقع ہو گئے، جیسا کہ جنگ جمل والے دن ہوا اور بعض ایسے ہیں جو اجتہادی طور پر سرزد ہوئے، جیسا کہ جنگ صفین والے دن ہوا۔ اجتہاد کبھی غلط ہوتا ہے اور کبھی درست، لیکن اجتہاد کرنے والا غلطی بھی کرے، تو اسے ایک اجر ملتا ہے اور اس کا عذر قبول کیا جاتا ہے اور اگر وہ درست ہو، تو اسے دو اجر ملتے ہیں۔“

(الباعِث الحَثيث إلى اختصار عُلُوم الحديث، ص 182)

❁ نیز فرماتے ہیں:

إِنَّ أَصْحَابَ عَلِيٍّ أَدْنَى الطَّائِفَتَيْنِ إِلَى الْحَقِّ، وَهٰذَا هُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَنَّ عَلِيًّا هُوَ الْمُصِيبُ، وَإِنْ كَانَ مُعَاوِيَةُ مُجْتَهِدًا، وَهُوَ مَأْجُورٌ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

”دونوں گروہوں میں سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی حق کے زیادہ قریب تھے۔ اہل سنت والجماعت کا یہی مذہب ہے کہ علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے، لیکن سیدنا

معاویہ رضی اللہ عنہ بھی مجتہد تھے اور انہیں بھی ان شاء اللہ ایک اجر ملے گا۔“

(البِداية والنّهاية : 279/2)

❀ مزید فرماتے ہیں:

ثُمَّ كَانَ مَا كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَلِيٍّ بَعْدَ قَتْلِ عُثْمَانَ، عَلٰى سَبِيلِ الْاِجْتِهَادِ وَالرَّأْيِ، فَجَرٰى بَيْنَهُمَا قِتَالٌ عَظِيمٌ، كَمَا قَدَّمْنَا، وَكَانَ الْحَقُّ وَالصَّوَابُ مَعَ عَلِيٍّ، وَمُعَاوِيَةُ مَعْذُورٌ عِنْدَ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ سَلَفًا وَّخَلَفًا .

”شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا معاویہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کے مابین جو جنگیں ہوئیں، وہ اجتہاد اور تاویل کی بنا پر ہوئیں، ان کے درمیان بہت بڑی جنگ ہوئی، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ حق وصواب سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، جبکہ پہلے اور بعد کے اکثر اہل علم کے مطابق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھی (قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کا) عذر تھا۔“

(البِداية والنّهاية :420/11)

❀ علامہ تفتازانی حنفی (۷۹۳ھ) لکھتے ہیں:

مَا وَقَعَ بَيْنَهُمْ أَيِ الصَّحَابَةَ مِنَ الْمُنَازَعَاتِ وَالْمُحَارَبَاتِ فَلَهٗ مَحَامِلُ وَتَأْوِيلَاتٌ فَسَبُّهُمْ وَالطَّعْنُ فِيهِمْ إِذَا كَانَ مِمَّا يُخَالِفُ الْأَدِلَّةَ الْقَطْعِيَّةَ فَكُفْرٌ كَقَذْفِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَإِلَّا فَبِدْعَةٌ وَّفِسْقٌ .

”صحابہ کے مابین واقع ہونے والی جنگوں اور جھگڑوں کی تاویلات اور توجیہات موجود ہیں، تو صحابہ کو گالی دینا اوران پر طعن کرنا، اگر تو ادلہ قطعیہ کی مخالفت پر مبنی ہو، تو کفر ہے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانا، اگر ایسا نہ ہو، تو پھر بدعت اور فسق ہے۔“

(تنبیه الوُلاة والحُكام على أحكام شاتم خير الأنام لابن عابدين : 360)

❁ علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ (۸۰۸ھ) فرماتے ہیں:

لَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ بَيْنَ عَلِيٍّ وَمُعَاوِيَةَ وَهِيَ مُقْتَضَى الْعَصْبِيَّةِ كَانَ طَرِيقُهُمْ فِيهَا الْحَقُّ وَالْاجْتِهَادُ وَلَمْ يَكُونُوا فِي مُحَارَبَتِهِمْ لِغَرْضٍ دُنْيَوِيٍّ أَوْ لِإِيثَارِ بَاطِلٍ أَوْ لِاسْتِشْعَارِ حِقْدٍ كَمَا قَدْ يَتَوَهَّمُهُ مُتَوَهِّمٌ وَيَنْزِعُ إِلَيْهِ مُلْحِدٌ وَإِنَّمَا اخْتَلَفَ اجْتِهَادُهُمْ فِي الْحَقِّ وَسَفَّهَ كُلُّ وَاحِدٍ نَظَرَ صَاحِبِهِ بِاجْتِهَادِهِ فِي الْحَقِّ فَاقْتَتَلُوا عَلَيْهِ وَإِنْ كَانَ الْمُصِيبُ عَلِيًّا فَلَمْ يَكُنْ مُعَاوِيَةُ قَائِمًا فِيهَا بِقَصْدِ الْبَاطِلِ إِنَّمَا قَصَدَ الْحَقَّ وَأَخْطَأَ وَالْكُلُّ كَانُوا فِي مَقَاصِدِهِمْ عَلٰى حَقٍّ.

”سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین جنگیں ہوئیں، دونوں گروہ اپنے تئیں حق پر سمجھتے تھے۔ ان جنگوں میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حق اور اجتہاد پر تھے، ان جنگوں میں ان کا مقصد کوئی دنیاوی لالچ، باطل کو بھڑکانا یا کینہ وبغض کو ہوا دینا نہ تھا، جیسا کہ بعض گمان کرنے والے گمان کرتے ہیں اور ملحد اس کی طرف

کھنچے چلے آتے ہیں۔ بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجتہاد حصول حق میں مختلف ہوگیا، ہر ایک نے حق کے بارے میں دوسرے کی رائے کو کمزور سمجھا، یوں اسی حق پر ان کی آپس میں جنگ ہوگئی، اگرچہ (اس اجتہاد میں) درستی پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے، مگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی کوئی باطل مقصد کے لیے کھڑے نہیں ہوئے تھے، انہوں نے بھی حق کا قصد کیا، مگر خطا کی۔ لہٰذا تمام صحابہ اپنے اپنے مقاصد میں حق پر تھے۔"

(مقدمة ابن خلدون: 257/1)

❀ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (852ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى وُجُوبِ مَنْعِ الطَّعْنِ عَلٰى أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ، بِسَبَبِ مَا وَقَعَ لَهُمْ مِنْ ذٰلِكَ، وَلَوْ عَرَفَ الْمُحِقَّ مِنْهُمْ، لِأَنَّهُمْ لَمْ يُقَاتِلُوا فِي تِلْكَ الْحُرُوبِ إِلَّا عَنِ اجْتِهَادٍ، وَقَدْ عَفَا اللّٰهُ تَعَالٰى عَنِ الْمُخْطِئِ فِي الْاِجْتِهَادِ، بَلْ ثَبَتَ أَنَّهُ يُؤْجَرُ أَجْرًا وَّاحِدًا، وَأَنَّ الْمُصِيبَ يُؤْجَرُ أَجْرَيْنِ.

"اہل سنت کا اتفاق ہے کہ صحابہ کرام کے باہمی اختلافات کی بنا پر کسی بھی صحابی پر طعن کرنا حرام ہے، اگرچہ کسی کو ان میں سے اہل حق کی پہچان ہو بھی جائے، اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کی یہ لڑائیاں اجتہاد کی بنا پر تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اجتہاد میں غلطی کرنے والے سے درگزر فرمایا ہے، بلکہ اسے ایک اجر ملنا بھی ثابت ہے اور جو حق پر ہوگا، اسے دوہرا اجر ملے گا۔"

(فتح الباري شرح صحيح البخاري: 34/13)

❁ نیز فرماتے ہیں:

اَلظَّنُّ بِالصَّحَابَةِ فِي تِلْكَ الْحُرُوبِ أَنَّهُمْ كَانُوا فِيهَا مُتَأَوِّلِينَ، وَلِلْمُجْتَهِدِ الْمُخْطِئِ أَجْرٌ، وَإِذَا ثَبَتَ هٰذَا فِي حَقِّ آحَادِ النَّاسِ، فَثُبُوتُهُ لِلصَّحَابَةِ بِالطَّرِيقِ الْأَوْلٰى .

''صحابہ کے ساتھ یہی گمان رکھنا چاہے کہ وہ ان جنگوں میں تاویل پر تھے اور خطا کار مجتہد کے لئے اجر ہے۔ جب یہ مجتہد مخطی کے لئے اجر والا کلیہ عام لوگوں کے لئے ثابت ہے، تو صحابہ کے لئے اس کا ثبوت تو بالاولیٰ ہے۔''

(الإصابة في تمييز الصّحابة : 260/7)

❁ مزید فرماتے ہیں:

مُتَّفِقُونَ عَلٰى أَنَّهُ لَا يُذَمُّ وَاحِدٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ بَلْ يَقُولُونَ اجْتَهَدُوا فَأَخْطَؤُوا .

''اہل سنت کا اتفاق ہے کہ (ان جنگوں میں شریک) صحابہ میں سے کسی کی مذمت نہیں کی جائے گی، بلکہ اہل سنت کہتے ہیں: (سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ میں شریک) صحابہ نے بھی اجتہاد کیا، مگر وہ خطا پر تھے۔''

(فتح الباري : 67/13)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (855ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَقُّ الَّذِي عَلَيْهِ أَهْلُ السُّنَّةِ الْإِمْسَاكُ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ، وَحُسْنُ الظَّنِّ بِهِمْ، وَالتَّأْوِيلُ لَهُمْ، وَأَنَّهُمْ مُّجْتَهِدُونَ مُتَأَوِّلُونَ، لَمْ يَقْصُدُوا مَعْصِيَةً وَّلَا مَحْضَ الدُّنْيَا، فَمِنْهُمُ الْمُخْطِئُ فِي

اجْتِهَادِهِ وَالْمُصِيبُ، وَقَدْ رَفَعَ اللّٰهُ الْحَرَجَ عَنِ الْمُجْتَهِدِ الْمُخْطِئِ فِي الْفُرُوعِ، وَضَعْفِ أَجْرِ الْمُصِيبِ.

''اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام کے اختلافات میں خاموشی اختیار کی جائے، ان کے بارے حسن ظن رکھا جائے، ان کے لیے تاویل کی جائے اور یہ عقیدہ رکھا جائے کہ وہ مجتہد تھے اور ان سب کے پیش نظر دلائل تھے، ان اختلافات میں کسی صحابی نے بھی کسی گناہ یا دنیاوی متاع کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ اجتہاد میں بعض کو غلطی لگی اور بعض درستی کو پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے فروعی معاملات میں اجتہادی غلطی کرنے والے کو گناہ گار قرار نہیں دیا (بلکہ ایک اجر کا حق دار ٹھہرایا ہے)، جبکہ درستی کو پہنچنے والے کا اجر دوگنا کر دیا گیا ہے۔''

(عُمدة القاري: 212/1)

✿ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (974ھ) لکھتے ہیں:

مِنِ اعْتِقَادِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَنَّ مَا جَرٰى بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِنَ الْحُرُوبِ فَلَمْ يَكُنْ لِمُنَازَعَةِ مُعَاوِيَةِ لِعَلِيٍّ فِي الْخَلَافَةِ لِلْإِجْمَاعِ عَلٰى حَقِّيَّتِهَا لِعَلِيٍّ كَمَا مَرَّ فَلَمْ تَهِجَّ الْفِتْنَةُ بِسَبَبِهَا وَإِنَّمَا هَاجَتْ بِسَبَبِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ وَمَنْ مَعَهٗ طَلَبُوا مِنْ عَلِيٍّ تَسْلِيمَ قَتَلَةِ عُثْمَانَ.

''اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ سیدنا معاویہ و علی رضی اللہ عنہما کے درمیان ہونے والی جنگیں اس لئے نہیں تھیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے خلافت چھیننی تھی،

کیونکہ حق خلافت تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، جیسا کہ گزر چکا ہے۔ تو فتنہ اس سبب سے نہیں پھیلا، بلکہ اس کی وجہ یہ رہی تھی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی علی رضی اللہ عنہ سے یہ مطالبہ کرتے تھے کہ قاتلین عثمان کو ہمارے سپرد کر دیجئے۔''

(الصّواعِق المُحرِقة : 622/2)

❁ نیز فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ الَّذِي أَجْمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَنَّهٗ يَجِبُ عَلٰى كُلِّ أَحَدٍ تَزْكِيَةُ جَمِيعِ الصَّحَابَة بِإِثْبَاتِ الْعَدَالَةِ لَهُمْ وَالْكَفُّ عَنِ الطَّعْنِ فِيهِمْ وَالثَّنَاءُ عَلَيْهِمْ فَقَدْ أَثْنَى اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَلَيْهِم فِي آيَاتٍ مِّنْ كِتَابِهٖ.

''جان لیجئے کہ اہل سنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ ہر ایک پر واجب ہے کہ تمام صحابہ کی عدالت کا اثبات کر کے ان کا تزکیہ کرے، ان پر طعن کرنے سے رک جائے اور ان کی تعریف وستائش کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی کئی آیات میں ان کی تعریف کی ہے۔''

(الصّواعق المحرقة : 603/2)

❁ نیز فرماتے ہیں:

مِنِ اعْتِقَادِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَيْضًا أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمْ يَكُنْ فِي أَيَّامِ عَلِيٍّ خَلِيفَةً وَإِنَّمَا كَانَ مِنَ الْمُلُوكِ وَغَايَةُ اجْتِهَادِهٖ أَنَّهٗ كَانَ لَهٗ أَجْرٌ وَاحِدٌ عَلَى اجْتِهَادِهٖ وَأَمَّا عَلِيٌّ رَضِيَ

اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَ لَهٗ أَجْرَانِ أَجْرٌ عَلَى اجْتِهَادِهٖ وَأَجْرٌ عَلٰى إِصَابَتِهٖ .

''اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں خلیفہ نہیں تھے، بلکہ وہ (بعد میں) بادشاہ تھے،ان کے اجتہاد کی انتہا یہ ہے کہ ان کو اجتہاد پر ایک اجر ملا، جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دوہرا اجر ملا، ایک اجر اجتہاد پر اور دوسرا اجتہاد میں درستی پر۔''

(الصّواعق المحرقة : 624/2)

❁ مزید فرماتے ہیں:

قَدْ سَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِئَتَهُ الْمُسْلِمِينَ وَسَاوَاهُمْ بِفِئَةِ الْحَسَنِ فِي وَصْفِ الْإِسْلَامِ فَدَلَّ عَلٰى بَقَاءِ حُرْمَةِ الْإِسْلَامِ لِلْفَرِيقَيْنِ وَأَنَّهُمْ لَمْ يَخْرُجُوا بِتِلْكَ الْحُرُوبِ عَنِ الْإِسْلَامِ وَأَنَّهُمْ فِيهِ عَلٰى حَدٍّ سَوَاءٍ فَلَا فِسْقَ وَلَا نَقْصَ يَلْحَقُ أَحَدَهُمَا .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کو مسلمان کہا ہے اور اسلام کے وصف میں انہیں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے گروہ کے برابر کیا ہے۔ یہ دلیل ہے کہ اسلام کی حرمت دونوں گروہوں کے لیے باقی رہی، ان جنگوں کی وجہ سے وہ اسلام سے خارج نہیں ہوئے اور اس بارے میں وہ برابری پر ہیں، کسی بھی گروہ کو گناہ یا نقص لاحق نہیں ہوا۔''

(الصّواعق المحرقة : 627/2)

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (1014ھ) لکھتے ہیں:

سَبَبُ هٰذَا التَّحَيُّرِ لَمْ يَكُنْ فِي أَنَّ عَلِيًّا أَحَقُّ بِالْخِلَافَةِ أَمْ

مُعَاوِيَةَ؟ لِأَنَّهُمْ أَجْمَعُوا عَلٰى وِلَايَةِ عَلِيٍّ، وَاجْتَمَعَ أَهْلُ الْحَلِّ وَالْعَقْدِ عَلٰى خِلَافَتِهٖ، وَإِنَّمَا وَقَعَ النِّزَاعُ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَعَلِيٍّ فِي قَتَلَةِ عُثْمَانَ، حَيْثُ تَعَلَّلَ مُعَاوِيَةُ بِأَنِّي لَمْ أُسَلِّمْ لَكَ الْأَمْرَ حَتّٰى تَقْتُلَ أَهْلَ الْفَسَادِ وَالشُّرُورِ مِمَّنْ حَاصَرَ الْخَلِيفَةَ وَأَعَانَ عَلٰى قَتْلِهٖ، فَإِنَّ هٰذَا ثَلْمَةٌ فِي الدِّينِ وَخَلَلٌ فِي أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَاقْتَضٰى رَأْيُ عَلِيٍّ، وَهُوَ الصَّوَابُ، أَنَّ قَتْلَ فِئَةِ الْفِتْنَةِ يَجُرُّ إِلٰى إِثَارَةِ الْفِتْنَةِ الَّتِي هِيَ تَكُونُ أَقْوٰى مِنَ الْأُولٰى.

”تو صحابہ کے درمیان اس اضطراب کا سبب یہ نہیں تھا کہ خلافت کے لئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ زیادہ حق دار ہیں یا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ؟ کیونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ولایت پر تو اجماع قائم ہو گیا تھا، تمام اہل حل وعقد نے آپ کی خلافت پر اجماع کر لیا تھا۔ البتہ سیدنا علی وسیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین کو لے کر اختلاف ہوا تھا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ میں آپ کی بیعت اس وقت تک نہیں کروں گا، جب تک آپ اہل فساد وشر اور ان لوگوں کو قتل نہیں کریں گے، جنھوں نے خلیفہ مسلمین کا محاصرہ کر کے ان کو قتل کیا۔ یہ دین میں رخنہ ہے اور ائمہ مسلمین کے درمیان خلل ہے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی رائے جو کہ درست تھی، وہ یہ تھی کہ فتنہ پھیلانے والوں کو فتنہ کے دوران ہی قتل کر دیا گیا، تو یہ فتنہ اور بڑھ جائے گا۔“

(مِرقاۃ المَفاتیح: 3398/8)

❁ نیز فرماتے ہیں:

قَالَ الْمُظْهِرُ : أَنَّ مَنْ ذَكَرَ أَهْلَ تِلْكَ الْحَرْبِ بِسُوءٍ يَكُونُ كَمَنْ حَارَبَهُمْ، لِأَنَّهُمْ مُسْلِمُونَ وَغَيْبَةُ الْمُسْلِمِينَ إِثْمٌ …… وَلَا شَكَّ أَنَّ مَنْ ذَكَرَ أَحَدًا مِنْ هٰذَيْنِ الصَّدْرَيْنِ وَأَصْحَابِهِمَا يَكُونُ مُبْتَدِعًا، لِأَنَّ أَكْثَرَهُمْ كَانُوا أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''علامہ مظہر رحمہ اللہ کہتے ہیں: جس شخص نے ان جنگوں کو برائی کے ساتھ ذکر کیا، وہ صحابہ سے جنگ کرنے والے کی طرح ہے، کیونکہ صحابہ مسلمان ہیں اور مسلمانوں کی غیبت گناہ ہے۔ ……اس میں کوئی شک نہیں کہ جس نے ان دونوں گروہوں کے امیر اور ان کے ساتھیوں کو (برائی کے ساتھ) ذکر کیا، وہ بدعتی ہے، کیونکہ ان میں اکثر لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے۔''

(مرقاۃ المَفاتیح: 3397/8)

❁ نیز فرماتے ہیں:

…… عَنِ الطَّعْنِ فِيهِمْ، فَإِنَّ رِضَا اللّٰهِ تَعَالٰى فِي مَوَاضِعَ مِنَ الْقُرْآنِ تَعَلَّقَ بِهِمْ، فَلَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ مَآلُهُمْ إِلَى التَّقْوٰى وَرِضَا الْمَوْلٰى وَجَنَّةِ الْمَأْوٰى، وَأَيْضًا لَهُمْ حُقُوقٌ ثَابِتَةٌ فِي ذِمَّةِ الْأُمَّةِ، فَلَا يَنْبَغِي لَهُمْ أَنْ يَذْكُرُوهُمْ إِلَّا بِالثَّنَاءِ الْجَمِيلِ وَالدُّعَاءِ الْجَزِيلِ، وَهٰذَا مِمَّا لَا يُنَافِي أَنْ يَذْكُرَ أَحَدٌ مُجْمَلًا أَوْ مُعَيَّنًا

بِأَنَّ الْمُحَارِبِينَ مَعَ عَلِيٍّ مَا كَانُوا مِنَ الْمُخَالِفِينَ، أَوْ بِأَنَّ مُعَاوِيَةَ وَحِزْبَهٗ كَانُوا بَاغِينَ عَلٰى مَا دَلَّ عَلَيْهِ حَدِيثُ عَمَّارٍ : تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، لِأَنَّ الْمَقْصُودَ مِنْهُ بَيَانُ الْحُكْمِ الْمُمَيِّزِ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَالْفَاصِلِ بَيْنَ الْمُجْتَهِدِ الْمُصِيبِ، وَالْمُجْتَهِدِ الْمُخْطِيءِ، مَعَ تَوْقِيرِ الصَّحَابَةِ وَتَعْظِيمِهِمْ جَمِيعًا فِي الْقَلْبِ لِرِضَا الرَّبِّ ...... حَاصِلُهٗ أَنَّ الطَّعْنَ فِي إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ وَمَدْحَ الْأُخْرٰى حِينَئِذٍ مِمَّا يُثِيرُ الْفِتْنَةَ، فَالْوَاجِبُ كَفُّ اللِّسَانِ.

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن سے باز رہا جائے، کیونکہ قرآن کریم میں کئی مقامات پر موجود اللہ تعالیٰ کی رضا ان کے ساتھ جڑی ہوئی ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ صحابہ کا انجام کار تقویٰ، اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت الماویٰ پر ہو۔ اسی طرح امت کے ذمہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حقوق ثابت ہیں، اس لیے امت کو چاہیے کہ ان کا ذکر اچھی تعریف اور عمدہ دعا کے ساتھ کریں۔ یہ پہلی بات کے منافی نہیں کہ کوئی شخص اجمالاً یا معین کر کے یہ بات کہہ دے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر جنگ کرنے والے مخالفین میں سے نہیں تھے، یا یہ کہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کا گروہ باغی تھا، جیسا کہ حدیث عمار رضی اللہ عنہ دلالت کرتی ہے: ''آپ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔'' کیونکہ اس کا مقصد صحیح اور غلط کے مابین امتیازی حکم اور اجتہاد میں درستی کو پانے والے اور غلطی کرنے والے کے درمیان فرق کو بیان کرنا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ رضائے الٰہی کے لیے دل میں تمام

صحابہ کی توقیر اور تعظیم بھی موجود ہو۔......حاصل کلام یہ کہ دونوں گروہوں میں سے ایک پر طعن کرنا اور دوسرے کی تعریف کرنا فتنے کو بھڑکانہ والی بات ہے، لہٰذا واجب ہے کہ زبان بند رکھی جائے۔‘‘

(مِرقاۃ المَفاتیح : 3397/8)

❁ علامہ مناوی رحمہ اللہ (1031ھ) لکھتے ہیں:

(إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِي) بِمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ مِنَ الْحُرُوبِ وَالْمُنَازَعَاتِ (فَأَمْسِكُوا) وُجُوبًا عَنِ الطَّعْنِ فِيهِمْ وَالْخَوْضِ فِي ذِكْرِهِمْ بِمَا لَا يَلِيقُ فَإِنَّهُمْ خَيْرُ الْأُمَّةِ وَالْقُرُونِ، لِمَا جَرٰى بَيْنَهُمْ مَحَامِلُ .

’’(جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے)۔یعنی جب ان کے مشاجرات، جنگوں اور جھگڑوں کا ذکر کیا جائے۔(تو خاموش رہ جاؤ) یعنی اس میں وجوبی حکم ہے کہ صحابہ پر طعن نہیں کیا جا سکتا اور ان کے ذکر میں ایسا غور وخوض نہیں کیا جا سکتا، جو ان کے شایان شان نہ ہو، کیونکہ وہ بہترین امت تھے اور ان کا زمانہ سب سے بہتر ہے اور ان کے درمیان ہونے والی جنگوں کی مختلف توجیہات ہیں۔‘‘

(فیض القدیر :347/1)

❁ علامہ ابن عابدین، شامی، حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:

يَجِبُ عَلَيْنَا تَعْظِيمُهُمْ وَاحْتِرَامُهُمْ وَيُحَرَّمُ سَبُّهُمْ وَالطَّعْنُ فِيهِمْ وَنَسْكُتُ عَمَّا جَرٰى بَيْنَهُمْ مِنَ الْحُرُوبِ فَإِنَّهُ كَانَ عَنِ اجْتِهَادٍ، هٰذَا كُلُّهُ مَذْهَبُ أَهْلِ الْحَقِّ، وَهُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، وَهُمُ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُونَ وَالْأَئِمَّةُ الْمُجْتَهِدُونَ، وَمَنْ خَرَجَ عَنْ هٰذَا الطَّرِيقِ، فَهُوَ ضَالٌّ

مُّبْتَدِعٌ أَوْ كَافِرٌ .

''ہم پر صحابہ کرام کی تعظیم اور احترام واجب ہے اور ان کو گالی دینا اور طعن کرنا حرام ہے۔ ہم ان کے باہمی جھگڑوں میں خاموش رہتے ہیں، کیونکہ وہ اجتہادی جھگڑے تھے، یہ سب اہل حق کا مذہب ہے اور اہل حق اہل سنت والجماعت کا نام ہے اور اہل سنت صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کا مذہب ہے، جو اس راہ سے نکل گیا، وہ گمراہ، بدعتی یا کافر ہے۔''

(تنبيه الوُلاة والحُكّام على أحكام شاتم خير الأنام، ص 357)

❀ عامر بن شرحبیل شعبی رحمہ اللہ (بعد ۱۰۰ھ) فرماتے ہیں:

أَدْرَكْتُ خَمْسَمِائَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَكْثَرَ كُلُّهُمْ يَقُولُ : عُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ .

''میں نے پانچ سو یا اس سے زیادہ اصحاب رسول سے ملاقات کی ہے، سب کے سب یہی کہتے تھے: عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم جنتی ہیں۔''

(الاعتقاد للبيهقي، ص 374، وسندهٗ حسنٌ)

ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنگ جمل اور جنگ صفین کو اجتہادی جنگیں سمجھتے تھے، انہیں حق و باطل کا معرکہ نہیں سمجھتے تھے، تب ان جنگوں میں شریک ہونے والے صحابہ کو جنتی کہہ رہے ہیں۔ اس لیے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل میں اپنے ہی مخالف لڑنے والے صحابی سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے قاتل کو جہنمی کہا۔ (مسند احمد: ۶۸۱، وسندہ حسن)

معلوم ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی یہ جنگ اجتہاد کی بنیاد پر لڑی گئی۔

اصل میں فریقین کی صفوں میں خوارج موجود تھے، جن کی سازشوں سے صحابہ کے درمیان دو جنگیں؛ جنگ جمل اور جنگ صفین ہوئیں، انہیں خوارج کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باغی

گروہ کہا تھا۔

❀ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ.

”عمار کی کیا بات ہے! انہیں باغی گروہ قتل کرے گا، وہ انہیں جنت کی طرف بلائیں گے، جب کہ دوسرا گروہ انہیں آگ کی طرف بلائے گا۔“

(صحيح البخاري : 447، صحيح مسلم : 2915)

❀ امام قوام السنہ، اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ : «يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ» يَعْنِي الْخَوَارِجَ الَّذِينَ دَعَاهُمْ إِلَى الْجَمَاعَةِ، وَلَيْسَ يَصِحُّ ذٰلِكَ فِي حَقِّ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ الَّذِينَ أَثْنَى اللّٰهُ عَلَيْهِمْ، وَشَهِدَ لَهُمْ بِالْفَضْلِ، فَقَالَ تَعَالٰى : ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾، قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ وَالتَّفْسِيرِ : هُمْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”فرمان نبوی: ”عمار انہیں جنت کی طرف بلائیں گے اور وہ عمار کو جہنم کی طرف بلائیں گے۔“ سے مراد خوارج ہیں، جنہیں سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے جماعت میں شامل ہونے کی دعوت دی تھی۔ یہ بات کسی صحابی کے حق میں نہیں کہی جا سکتی، کیونکہ صحابہ کی مدح اللہ تعالیٰ نے کی ہے اور ان کی فضیلت کی گواہی دی ہے،

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ ''تم اُمت کے بہترین لوگ ہو، لوگوں (کی راہنمائی) کے لیے منتخب کیے گئے ہو۔''
اہل لغت اور مفسرین کے مطابق اس آیت کے مخاطب اصحاب محمد ﷺ ہیں۔''

(شرح صحيح البخاري : 407/2)

❁ متواتر حدیث ہے:

إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

''میرا یہ بیٹا (حسن بن علی رضی اللہ عنہما) سردار ہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا۔''

(صحيح البخاري : 2704)

نبی کریم ﷺ نے اپنے بیٹے کی تعریف کی کہ وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لیں گے، صلح حق کے ساتھ ہوتی ہے، نہ کہ باطل کے ساتھ۔ معلوم ہوا کہ یہ جنگیں اجتہادی تھیں، بطور حادثہ رونما ہو گئیں۔

تابعی کبیر، عمرو بن شرحبیل ہمدانی رحمہ اللہ (٦٣ھ) فرماتے ہیں:

اِهْتَمَمْتُ بِأَمْرِ أَهْلِ صِفِّينَ وَمَا كُنْتُ أَعْرِفُ مَنِ الْفَضْلُ فِي الْفَرِيقَيْنِ، فَسَأَلْتُ اللّٰهَ أَنْ يُرِيَنِي مِنْ أَمْرِهِمْ أَمْرًا أَسْكُنُ إِلَيْهِ، فَأُرِيتُ فِي مَنَامِي أَنِّي رُفِعْتُ إِلٰى أَهْلِ صِفِّينَ فَإِذَا أَنَا بِأَصْحَابِ عَلِيٍّ فِي رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ وَمَاءٍ جَارٍ فَقُلْتُ : سُبْحَانَ اللّٰهِ كَيْفَ بِمَا أَرٰى، وَقَدْ قَتَلَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا، قَالُوا :

إِنَّا وَجَدْنَا رَبَّنَا رَؤُوفًا رَحِيمًا، قُلْتُ : فَمَا فَعَلَ ذُو الْكَلَاعِ، وَحَوْشَبٌ يَّعْنِي أَصْحَابَ مُعَاوِيَةَ، قَالُوا : أَمَامَكَ فَإِذَا سَهْمٌ كَالْخَنَاجِرِ فَهَبَطْتُ عَلَى الْقَوْمِ فِي رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ وَمَاءٍ جَارٍ، فَقُلْتُ : سُبْحَانَ اللّٰهِ كَيْفَ بِمَا أَرٰى وَقَدْ قَتَلَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا، قَالُوا : إِنَّا وَجَدْنَا رَبَّنَا رَؤُوفًا رَحِيمًا، قُلْتُ : فَمَا فَعَلَ أَهْلُ النَّهْرَوَانِ قَالُوا : أُلْقُوا بَرْحًا، أَوْ قَالَ كَمَا لَقَوْا بَرْحًا .

’’میں اہل صفین کے انجام کے حوالہ سے دلچسپی رکھتا تھا، مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ دونوں گروہوں میں سے اہل فضل کون ہے؟ تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے اہل صفین کے متعلق کچھ ایسا دکھا دے، جس سے مجھے اطمینان حاصل ہو جائے۔ پس میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے اہل صفین کی طرف لے جایا گیا، میرا سامنا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سے ہوا، جو سرسبز و شاداب باغات میں تھے اور وہاں پانی کے چشمے جاری تھے، میں نے کہا: سبحان اللہ! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں، آپ لوگوں نے تو ایک دوسرے کو قتل کیا ہے۔ کہنے لگے: ہم نے اپنے رب کو رؤف و رحیم پایا۔ میں نے پوچھا: ذوالکلاع اور حوشب یعنی اصحاب معاویہ کا کیا بنا؟ کہنے لگے: وہ آگے ہیں۔ تو دیکھا کہ وہاں خنجروں کی مانند تیر گاڑے گئے تھے۔ پس میں ایسے لوگوں پر وارد ہوا، جو سرسبز و شاداب باغات میں تھے اور وہاں پانی کے چشمے جاری تھے۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں، حالانکہ آپ لوگوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا تھا۔ کہنے

لگے: ہم نے اپنے رب کو رؤف ورحیم پایا ہے۔ میں نے پوچھا: نہروان والوں کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟ کہنے لگے: وہ سخت عذاب میں مبتلا ہیں۔''

(سنن سعيد بن منصور : 2955، طبقات ابن سعد : 263/3، الشّريعة للآجري : 1983، وسندہٗ صحيحٌ)

ہم نے علمائے سلف کی نصائح پر مبنی چند صفحات عام مسلمانوں کی خیرخواہی کے ارادے سے تحریر کیے ہیں، کیونکہ بعض لوگ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اوران کے ساتھی صحابہ کرام کو انہی مشاجرات کی بنا پر تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اور لوگوں کو بھی ان سے بدظن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ صحابہ کرام کا باہمی معاملہ تھا، جو اللہ رب العالمین نے معاف کر دیا ہے اوران سے راضی ہو گیا ہے۔ ائمہ اہل سنت نے مشاجرات صحابہ کے حوالے سے روایات تو کتابوں میں درج کی ہیں، لیکن ان کی بنا پر کسی بھی صحابی پر طعن وتنقید نہیں کی اور سلف صالحین ہی قرآن وسنت کی نصوص اور صحابہ کرام کے معاملے کو بہتر سمجھتے تھے۔

بتقاضائے بشریت صحابہ کرام سے ایسی باتوں کا صدور باعث ملامت نہیں، جیسا کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا الْكَاذِبِ، الْآثِمِ، الْغَادِرِ، الْخَائِنِ .

''امیر المومنین! میرے اوراس جھوٹے، سیاہ کار، دھوکہ باز اور خائن کے مابین فیصلہ صادر فرمادیں۔''

(صحيح مسلم : 1757، صحيح البخاري : 3094، مختصراً)

تو کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان الفاظ کی بنا پر سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی وہی معاملہ کرنا جائز ہے، جو لوگ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کرتے ہیں؟

حق یہ ہے کہ صحابہ کرام معصوم عن الخطا نہیں تھے، لیکن ہم مشاجرات صحابہ میں سلف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔

❁ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

رَحِمَ اللّٰهُ مَنْ أَنْصَفَ وَلَمْ يَتَعَصَّبْ وَلَمْ يَتَعَسَّفْ، وَتَوَلَّى الْاِقْتِصَادَ فِي الْاِعْتِقَادِ، لِئَلَّا يَقَعَ فِي جَانِبَيْ سَبِيلِ الرَّشَادِ مِنَ الرَّفْضِ وَالنَّصْبِ بِأَنْ يُحِبَّ جَمِيعَ الْآلِ وَالصَّحْبِ.

''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے، جس نے انصاف کیا، تعصب اور بے راہ روی کا شکار نہیں ہوا، عقائد میں میانہ روی اختیار کی، تاکہ وہ راہِ ہدایت کے کناروں یعنی رافضیت اور ناصبیت میں نہ چلا جائے، وہ آلِ رسول اور صحابہ سب سے محبت کرتا ہے۔''

(مِرقاة المَفاتيح : 3786/9)

اللہ تعالیٰ ہمیں تمام صحابہ کی محبت پر زندہ رکھے اور اسی پر خاتمہ فرمائے۔ آمین!

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

صحابی ابن صحابی، کاتب وامین وحی، خال المومنین، محبوبنا ابوعبدالرحمٰن، معاویہ بن ابی سفیان بن حرب رضی اللہ عنہما، قرشی، اُموی کمال فضائل ومناقب رکھتے ہیں۔ اسلام میں اولین منصف بادشاہت کا شرف بھی آپ کے حصے میں آیا ہے۔

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ وَمُعَاوِيَةَ أَسْلَمَا فِي فَتْحِ مَكَّةَ سَنَةَ ثَمَانٍ.

''اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ سیدنا ابوسفیان اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما فتحِ مکہ کے موقع پر سن آٹھ ہجری میں اسلام لائے۔''

(كشف المُشكِل من حديث الصَّحيحَين : 464/2)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِيمَانُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثَابِتٌ بِالنَّقْلِ الْمُتَوَاتِرِ وَإِجْمَاعِ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى ذٰلِكَ.

''سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا ایمان لانا متواتر روایات سے ثابت ہے، نیز اس پر اہل علم کا اجماع ہے۔''

(مَجموع الفتاوىٰ : 453/4)

نیز فرماتے ہیں:

قَدْ عُلِمَ أَنَّ مُعَاوِيَةَ وَعَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَغَيْرَهُمَا كَانَ بَيْنَهُمْ مِنَ

الْفِتَنِ مَا كَانَ، وَلَمْ يَتَّهِمْهُمْ أَحَدٌ مِنْ أَوْلِيَائِهِمْ، لَا مُحَارِبُوهُمْ، وَلَا غَيْرُ مُحَارِبِيهِمْ، بِالْكَذِبِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَلْ جَمِيعُ عُلَمَاءِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ بَعْدَهُمْ مُتَّفِقُونَ عَلٰى أَنَّ هٰؤُلَاءِ صَادِقُونَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ، مَأْمُونُونَ عَلَيْهِ فِي الرِّوَايَةِ عَنْهُ، وَالْمُنَافِقُ غَيْرُ مَأْمُونٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَلْ هُوَ كَاذِبٌ عَلَيْهِ، مُكَذِّبٌ لَهٗ.

''یہ بات معلوم ہو چکی کہ سیدنا معاویہ، سیدنا عمرو بن عاص وغیرہما رحمہم اللہ کے درمیان جو بھی فتنے برپا ہوئے۔ ان سب ہستیوں پر نہ ان کے ہم نواؤں نے اور نہ ان سے لڑنے والوں نے تہمت لگائی کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولتے تھے۔ بلکہ تمام اہل علم صحابہ اور تابعین کا اتفاق ہے کہ یہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سچ بولنے والے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں تہمت سے پاک تھے، جبکہ منافق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے کی تہمت سے پاک نہیں ہوتا، بلکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ کی تکذیب کرتا ہے۔''

(الفتاوی الکبریٰ : 451/3، مجموع الفتاویٰ : 66/35)

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَا يَسْتَبِيحُهٗ بَعْضُ الْمُبْتَدِعَةِ مِنْ سَبِّهٖ وَلَعْنِهٖ فَلَهٗ فِيهِ أُسْوَةٌ أَيْ أُسْوَةٌ بِالشَّيْخَيْنِ وَعُثْمَانَ وَأَكْثَرِ الصَّحَابَةِ فَلَا يُلْتَفَتُ لِذٰلِكَ وَلَا يُعَوَّلُ عَلَيْهِ فَإِنَّهٗ لَمْ يَصْدُرْ إِلَّا عَنْ قَوْمٍ حَمْقٰى جُهَلَاءُ

أَغْبِيَاءُ طَغَامٌ لَا يُبَالِي اللّٰهُ بِهِمْ فِي أَيِّ وَادٍ هَلَكُوا فَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَخَذَلَهُمْ أَقْبَحَ اللَّعْنَةِ وَالْخِذْلَانِ.

''بعض بدعتیوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا اور ان پر لعنت کرنا جائز قرار دیا ہے، یہ انہی کا طریقہ ہے، یعنی یہ لوگ سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا عثمان اور اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔ ان کی اس حرکت کا کوئی اعتبار اور بنیاد نہیں۔ کیونکہ یہ ایسے لوگوں کی حرکت ہے، جو حماقت زدہ، جاہل، بد بخت اور بے وقوف ہیں، اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی پرواہ نہیں کہ یہ کس وادی میں ہلاک ہوں، اللہ تعالیٰ کی ان پر قبیح ترین لعنت ہو اور انہیں بے یارو مددگار چھوڑ دے۔''

(الصّواعق المحرقة: 629/2)

❀ عباسی حکمران، قائم بامر اللہ ہاشمی (467ھ) نے تقریباً 430ھ میں ''الاعتقاد القادری'' کے نام سے مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ شائع کیا، جس کا مخالف باتفاقِ اہل علم فاسق و کافر قرار دیا گیا۔ اس عقیدہ میں یہ بھی ہے:

لَا يَقُولُ فِي مُعَاوِيَةَ إِلَّا خَيْرًا، وَلَا يَدْخُلُ فِي شَيْءٍ شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَيَتَرَحَّمُ عَلٰى جَمَاعَتِهِمْ.

''مسلمان سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کلمہ خیر ہی کہتا ہے، وہ صحابہ کرام کے باہمی اختلافات میں دخل نہیں دیتا، بلکہ تمام صحابہ کرام کے لیے رحمت کی دُعا کرتا ہے۔''

(الاعتقاد القادري، المندرج في المنتظم لابن الجوزي: 281/15، وسندهٗ صحيحٌ)

امام معافی بن عمران رحمہ اللہ (۱۸۵ھ) سے پوچھا گیا کہ کیا معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ؟ تو آپ رحمہ اللہ نے شدید غصہ کیا اور فرمایا:

لَا يُقَاسُ بِأَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ .

''اصحاب رسول کا کسی سے موازنہ نہیں کیا جائے گا۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : 209/1، الشّريعة للآجري : 1956، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ ابو اسامہ حماد بن اسامہ رحمہ اللہ (م : 201ھ) سے پوچھا گیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ؟ تو فرمایا:

أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ لَا يُقَاسُ بِهِمْ أَحَدٌ .

''اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی سے موازنہ نہیں کیا جائے گا۔''

(الشّريعة للآجرّي : 2011، جامع بيان العلم وفضله لابن عبد البر : 229/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) سے پوچھا گیا:

أَيُّهُمَا أَفْضَلُ، مُعَاوِيَةُ أَوْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ؟ فَقَالَ : مُعَاوِيَةُ أَفْضَلُ، لَسْنَا نَقِيسُ بِأَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا .

''معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ؟ فرمایا: معاویہ رضی اللہ عنہ ہی افضل ہیں، ہم اصحاب رسول کا کسی کے ساتھ موازنہ نہیں کرتے۔''

(السّنّة للخلّال : 660، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ مَنْ يَشْتِمُ عُثْمَانَ أَوْ طَلْحَةَ أَوْ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَجَّالٌ لَا يُكْتَبُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ .

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ یا کسی بھی صحابیٔ رسول کو ہدف تنقید ٹھہرانے والا دجال ہے، اس کی روایت نہیں لکھی جائے گی، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور پوری انسانیت کی لعنت ہے۔''

(تاريخ يحيى بن مَعين برواية العبّاس الدّوري : 546/3)

❀ علامہ محمد بن احمد ابو العرب رحمہ اللہ (۳۳۳ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ لَّمْ يُحِبَّ الصَّحَابَةَ فَلَيْسَ بِثِقَةٍ وَلَا كَرَامَةَ .

''جو صحابہ سے محبت نہ کرے، وہ معتبر نہیں۔ اس کی کوئی عزت نہیں۔''

(هدى السّاري لابن الحجر، ص 389، تهذيب التّهذيب : 236/1)

❀ علامہ مازری رحمہ اللہ (۵۳۶ھ) فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ مِنْ عُدُولِ الصَّحَابَةِ وَأَفَاضِلِهِمْ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ عادل اور فاضل صحابہ میں سے ہیں۔''

(المُعلِم بفوائد مسلم : 242/3)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَهُوَ مِنَ الْعُدُولِ الْفُضَلَاءِ وَالصَّحَابَةِ النُّجَبَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ عادل، فاضل اور ممتاز صحابہ میں سے ہیں۔''

(شرح مسلم : 149/15)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَا زَالَ بِي مَا رَأَيْتُ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ فِي الْفِتْنَةِ، حَتّٰى إِنِّي لَأَتَمَنّٰى أَنْ يَّزِيدَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مُعَاوِيَةَ مِنْ عُمُرِي فِي عُمُرِهٖ.

''میں فتنہ کے دور میں حالات کا مشاہدہ کرتی رہی، تب میں تمنا کیا کرتی تھی کہ اللہ میری عمر بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو لگا دے۔''

(الطّبقات لأبي عروبة الحرّاني، ص 41، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بہت سے فضائل صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ سب سے بڑی فضیلت و منقبت تو شرف صحابیت ہے۔ اس کے علاوہ کچھ بھی ثابت نہ ہو، تو بھی یہی فضیلت کافی ہے، کیونکہ ہر صحابی کی الگ الگ معین فضیلت ثابت نہیں۔ صحیح احادیث میں معدودے چند صحابہ کے متعین فضائل مذکور ہوئے ہیں۔ ایسا نہیں کہ باقی صحابہ کی کوئی فضیلت تھی ہی نہیں، بلکہ صرف صحابی ہونا ہی فضیلت کے لیے کافی ہے۔

شرف صحابیت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا اصل اعزاز ہے، اس کے علاوہ صحیح احادیث سے آپ کے خصوصی فضائل بھی ثابت ہیں۔

بعض حضرات معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا انکار کرنے کے لیے امام نسائی رحمہ اللہ کی شہادت کے قصے سے دلیل لیتے ہیں، جس میں مذکور ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی نفی کی، لیکن یہ واقعہ بسند صحیح ثابت نہیں ہو سکا۔ اس کی سند میں مجہول و غیر معتبر راوی موجود ہیں۔

اسی طرح امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

لَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي فَضْلِ مُعَاوِيَةَ بْنِ

أَبِي سُفْيَانَ شَيْءٌ .

”نبی اکرم ﷺ سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کچھ ثابت نہیں۔“

(تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 105/59 ، سِيَر أعلام النّبلاء للذّهبي : 132/3)

یہ قول ثابت نہیں، اس کی سند میں ابو العباس اصم کے والد یعقوب بن یوسف بن معقل، ابو فضل، نیشا پوری کی توثیق نہیں ملی۔ بعض کتب میں اس سند سے ابو العباس اصم کے والد کا واسطہ گر گیا ہے۔

صحیح احادیث کی روشنی میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب ملاحظہ ہوں:

پہلے بحری بیڑے کی کمان اور جہاد فی سبیل اللہ:

رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے:

أَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ، قَدْ أَوْجَبُوا .

”میری امت میں پہلا گروہ جو سمندری جہاد کرے گا، اس نے (مغفرت و جنت کو) واجب کر لیا۔“ (صحيح البخاري : 2924)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (852ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ : قَدْ أَوْجَبُوا، أَيْ فَعَلُوا فِعْلًا، وَجَبَتْ لَهُمْ بِهِ الْجَنَّةُ .

”نبی اکرم ﷺ کے فرمان ”واجب کر لیا“ سے مراد ہے کہ انہوں نے وہ کارِ خیر سرانجام دیا، جس کی بنا پر ان کے لیے جنت واجب ہو گئی۔“

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 103/6)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَى ابْنَةِ مِلْحَانَ، فَاتَّكَأَ عِنْدَهَا، ثُمَّ ضَحِكَ، فَقَالَتْ: لِمَ تَضْحَكُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، مَثَلُهُمْ مَثَلُ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ.

''رسول اللہ ﷺ ایک دن (ام حرام) بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ٹیک لگا کر بیٹھ گئے، (اسی حالت میں سو گئے) پھر آپ (بیدار ہوئے اور) مسکرائے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ کیوں مسکرائے؟ فرمایا: میری امت کا ایک عظیم الشان گروہ جہاد کے لیے سبز سمندر کا سفر کرے گا۔ وہ جنت میں تختوں پر براجمان بادشاہوں کی طرح ہوں گے۔''

(صحيح البخاري: 2877، 2878، صحيح مسلم: 1912)

صحیح مسلم کی روایت کے مطابق سمندری جہاد کی سعادت، قیادت اور فضیلت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حصے آئی۔ اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ پہلا لشکر، جس نے بحری جہاد کیا، اس کے کمانڈر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اس حدیث سے آپ رضی اللہ عنہ کی منقبت وفضیلت کو چار چاند لگ گئے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ کو جنت کی سند حاصل ہے۔

شارح بخاری علامہ مہلب رحمہ اللہ (435ھ) اور حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (463ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ فَضْلٌ لِّمُعَاوِيَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ، إِذْ جَعَلَ مَنْ غَزَا تَحْتَ رَايَتِهِ مِنَ الْأَوَّلِينَ، وَرُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ، وَحْيٌ.

''اس حدیث میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے (بوحی الٰہی) ان کی کمان میں جہاد کرنے والوں کو اولین قرار دیا ہے، انبیائے

کرام علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں۔''

(شرح ابن بطال : 11/5، التّمهيد : 235/1)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں:

① سیدنا عبد الرحمن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

أَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا، وَاهْدِهٖ، وَاهْدِ بِهٖ، وَلَا تُعَذِّبْهُ.

''اے اللہ! معاویہ کو ہدایت یافتہ اور ہدایت کنندہ بنا۔انہیں ہدایت دے اور ان کے ذریعے انسانیت کو ہدایت دے،انہیں عذاب سے بچا۔''

(مسند الإمام أحمد : 216/4، سنن التّرمذي : 3842، وقال : حسنٌ غريبٌ، التّاريخ الكبير للبخاري : 240/5، الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم : 1129، الشّريعة للآجرّي : 1914، والسياق له، تاريخ بغداد للخطيب : 207/1، 208، وسندهٗ حسنٌ)

② سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ، فَتَوَارَيْتُ خَلْفَ بَابٍ، قَالَ : فَجَاءَ، فَحَطَأَنِي حَطْأَةً، وَقَالَ : اذْهَبْ، وَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ، قَالَ : فَجِئْتُ، فَقُلْتُ : هُوَ يَأْكُلُ، قَالَ : ثُمَّ قَالَ لِي : اذْهَبْ، فَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ، قَالَ : فَجِئْتُ، فَقُلْتُ : هُوَ يَأْكُلُ، فَقَالَ : لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ.

''میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔میں

دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔ آپ ﷺ نے (پیار سے) میرے کندھوں پر تھپکی لگائی اور فرمایا: جائیں، معاویہ کو بلا لائیں۔ میں آیا، تو معاویہ رضی اللہ عنہ کھانا کھا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے دوبارہ فرمایا: جائیں، معاویہ کو بلا کر لائیں۔ میں دوبارہ گیا، تو وہ ابھی کھانا ہی کھا رہے تھے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کا پیٹ نہ بھرے۔''

(صحیح مسلم : 2604)

یہ حدیث سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرتی ہے۔ اس سے تنقیص ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہ کلام بطورِ بددعا نہیں، بلکہ بطورِ مزاح اور بطورِ تکیہ کلام تھا۔ کلامِ عرب میں ایسی عبارات کا بطورِ مزاح یا بطورِ تکیہ کلام استعمال ہونا عام بات ہے۔ عربی لغت وادب کے ادنیٰ طلبہ بھی اس سے واقف ہیں۔

حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ مَا وَقَعَ مِنْ سَبِّهٖ وَدُعَائِهٖ وَنَحْوِهٖ، لَيْسَ بِمَقْصُودٍ، بَلْ هُوَ مِمَّا جَرَتْ بِهٖ عَادَةُ الْعَرَبِ فِي وَصْلِ كَلَامِهَا بِلَا نِيَّةٍ، كَقَوْلِهٖ : تَرِبَتْ يَمِينُكَ، وعَقْرٰى حَلْقٰى، وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ : لَا كَبِرَتْ سِنُّكِ، وَفِي حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ : لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ، لَا يَقْصُدُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ حَقِيقَةَ الدُّعَاءِ .

''بعض احادیث میں صحابہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کی جو بددعا وغیرہ منقول ہے، وہ حقیقت میں بددعا نہیں، بلکہ یہ ان باتوں میں سے ہے، جنہیں عرب بطور تکیہ کلام بولتے ہیں۔ بعض احادیث میں کسی صحابی کو تعلیم دیتے ہوئے نبی

اکرم ﷺ کا فرمان: تَرِبَتْ يَمِينُكَ ''تیرا داہنا ہاتھ خاک آلود ہو۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمانا کہ عَقْرٰی حَلْقٰی ''تو بانجھ ہو، تیرے حلق میں بیماری ہو۔'' نیز فرمان کہ: لَا كَبِرَتْ سِنُّكِ ''تیری عمر زیادہ نہ ہو۔'' اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمان کہ: لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ ''اللہ تعالیٰ ان کا پیٹ نہ بھرے۔'' یہ ساری باتیں اسی قبیل سے ہیں۔ ایسی باتوں سے اہل عرب بددعا مراد نہیں لیتے۔''

(شرح صحیح مسلم : 152/16)

مشہور لغوی، ابو منصور ازہری (۳۷۰ھ) ایسے کلمات کے بارے میں مستند لغوی ابو عبید سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هٰذَا عَلٰی مَذْهَبِ الْعَرَبِ فِي الدُّعَاءِ عَلَى الشَّيْءِ مِنْ غَيْرِ إِرَادَةٍ لِّوُقُوعِهٖ، لَا يُرَادُ بِهِ الْوُقُوعَ .

''ایسی باتیں عرب تہذیب کا حصہ ہیں، وہ کسی کے بارے بددعا کے الفاظ کہتے ہیں، لیکن اس کے وقوع کا ارادہ نہیں کرتے، یعنی بددعا کا پورا ہونا مراد ہی نہیں ہوتا۔'' (تهذيب اللّغة : 145/1)

حافظ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) ایک عبارت بارے فرماتے ہیں:

هِيَ كَلِمَةٌ لَّا يُرَادُ بِهَا الدُّعَاءُ، وَإِنَّمَا تُسْتَعْمَلُ فِي الْمَدْحِ، كَمَا قَالُوا لِلشَّاعِرِ، إِذَا أَجَادَ : قَاتَلَهُ اللّٰهُ، لَقَدْ أَجَادَ .

''اس سے بددعا مراد نہیں ہوتی۔ اسے صرف تعریف کے لیے استعمال کیا جاتا

ہے، جیسے کوئی عمدہ شعر کہے، تو عرب کہتے ہیں: قَاتَلَهُ اللّٰهُ ''اللہ تعالیٰ اسے مارے''، اس نے عمدہ شعر کہا۔''

(شرح صحیح البخاري: 9/329)

صحیح مسلم کی حدیث اسی مفہوم کی موید ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ عِنْدَ أُمِّ سُلَيْمٍ يَتِيمَةٌ، وَهِيَ أُمُّ أَنَسٍ، فَرَآى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَتِيمَةَ، فَقَالَ: آنْتِ هِيَهْ؟ لَقَدْ كَبِرْتِ، لَا كَبِرَ سِنُّكِ، فَرَجَعَتِ الْيَتِيمَةُ إِلٰى أُمِّ سُلَيْمٍ تَبْكِي، فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: مَا لَكِ يَا بُنَيَّةُ؟ قَالَتِ الْجَارِيَةُ: دَعَا عَلَيَّ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ لَّا يَكْبَرَ سِنِّي، فَالْآنَ لَا يَكْبَرُ سِنِّي أَبَدًا، أَوْ قَالَتْ: قَرْنِي، فَخَرَجَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ مُسْتَعْجِلَةً تَلُوثُ خِمَارَهَا، حَتّٰى لَقِيَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لَكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَدَعَوْتَ عَلٰى يَتِيمَتِي، قَالَ: وَمَا ذَاكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟ قَالَتْ: زَعَمَتْ أَنَّكَ دَعَوْتَ أَنْ لَّا يَكْبَرَ سِنُّهَا، وَلَا يَكْبَرَ قَرْنُهَا، قَالَ فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! أَمَا تَعْلَمِينَ أَنَّ شَرْطِي عَلٰى رَبِّي، أَنِّي اشْتَرَطْتُّ عَلٰى رَبِّي، فَقُلْتُ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، أَرْضٰى

كَمَا يَرْضَى الْبَشَرُ، وَأَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ، فَأَيُّمَا أَحَدٍ دَعَوْتُ عَلَيْهِ، مِنْ أُمَّتِي، بِدَعْوَةٍ لَيْسَ لَهَا بِأَهْلٍ، أَنْ يَّجْعَلَهَا لَهُ طَهُورًا وَّزَكَاةً، وَقُرْبَةً يُّقَرِّبُهُ بِهَا مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی والدہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک بچی تھی۔رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا،تو فرمایا: تو ہے؟ تو تو بڑی ہوگئی ہے۔تیری عمر بڑی نہ ہو۔یہ سن کر وہ بچی روتی ہوئی سیدہ ام سلیم کی طرف دوڑی۔سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے پوچھا: بیٹی! کیا ہوا؟ کہا: میرے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کی ہے کہ میری عمر نہ بڑھے۔اب تو میری عمر نہیں بڑھے گی۔سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا جلدی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں، آپ کی چادر زمین پر گھسٹ رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ام سلیم! کیا ہوا؟ عرض کیا: اللہ کے نبی! آپ نے اس بچی کے لیے بددعا فرمائی ہے؟ فرمایا: بات کیا ہے؟ عرض کیا: یہ کہتی ہے کہ آپ نے اسے عمر نہ بڑھنے کی بددعا دی۔اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: ام سلیم! کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنے رب سے یہ شرط منظور کرائی ہے اور دُعا کی ہے کہ میں ایک انسان ہوں، انسانوں کی طرح راضی بھی ہوتا ہوں ناراض بھی۔لہٰذا اپنے جس امتی کے لیے بھی ایسی بددعا کردوں، جس کا وہ مستحق نہ ہو، تو اس بددعا کو اس کے گناہوں سے پاکیزگی اور طہارت بنا دے، نیز اس بددعا کو روزِ قیامت اپنے تقرب کا ذریعہ بنا دے۔''

(صحيح مسلم : 2603)

اب کوئی بتائے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچی کو کسی ناراضی یا غصہ کی بنا پر یہ الفاظ

کہے تھے، جو اس بچی اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے لیے پریشانی کا سبب بن گئے؟ اور کیا ان الفاظ سے اس بچی کی تنقیص ہوتی ہے؟ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی کہ یہ الفاظ بطور بددعا نہیں تھے اور ایسے الفاظ سننے والے کے لیے یقیناً پریشانی کا سبب بن جاتے ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا بھی کردی کہ اللہ تعالیٰ ایسے الفاظ کو مخاطبین کے لیے اجر وثواب اور اپنے تقرب کا ذریعہ بنا دے۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے اسی حدیث کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں:

لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ .

''اللہ ان کا پیٹ نہ بھرے۔''

یوں یہ الفاظ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے باعث تقربِ الٰہی اور باعث منقبت وفضیلت ہیں۔ علمائے اہل سنت واہل حق کا یہی فہم ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَکَّبَ مُسْلِمٌ مِّنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ، وَهٰذَا الْحَدِيثُ فَضِيلَةٌ لِّمُعَاوِيَةَ .

''امام مسلم رحمہ اللہ نے یہ حدیث پہلی حدیث کے متصل بعد ذکر کی ہے۔ یوں اس حدیث سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔''

(البداية والنّهاية : 119/8)

حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ فَهِمَ مُسْلِمٌ رَّحِمَهُ اللّٰهُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ لَمْ يَكُنْ مُسْتَحِقًّا لِّلدُّعَاءِ عَلَيْهِ، فَلِهٰذَا أَدْخَلَهٗ فِي هٰذَا الْبَابِ، وَجَعَلَهٗ

غَيْرُهُ مِنْ مَّنَاقِبِ مُعَاوِيَةَ، لِأَنَّهُ فِي الْحَقِيقَةِ يَصِيرُ دُعَاءً لَهُ .

''امام مسلم رحمہ اللہ اس حدیث سے یہ سمجھے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بددعا کے مستحق نہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے یہ حدیث اس باب میں ذکر کی ہے۔ امام مسلم کے علاوہ دیگر اہل علم نے بھی یہ حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ذکر کی ہے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ حقیقت میں ان کے لیے دعا بن گئے تھے۔'' (شرح صحیح مسلم : 156/16)

یہ تو بات تھی ان الفاظ کے بارے میں، جو بطور مدح و تکیہ کلام رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے صادر ہوئے، جبکہ معاملہ اس سے بھی کہیں آگے ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جن صحابہ کرام کے لیے بتقاضائے بشریت حقیقی بددعا کر دی، اللہ تعالیٰ نے اس بددعا کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کی وجہ سے ان کے لیے باعث رحمت بنا دیا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَللّٰهُمَّ! إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ سَبَبْتُهُ، أَوْ لَعَنْتُهُ، أَوْ جَلَدْتُهُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ زَكَاةً وَّرَحْمَةً .

''اے اللہ! میں بشر ہوں، لہٰذا جس مسلمان کو میں بُرا بھلا کہوں، بددعا کروں یا کوڑے ماروں، تو انہیں اس کے لیے پاکیزگی اور رحمت بنا دے۔''

(صحیح مسلم : 2601/89)

صحیح مسلم (۲۶۰۱/۹۱) میں ہے:

أَللّٰهُمَّ! إِنَّمَا مُحَمَّدٌ بَشَرٌ، يَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ، وَإِنِّي قَدِ اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَّنْ تُخْلِفَنِيهِ، فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ آذَيْتُهُ، أَوْ سَبَبْتُهُ، أَوْ

جَلَدْتُهُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ كَفَّارَةً، وَقُرْبَةً، تُقَرِّبُهُ بِهَا إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

”اے اللہ! بلاشبہ محمد (ﷺ) بشر ہیں، انہیں انسانوں کی طرح غصہ آ جاتا ہے۔ میں نے تجھ سے ایسا وعدہ لیا ہوا ہے، جسے تو نہیں توڑے گا۔ وہ یہ ہے کہ جس مومن کو میں تکلیف دوں، اسے برا بھلا کہوں یا اسے کوڑے ماروں، تو اِن چیزوں کو اس کے لیے گناہوں کا کفارہ اور روزِ قیامت اس کے لیے اپنے تقرب کا ذریعہ بنا دے۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

دَخَلَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ، فَكَلَّمَاهُ بِشَيْءٍ، لَا أَدْرِي مَا هُوَ، فَأَغْضَبَاهُ، فَلَعَنَهُمَا، وَسَبَّهُمَا، فَلَمَّا خَرَجَا، قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَنْ أَصَابَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا، مَا أَصَابَهُ هٰذَانِ، قَالَ : وَمَا ذَاكِ؟ قَالَتْ : قُلْتُ : لَعَنْتَهُمَا وَسَبَبْتَهُمَا، قَالَ : أَوَ مَا عَلِمْتِ مَا شَارَطْتُ عَلَيْهِ رَبِّي؟، قُلْتُ : اللّٰهُمَّ! إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّ الْمُسْلِمِينَ لَعَنْتُهُ، أَوْ سَبَبْتُهُ، فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَّأَجْرًا .

”دو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے کوئی بات کی، میں وہ بات سمجھ نہیں پایا۔ ان کی بات سے آپ ﷺ کو غصہ آ گیا۔ آپ نے انہیں برا بھلا کہا اور بددعا دی۔ جب وہ دونوں آپ ﷺ کے پاس سے چلے گئے، تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا اتنی تکلیف بھی کسی کو پہنچی ہو گی، جتنی ان کو پہنچی ہے؟ فرمایا: کیا مطلب؟ عرض کیا: آپ نے انہیں برا بھلا

کہا اور بددعا دی۔ فرمایا: کیا آپ کو وہ شرط معلوم ہے، جو میں نے اپنے رب سے منوائی ہے؟ وہ یہ کہ اے اللہ! میں بشر ہوں، لہٰذا جس مسلمان کو بددعا دوں یا برا بھلا کہوں، تو اسے اس کے لیے گناہوں سے پاکیزگی اور اجر کا باعث بنا دے۔"

(صحيح مسلم : 2600)

ثابت ہوا کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے غصہ میں کسی کے لیے حقیقی بددعا بھی کر دی، تو وہ بھی اس کے لیے اجر وثواب اور مغفرت وتقرب الٰہی کا باعث بن گئی ہے۔ جب کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ناراض ہونے کی کوئی دلیل بھی نہیں۔

بالفرض یہ مان لیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاخیر کی بنا پر غصہ میں یہ الفاظ کہے، تو بھی ہماری ذکر کردہ احادیث کی روشنی میں یہ الفاظ معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت اور تقربِ الٰہی کی بین دلیل ہیں۔

حدیث کا سیاق بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت پر دلالت کرتا ہے، مسند طیالسی (۲۸۶۹، وسندہ صحیح) میں اسی حدیث کے الفاظ ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ، يَكْتُبُ لَهٗ.

"رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ کے لیے وحی کی کتابت کریں۔"

اس حدیث سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا کاتب وحی ہونا ثابت ہو رہا ہے، جو کہ باجماعِ امت بہت بڑی فضیلت، منقبت اور شرف ہے۔

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ (۵۷۱ھ) فرماتے ہیں:

أَصَحُّ مَا رُوِيَ فِي فَضْلِ مُعَاوِيَةَ.

”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں مروی صحیح ترین حدیث یہی ہے۔“

(تاريخ دِمَشق : 106/59، البداية والنّهاية لابن كثير : 131/8)

ناصر السنۃ، علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ (۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ يَسْتَغِلُّ بَعْضُ الْفِرَقِ هٰذَا الْحَدِيثَ، لِيَتَّخِذُوا مِنْهُ مَطْعَنًا فِي مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَلَيْسَ فِيهِ مَا يُسَاعِدُهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ، كَيْفَ؟ وَفِيهِ أَنَّهٗ كَانَ كَاتِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟.

”بعض گمراہ فرقے اس حدیث سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ اس حدیث کا کوئی پہلو ان گمراہوں کی تائید نہیں کرتا۔ اس حدیث سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کیسے ثابت ہوگی، اس میں تو یہ ذکر ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے؟“

(سِلسلة الأحاديث الصّحيحة : 82)

اتنی تصریحات کے بعد بھی اگر کوئی شخص یہ حدیث سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت کی دلیل نہ مانے، تو وہ سخت خطا کا مرتکب ہے۔

③ سیدنا عرباض بن ساریہ سُلَمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے سنا:

أَللّٰهُمَّ! عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ، وَقِهِ الْعَذَابَ.

”اللہ! انہیں قرآن کی تفسیر اور حساب سکھا دے اور عذاب سے بچا لے۔“

(مسند أحمد : 127/4، الشّريعة للآجرّي : 1970-1973، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو ابن خزیمہ (۱۹۳۸) اور ابن حبان (۷۲۱۰) رحمہما اللہ نے صحیح کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لِلْحَدِيثِ شَاهِدٌ قَوِيٌّ .

''اس حدیث کا ایک قوی شاہد بھی موجود ہے۔''

(سِيَر أعلام النبلاء : 124/3)

اس کا شاہد مسند الشامیین للطبرانی (۳۳۳ سندہ حسن) میں موجود ہے۔

علم ،فقہ اور خوبیاں:

ابن ابوملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ : هَلْ لَّكَ فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ؟ فَإِنَّهُ مَا أَوتَرَ إِلَّا بِوَاحِدَةٍ، قَالَ : أَصَابَ، إِنَّهُ فَقِيهٌ .

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے صرف ایک رکعت وتر ادا کیا ہے، تو فرمایا: درست کیا، وہ فقیہ ہیں۔''(صحيح البخاري : 3765)

ایک روایت میں ہے:

أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكْعَةٍ، وَعِنْدَهُ مَوْلًى لِّابْنِ عَبَّاسٍ، فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ : دَعْهُ، فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُولَ اللّٰهِ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے نماز عشا کے بعد ایک وتر ادا فرمایا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا غلام ان کے پاس تھا۔ وہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا (اور یہ بات بتائی)، تو انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں، معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔''

(صحيح البخاري : 3764)

تنبیہ:

شرح معانی الاثار للطحاوی (۱/۲۸۹) میں ہے:

مِنْ أَيْنَ تُرٰى أَخَذَهَا الْحِمَارُ.

''اس گدھے نے یہ کہاں سے سیکھ لیا۔''

تبصرہ:

یہ شاذ (ضعیف) ہے۔

① صحیح بخاری کی روایت کے خلاف ہے۔

② عبدالوہاب بن عطا خفاف (حسن الحدیث) نے عثمان بن عمر جیسے ثقات واوثق کی مخالفت کی ہے، عبدالوہاب کے علاوہ کسی نے یہ الفاظ بیان نہیں کیے۔

③ یہ بات سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی شان سے بعید ہے۔

④ ایک وتر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین کی جماعت سے ثابت ہے۔

⑤ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشا کے بعد ایک وتر پڑھا، ان کے پاس سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام بھی موجود تھے، غلام نے آ کر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

دَعْهُ، فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''درست! وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں۔''

(صحيح البخاري : 3764)

صحیح بخاری (۳۷۶۵) میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

إِنَّهٗ فَقِيهٌ .

''معاویہ رضی اللہ عنہ فقیہ ہیں۔''

امام عطاء بن ابورباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ مُعَاوِيَةَ أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ، فَأُنْكِرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، فَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَقَالَ : أَصَابَ السُّنَّةَ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک وتر پڑھا، تو ان پر اعتراض ہوا، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا تو فرمایا: معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنت پر عمل کیا ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 291/2، وسندهٗ صحيحٌ)

ثابت ہوا کہ ایک وتر سنت ہے، نیز فقیہ ہونے کی نشانی بھی ۔سیدنا معاویہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم دونوں جلیل القدر صحابی ایک رکعت وتر کے قائل و فاعل تھے۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا بَعْدَ عُثْمَانَ أَقْضٰى بِحَقٍّ مِّنْ صَاحِبِ هٰذَا الْبَابِ، يَعْنِي مُعَاوِيَةَ .

''میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر حق کے مطابق فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔''

(تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 161/59، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ أَسْوَدَ مِنْ مُّعَاوِيَةَ .

”میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر شان وشوکت والا کوئی نہیں دیکھا۔“

(تاریخ دِمَشق لابن عساکر : 173/59، وسندہٗ حسنٌ)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ، أَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰه مِنْ أَمِيرِكُمْ هٰذَا، يَعْنِي مُعَاوِيَةَ .

”میں نے رسول اللہ ﷺ کے جہانِ فانی سے رخصت ہونے کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر آپ ﷺ جیسی نماز پڑھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔“

(الفوائد المنتقاة للسمرقندي : 67، وسندہٗ صحيحٌ)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهٖ شَهَادَةُ الصَّحَابَةِ بِفِقْهِهٖ وَدِينِهٖ، وَالشَّاهِدُ بِالْفِقْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَبِحُسْنِ الصَّلَاةِ أَبُو الدَّرْدَاءِ، وَهُمَا هُمَا، وَالْآثَارُ الْمُوَافِقَةُ لِهٰذَا كَثِيرَةٌ .

”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فقاہت اور دین داری کی گواہی صحابہ نے دی ہے، فقاہت کی گواہی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دی ہے اور عمدہ نماز پڑھنے کی گواہی سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے دی ہے۔ یہ دونوں صحابی کیا شان رکھتے تھے! اس کے موافق کئی روایات ہیں۔“

(منهاج السنّة النّبويّة : 235/6)

ربیع بن نافع حلبی رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ سِتْرٌ لِّأَصْحَابِ النَّبِيِّ، فَإِذَا كَشَفَ الرَّجُلُ السِّتْرَ اجْتَرَأَ عَلٰى مَا وَرَاءَهٗ.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ صحابہ کے لیے پردہ ہیں۔ جب کوئی پردہ ہٹا دیتا ہے، تو پردے کے پیچھے والی چیزوں پر جسارت کرنے لگتا ہے۔''

(تاریخ بغداد للخطیب: 209/1، تاریخ ابن عساکر: 209/59، وسندہٗ حسنٌ)

امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ (۱۲۴ھ) فرماتے ہیں:

عَمِلَ مُعَاوِيَةُ بِسِيرَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ سِنِينَ، لَا يَخْرِمُ مِنْهَا شَيْئًا.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سالہا سال سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سیرت پر عمل کیا۔ اس میں ذرا برابر کوتاہی نہیں کی۔''

(السنّة لأبي بكر الخلّال: 683، وسندہٗ صحيحٌ)

ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ! فَلَا وَاللّٰهِ، مَا أَبْغَضْنَاكَ مُنْذُ أَحْبَبْنَاكَ، وَلَا عَصَيْنَاكَ مُنْذُ أَطَعْنَاكَ، وَلَا فَارَقْنَاكَ مُنْذُ جَامَعْنَاكَ، وَلَا نَكَثْنَا بَيْعَتَنَا مُنْذُ بَايَعْنَاكَ، سُيُوفُنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا، إِنْ أَمَرْتَنَا أَطَعْنَاكَ، وَإِنْ دَعَوْتَنَا أَجَبْنَاكَ، وَإِنْ سَبَقْتَنَا أَدْرَكْنَاكَ، وَإِنْ سَبَقْنَاكَ نَظَرْنَاكَ.

''اللہ کی قسم! جب سے آپ سے محبت کی ہے، آپ سے بغض نہیں کیا، جب سے آپ کی اطاعت میں آئے، نافرمانی نہیں کی۔ جب سے ملے ہیں، آپ سے جدا نہیں ہوئے۔ جب سے آپ کی بیعت کی، بیعت نہیں توڑی۔ ہماری تلواریں کندھوں پر ہیں، اگر آپ کا حکم ہوا، تو ہم سر مو انحراف نہیں کریں گے۔

آپ نے پکارا، تو لبیک کہیں گے۔ آپ ہم سے آگے نکل گئے، تو ہم آپ کے پیچھے جائیں گے اور اگر ہم آگے نکل گئے، تو آپ کا انتظار کریں گے۔“

(مسائل الإمام أحمد برواية ابنه أبي الفضل صالح : 330، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور خلافت وملوکیت:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں:

أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، مَلِكُ الْإِسْلَامِ .

”امیر المومنین اور شاہِ اسلام۔“(سِيَر أعلام النّبلاء : 120/3)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو ”خلیفہ“ بھی کہا ہے۔

(صحيح ابن خزيمة : 2408، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ، أَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰه مِنْ أَمِيرِكُمْ هٰذَا، يَعْنِي مُعَاوِيَةَ .

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہانِ فانی سے رخصت ہونے کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز پڑھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔“

(الفوائد المنتقاة للسمرقندي : 67، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے ”خلافت معاویہ بن ابی سفیان“ کہا ہے۔

(مسند الإمام أحمد :15281، سنن الدارمي : 46، وسندهٗ صحيحٌ)

امام نافع رحمہ اللہ نے بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ اقتدار کو ”خلافت“ کہا ہے۔

(صحيح مسلم : 1547)

تابعی کبیر جبیر بن نفیر رحمہ اللہ (۸۰ھ) نے بھی ''خلافت معاویہ'' کہا ہے۔

(مسند الإمام أحمد : 17734، وسندهٗ صحيحٌ)

عامر شعبی رحمہ اللہ (بعد ۱۰۰ھ) فرماتے ہیں:

دُهَاةُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَرْبَعَةٌ مُعَاوِيَة وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَة وَزِيَادٌ .

''اس امت میں چار اصحابِ بصیرت ہیں؛ ① سیدنا معاویہ، ② سیدنا عمرو بن عاص، ③ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم ④ اور زیاد بن ابی سفیان رحمہ اللہ۔''

(عِلَل أحمد برواية ابنه عبد اللّٰه : 1772، طَبَقات ابن سعد : 351/2، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّ الْحَسَنَ إِنَّمَا سَلَّمَ الْخِلَافَةَ لِمُعَاوِيَةَ حَيَاتَهٗ لَا غَيْرَ، ثُمَّ تَكُونُ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ، وَعَلٰى ذٰلِكَ انْعَقَدَ بَيْنَهُمَا مَا انْعَقَدَ فِي ذٰلِكَ، وَرَأَى الْحَسَنُ ذٰلِكَ خَيْرًا مِنْ إِرَاقَةِ الدِّمَاءِ فِي طَلَبِهَا، وَإِنْ كَانَ عِنْدَ نَفْسِهٖ أَحَقَّ بِهَا .

''اس بارے علما کا کوئی اختلاف نہیں کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت سونپ دی تھی، پھر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بعد بھی خلافت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہی۔ اس پر سیدنا حسن اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین جو معاہدہ طے پایا، سو پایا۔ حسن رضی اللہ عنہ نے اسے خون بہانے سے بہتر سمجھا، اگرچہ آپ رضی اللہ عنہ خلافت کا زیادہ حق رکھتے تھے۔''

(الاستيعاب : 387/1)

حبر امت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَخْلَقَ لِلْمُلْكِ مِنْ مُّعَاوِيَةَ .

”میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر بادشاہت کے زیادہ لائق کوئی نہیں دیکھا۔“

(الأمالي من آثار الصّحابة للإمام عبد الرزّاق : 97، السنّة لأبي بكر الخلّال : 637، مجموع فيه مصنفات لأبي العبّاس الأصم : 578(162)، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّكُمْ فِي نُبُوَّةٍ وَّرَحْمَةٍ، وَسَتَكُونُ خِلَافَةٌ وَّرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُونُ كَذَا وَكَذَا، ثُمَّ يَكُونُ مُلْكًا عَضُوضًا، يَشْرَبُونَ الْخُمُورَ، وَيَلْبِسُونَ الْحَرِيرَ، وَفِي ذٰلِكَ يُنْصَرُونَ إِلٰى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ .

”آپ نبوت اور رحمت کے دور میں ہیں، عنقریب خلافت اور رحمت ہوگی، پھر ایسا اور ایسا ہوگا (بادشاہت اور رحمت آئے گی)، پھر کاٹ کھانے والی بادشاہت آئے گی۔ لوگ شراب پئیں گے اور ریشم پہنیں گے، لیکن اس کے باوجود قیامت تک ایک طائفہ منصورہ بھی موجود رہے گا۔“

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 345/6، ح :6581، وسندهٗ حسنٌ)

یعنی خلافت کے بعد ایک خاص زمانہ ہے، جسے [کذا و کذا] سے تعبیر کیا گیا ہے اور وہ ہے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہت کا زمانہ۔ اس کے بعد جا کر کہیں کاٹ کھانے والی ملوکیت کا دور شروع ہوگا۔ لہٰذا جن روایات میں خلافت کے بعد ملک عضوض کا ذکر ہے، وہ اختصار پر مبنی ہیں۔ اس کی تائید ایک دوسری صریح روایت سے ہوتی ہے، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَوَّلُ هٰذَا الْأَمْرِ نُبُوَّةٌ وَّرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُونُ خِلَافَةً وَّرَحْمَةً، ثُمَّ يَكُونُ مُلْكًا وَّرَحْمَةً، ثُمَّ يَكُونُ إِمَارَةً وَّرَحْمَةً .

''پہلے نبوت اور رحمت ہے، پھر خلافت اور رحمت ہوگی، پھر بادشاہت اور رحمت ہوگی، پھر امارت اور رحمت ہوگی۔''

(المعجم الكبير للطبراني : 88/11، ح : 11138، السلسلة الصحيحة : 3270، وسندهٗ حسنٌ)

اس کی تائید اجماعِ امت سے ہوتی ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا سَارَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِلٰى مُعَاوِيَةَ بِالْكَتَائِبِ، قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِمُعَاوِيَةَ : أَرٰى كَتِيبَةً لَا تُوَلِّي حَتّٰى تُدْبِرَ أُخْرَاهَا، قَالَ مُعَاوِيَةُ : مَنْ لِذَرَارِيِّ الْمُسْلِمِينَ؟ فَقَالَ : أَنَا، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ : نَلْقَاهُ فَنَقُولُ لَهُ الصُّلْحَ، قَالَ الْحَسَنُ : وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ، قَالَ : بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ، جَاءَ الْحَسَنُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

''جب سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما لشکروں کے ساتھ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف نکلے، تو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میں ایسا لشکر دیکھ

رہا ہوں، جو پلٹ کر نہیں بھاگے گا، بلکہ مخالف کو مار بھگائے گا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: (حالت جنگ میں) مسلمانوں کے اہل وعیال کا خیال کون رکھے گا؟ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رکھوں گا۔ تو عبداللہ بن عامر رحمہ اللہ اور عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے صلح کی بات کرتے ہیں۔ (راوی حدیث) حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے، مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا۔''

(صحيح البخاري : 7109)

اس حدیث کے تحت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

دَلَالَةٌ عَلٰى رَأْفَةِ مُعَاوِيَةَ بِالرَّعِيَّةِ وَشَفَقَتِهٖ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَقُوَّةِ نَظَرِهٖ فِي تَدْبِيرِ الْمُلْكِ وَنَظَرِهٖ فِي الْعَوَاقِبِ .

''اس میں دلیل ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ رعایا کا بہت خیال رکھنے والے تھے، مسلمانوں پر انتہائی شفیق تھے، حکومتی معاملات میں بڑی گہری نظر رکھتے تھے اور ہر معاملہ کے انجام کار سے بخوبی آشنا تھے۔''

(فتح الباري : 66/13)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

كَانَتْ نُبُوَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُبُوَّةً وَّرَحْمَةً، وَكَانَتْ

خِلَافَةُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ خِلَافَةَ نُبُوَّةٍ وَّرَحْمَةٍ، وَكَانَتْ إِمَارَةُ مُعَاوِيَةَ مُلْكًا وَّرَحْمَةً، وَبَعْدَهُ وَقَعَ مُلْكٌ عَضُوضٌ .

''نبی اکرم ﷺ کی نبوت، نبوت و رحمت تھی۔ خلفائے راشدین کی خلافت، خلافت نبوت اور رحمت تھی۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت رحمت والی بادشاہت تھی۔ اس کے بعد کاٹ کھانے والی بادشاہت شروع ہوگئی۔''

(جامع المسائل : 154/5)

نیز فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ مُعَاوِيَةَ أَفْضَلُ مُلُوكِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، فَإِنَّ الْأَرْبَعَةَ قَبْلَهُ كَانُوا خُلَفَاءَ نُبُوَّةٍ، وَهُوَ أَوَّلُ الْمُلُوكِ، كَانَ مُلْكُهُ مُلْكًا وَّرَحْمَةً، كَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ ...... وَكَانَ فِي مُلْكِهٖ مِنَ الرَّحْمَةِ وَالْحِلْمِ وَنَفْعِ الْمُسْلِمِينَ مَا يُعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ خَيْرًا مِّنْ مُلْكِ غَيْرِهٖ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اس امت کے سب سے افضل بادشاہ تھے۔ آپ سے پہلے چاروں حکمران خلفائے نبوت تھے۔ آپ ہی سب سے پہلے بادشاہ ہوئے۔ آپ کی حکمرانی باعث رحمت تھی، جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔ آپ کی بادشاہت مسلمانوں کے لیے اتنی فائدہ مند تھی اور اس میں اتنی رحمت و برکت تھی کہ اس کے دنیا کی سب سے اچھی بادشاہت ہونے کے لیے یہی دلیل کافی ہے۔''

(مجموع الفتاوٰی : 478/4)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت وملوکیت باعث رحمت تھی۔ ملوکیت عضوض (کاٹ

کھانے والی بادشاہت) آپ کے دورِ اقتدار کے بعد شروع ہوئی۔

علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۳۱۔۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مُلُوكِ الْمُسْلِمِينَ مُعَاوِيَةُ، وَهُوَ خَيْرُ مُلُوكِ الْمُسْلِمِينَ .

''مسلمانوں کے سب سے پہلے اور افضل بادشاہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔''

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 722)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۰۔۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الرَّعَايَا عَلٰى بَيْعَتِهٖ فِي سَنَةِ إِحْدٰى وَأَرْبَعِينَ، كَمَا قَدَّمْنَا، فَلَمْ يَزَلْ مُسْتَقِلًّا بِالْأَمْرِ فِي هٰذِهِ الْمُدَّةِ إِلٰى هٰذِهِ السَّنَةِ الَّتِي كَانَتْ فِيهَا وَفَاتُهٗ، وَالْجِهَادُ فِي بِلَادِ الْعَدُوِّ قَائِمٌ، وَكَلِمَةُ اللّٰهِ عَالِيَةٌ، وَالْغَنَائِمُ تَرِدُ إِلَيْهِ مِنْ أَطْرَافِ الْأَرْضِ، وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهٗ فِي رَاحَةٍ وَّعَدْلٍ، وَصَفْحٍ وَّعَفْوٍ .

''تمام رعایا نے 41ھ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت پر اجماع کیا، جیسا کہ ہم بیان کر چکے، آپ رضی اللہ عنہ اپنی وفات (60 ہجری) تک خود مختار حکمران رہے۔ آپ کے دور میں دشمنانِ اسلام کے علاقوں میں جہاد جاری تھا، کلمۃ اللہ بلند تھا اور اطراف زمین سے مالِ غنیمت آ رہا تھا۔ مسلمان آپ کی حکومت میں خوش وخرم تھے، انہیں عدل وانصاف مہیا تھا اور عفو و درگزر کا مظاہرہ کیا جاتا تھا۔''

(البداية والنّهاية : 119/8)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرمانِ باری تعالیٰ:

﴿وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا﴾

(بني إسرائيل : 33)

”جو شخص ظلم سے قتل کر دیا جائے، ہم نے اس کے ولی کو اختیار دیا ہے۔“

کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قَدْ أَخَذَ الْإِمَامُ الْحَبْرُ ابْنُ عَبَّاسٍ مِّنْ عُمُومِ هٰذِهِ الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ وِلَايَةَ مُعَاوِيَةَ السَّلْطَنَةَ، أَنَّهٗ سَيَمْلِكُ، لِأَنَّهٗ كَانَ وَلِيَّ عُثْمَانَ.

”حبر امت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ کے عموم سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ولایت ثابت کی ہے کہ وہ عنقریب حکمران بنیں گے، کیونکہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ولی تھے۔“

(تفسير ابن كثير : 142/4، بتحقيق عبد الرزّاق المهدي)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی یہ بات بلا دلیل نہیں، یہ روایت ملاحظہ فرمائیں:

زہدم بن مضرب جرمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا فِي سَمَرِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ : إِنِّي مُحَدِّثُكُمْ بِحَدِيثٍ، لَيْسَ بِسِرٍّ وَّلَا عَلَانِيَةٍ، إِنَّهٗ لَمَّا كَانَ مِنْ أَمْرِ هٰذَا الرَّجُلِ مَا كَانَ، يَعْنِي عُثْمَانَ، قُلْتُ لِعَلِيٍّ : اعْتَزِلْ، فَلَوْ كُنْتَ فِي جُحْرٍ طُلِبْتَ حَتّٰى تُسْتَخْرَجَ، فَعَصَانِي، وَأَيْمُ اللّٰهِ! لَيَتَأَمَّرَنَّ عَلَيْكُمْ مُعَاوِيَةُ، وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ : ﴿وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ إِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا﴾(الإسراء : 33)

”ہم سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس رات کی محفل میں شریک ہوئے۔

انہوں نے فرمایا: میں آپ کو ایسی بات بیان کرنے والا ہوں، جو نہ مخفی ہے، نہ ظاہر۔ جب عثمان (رضی اللہ عنہ کی شہادت) کا معاملہ ہوا، تو میں نے علی (رضی اللہ عنہ) سے کہا: اس معاملے سے دُور رہیں، اگر آپ کسی بِل میں بھی ہوں گے، تو (خلافت کے لیے) آپ کو تلاش کر کے نکال لیا جائے گا، لیکن انہوں نے میری بات نہیں مانی۔ اللہ کی قسم! معاویہ (رضی اللہ عنہ) ضرور حکمران بنیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُوْرًا﴾ (الاسراء: 17 : 33)

''جو شخص ظلم سے قتل کر دیا جائے، ہم نے اس کے ولی کو اختیار دیا ہے، وہ قتل کرنے میں زیادتی نہ کرے، اس کی ضرور مدد کی جائے گی۔''

(المعجم الكبير للطّبراني: 320/10، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن سعد رحمہ اللہ (۲۳۰ھ) فرماتے ہیں:

كَانَتْ وِلَايَتُهُ عَلَى الشَّامِ عِشْرِينَ سَنَةً أَمِيرًا، ثُمَّ بُويِعَ لَهُ بِالْخِلَافَةِ، وَاجْتَمَعَ عَلَيْهِ بَعْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَلَمْ يَزَلْ خَلِيفَةً عِشْرِينَ سَنَةً حَتّٰى مَاتَ لَيْلَةَ الْخَمِيسِ، لِلنِّصْفِ مِنْ رَجَبَ، سَنَةَ سِتِّينَ.

''معاویہ رضی اللہ عنہ بیس سال تک شام کے گورنر رہے، پھر ان کی خلافت پر بیعت ہو گئی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امت مسلمہ کا ان پر اتفاق ہوا۔ وہ بیس سال خلیفہ رہے آخر 15 رجب، 60ھ کو جمعرات کی رات وفات پا گئے۔''

(الطّبقات الكبرىٰ: 285/7)

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ تَرَجِّيهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوُقُوعِ الْإِصْلَاحِ بَيْنَ أُولٰئِكَ الْفِئَتَيْنِ الْعَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِالْحَسَنِ فِيهِ دَلَالَةٌ أَيْ دَلَالَةٌ عَلٰى صِحَّةِ مَا فَعَلَهُ الْحَسَنُ وعَلٰى أَنَّهُ مُخْتَارٌ فِيهِ وعَلٰى أَنَّ تِلْكَ الْفَوَائِدَ الشَّرْعِيَّةَ وَهِيَ صِحَّةُ خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ وَقِيَامِهِ بِأُمُورِ الْمُسْلِمِينَ وَتَصَرُّفِهِ فِيهَا بِسَائِرِ مَا تَقْتَضِيهِ الْخِلَافَةُ، مُتَرَتَّبَةٌ عَلٰى ذٰلِكَ الصُّلْحِ، فَالْحَقُّ ثُبُوتُ الْخِلَافَةِ لِمُعَاوِيَةَ مِنْ حِينَئِذٍ وَأَنَّهُ بَعْدَ ذٰلِكَ خَلِيفَةُ حَقٍّ وَإِمَامُ صِدْقٍ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ اُمید کہ حسن رضی اللہ عنہ کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح واقع ہوگی۔ اس میں دلیل ہے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے جو کیا، وہ درست تھا اور اس معاملہ میں وہ خود مختار تھے۔ نیز دلیل ہے کہ یہ شرعی فوائد یعنی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا صحیح ہونا، مسلمانوں کے معاملات کو سنبھالنا اور ان معاملات میں اُن کا اسی طرح تصرف کرنا، جو خلافت کا تقاضا ہے، یہ سب اُمور اس صلح پر مرتب ہیں۔ لہٰذا حق بات یہی ہے کہ (جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صلح والی حدیث بیان کی تھی،) اسی وقت سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت ثابت ہوگئی تھی۔ پھر صلح کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ حق اور سچے امام منتخب ہوئے۔''

(الصّواعق المحرقة: 625/2)

علامہ یوسف نبہانی صاحب (۱۳۵۰ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا خِلَافَةُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَثَابِتَةٌ صَحِيحَةٌ بَعْدَ مَوْتِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات کے بعد معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی خلافت صحیح ثابت ہے۔''

(الأساليب البديعة في فضل الصّحابة وإقناع الشّيعة، ص 33)

علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

اِنْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلٰی خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَهٗ.

''سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے (خلافت سونپنے) بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع ہو گیا تھا۔''

(البِناية شرح الهِداية : 14/9)

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

إِجْتِمَاعُ أَهْلِ الْحِلِّ وَالْعَقْدِ عَلَيْهِ صَارَ خَلِيفَةَ حَقٍّ مُطَاعًا يَجِبُ لَهٗ مِنْ حَيْثُ الطَّوَاعِيَةُ وَالْاِنْقِيَادُ مَا يَجِبُ لِلْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ قَبْلَهٗ.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اہل حل وعقد کا اجماع ہو گیا، جس سے وہ خلیفہ حق نامزد ہو گئے، ان کی اطاعت وفرمانبرداری اسی طرح واجب ہو گئی، جس طرح اُن سے پہلے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی اطاعت واجب ہوئی تھی۔''

(الصّواعق المحرقة : 629/2)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن:

بعض لوگ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہیں، حالانکہ صحابہ کرام کو برا کہنے والا خود برا ہوتا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ گرامی ہے:

لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِي .

''میرے کسی صحابی کو برا نہ کہو۔'' (صحيح مسلم :2541)

امام حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہتے ہیں اور ان پر لعنت کرتے ہیں، تو انہوں نے فرمایا:

عَلٰى أُولٰئِكَ الَّذِينَ يَلْعَنُونَ، لَعْنَةُ اللّٰهِ .

''ان لعنت کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو۔''

(تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 206/59، وسندهٗ صحيحٌ)

ابراہیم بن میسرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ ضَرَبَ إِنْسَانًا قَطُّ، إِلَّا إِنْسَانًا شَتَمَ مُعَاوِيَةَ، فَإِنَّهٗ ضَرَبَهٗ أَسْوَاطًا .

''میں نے امام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو کبھی کسی انسان کو مارتے ہوئے نہیں دیکھا، انہوں نے صرف اس شخص کو کوڑے مارے، جس نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہا تھا۔''

(تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 211/59، وسندهٗ حسنٌ)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ لَّعَنَهُمْ، فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ .

”جس نے صحابہ پر لعنت کی، وہ اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔“

(مجموع الفتاوٰی : 66/35)

نیز فرماتے ہیں:

مَنْ لَّعَنَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ، كَمُعَاوِيَةَ ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ، وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَنَحْوِهِمَا، فَإِنَّهٗ مُسْتَحِقٌّ لِّلْعُقُوبَةِ الْبَلِيغَةِ بِاتِّفَاقِ أَئِمَّةِ الدِّينِ .

”جو سیدنا معاویہ اور عمرو بن عاص وغیرہما صحابہ پر لعنت کرتا ہے، وہ باتفاقِ ائمہ دین سخت سزا کا مستحق ہے۔“(مجموع الفتاوٰی : 58/35)

مزید فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ لَمْ يَدَّعِ الْخِلَافَةَ، وَلَمْ يُبَايَعْ لَهٗ بِهَا حِينَ قَاتَلَ عَلِيًّا، وَلَمْ يُقَاتِلْ عَلٰى أَنَّهٗ خَلِيفَةٌ، وَلَا أَنَّهٗ يَسْتَحِقُّ الْخِلَافَةَ، وَيُقِرُّونَ لَهٗ بِذٰلِك، وَقَدْ كَانَ مُعَاوِيَةُ يُقِرُّ بِذٰلِكَ لِمَنْ سَأَلَهٗ عَنْهُ، وَلَا كَانَ مُعَاوِيَةُ وَأَصْحَابُهٗ يَرَوْنَ أَنْ يَبْتَدُوا عَلِيًّا وَّأَصْحَابَهٗ بِالْقِتَالِ وَلَا يَعْلُوا .

”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلافت طلب نہیں کی تھی، نہ ہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کے وقت ان کی خلافت پر بیعت کی گئی تھی۔ انہوں نے اس بنا پر لڑائی نہیں کی تھی کہ وہ خلیفہ ہیں یا خلافت کے مستحق۔ البتہ صحابہ کرام سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اقراری تھے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی جب سیدنا

علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا جاتا، تو وہ ان کی خلافت کا اقرار کرتے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے لڑائی کرنے یا ان پر غلبہ حاصل کرنے کے خواہاں نہیں تھے۔"

(مجموع الفتاوٰی : 72/35)

فائدہ: عروہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ قَدِمَ وَافِدًا عَلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَضٰى حَاجَتَهُ، ثُمَّ دَعَاهُ فَأَخْلَاهُ، فَقَالَ: يَا مِسْوَرُ! مَا فَعَلَ طَعْنُكَ عَلَى الْأَئِمَّةِ؟ فَقَالَ الْمِسْوَرُ: دَعْنَا مِنْ هٰذَا، وَأَحْسِنْ فِيمَا قَدَّمْنَا لَهُ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: لَا، وَاللّٰهِ! وَلَتُكَلِّمَنَّ بِذَاتِ نَفْسِكَ، وَالَّذِي تَعِيبُ عَلَيَّ، قَالَ الْمِسْوَرُ: فَلَمْ أَتْرُكْ شَيْئًا أَعِيبُهُ عَلَيْهِ إِلَّا بَيَّنْتُهُ لَهُ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: لَا بَرِيَ مِنَ الذَّنْبِ، فَهَلْ تَعُدُّ يَا مِسْوَرُ! مَا نَلِي مِنَ الْإِصْلَاحِ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ، فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا؟ أَمْ تَعُدُّ الذُّنُوبَ وَتَتْرُكُ الْحَسَنَاتِ؟ قَالَ الْمِسْوَرُ: لَا، وَاللّٰهِ! مَا نَذْكُرُ إِلَّا مَا تَرٰى مِنْ هٰذِهِ الذُّنُوبِ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: فَإِنَّا نَعْتَرِفُ لِلّٰهِ بِكُلِّ ذَنْبٍ أَذْنَبْنَاهُ، فَهَلْ لَّكَ يَا مِسْوَرُ! ذُنُوبٌ فِي خَاصَّتِكَ، تَخْشٰى أَنْ تُهْلِكَكَ إِنْ لَّمْ يَغْفِرْهَا اللّٰهُ؟ قَالَ مِسْوَرٌ: نَعَمْ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: فَمَا يَجْعَلُكَ أَحَقَّ أَنْ تَرْجُوَ الْمَغْفِرَةَ مِنِّي؟ فَوَاللّٰهِ لَمَا أَلِي مِنَ

الْإِصْلَاحِ أَكْثَرَ مِمَّا تَلِي، وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَا أُخَيَّرُ بَيْنَ أَمْرَيْنِ، بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَ غَيْرِهِ، إِلَّا اخْتَرْتُ اللّٰهَ تَعَالٰى عَلٰى مَا سِوَاهُ، وَإِنَّا عَلٰى دِينٍ يَّقْبَلُ اللّٰهُ فِيهِ الْعَمَلَ، وَيُجْزِي فِيهِ بِالْحَسَنَاتِ، وَيُجْزِي فِيهِ بِالذُّنُوبِ، إِلَّا أَنْ يَّعْفُوَ عَمَّنْ يَّشَاءُ، فَأَنَا أَحْتَسِبُ كُلَّ حَسَنَةٍ عَمِلْتُهَا بِأَضْعَافِهَا، وَأُوَازِي أُمُورًا عِظَامًا لَّا أُحْصِيهَا وَلَا تُحْصِيهَا، مِنْ عَمَلٍ لِلّٰهِ فِي إِقَامَةِ صَلَوَاتِ الْمُسْلِمِينَ، وَالْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَالْحُكْمِ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَالْأُمُورِ الَّتِي لَسْتَ تُحْصِيهَا وَإِنْ عَدَدْتُّهَا لَكَ، فَتَفَكَّرْ فِي ذٰلِكَ، قَالَ الْمِسْوَرُ: فَعَرَفْتُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ قَدْ خَصَمَنِي حِينَ ذَكَرَ لِي مَا ذَكَرَ، قَالَ عُرْوَةُ: فَلَمْ يَسْمَعِ الْمِسْوَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ يُذْكَرُ مُعَاوِيَةُ إِلَّا اسْتَغْفَرَ لَهٗ.

"سیدنا مِسْوَر بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بیان کیا کہ وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد بن کر گئے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کا کام کر دیا، پھر انہیں علیحدہ بلا کر فرمایا: مسور! حکمرانوں پر آپ کی عیب جوئی کا کیا بنا؟ سیدنا مِسْوَر کہنے لگے: اس بات کو چھوڑیں اور ہمارے موجودہ طرز عمل کی بنا پر ہم سے حسن سلوک روا رکھیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم! آپ کو ضرور اپنے دل کی بات کہنا ہوگی اور اپنے خیال کے مطابق میرے عیوب بیان کرنا ہوں گے۔ سیدنا مِسْور کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے دل کی تمام بھڑاس نکال ڈالی۔ سیدنا

معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی انسان (ماسوائے انبیائے کرام) غلطی سے معصوم نہیں۔ مسور! عوام کے معاملے میں جو اصلاحات ہم نے کی ہیں، کیا آپ انہیں کچھ وقعت دیتے ہیں؟ نیکی تو دس گنا شمار ہوتی ہے۔ کیا آپ غلطیوں کو شمار کرتے ہیں اور نیکیوں سے صرف نظر کرتے ہیں؟ سیدنا مِسور رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! ہم تو صرف ان غلطیوں کا تذکرہ کرتے ہیں، جو نظر آتی ہیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ہر اس غلطی کا اعتراف کرتے ہیں، جو ہم سے ہوئی، لیکن مسور! کیا آپ سے اپنے خاص لوگوں کے بارے میں کوئی ایسی غلطی نہیں ہوئی، جس کو اگر اللہ معاف نہ کرے، تو آپ کو اپنی ہلاکت کا ڈر ہو؟ سیدنا مسور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بالکل ہم سے ایسی غلطیاں ہوئی ہیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر آپ کو اپنے بارے میں مجھ سے بڑھ کر مغفرت کی امید کیوں ہے؟ اللہ کی قسم! میں آپ سے بڑھ کر اصلاح کی کوشش میں رہتا ہوں اور اگر مجھے اللہ کی فرمانبرداری اور اس کی نافرمانی میں سے انتخاب کا اختیار دیا جائے، تو میں ضرور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کو ترجیح دوں گا۔ ہم ایسے دین کے پیروکار ہیں، جس کے مطابق اللہ عمل کو قبول کرتا ہے، نیکی کی جزا دیتا ہے اور برائی کی سزا دیتا ہے، ہاں جسے چاہے معاف بھی کر دیتا ہے۔ میں نے جو بھی نیکیاں کی ہیں، مجھے ان کے کئی گنا ثواب کی امید ہے اور میں ان امور کو سامنے رکھتا ہوں، جنہیں نہ میں شمار کر سکتا ہوں، نہ آپ، مثلاً اللہ کی رضا کے لیے مسلمانوں میں نظام صلاۃ کا قیام، اللہ کے راستے میں جہاد، اللہ کے نازل کردہ نظام کا نفاذ اور اسی طرح کے دوسرے امور جن کو میں ذکر بھی کروں، تو

آپ شمار نہیں کر پائیں گے۔ اس بارے میں غور کریں۔ سیدنا مسور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے معلوم ہو گیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سب کچھ بیان کر کے مجھے (میرے خیالات کو) مات دے دی ہے۔ عروہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب بھی سیدنا مسور رضی اللہ عنہ کے سامنے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا، انہوں نے ان کے لیے استغفار فرمایا۔"

(تاریخ بغداد للخطیب: 223/1، وسندہٗ صحیحٌ)

قوام السنہ ابوالقاسم اصبہانی رحمہ اللہ (535ھ) لکھتے ہیں:

خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَهُمُ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ الْمَهْدِيُّونَ، وَيُتَرَحَّمُ عَلٰى جَمِيعِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلٰى طَلْحَةَ، وَالزُّبَيْرِ، وَعَائِشَةَ، وَعَمَّارِ ابْنِ يَاسِرٍ، وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَأَصْحَابِ الْجَمَلِ، وَصِفِّينَ الْقَاتِلِينَ، وَالْمَقْتُولِينَ وَجَمِيعِ مَنْ قَعَدَ عَنِ الْقِتَالِ مِثْلُ: أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعَلٰى جَمِيعِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، وَنَشْهَدُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر سیدنا عمر، پھر سیدنا عثمان، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ یہ

ہدایت یافتہ خلفائے راشدین ہیں۔ سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدہ عائشہ، سیدنا عمار بن یاسر، سیدنا عمرو بن عاص، جنگ جمل وصفین میں شہید ہونے اور کرنے والے، اسی طرح ان جنگوں سے دور رہنے والے مثلاً سیدنا اسامہ بن زید، عبداللہ بن عمر اور مہاجرین وانصار سمیت تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر رحمت کی دعا کی جائے۔ نیز ہم شہادت دیتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ قطعی جنتی ہیں۔

(الحُجّة في بَيان المَحَجَّة : 2/281-282)

ابن ہانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سُئِلَ عَنِ الَّذِي يَشْتُمُ مُعَاوِيَةَ، أَيُصَلِّي خَلْفَهُ؟ قَالَ : لَا يُصَلِّي خَلْفَهُ، وَلَا كَرَامَةَ .

”امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ جو شخص سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتا ہو، کیا اس کے پیچھے نماز ادا کی جا سکتی ہے؟ فرمایا: اس کے پیچھے نماز ادا نہیں کی جا سکتی، نہ اس کی عزت کی جائے گی۔“

(مسائل ابن هانئ : 296)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا قِيلَ : إِنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اسْتَخْلَفَ يَزِيدَ، وَبِسَبَبِ وِلَايَتِهِ فَعَلَ هٰذَا، قِيلَ : اسْتِخْلَافُهُ إِنْ كَانَ جَائِزًا لَمْ يَضُرَّهُ مَا فَعَلَ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ جَائِزًا فَذَاكَ ذَنْبٌ مُسْتَقِلٌّ وَلَوْ لَمْ يَقْتُلِ الْحُسَيْنَ، وَهُوَ مَعَ ذٰلِكَ كَانَ مِنْ أَحْرَصِ النَّاسِ عَلٰى إِكْرَامِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَصِيَانَةِ حُرْمَتِهِ، فَضْلًا عَنْ دَمِهِ،

فَمَعَ هٰذَا الْقَصْدِ وَالْاجْتِهَادِ لَا يُضَافُ إِلَيْهِ فِعْلُ أَهْلِ الْفَسَادِ .

''اگر کوئی اعتراض کرے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو خلیفہ نامزد کیا اور اسی وجہ سے یزید نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ تو اسے جواب دیا جائے گا کہ اگر یزید کو خلیفہ بنایا جائز تھا، تو یزید نے جو کیا، اس کا نقصان سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہ ہو گا۔ اور اگر اسے خلیفہ نامزد کرنا جائز نہ تھا، تو یہ الگ گناہ ہے، حالانکہ یزید نے حسین رضی اللہ عنہ کو شہید نہیں کیا۔ وہ تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بے انتہا تکریم اور ان کی عزت کی حفاظت کرنے والا تھا، چہ جائیکہ وہ اُن کا خون بہائے۔ پس (معاویہ رضی اللہ عنہ کے یزید کو خلیفہ نامزد کرنے والے) اس قصد اور اجتہاد کے ساتھ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف فسادیوں کے (شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے) فعل کو منسوب نہیں کیا جا سکتا۔''

(مِنہاج السنّة : 4/473)

تنبیہ: سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَنْ لَّا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَّلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے ساتھ معاہدہ تھا کہ میرے ساتھ صرف مومن محبت کرے گا اور صرف منافق بغض رکھے گا۔''

(صحیح مسلم : 78)

صحابہ اور ائمہ اہل سنت نے یہ حدیث سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں پر فٹ نہیں کی! اور نہ ہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی بنا پر انہیں برا بھلا کہا، بلکہ دونوں سے محبت

ومودت کا اظہار کیا، ترحم اور استغفار کو اپنا شعار و دِثار بنایا۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مَعْنَاهُ: أَنَّ حُبَّ عَلِيٍّ مِّنَ الْإِيْمَانِ، وَبُغْضَهُ مِنَ النِّفَاقِ، فَالْإِيْمَانُ ذُو شُعَبٍ، وَّكَذَالِكَ النِّفَاقُ يَتَشَعَّبُ، فَلَا يَقُوْلُ عَاقِلٌ: إِنَّ مُجَرَّدَ حُبِّهٖ يَصِيرُ الرَّجُلُ بِهٖ مُؤْمِناً مُّطْلَقاً، وَّلَا بِمُجَرَّدِ بُغْضِهٖ يصير بِهِ الْمُوَحِّدُ مُنَافِقاً خَالِصًا، فَمَنْ أَحَبَّهٗ وَأَبْغَضَ أَبَا بَكْرٍ، كَانَ فِي مَنْزِلَةِ مَنْ أَبْغَضَهٗ، وَأَحَبَّ أَبَا بَكْرٍ، فَبُغْضُهُمَا ضَلَالٌ وَّنِفَاقٌ، وَّحُبُّهُمَا هُدًى وَّإِيْمَانٌ.

''اس حدیث کا مفہوم ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت ایمان اور ان سے بغض نفاق ہے۔ ایمان کے کئی شعبے ہیں، اسی طرح نفاق کے بھی کئی شعبے ہیں، لہٰذا کوئی عقل مند یہ نہیں کہہ سکتا کہ صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی محبت سے بندہ کامل مومن بن جاتا ہے اور ان سے بغض رکھنے سے موحد آدمی ٹھوس منافق بن جاتا ہے۔ جس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بغض رکھا، وہ بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے محبت کا دم بھرنے والوں جیسا ہے۔ دونوں سے بغض ضلالت اور نفاق ہے اور دونوں سے محبت ہدایت اور عین ایمان ہے۔''

(سیر أعلام النّبلاء: 510/12)

نیز فرماتے ہیں:

قَدْ أَحَبَّهٗ قَوْمٌ لَّا خَلَاقَ لَهُمْ، وَأَبْغَضَهٗ بِجَهْلٍ قَوْمٌ مِّنَ النَّوَاصِبِ.

”روافض سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کے دعویٰ دار ہیں، جبکہ ایمان اور اسلام میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ ناصبیوں نے جہالت کی وجہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض روا رکھا۔“

(سِیَر أعلام النّبلاء : 169/17)

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمَعْنٰی لَا یُحِبُّنِي حُبًّا مَّشْرُوعًا مُطَابِقًا لِلْوَاقِعِ مِنْ غَیْرِ زِیَادَةٍ وَنُقْصَانٍ لِیُخْرِجَ النُّصَیْرِيَّ وَالْخَارِجِيَّ «إِلَّا مُؤْمِنٌ»، أَيْ کَامِلُ الْإِیمَانِ فَمَنْ أَحَبَّهٗ وَأَبْغَضَ الشَّیْخَیْنِ مَثَلًا فَمَا أَحَبَّهٗ حُبًّا مَّشْرُوعًا أَیْضًا.

”اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ میرے ساتھ بغیر زیادتی ونقصان کے شرعی اور حقیقی محبت صرف کامل ایمان والا مومن ہی کرے گا۔ نصیری اور خارجی اس محبت سے خارج ہیں۔ پس جس نے علی رضی اللہ عنہ سے تو محبت کی، مگر ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے بغض رکھا، تو اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی شرعی محبت نہ کی۔“

(مِرقاۃ المَفاتیح : 3933/9)

① سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلِیًّا إِلٰی خَالِدٍ لِّیَقْبِضَ الْخُمُسَ، وَکُنْتُ أُبْغِضُ عَلِیًّا وَّقَدِ اغْتَسَلَ، فَقُلْتُ لِخَالِدٍ: أَلَا

تَرٰی إِلٰی هٰذَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَی النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ، فَقَالَ : يَا بُرَيْدَةُ أَتُبْغِضُ عَلِيًّا؟ فَقُلْتُ : نَعَمْ، قَالَ : لَا تُبْغِضْهُ فَإِنَّ لَهٗ فِي الْخُمُسِ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ .

''نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف خمس وصول کرنے بھیجا۔ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا، کیوں کہ وہ (مال خمس میں سے ایک لونڈی لے کر اس سے جماع کرنے کے بعد) غسل کر چکے تھے۔ میں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا: علی رضی اللہ عنہ کو دیکھیں۔ ہم مدینہ آئے، تو میں نے یہ بات نبی کریم ﷺ کے گوش گزار کی، آپ ﷺ نے فرمایا: بریدہ! آپ علی سے بغض رکھتے ہیں، عرض کیا: جی، ہاں، فرمایا: بغض نہ رکھیں، ان کا حصہ تو خمس میں اس سے بھی زیادہ ہے۔''

(صحيح البخاري : 4350)

بہ تقاضائے بشریت کسی کے بارے میں دل میں ناراضی اور غم وغصہ آجاتا ہے، جیسے بریدہ رضی اللہ عنہ کے دل میں آگیا، تو نبی کریم ﷺ نے انہیں ناراضی دور کرنے کا کہا۔ ان پر کوئی فتویٰ نہیں لگا، کیوں کہ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ برتاؤ اجتہاد کی بنا پر تھا، جس میں آپ خطا کار ٹھہرے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے قطعا ثابت نہیں کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حق میں رنجیدہ ہوں، وہ ایک اجتہاد پر تھے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کی جماعت اجتہاد پر تھی۔ مشاجرات صحابہ کے مسئلہ میں اہل سنت والجماعت راہ اعتدال اور راہ حق پر ہیں۔ وہ نہ تو روافض اور معتزلہ کی طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہتے ہیں، نہ ہی نواصب کی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اہانت کے مرتکب ہیں، نہ ہی خوارج کی طرح سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں سے بیزار۔

امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ (۳۲۴ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَا جَرٰى مِنْ عَلِيٍّ وَّالزُّبَيْرِ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ، فَإِنَّمَا كَانَ عَلٰى تَأْوِيلٍ وَّاجْتِهَادٍ، وَّعَلِيٌّ الْإِمَامُ، وَكُلُّهُمْ مِنْ أَهْلِ الْاِجْتِهَادِ، وَقَدْ شَهِدَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ وَالشَّهَادَةِ، فَدَلَّ عَلٰى أَنَّهُمْ كُلَّهُمْ كَانُوا عَلٰى حَقٍّ فِي اجْتِهَادِهِمْ، وَكَذٰلِكَ مَا جَرٰى بَيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيٍّ وَّمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَدَلَّ عَلٰى تَأْوِيلٍ وَّاجْتِهَادٍ.

''سیدنا علی، سیدنا زبیر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والے تنازع میں تاویل اور اجتہاد کی گنجائش ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تو خلیفہ تھے، باقی سب بھی مجتہد تھے، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے جنت اور شہادت کی گواہی دی تھی، معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب اپنے اجتہاد میں حق پر تھے۔ اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہونے والے اختلافات ہیں، یہ بھی تاویل و اجتہاد کی گنجائش رکھتے ہیں۔''

(الإنانة عن أصول الدّيانة، ص 260)

علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ (۸۰۸ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ طَرِيقُهُمْ فِيهَا الْحَقُّ وَالْاِجْتِهَادُ وَلَمْ يَكُونُوا فِي مَحَارَبَتِهِمْ لِغَرَضٍ دُنْيَوِيٍّ أَوْ لِإِيثَارِ بَاطِلٍ أَوْ لِاسْتِشْعَارِ حِقْدٍ كَمَا قَدْ يَتَوَهَّمُهُ مُتَوَهِّمٌ وَيَنْزِعُ إِلَيْهِ مُلْحِدٌ.

”وہ حق اور اجتہاد کے رستے پر تھے اور ان کا قتال کسی دنیوی مقصد کے لیے تھا، نہ باطل کو بھڑکانے کے لیے اور نہ ہی دلی بغض کی وجہ سے تھا، جیسا کہ وہم ڈالنے والے وہم ڈالتے ہیں اور ملحد چکمہ دیتے ہیں۔“

(تاریخ ابن خلدون: 257/1)

② عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَأَجْلَسَنَا عَلَى الْفُرُشِ، ثُمَّ أُتِينَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلْنَا، ثُمَّ أُتِينَا بِالشَّرَابِ فَشَرِبَ مُعَاوِيَةُ، ثُمَّ نَاوَلَ أَبِي، ثُمَّ قَالَ: مَا شَرِبْتُهٗ مُنْذُ حَرَّمَهٗ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ مُعَاوِيَةُ: كُنْتُ أَجْمَلَ شَبَابِ قُرَيْشٍ وَّأَجْوَدَهٗ ثَغْرًا، وَّمَا شَيْءٌ كُنْتُ أَجِدُ لَهٗ لَذَّةً كَمَا كُنْتُ أَجِدُهٗ وَأَنَا شَابٌّ غَيْرُ اللَّبَنِ، أَوْ إِنْسَانٍ حَسَنِ الْحَدِيثِ يُحَدِّثُنِي.

”میں اور میرے والد گرامی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے ہمیں قالین پر بٹھایا، ہمیں کھانا پیش کیا گیا، ہم نے کھایا، پھر کوئی مشروب لایا گیا، معاویہ رضی اللہ عنہ نے پیا اور میرے ابو کو تھما دیا اور فرمایا: جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام قرار دیا، میں نے کبھی نہیں پیا، مزید فرمایا: میں قریش میں سب سے زیادہ خوب صورت اور کھاتا پیتا نوجوان تھا اور جو لذت مجھے تب آتی تھی، آج نصیب نہیں ہوتی، سوائے دودھ سے اور کسی انسان کی اچھی باتیں سننے سے۔“

(مسند الإمام أحمد: 26/38)

سند ''ضعیف'' ہے۔عبداللہ بن بریدہ سے حسین بن واقد کی روایت ''منکر'' ہوتی ہے۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ الَّذِي رَوٰى عَنهُ حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ مَا أَنْكَرَهَا !.

''عبداللہ بن بریدہ کی وہ روایات، جو اس سے حسین بن واقد بیان کرتا ہے، کس قدر منکر ہیں!''

(العِلَل ومعرفة الرّجال برواية ابنه عبد اللّٰه : 1420)

یہ جرح مفسر ہے، جسے رد نہیں کیا جا سکتا۔

③ عبدالرحمٰن بن عبدرب الکعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے کہا:

هٰذَا ابْنُ عَمِّكَ مُعَاوِيَةُ، يَأْمُرُنَا أَنْ نَأْكُلَ أَمْوَالَنَا بَيْنَنَا بِالْبَاطِلِ، وَنَقْتُلَ أَنْفُسَنَا، وَاللّٰهُ يَقُولُ : ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ (النساء : ٢٩) قَالَ : فَسَكَتَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ : أَطِعْهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ، وَاعْصِهِ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ .

''آپ کے چچا زاد معاویہ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم باطل ذرائع سے ایک دوسرے کا مال کھائیں اور خود کو ہلاکت میں ڈال دیں، جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ

بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾(النساء : ٢٩) ''اہل ایمان! ایک دوسرے کا مال باطل ذرائع سے نہ کھاؤ، ہاں باہمی مفاہمت سے تجارت ہو تو الگ بات ہے۔ نیز خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے۔'' عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما دم بخود ہو گئے، پھر فرمایا: اگر وہ اللہ کی اطاعت کا کہیں، تو بجا آوری کریں اور اگر گناہ کا کہیں، تو ان کی بات مت مانیں۔''

(صحیح مسلم : 1844)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ (٦٥٦ھ) فرماتے ہیں:

مَا ذَكَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُّعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ إِغْيَاءٌ فِي الْكَلَامِ عَلٰى حَسْبِ ظَنِّهٖ، وَتَأْوِيلِهٖ، وَإِلَّا فَمُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَمْ يُعْرَفْ مِنْ حَالِهٖ، وَلَا مِنْ سِيْرَتِهٖ شَيْءٌ مِّمَّا قَالَ لَهُ، وَإِنَّمَا هٰذَا كَمَا قَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنَ الْأَعْرَابِ : إِنَّ نَاسًا مِّنَ الْمُصَدِّقِينَ يَظْلِمُونَنَا، فَسَمَّوا أَخْذَ الصَّدْقَةِ ظُلْمًا، حَسْبَ مَا وَقَعَ لَهُمْ .

''عبدالرحمن بن عبدرب کعبہ رحمہ اللہ نے جو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ذکر کیا ہے، وہ ان کے گمان اور تاویل کے مطابق کلام کی انتہا ہے، ورنہ تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت میں ایسی بات نہیں ملتی، جو عبدالرحمن رحمہ اللہ نے ذکر کی ہے۔ یہ تو ایسے ہی ہے، جیسے دیہاتی کہتے ہیں: کچھ صدقہ وصول کرنے والوں

نے ہم سے زیادتی کی۔انہوں نے اپنے مطابق صدقہ وصول کرنے کو ظلم کا نام دے دیا۔“

(المُفْهِم لما أَشْكَلَ من تلخيص صحيح مسلم : 53/4)

④ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ .

”عمار کی کیا بات ہے! انہیں باغی گروہ قتل کرے گا، وہ انہیں جنت کی طرف بلائیں گے، جب کہ دوسرا گروہ انہیں آگ کی طرف بلائے گا۔“

(صحيح البخاري : 447، صحيح مسلم : 2915)

امام قوام السنہ، اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ : «يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ» يَعْنِي الْخَوَارِجَ الَّذِينَ دَعَاهُمْ إِلَى الْجَمَاعَةِ، وَلَيْسَ يَصِحُّ ذٰلِكَ فِي حَقِّ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ الَّذِينَ أَثْنَى اللّٰهُ عَلَيْهِمْ، وَشَهِدَ لَهُمْ بِالْفَضْلِ، فَقَالَ تَعَالٰى : ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾، قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ وَالتَّفْسِيرِ : هُمْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”فرمان نبوی:”عمار انہیں جنت کی طرف بلائیں گے اور وہ عمار کو جہنم کی طرف

بلائیں گے۔'' سے مراد خوارج ہیں، جنہیں سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے جماعت میں شامل ہونے کی دعوت دی تھی۔ یہ بات کسی صحابی کے حق میں نہیں کہی جا سکتی، کیونکہ صحابہ کی مدح اللہ تعالیٰ نے کی ہے اور ان کی فضیلت کی گواہی دی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ ''تم اُمت کے بہترین لوگ ہو، لوگوں (کی راہنمائی) کے لیے منتخب کیے گئے ہو۔'' اہل لغت اور مفسرین کے مطابق اس آیت کے مخاطب اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔''

(شرح صحیح البخاري : 407/2)

اس حدیث کے مصداق خوارج ہیں، جو سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے گروہ میں شامل تھے، جن کی شرانگیزیوں اور سازشیوں کی وجہ سے صحابہ کے مابین دو جنگیں ہو گئیں۔ اس حدیث سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ یا ان کے ساتھی صحابہ مراد نہیں، کیونکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کے لیے اسلام کی شہادت دی۔

زیاد بن حارث رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ إِلٰى جَنْبِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ بِصِفِّينَ، وَرُكْبَتِي تَمَسُّ رُكْبَتَهُ، فَقَالَ رَجُلٌ : كَفَرَ أَهْلُ الشَّامِ، فَقَالَ عَمَّارٌ : لَا تَقُولُوا ذٰلِكَ نَبِيُّنَا وَنَبِيُّهُمْ وَاحِدٌ، وَقِبْلَتُنَا وَقِبْلَتُهُمْ وَاحِدَةٌ، وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ مَفْتُونُونَ جَارُوا عَنِ الْحَقِّ، فَحَقَّ عَلَيْنَا أَنْ نُقَاتِلَهُمْ حَتّٰى يَرْجِعُوا إِلَيْهِ .

''میں جنگ صفین میں سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں کھڑا تھا، میرا گھٹنا ان کے گھٹنے سے ملا ہوا تھا، تو ایک شخص نے کہا: اہل شام نے کفر کیا، تو سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی بات مت کہیں۔ ہمارا اور ان کا نبی ایک ہے، ہمارا اور

ان کا قبلہ ایک ہے، مگر یہ لوگ فتنے کا شکار ہو چکے ہیں اور راہِ حق سے ہٹ گئے ہیں، اس لیے ہم پر ضروری ہے کہ ہم ان سے قتال کریں، تاکہ وہ صحیح رستے پر لوٹ آئیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 289/15، وسندهٗ صحيحٌ)

محمد بن عمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا قُتِلَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ دَخَلَ عَمْرُو بْنُ حَزْمٍ عَلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَقَالَ : قُتِلَ عَمَّارٌ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، فَقَامَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ فَزِعًا يُرَجِّعُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ لَهٗ مُعَاوِيَةُ : مَا شَأْنُكَ؟ قَالَ : قُتِلَ عَمَّارٌ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ : قَدْ قُتِلَ عَمَّارٌ، فَمَاذَا؟ قَالَ عَمْرٌو : سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، فَقَالَ لَهٗ مُعَاوِيَةُ : دُحِضْتَ فِي بَوْلِكَ، أَوَ نَحْنُ قَتَلْنَاهُ؟ إِنَّمَا قَتَلَهٗ عَلِيٌّ وَأَصْحَابُهٗ، جَاؤُوا بِهٖ حَتّٰى أَلْقَوْهُ بَيْنَ رِمَاحِنَا ـأَوْ قَالَـ : بَيْنَ سُيُوفِنَا .

''جب سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا، تو سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، عرض کیا: سیدنا عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے ہیں، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔'' تو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ گھبراتے ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے لگے، یہاں تک کہ

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا ہوا؟ عرض کیا: عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے ہیں، تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے ہیں، تو کیا ہوا؟ سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا: تم اپنے پیشاب میں پھسلو۔ (یہ محاورہ ہے، یعنی تمہیں سمجھنے میں غلطی لگی ہے۔) عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ذمہ دار علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں۔ وہی عمار کو لے کر آئے اور ہمارے نیزوں یا تلواروں کے سامنے ڈال دیا۔''

(مسند الإمام أحمد: 4/199، وسندهٗ صحيحٌ)

حنظلہ بن خویلد عنبری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَمَا أَنَا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ، إِذْ جَاءَهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي رَأْسِ عَمَّارٍ، يَقُولُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا: أَنَا قَتَلْتُهُ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو: لِيَطِبْ بِهِ أَحَدُكُمَا نَفْسًا لِصَاحِبِهِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ قَالَ مُعَاوِيَةُ: فَمَا بَالُكَ مَعَنَا؟ قَالَ: إِنَّ أَبِي شَكَانِي إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَطِعْ أَبَاكَ مَا دَامَ حَيًّا، وَلَا تَعْصِهِ فَأَنَا مَعَكُمْ وَلَسْتُ أُقَاتِلُ.

''ایک دفعہ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ دو آدمی آئے، جو سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے قتل کے متعلق باہم جھگڑ رہے تھے۔ ہر ایک کہہ رہا تھا کہ عمار کو میں

نے قتل کیا، تو عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک یہ عمل اپنے دوسرے ساتھی کے لیے پسند کرے (اپنے لیے پسند نہ کرے)، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔'' سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر آپ ہمارے ساتھ کیوں ہیں؟ فرمایا: میرے والد نے میری شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک زندگی ہے، اپنے والد کی اطاعت کرنا، ان کی نافرمانی نہ کرنا۔ بس اسی لیے میں آپ لوگوں کے ساتھ ہوں، مگر لڑائی میں شریک نہیں ہوا۔''

(مسند الإمام أحمد: 164/2، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو 'جید' کہا ہے۔

(المعجم المختص باالمحدثين، ص 96)

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ میں شریک کسی شخص نے شہید کیا، نہ کہ خود سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے، جیسا کہ ان روایات سے ثابت ہے۔ دوسری بات جنگ صفین اور جنگ جمل کا تعلق مشاجرات صحابہ سے ہے، ان میں طرفین نے جو کیا، اس بنا پر انہیں مطعون نہیں کیا جا سکتا، اہل سنت والجماعت مشاجرات صحابہ میں خاموشی اختیار کرتے ہیں اور تمام صحابہ کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں، یہی عافیت کا راستہ ہے۔

تنبیہ:

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَنْ سَرَّهٗ أَنْ تَكْتَنِفَهُ الْحُورُ الْعِينُ، فَلْيَتَقَدَّمْ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ مُحْتَسِبًا، فَإِنِّي لَأَرٰى صَفًّا لَيَضْرِبَنَّكُمْ ضَرْبًا يَرْتَابُ مِنْهُ الْمُبْطِلُونَ، وَالَّذِي

نَفْسِي بِيَدِهٖ لَوْ ضَرَبُونَا حَتّٰى يَبْلُغُوا بِنَا سَعَفَاتِ هَجَرَ لَعَرَفْتُ أَنَّا عَلَى الْحَقِّ وَأَنَّهُمْ عَلَى الضَّلَالَةِ.

''جو پسند کرتا ہے کہ حور عین اسے پہلو میں لے لے، اسے چاہیے کہ وہ نیکی کے ارادے سے جنگ صفین میں پیش پیش رہے، کیونکہ میں ایک صف کو دیکھ رہا ہوں، جو آپ پر ایسا وار کرے گی، جس سے باطل پرست شک میں پڑ جائیں گے، اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر وہ ہمیں مارتے مارتے ہجر میں موجود کھجور کی ٹہنیوں تک لے آئیں (دوری سے کنایہ ہے)، تو مجھے یقین ہو جائے گا کہ ہم حق پر ہیں اور وہ راہِ حق سے پہلو تہی کیے ہوئے ہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 288/15)

سند ضعیف ہے۔ ابو سلمہ سعید بن زید اور سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے درمیان الوضی ء نامی راوی کا واسطہ ہے۔ الوضی ء کون ہے؟ معلوم نہیں۔ لہٰذا سند معلول ہے۔

مسند احمد (۴/۳۱۹) اور مستدرک حاکم (۳/۳۹۲) وغیرہما والی سند بھی ضعیف ہے۔ عبد اللہ بن سلمہ مختلط ہیں، عمرو بن مرہ کا اس سے سماع بعد از اختلاط ہے۔

طبقات ابن سعد (۳/۲۵۸) وغیرہ والی سند جھوٹی ہے۔ اس میں واقدی کذاب اور اس کا استاذ مبہم و نامعلوم ہے۔

مسند بزار (۱۴۱۰) والی سند یحییٰ بن سلمہ بن کہیل متروک کی وجہ سے سخت ضعیف ہے۔

مستدرک حاکم (۳/۳۸۶) والی سند جھوٹی ہے۔ اس میں واقدی کذاب ہے، نیز سند بھی معضل ہے۔

تاریخ طبری (۵/۳۸) والی سند میں ابو مخنف لوط بن یحییٰ متروک ہے۔

یہ روایت جمیع سندوں سے ضعیف ہے۔

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

"میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کروائے گا۔" (صحيح البخاري : 2704)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ بَانَ صِدْقُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مُصَالَحَةِ الْحَسَنِ مُعَاوِيَةَ .

"سیدنا حسن اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کی مصالحت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی۔"

(كشف المُشكِل من حديث الصّحيحين : 17/2)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا نَذْكُرُ أَحداً مِّنَ الصَّحَابَةِ إِلَّا بِخَيْرٍ، وَّنتَرَضّٰى عَنْهُم، وَنَقُوْلُ : هُمْ طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ بَغَتْ عَلَى الْإِمَامِ عَلِيٍّ، وَذٰلِكَ بِنصِّ قَوْلِ الْمُصْطَفٰى صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ لِعَمَّارٍ : تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، فَنَسَأَلُ اللّٰهَ أَنْ يَرْضٰى عَنِ الْجَمِيْعِ، وَأَلَّا يَجْعَلَنَا مِمَّنْ فِي قَلْبِهٖ غِلٌّ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ، وَلَا نَرْتَابُ أَنَّ عَلِيًّا أَفْضَلُ مِمَّنْ حَارَبَهٗ،

وَأَنَّهٗ أَوْلٰی بِالْحَقِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

”ہم ہر صحابی کا ذکر خیر کرتے ہیں اور ان سے راضی ہیں اور کہتے ہیں : وہ (شیعان معاویہ) مومنوں کا ہی ایک گروہ ہیں، جس نے امام وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر بغاوت کی۔ اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے یہ فرمان ہے: ”آپ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔“ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ان سب سے راضی ہو اور ہمیں ان میں سے نہ بنائے، جن کے دل میں مومنوں کے لیے کینہ ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان سے افضل ہیں، جنہوں نے آپ سے لڑائی کی اور آپ حق کے زیادہ قریب تھے۔“

(سِیَر أعلام النّبلاء : 210/8)

باغی گروہ:

باغی دو طرح کا ہوتا ہے۔

① امام حق کے خلاف خروج کرنے والا اور اس کی خلافت کا منکر۔

② اجتہادی خطا کی بنا پر امام حق کے خلاف کسی مسئلہ میں لڑنے والا۔ ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، وہ لعنت کا مستحق ہوگا، نہ ظالم یا فاسق، بلکہ مؤول ماجور ہے۔ تبھی تو سیدنا حسن نے سیدنا معاویہ سے صلح کر لی تھی، اگر حقیقی باغی ہوتے، تو ان سے صلح کا کیا مطلب تھا، ان سے تو لڑنا ہوتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتّٰى تَفِيءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللّٰهَ

يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾(الحجرات : ۹)

”مومنوں کے دو گروہ باہم جھگڑ پڑیں، تو ان کی صلح کرا دیں، ایک گروہ دوسرے پر بغاوت کرے، تو باغی سے لڑائی کریں، تا آں کہ اللہ کے فیصلہ کی طرف مائل ہو جائے۔ جب مائل ہو جائے، تو عدل کے ساتھ ان کی صلح کرا دیں اور انصاف کریں، کیوں کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔“

قرآن نے بغاوت کے باوجود دونوں گروہوں کو مومن کہا ہے۔

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

”میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کروائے گا۔“(صحيح البخاري : 2704)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۱۱ھ) فرماتے ہیں:

خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْلَاهُمْ بِالْخِلَافَةِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ ثُمَّ عُمَرُ الْفَارُوقُ ثُمَّ عُثْمَانُ ذُو النُّورَيْنِ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَحْمَةُ اللّٰهُ وَرِضْوَانُهٗ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ، قَالَ : وَكُلُّ مَنْ نَازَعَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي إِمَارَتِهٖ فَهُوَ بَاغٍ، عَلٰى هٰذَا عَهِدْتُ مَشَايِخَنَا وَبِهٖ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ يَعْنِي الشَّافِعِيَّ رَحِمَهُ اللّٰهُ .

”رسول اللہ ﷺ کے بعد افضل ترین اور سب سے زیادہ خلافت کے لائق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، پھر سیدنا عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور پھر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں، ان سب پر اللہ کی رحمت اور رضوان ہو۔ جس نے امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب سے ان کے عہد خلافت میں جھگڑا کیا، وہ باغی ہے۔ ہمارے مشائخ یہی کہتے تھے اور امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ نے بھی یہی کہا ہے۔“

(الاعتقاد للبيهقي، ص 375، وسندهٗ صحيحٌ)

امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَخْرُجْ مَنْ خَرَجَ عَلَيْهِ بِبَغْيِهِ، عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ تَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ وَدَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ.

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر جس نے خروج کیا، وہ اسلام کا باغی نہیں، بلکہ اس بارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ دو بڑی جماعتیں آپس میں جھگڑ پڑیں، ان میں بہت بڑا معرکہ ہوگا، دونوں کا دعویٰ (عقیدہ) ایک جیسا ہوگا۔“

(الاعتقاد، ص 375)

نیز فرماتے ہیں:

أَمَّا خُرُوجُ مَنْ خَرَجَ عَلٰى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَعَ أَهْلِ الشَّامِ فِي طَلَبِ دَمِ عُثْمَانَ ثُمَّ مُنَازَعَتُهٗ إِيَّاهُ فِي الْإِمَارَةِ

فَإِنَّهٗ غَيْرُ مُصِيبٍ فِيمَا فَعَلَ .

”جنھوں نے اہل شام کے ساتھ مل کر قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے مطالبہ کے لیے امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا، پھر ان کے عہد خلافت میں ان سے جھگڑا کیا، وہ اپنے اس فعل میں درستی پر نہ تھے۔“

(الاعتقاد، ص 374)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُجْتَهِدُ الْمُخْطِئُ إِذَا قَاتَلَ عَلٰى مَا يَرٰى أَنَّهُ الْحَقُّ قَاصِدًا إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى نِيَّتَهٗ غَيْرَ عَالِمٍ بِأَنَّهٗ مُخْطِئٌ فَهُوَ بَاغِثُهٗ وَإِنْ كَانَ مَأْجُورٌ أَوْ لَا حَدَّ عَلَيْهِ إِذَا تَرَكَ الْقَاتِلَ وَلَا قَوَدَ وَأَمَّا إِذَا قَاتَلَ وَهُوَ يَدْرِي أَنَّهٗ مُخْطِئٌ فَهٰذَا الْمُحَارِبُ تَلْزَمُهُ الْمُحَارَبَةُ وَالْقَوَدُ وَهٰذَا يُفَسَّقُ وَيَخْرُجُ لَا الْمُجْتَهِدُ الْمُخْطِئُ وَبَيَان ذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى : ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتّٰى تَفِيءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ : ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾، فَهٰذَا نَصُّ قَوْلِنَا دُونَ تَكَلُّفِ تَأْوِيلٍ وَّلَا زَوَالٍ عَنْ مُّوجِبِ ظَاهِرِ الْآيَةِ وَقَدْ سَمَّاهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مُؤْمِنِينَ بَاغِينَ بَعْضُهُمْ إِخْوَةُ بَعْضٍ فِي حِينَ تُقَاتِلُهُمْ وَأَهْلُ الْعَدْلِ الْمَبْغِي عَلَيْهِمْ وَالْمَأْمُورِينَ بِالْإِصْلَاحِ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُمْ وَلَمْ يَصِفْهُمْ

عَزَّ وَجَلَّ بِفِسْقٍ مِّنْ أَجْلِ ذٰلِكَ التَّقَاتُلِ وَلَا يَنْقُصُ إِيمَانٌ وَّإِنَّمَا هُمْ مُخْطِئُونَ بَاغُونَ وَلَا يُرِيدُ وَاحِدًا مِّنْهُمْ قَتْلَ آخَرَ.

''مجتہد خطا کار جب لڑے اور وہ خود کو حق پر سمجھتا ہو، اپنی نیت اللہ کے سپرد کرتا ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ وہ خطا کار ہے، بس یہی چیز اسے لڑنے پر آمادہ کرتی ہے، گو وہ ماجور اور قصاص سے مامون ہوگا، نیز اس پر دیت نہیں ہوگی، اگر قتال چھوڑ دے۔ اگر اپنی غلطی جانتے ہوئے قتال کرے، تو ایسا شخص حربی ہوگا اور اسے قتال اور قصاص لازم آئے گا۔ ایسا شخص فاسق و فاجر ہے، مجتہد و خطا کار نہیں ہے۔ اس کی وضاحت فرمان باری تعالیٰ سے ہوتی ہے: ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتّٰى تَفِيءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ﴾ (الحجرات : ۹) ''مومنوں کے دو گروہ جھگڑ پڑیں، تو ان کی صلح کرا دیں، ایک گروہ دوسرے پر بغاوت کرے، تو باغی سے لڑائی کریں، تا آں کہ اللہ کے فیصلہ کی طرف مائل ہو جائے۔'' پھر فرمایا: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ، فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ ''بلا شبہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں، ان میں صلح صفائی کروا دیا کریں۔'' یہ بغیر کسی تاویل کے ہمارے موقف پر دلیل ہے اور اسے ظاہری معنی سے پھیرنے والا کوئی قرینہ بھی موجود نہیں۔ اللہ نے حالت قتال میں انہیں مومن باغی کہا ہے اور ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے بھائی بھی قرار دیا ہے۔ نیز ان باغیوں کو عادل اور صالح کہا ہے۔ اللہ نے انہیں

آپس کی اس لڑائی کی بنا پر فاسق و فاجر نہیں کہا اور نہ ہی ان کے ایمان میں کمی واقع ہوئی۔ یہ تو خطا کار ہیں، جو بغاوت پر اتر آئے، ان میں کسی کا بھی دوسرے کو قتل کرنے کا قطعاً ارادہ نہ تھا۔''

(الفِصَل في المِلَل والأهواء والنِّحَل : 4/125)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَا إِذَا كَانَ الْبَاغِي مُجْتَهِدًا وَّمُتَأَوِّلًا، وَّلَمْ يَتَبَيَّنْ لَهٗ أَنَّهٗ بَاغٍ، بَلِ اعْتَقَدَ أَنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُخْطِئًا فِي اعْتِقَادِهٖ : لَمْ تَكُنْ تَسْمِيَتُهٗ «بَاغِيًا» مُوجِبَةً لِّإِثْمِهٖ، فَضْلًا عَنْ أَنْ تُوجِبَ فِسْقَهٗ، وَالَّذِينَ يَقُولُونَ بِقِتَالِ الْبُغَاةِ الْمُتَأَوِّلِينَ؛ يَقُولُونَ : مَعَ الْأَمْرِ بِقِتَالِهِمْ قِتَالُنَا لَهُمْ لِدَفْعِ ضَرَرِ بَغْيِهِمْ؛ لَا عُقُوبَةً لَّهُمْ؛ بَلْ لِلْمَنْعِ مِنَ الْعُدْوَانِ، وَيَقُولُونَ : إِنَّهُمْ بَاقُونَ عَلَى الْعَدَالَةِ؛ لَا يُفَسَّقُونَ، وَيَقُولُونَ : هُمْ كَغَيْرِ الْمُكَلَّفِ، كَمَا يُمْنَعُ الصَّبِيُّ وَالْمَجْنُونُ وَالنَّاسِي وَالْمُغْمٰى عَلَيْهِ وَالنَّائِمُ مِنَ الْعُدْوَانِ أَنْ لَّا يَصْدُرَ مِنْهُمْ؛ بَلْ تُمْنَعُ الْبَهَائِمُ مِنَ الْعُدْوَانِ، وَيَجِبُ عَلٰى مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً الدِّيَةُ بِنَصِّ الْقُرْآنِ مَعَ أَنَّهٗ لَا إِثْمَ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ .

''باغی جب مجتہد اور متاول ہو، اسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ غلطی کر رہا ہے، بلکہ خود کو حق پر سمجھے، نیز یہ غلطی اعتقادی ہی کیوں نہ ہو، اسے باغی نام دینے سے اس کا گناہ گار ہونا لازم نہیں آتا، چہ جائیکہ اسے فاسق کہا جائے۔ جن حضرات

نے باغی متاولین سے قتال کا کہا ہے، انہوں نے قتال کا حکم دینے کے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ ہمارا ان سے قتال ان کے بغاوت کے نقصان کو دور کرنے کے لیے ہے، نہ کہ بہ طور سزا، بلکہ دشمن سے دفاع کرتے ہوئے اور بس۔ محدثین کہتے ہیں کہ ان کی عدالت باقی ہے، انہیں فاسق نہیں ٹھہرایا جائے گا۔ یہ غیر مکلّف کی طرح ہے، جیسے بچے، پاگل دیوانے، بھلکڑ، بے ہوش اور سوئے ہوئے کو سرکشی سے روکا جاتا ہے، بلکہ جانوروں کو بھی سرکشی سے روکا جاتا ہے۔ نیز قرآنی نص کے مطابق کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دینے والے پر دیت لازم ہوتی ہے، لیکن اس کے باوجود اس پر گناہ نہیں۔" (مجموع الفتاویٰ: 7635)

نیز لکھتے ہیں:

الْبَاغِي قَدْ يَكُونُ مُتَأَوِّلًا مُّعْتَقِدًا أَنَّهٗ عَلٰى حَقٍّ، وَّقَدْ يَكُونُ مُتَعَمِّدًا يَّعْلَمُ أَنَّهٗ بَاغٍ، وَقَدْ يَكُونُ بَغْيُهٗ مُرَكَّبًا مِّنْ شُبْهَةٍ وَّشَهْوَةٍ، وَّهُوَ الْغَالِبُ.

وَعَلٰى كُلِّ تَقْدِيرٍ فَهٰذَا لَا يَقْدَحُ فِيمَا عَلَيْهِ أَهْلُ السُّنَّةِ، فَإِنَّهُمْ لَا يُنَزِّهُونَ مُعَاوِيَةَ وَلَا مَنْ هُوَ أَفْضَلُ مِنْهُ مِنَ الذُّنُوبِ، فَضْلًا عَنْ تَنْزِيهِهِمْ عَنِ الْخَطَأِ فِي الْاجْتِهَادِ، بَلْ يَقُولُونَ: إِنَّ الذُّنُوبَ لَهَا أَسْبَابٌ تَدْفَعُ عُقُوبَتَهَا مِنَ التَّوْبَةِ وَالْاسْتِغْفَارِ، وَالْحَسَنَاتِ الْمَاحِيَةِ، وَالْمَصَائِبِ الْمُكَفِّرَةِ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ.

"باغی کبھی تاویل کرتا ہے اور خود کو حق پر سمجھتا ہے اور کبھی دیدہ دانستہ ایسا کرتا

ہے اور بخوبی جانتا ہے کہ وہ بغاوت کر رہا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس کی بغاوت شبہ اور شہوت کا مجموعہ ہوتی ہے۔ جیسا بھی سمجھ لیا جائے، اس سے اہل سنت کے مؤقف پر آنچ نہیں آتی، کیوں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ ہوں یا ان سے بھی افضل صحابی، اہل سنت کسی کو گناہوں سے منزہ نہیں سمجھتے، چہ جائیکہ اجتہادی خطا سے منزہ سمجھتے ہوں، بلکہ اہل سنت تو کہتے ہیں: ان گناہوں سے توبہ، استغفار، گناہوں کو مٹا دینے والی نیکیاں اور گناہوں کو معاف کر دینے والی مصیبتیں وغیرہ ایسے اسباب موجود ہیں، جو ان کی سزا کو ختم کر دیتے ہیں۔''

(منہاج السّنة : 385/4)

نیز فرماتے ہیں:

اتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى أَنَّهٗ لَا تَفْسُقُ وَاحِدَةٌ مِّنَ الطَّائِفَتَيْنِ، وَإِنْ قَالُوا فِي إِحْدَاهُمَا : إِنَّهُمْ كَانُوا بُغَاةً؛ لِّأَنَّهُمْ كَانُوا مُتَأَوِّلِينَ مُجْتَهِدِينَ، وَالْمُجْتَهِدُ الْمُخْطِيءُ لَا يُكَفَّرُ وَلَا يُفَسَّقُ، وَإِنْ تَعَمَّدَ الْبَغْيَ فَهُوَ ذَنْبٌ مِّنَ الذُّنُوبِ، وَالذُّنُوبُ يُرْفَعُ عِقَابُهَا بِأَسْبَابٍ مُّتَعَدِّدَةٍ : كَالتَّوْبَةِ، وَالْحَسَنَاتِ الْمَاحِيَةِ، وَالْمَصَائِبِ الْمُكَفِّرَةِ، وَشَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَدُعَاءِ الْمُؤْمِنِينَ وَغَيْرِ ذٰلِكَ .

''اہل سنت کا اتفاق ہے کہ کسی گروہ کو فاسق نہیں کہہ سکتے، گو ایک کو باغی کہہ سکتے ہیں، کیوں کہ ان کے مؤقف میں تاویل و اجتہاد کی گنجائش ہے، مجتہد خطا کار کو نہ کافر کہا جا سکتا ہے، نہ فاسق۔ اگر بغاوت جان بوجھ کر ہو، تو یہ گناہ ہے، جن کے اثرات مختلف اسباب سے زائل ہو جائیں گے، مثلاً توبہ،

گناہوں کو مٹا دینے والی نیکیاں، گناہوں کا کفارہ بننے والی مصائب، نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور مومنین کی دعائیں وغیرہ۔“

(منهاج السّنة النّبوية في نقض كلام الشّيعة والقدريّة : 394/4)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ كَانَ عَلِيٌّ أَحَقَّ بِالْأَمْرِ مِنْ مُّعَاوِيَةَ، وَلَا يَلْزَمُ مِنْ تَسْمِيَةِ أَصْحَابِ مُعَاوِيَةَ بُغَاةً تَكْفِيرُهُمْ كَمَا يُحَاوِلُهٗ جَهَلَةُ الْفِرْقَةِ الضَّالَّةِ مِنَ الشِّيعَةِ وَغَيْرِهِمْ لِأَنَّهُمْ وَإِنْ كَانُوا بُغَاةً فِي نَفْسِ الْأَمْرِ فَإِنَّهُمْ كَانُوا مُجْتَهِدِينَ فِيمَا تَعَاطَوْهُ مِنَ الْقِتَالِ وَلَيْسَ كُلُّ مُجْتَهِدٍ مُّصِيبًا بَلِ الْمُصِيبُ لَهٗ أَجْرَانِ وَالْمُخْطِیءُ لَهٗ أَجْرٌ.

”معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت علی رضی اللہ عنہ خلافت کے زیادہ حق دار تھے۔ اصحاب معاویہ پر باغی کا لفظ بولنے سے ان کا کافر ہونا لازم نہیں آتا، جیسا کہ بعض گمراہ، جاہل شیعہ وغیرہ نے کہا ہے، کیوں کہ اگرچہ وہ باغی تھے، لیکن اپنی لڑائی میں مجتہد تھے۔ ہر مجتہد درست نہیں ہوتا، بلکہ درست کو دوہرا اور غلطی کرنے والے کو اکہرا اجر ملتا ہے۔“ (البداية والنّهاية : 218/3)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

صَحَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : تَمْرُقُ مَارِقَةٌ عَلٰى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ تَقْتُلُهُمْ أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ، وَفِي لَفْظٍ : أَدْنَى الطَّائِفَتَيْنِ إِلَى الْحَقِّ، فَبِهٰذَا الْحَدِيثِ ثَبَتَ أَنَّ عَلِيًّا

وَأَصْحَابَهُ كَانُوا أَقْرَبَ إِلَى الْحَقِّ مِنْ مُعَاوِيَةَ وَأَصْحَابِهِ وَأَنَّ تِلْكَ الْمَارِقَةَ مَرَقَتْ مِنَ الْإِسْلَامِ لَيْسَ حُكْمُهَا حُكْمَ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ، كَمَا أُمِرَ بِقِتَالِ هٰذِهِ، بَلْ قَدْ ثَبَتَ فِي الصَّحِيحِ أَنَّهُ قَالَ لِلْحَسَنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَسَيُصْلِحُ اللّٰهُ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَمَدَحَ الْحَسَنَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ بِمَا أَصْلَحَ اللّٰهُ بِهٖ بَيْنَ الطَّائِفَتَيْنِ حِيْنَ تَرَكَ الْقِتَالَ، وَقَدْ بُوْيِعَ، وَاخْتَارَ الْإِصْلَاحَ وَحَقَنَ الدِّمَاءَ، مَعَ نُزُولِهٖ عَنِ الْأَمْرِ، فَلَوْ كَانَ الْقِتَالُ مَأْمُورًا بِهٖ لَمْ يُمْدَحِ الْحَسَنُ وَيُثْنٰى عَلَيْهِ بِتَرْكِ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ، وَفِعْلِ مَا نَهٰى عَنْهُ.

”صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مسلمانوں کے اختلاف کے وقت ایک گروہ نکلے گا، جس سے وہ جماعت قتال کرے گی، جو حق کے زیادہ قریب ہوگی۔“ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں سے زیادہ حق کے قریب تھے اور یہ خارجی جماعت اسلام سے نکل چکی تھی، ان کا حکم ”احدی الطائفتین“ (حق کے دو گروہوں میں سے ایک) والا نہیں تھا۔ اسی طرح ان خارجیوں کے ساتھ قتال کا حکم بھی دیا گیا تھا۔ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”میرا یہ بیٹا سردار ہے، عنقریب اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے مابین صلح کرائے گا۔“ رسول اللہ ﷺ نے

حسن رضی اللہ عنہ کی مدح وتعریف فرمائی کہ جب وہ قتال ترک کر دیں گے، تو اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ دو جماعتوں کے مابین صلح کرا دے گا، جبکہ اس وقت ان کی بیعت بھی ہو چکی تھی، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت سے دستبردار ہو کر (امت کی) اصلاح کو پسند فرمایا اور خون خرابہ سے بچا لیا۔ اگر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو قتال کا حکم دیا گیا ہوتا، تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی اللہ کے حکم کو ترک کرنے پر اور ایک ممنوع کام کرنے پر مدح وستائش نہ کی جاتی۔''

(التّنبيه على مشكلات الهداية : 4/299)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَمْ يُنْكِرْ مُعَاوِيَةُ قَطُّ فَضْلَ عَلِيٍّ وَّاسْتِحْقَاقَهُ الْخِلَافَةَ لٰكِنِ اجْتِهَادُهٗ أَدَّاهُ إِلٰى أَنْ رَّأٰى تَقْدِيمَ أَخْذِ الْقَوَدِ مِنْ قَتَلَةِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْبَيْعَةِ وَرَأٰى نَفْسَهٗ أَحَقَّ بِطَلَبِ دَمِ عُثْمَانَ.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کبھی بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل اور ان کے خلیفہ برحق ہونے کا انکار نہیں کیا، لیکن آپ نے اجتہاداً یہ سمجھا کہ قاتلین عثمان کا قصاص لینا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت سے مقدم ہے، نیز آپ خود کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کا زیادہ حق دار سمجھتے تھے۔''

(الفِصَل في المِلَل والأهواء والنِّحَل : 4/124)

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے جنگ اجتہادی خطا کی بنا پر تھی۔ آپ کا خیال تھا کہ ہماری سیدنا عثمان سے قریبی رشتہ داری ہے، لہٰذا ہم ہی قصاص عثمان کے زیادہ حق دار ہیں، لیکن معاملہ طے پانے کے بجائے قتال کی شکل اختیار کر گیا۔

اس سے پہلے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مابین لڑائی کا سبب بھی قصاص عثمان ہی تھا۔ اس وقت بھی معاملہ الجھا اور لڑائی کی صورت اختیار کر گیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا معاملہ بعینہٖ ایک جیسا ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے معذرت کر لی تھی، آپ روئیں، دوپٹہ تر ہو گیا، تو یہ بات صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵٦ھ) لکھتے ہیں:

بِهٰذَا قَطَعْنَا عَلٰى صَوَابِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَصِحَّةِ أَمَامَتِهٖ وَأَنَّهٗ صَاحِبُ الْحَقِّ وَإِنَّ لَهٗ أَجْرَيْنِ أَجْرَ الْاِجْتِهَادِ وَأَجْرَ الْإِصَابَةِ وَقَطَعْنَا أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ مَعَهٗ مُخْطِئُونَ مُجْتَهِدُونَ مَأْجُورُونَ أَجْرًا وَّاحِدًا .

”اس بنا پر ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ درستی پر تھے، آپ کی امامت حق تھی، حق پر تھے اور انہیں دوہرا اجر تھا، ایک اجتہاد کا اجر اور دوسرا درستی کا اجر۔ نیز ہم بانگ دہل کہہ سکتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ہم نوا خطا پر تھے اور مجتہد تھے، انہیں ایک اجر ملا۔“

(الفِصَل في المِلَل والأهواء والنِّحَل : 125/4)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ إِذْ قَدْ وَقَعَ الْأَمْرُ طَبْقَ مَا أَخْبَرَ بِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، وَفِيهِ الْحُكْمُ بِإِسْلَامِ الطَّائِفَتَيْنِ أَهْلِ

الشَّامِ وَأَهْلِ الْعِرَاقِ، لَا كَمَا يَزْعَمُهُ فِرْقَةُ الرَّافِضَةِ وَالْجَهلَةِ الطَّغَامِ، مِنْ تَكْفِيرِهِمْ أَهْلَ الشَّامِ، وَفِيهِ أَنَّ أَصْحَابَ عَلِيٍّ أَدْنَى الطَّائِفَتَيْنِ إِلَى الْحَقِّ، وَهٰذَا هُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَنَّ عَلِيًّا هُوَ الْمُصِيبُ وَإِنْ كَانَ مُعَاوِيَةُ مُجْتَهِدًا، وَهُوَ مَأْجُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، وَلٰكِنْ عَلِيٌّ هُوَ الْإِمَامُ فَلَهُ أَجْرَانِ .

''یہ حدیث نبوت کے دلائل میں سے ہے، کیوں کہ واقعہ ایسے ہی ہوا، جیسے آپ ﷺ نے خبر دی۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ اہل شام اور اہل عراق دونوں گروہوں کو مسلمان کہا جائے، نہ کہ جیسے رافضی اور بے عقل جہلا اہل شام کی تکفیر کرتے ہیں، نیز سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی حق کے زیادہ قریب ہیں۔ اہل سنت کا مذہب بھی یہی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ مصیب تھے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے، جو کہ ان شاء اللہ ماجور ہیں، لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت تھے، لہٰذا آپ کے لیے دوہرا اجر ہے۔''

(البداية والنّهاية : 279/7)

سوال یہ ہے کہ اگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ صریح غلطی پر تھے، تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حمایت سے پیچھے کیوں رہی؟ اگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ واقعتاً برسر بغاوت تھے، تو صحابہ نے ان کے ساتھ قتال کیوں نہ کیا؟ حالاں کہ قرآنی حکم کے مطابق باغی سے قتال ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینا ثابت نہیں۔ نہ ہی آپ نے کسی کو ایسا کرنے کا کہا۔ ایک روایت سے استدلال کیا جاتا ہے، لیکن اس میں تنقید اور مخالفت کرنا مراد ہے، نہ کہ گالی گلوچ اور لعن طعن۔ روایت یہ ہے۔

عامر بن سعد رحمہ اللہ اپنے والد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان فرماتے ہیں:

أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ؟ فَقَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَنْ أَسُبَّهُ، لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِّنْهُنَّ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهُ، خَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ خَلَّفْتَنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُّوسٰى؟ إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ: لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُّحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ قَالَ: فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ: ادْعُوا لِي عَلِيًّا فَأُتِيَ بِهٖ أَرْمَدَ، فَبَصَقَ فِي عَيْنِهٖ وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ، فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ﴾(آل عمران: ٦١) دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَلِيًّا وَّفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو (سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر تنقید کرنے کا) کہا (مگر آپ رضی اللہ عنہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا، تو) معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ ابوتراب (علی) رضی اللہ عنہ پر تنقید کیوں نہیں کرتے؟ کہنے لگے: میں تو اس لیے نہیں کرتا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین فرامین گرامی یاد ہیں، جو آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمائے تھے، ہر فرمان مجھے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ میں نے خود سنا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کسی غزوہ میں پیچھے چھوڑ دیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ مجھے بچوں اور عورتوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ دیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا آپ اس پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کا میرے ہاں وہی مقام ہو، جو موسیٰ علیہ السلام کے ہاں ہارون علیہ السلام کو حاصل تھا؟ البتہ میرے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر والے دن فرماتے سنا: کل میں جنگ کا جھنڈا اس کے حوالے کروں گا، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہو اور وہ اللہ اور اس کے رسول کا محبوب ہو۔ ہم اس کی طمع کرنے لگ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کو میرے پاس لائیں، انہیں لایا گیا، آپ آشوبِ چشم کا شکار ہو چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں لعاب دھن لگایا اور جھنڈا اتھما دیا۔ اللہ نے آپ کے ہاتھوں فتح بھی عطا فرمائی اور جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ﴾ (آل عمران : ٦١) ''فرما دیجئے، آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں، تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ......'' رسول

اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔'' (صحیح مسلم : 2404)

«سَب» کی تعریف:

شیخ الاسلام، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ الْكَلَامُ الَّذِي يُقْصَدُ بِهِ الْاِنْتِقَاصُ وَالْاِسْتِخْفَافُ وَهُوَ مَا يُفْهَمُ مِنَ السَّبِّ بِعُقُولِ النَّاسِ عَلَى اخْتِلَافِ اعْتِقَادَاتِهِمْ، كَاللَّعْنِ وَالتَّقْبِيحِ، وَنَحْوِهِمَا .

''«سَب» سے مراد ایسا کلام ہے، جس سے کسی کی شان میں (ادنی) تنقیص واستخفاف مقصود ہو۔ اس کا مفہوم لوگوں کے اعتقادات کے لحاظ سے مختلف ہو گا، مثلاً کسی کو لعین یا قبیح وغیرہ قرار دینا۔''

(الصّارم المسلول على شاتم الرّسول ص 561)

واضح رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو قبیح گالیاں نہیں دیتے تھے۔ جن صحابہ سے ''سب'' کا لفظ آیا ہے، اس سے اجتہاد میں خطا کار قرار دینا، ان کی رائے سے اختلاف رکھنا یا ان پر تنقید کرنا مراد ہے۔

سب وشتم کا ہر جگہ ایک معنی نہیں ہوتا، کسی کو برا بھلا کہنا بھی «سَب» ہے، مثلاً:

① عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

أَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ . ''آئیں اور کفار مکہ کو برا بھلا کہنے لگیں۔''

(صحيح البخاري : 520، صحيح مسلم : ١٧٩٤)

صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

ثُمَّ أَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَشْتِمُهُمْ. ''آئیں اورانہیں برا بھلا کہنے لگیں۔''

② سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، وَبَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ شَيْءٌ، فَسَبَّهُ خَالِدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِي، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَّا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ.

''سیدنا خالد بن ولید اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے درمیان تنازع ہوا، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو نامناسب جملہ کہہ دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے کسی صحابی پر طعن وتشنیع مت کریں، آپ احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کریں اور وہ مٹھی بھر جو خرچ کریں، اجر ان کا زیادہ ہوگا۔''(صحيح البخاري: ٣٦٧٣ و صحيح مسلم: ٢٥٤١ واللّفظ لهٗ)

③ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَلٰى أُمِّ السَّائِبِ أَوْ أُمِّ الْمُسَيِّبِ فَقَالَ: مَا لَكِ يَا أُمَّ السَّائِبِ أَوْ يَا أُمَّ الْمُسَيِّبِ تُزَفْزِفِينَ؟ قَالَتِ: الْحُمّٰى، لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيهَا، فَقَال: لَا تَسُبِّي الْحُمّٰى، فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ، كَمَا يُذْهِبُ الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ.

”نبی کریم ﷺ ام سائب یا ام مسیّب رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: ام سائب یا ام مسیّب! کانپ کیوں رہی ہیں؟ کہنے لگی: بخار ہے، اللہ اسے غارت کرے۔ فرمایا: بخار کو برا نہ کہیے، یہ تو انسان کے گناہوں کو یوں ختم کر دیتا ہے، جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو ختم کر دیتی ہے۔“

(صحیح مسلم : 2575)

اگر کوئی کہے کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا کرتے تھے، تو عرض ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین جنگیں تک ہو گئیں اور یہ گناہ معاف ہو گیا، تو ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا تو کم تر گناہ ہے، یہ تو بالاولی معاف ہیں۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے کا نہیں کہا، بلکہ ان پر تنقید کرنے کا کہا، مگر جب انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت بیان کی، تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔

مشاجرات صحابہ یعنی جنگیں ہوں یا باہمی اختلاف یا پھر ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا ہو، تو اہل سنت والجماعت کا نظریہ یہ ہے کہ صحابہ کے بارے میں زبان بندی کی جائے اور ان سب سے محبت کرتے ہوئے ترحم اور استغفار کی جائے۔

یہ احادیث محدثین کی ہیں، وہ ان کے مفاہیم و مطالب سے بخوبی آشنا تھے۔ اس کے باوجود وہ مشاجرات صحابہ میں زبان بندی کا کہتے ہیں۔ کسی کی طرف داری کرتے ہیں، نہ کسی سے عداوت رکھتے ہیں، بلکہ تمام صحابہ کرام کے فضائل و مناقب کے قائل ہیں، ان کے حقوق کی رعایت کرتے ہیں اور دشمنانِ صحابہ کے لیے ننگی تلوار ہیں۔

تنبیہات:

عبداللہ بن ظالم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

اسْتَقْبَلْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ : أُمَرَاؤُنَا يَأْمُرُونَنَا أَنْ نَلْعَنَ إِخْوَانَنَا، وَإِنَّا لَا نَلْعَنُهُمْ وَلٰكِنْ نَقُولُ : عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : سَتَكُونُ بَعْدِي فِتَنٌ يَكُونُ فِيهَا وَيَكُونُ، فَقَالَ رَجُلٌ : لَئِنْ أَدْرَكْنَاهَا لَنَهْلِكَنَّ قَالَ : بِحَسْبِكُمُ الْقَتْلُ قَالَ : ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ : إِنِّي أَحْبَبْتُ عَلِيًّا لَمْ أُحِبَّهُ شَيْئًا قَطُّ قَالَ : أَحْبَبْتَ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَسَعْدٌ، وَلَوْ شِئْتُ عَدَدْتُ الْعَاشِرَ يَعْنِي نَفْسَهُ فَقَالَ : اثْبُتْ حِرَاءُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدٌ .

''میں سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، فرمایا: امرا حکم دیتے ہیں کہ ہم اپنے بھائیوں پر لعنت کریں، ہم ان پر لعنت نہیں کریں گے، اللہ انہیں معاف کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: میرے بعد فتنے ہوں گے، ان میں یوں یوں ہو گا؟ ایک آدمی کہنے لگا: ہم ان فتنوں میں اگر ہوئے، تو ہلاک ہو جائیں گے، فرمایا: نہیں، آپ کا راہ حق میں مقتول ہو جانا ہلاکت سے کافی ہو گا۔ پھر ایک اور آدمی آیا، کہنے لگا: مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اتنی محبت ہے کہ ایسی محبت میں نے کبھی کسی سے نہیں کی، فرمایا: آپ ایک جنتی سے محبت کے سزاوار

ہیں۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ابوبکر، عمر، عثمان وعلی وطلحہ وزبیر وعبدالرحمٰن بن عوف وسعد جنتی ہیں۔ (سعید بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) اگر چاہوں، تو دسویں کا نام بتا سکتا ہوں، مراد خود سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ تھے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حراء رک جایئے! آپ پر نبی، صدیق یا شہید موجود ہیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 187/1، السنّة لابن أبي عاصم : 1425، زوائد فضائل الصّحابة لعبد اللّٰه بن أحمد : 84، 254، فضائل الصّحابة للنّسائي : 102، مسند الشّاشي : 214، المستدرك للحاكم : 3/316-317)

سند ضعیف ہے۔فلان بن حیان مجہول ہے۔

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْكُوفَةَ أَقَامَ مُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ خُطَبَاءَ يَتَنَاوَلُونَ عَلِيًّا فَأَخَذَ بِيَدِي سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ : أَلَا تَرٰى هٰذَا الظَّالِمَ الَّذِي يَأْمُرُ بِلَعْنِ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَأَشْهَدُ عَلَى التِّسْعَةِ أَنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ قُلْتُ : مَنِ التِّسْعَةُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَهُوَ عَلٰى حِرَاءٍ : اثْبُتْ إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدٌ قَالَ : وَمَنِ التِّسْعَةُ؟ قَالَ : رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَسَعْدٌ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قُلْتُ : مَنِ الْعَاشِرُ قَالَ : أَنَا .

”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ آئے، تو سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ خطبا سے کہنے لگے: آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہئے! (راوی عبداللہ بن ظالم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ) سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اس ظالم کو دیکھئے، ایک جنتی پہ لعنت کا حکم دے رہا ہے۔ میں ان نو کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں، چاہوں، تو دسویں کی بھی گواہی دے سکتا ہوں، عرض کیا: وہ نو کون ہیں؟ کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار حراء پر تھے، آپ نے غار حراء سے فرمایا: رک جایئے! آپ پر نبی، صدیق اور شہید ہیں۔ پوچھا: وہ نو کون ہیں؟ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد و عبدالرحمن رضی اللہ عنہم، عرض کیا: دسواں؟ فرمایا: میں ہوں۔“

(مسند أحمد : 187/1، زوائد فضائل الصّحابة لعبد اللّٰه بن أحمد : 84، 254، فضائل الصّحابة للنّسائي : 104، مسند الشّاشي : 214، المستدرك للحاكم : 316/3)

سند سخت ضعیف ہے۔

① ہلال بن یساف کا عبداللہ بن ظالم سے سماع نہیں ہے، دونوں میں ابن حیان کا واسطہ ہے۔

② ابن حیان مجہول ہے۔

عبداللہ بن فائد اور سحیم بن حفص کہتے ہیں:

كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ : أَظْهَرَ شَتْمَ عَلِيٍّ وَتَنَقُّصَهُ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ : مَا أُحِبُّ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ كُلَّمَا عَتَبْتَ تَنَقَّصْتَ، وَكُلَّمَا غَضِبْتَ ضَرَبْتَ، لَيْسَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ ذَالِكَ

حَاجِزٌ مِّنْ حِلْمِكَ وَلَا تَجَاوُزٌ بِعَفْوِكَ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور اس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سب وشتم اور تنقیص کا اظہار کیا، سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے جوابا خط لکھا: امیر المومنین! مجھے پسند نہیں، آپ جب جرح کرتے ہیں، تو شان میں تنقیص کرتے ہیں اور جب غصے ہوتے ہیں، تو مارتے ہیں۔ اس سب میں آپ کا حلم یا درگزری حائل نہیں ہوتی۔''

(أنساب الأشراف للبلاذري : 23/5)

روایت موضوع (من گھڑت) ہے۔

① عبداللہ بن فائد مجہول ہے۔

② سحیم بن حفص بھی مجہول ہے۔

③ انہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

④ انساب الاشراف بے سند کتاب ہے۔

⑤ صاحب کتاب علامہ بلاذری کی معتبر توثیق نہیں ملی۔

مولانا مودودی صاحب کی خطا:

سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے لکھا ہے:

''ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر، خطبوں میں برسر ممبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کی بوچھاڑ کرتے تھے، حتی کہ مسجد نبوی میں ممبر رسول پر عین روضہ نبوی کے سامنے حضور کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں اور

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے۔ (الطبری، جلد۴، ص ۱۸۸، ابن الاثیر، ج ۳، ص ۲۳۴، ج ۴، ص ۱۵۴، البدایہ، ج ۸، ص ۲۵۹، ج ۹، ص ۸۰) کسی کے مرنے کے بعد اس کو گالیاں دینا، شریعت تو درکنار انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا اور خاص طور پر جمعہ کے خطبے کو اس گندگی سے آلودہ کرنا، تو دین و اخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل تھا۔''

(خلافت وملوکیت، ص 174)

قارئین کرام! طبری کے محولہ صفحہ پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ مودودی صاحب تو فوت ہو گئے، اب ان احباب سے اس کا حوالہ درکار ہے، جو ان کی جرائتوں کو سند جواز فراہم کرتے رہتے ہیں۔

جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے، تو ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ ایک صحابی پر بہتان ہے، شریعت تو درکنار انسانی اخلاق بھی اس کی اجازت نہیں دیتا۔

مزید لکھتے ہیں:

''حضرت عمر بن عبدالعزیز نے آ کر اپنے خاندان کی دوسری غلط روایات کی طرح اس روایت کو بھی بدلا اور خطبہ جمعہ میں سَبِّ علی کی جگہ یہ پڑھنی شروع کر دی: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ (النحل: ۹۰)'' (خلافت وملوکیت، ص 174)

سوال یہ ہے کہ وہ کون سی غلط روایات تھیں، جنہیں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے بدلا۔ کیا

تحقیق اسی کا نام ہے کہ جھوٹے قصوں سے استدلال کیا جائے؟ ائمہ اہل سنت کے منہج سے انحراف، محدثین سے خود کو بے نیاز سمجھنا اور اصحاب پاک مصطفیٰ کے بارے میں بدعقیدگی کا درس پڑھانا ہی اگر تحقیق ہے، تو معاف کیجئے گا حضور! ہمارا ایمان اس تحقیق پر مطمئن نہیں۔

یوم حساب حق ہے، ہم اپنے نامہ اعمال میں اصحاب محمد ﷺ کی تنقیص نہیں لکھوانا چاہتے، ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے نامہ اعمال میں لکھا ہو کہ یہ بندہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو منافق اور فاسق کہتا تھا۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ!

فائدہ:

❁ عامر بن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَمَا سَعْدٌ يَّمْشِي إِذْ مَرَّ بِرَجُلٍ وَّهُوَ يَشْتِمُ عَلِيًّا، وَّطَلْحَةَ، وَالزُّبَيْرَ، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: إِنَّكَ لَتَسُبُّ قَوْمًا قَدْ سَبَقَ لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مَا سَبَقَ، وَاللّٰهِ لَتَكُفَّنَّ عَنْ سَبِّهِمِ أَوْ لَأَدْعُوَنَّ اللّٰهَ عَلَيْكَ، قَالَ: يُخَوِّفُنِي كَأَنَّهُ نَبِيٌّ، قَالَ: فَقَالَ سَعْدٌ: أَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ يَسُبُّ أَقْوَامًا قَدْ سَبَقَ لَهُمْ مِنْكَ مَا سَبَقَ، فَاجْعَلْهُ الْيَوْمَ نَكَالًا، قَالَ: فَجَاءَ تْ بُخْتِيَّةٌ فَأَفْرَجَ النَّاسُ فَتَخَبَّطَتْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّاسَ يَتَّبِعُونَ سَعْدًا، وَّيَقُولُونَ: اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَكَ أَبَا إِسْحَاقَ.

”سیدنا سعد رضی اللہ عنہ آہستہ آہستہ چل رہے تھے کہ ایک آدمی کے پاس سے گزر ہوا، جو سیدنا علی، سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہم پر سب وشتم کر رہا تھا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ایسی ہستیوں کو سب وشتم کر رہے ہیں، جن کے فضائل اللہ تعالیٰ

کی طرف سے نازل ہوئے ہیں؟ اللہ کی قسم! اس سے باز آجاؤ، ورنہ میں آپ پر بددعا کردوں گا۔ وہ آدمی کہنے لگا: (دیکھو!) یہ مجھے ایسے ڈراتا ہے، جیسے کوئی نبی ہو۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی: 'اللہ! اگر یہ فاضل شخصیات پر سب وشتم کرے، تو اسے نشان عبرت بنا دے۔' (یہ کہنے کی دیر تھی کہ) بختی اونٹنی آئی، لوگ بھاگ گئے اور اونٹنی نے اس آدمی کو روند کر رکھ دیا۔ میں نے لوگوں کو دیکھا، وہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے پیچھے گئے اور کہنے لگے: ابو اسحاق! (سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی کنیت) اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کر لی۔''

(دلائل النّبوة للبيهقي : 6/190)

سند ''ضعیف'' ہے۔ محمد بن محمد بن الاسود ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۷/۴۰۴'' میں ذکر کیا ہے۔

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

كَانَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ يَقْنُتُ فَيَقُولُ : اَللّٰهُمَّ الْعَنْ مُعَاوِيَةَ وَعَمْرًا وَّأَبَا الْأَعْوَرِ السُّلَمِيَّ وَحَبِيبًا وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ خَالِدٍ وَالضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ وَّالْوَلِيدَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةَ، فَكَانَ إِذَا قَنَتَ لَعَنَ عَلِيًّا وَّابْنَ عَبَّاسٍ وَّالْأَشْتَرَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا .

''آپ رضی اللہ عنہ نماز فجر میں قنوت نازلہ کرتے اور کہتے: اللہ! معاویہ، عمرو بن عاص، ابو اعور سلمی، حبیب بن مسلمہ، عبدالرحمٰن بن خالد، ضحاک بن قیس اور ولید بن عقبہ پر لعنت فرما۔ جب یہ بات سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچی، تو وہ بھی قنوت نازلہ میں سیدنا علی، سیدنا عبداللہ بن عباس، اشتر، حسنین کریمین رضی اللہ عنہم پر

لعنت کرنے لگے۔‘‘

(تاريخ الطّبري : 71/5)

یہ جھوٹ کا پلندہ ہے۔

① ابومخنف کذاب رافضی ہے۔

② ابو جناب یحییٰ بن ابی حیہ کلبی ’’ضعیف و مدلس‘‘ ہے۔

(التلخيص الحبير لابن حجر : 38/2، 56)

③ ابو جناب کلبی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ هٰذَا عَنْهُمْ . ’’ان صحابہ سے ایسا کرنا ثابت نہیں۔‘‘

(البِداية والنّهاية : 576/10)

❀ سعد بن محمد بن حسن بن عطیہ نے ذکر کیا ہے:

كَتَبَ الْحَجَّاجُ إِلٰى مُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ الثَّقَفِيِّ أَنِ ادْعُ عَطِيَّةَ فَإِنْ لَعَنَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَإِلَّا فَاضْرِبْهُ أَرْبَعَمِائَةِ سَوْطٍ وَاحْلِقْ رَأْسَهٗ وَلِحْيَتَهٗ، فَدَعَاهُ فَأَقْرَأَهٗ كِتَابَ الْحَجَّاجِ فَأَبٰى عَطِيَّةُ أَنْ يَّفْعَلَ، فَضَرَبَهٗ أَرْبَعَمِائَةِ سَوْطٍ وَحَلَقَ رَأْسَهٗ وَلِحْيَتَهٗ .

’’حجاج بن یوسف نے محمد بن قاسم ثقفی کو خط لکھا کہ آپ عطیہ عوفی کو بلائیں، اگر وہ علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) پر لعنت کرے، تو درست، ورنہ اسے چار سو کوڑے ماریں اور اس کا سر اور داڑھی مونڈ دیں۔ محمد بن قاسم نے عطیہ کو بلایا اور اسے حجاج کا خط پڑھ کر سنایا، عطیہ عوفی نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا، تو محمد بن

قاسم نے اسے چار سو کوڑے مارے اور اس کی ٹنڈ کر دی اور داڑھی بھی مونڈ دی۔“

(طبقات ابن سعد : 305/6)

سند سخت ضعیف ہے۔

① سعد بن محمد بن حسن بن عطیہ پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے جرح کی ہے۔

② سعد بن محمد نے سعد بن جنادہ کا زمانہ نہیں پایا۔

اللہ کے فضل و کرم سے ہم نے ثابت کر دیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں، نہ کسی کو ایسا کرنے کا کہا۔ روز قیامت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقدمہ لے کر ہم اللہ کی عدالت میں حاضر ہوں گے، ان شاء اللہ!

فائدہ:

مروان بن حکم کے بارے میں ہے:

كَانَ يَسُبُّ عَلِيًّا كُلَّ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ .

”وہ ہر جمعہ برسر منبر سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر تنقید کرتے تھے۔“

(العِلَل ومعرِفة الرِّجال برواية عبد اللّٰه بن أحمد : 4781، مسند إسحاق بن راهويه، نقلًا عن المطالب العالية لابن حَجَر : 4457، الطبقات لابن سعد (ممتم الصحابة) : 399/1، تاريخ ابن عساكر : 243/57، وسندهٗ حسنٌ)

مرویات معاویہ رضی اللہ عنہ:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی (۱۶۳) روایات ہیں، جن میں سے (۴) متفق علیہ ہیں۔ (۴) کو امام بخاری رحمہ اللہ بیان کرنے میں منفرد ہیں اور (۵) کو امام مسلم رحمہ اللہ بیان کرنے میں منفرد ہیں۔

کاتب وحی سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما:

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما ایک جلیل القدر صحابی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست راست اور کاتب وحی ہیں:

❀ سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض گزار ہوئے:

مُعَاوِيَةُ، تَجْعَلُهُ كَاتِبًا بَيْنَ يَدَيْكَ، قَالَ: نَعَمْ.

"آپ معاویہ کو کاتب وحی بنالیں، فرمایا: جی ضرور۔"

(صحيح مسلم: 2501)

❀ سیدنا سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُيَيْنَةَ، وَالْأَقْرَعَ سَأَلَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، فَأَمَرَ مُعَاوِيَةَ أَنْ يَكْتُبَ بِهِ لَهُمَا، فَفَعَلَ وَخَتَمَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَمَرَ بِدَفْعِهِ إِلَيْهِمَا، فَأَمَّا عُيَيْنَةُ فَقَالَ: مَا فِيهِ؟ قَالَ: فِيهِ الَّذِي أُمِرْتُ بِهِ، فَقَبَّلَهُ، وَعَقَدَهُ فِي عِمَامَتِهِ.

"عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھنے کا حکم دیا کہ ان کا مطالبہ پورا کیا جائے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تحریر پر مہر لگا دی اور فرمایا: انہیں دے دیں۔ عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ نے پوچھا (معاویہ!) خط میں کیا لکھا ہے؟ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہی، جو مجھے حکم ہوا تھا۔ عیینہ رضی اللہ عنہ نے خط چوما اور پگڑی میں باندھ لیا۔"

(مسند الإمام أحمد : 4/180، سنن أبي داود : 1629، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۳۹۱) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۳۹۴) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

قارئین! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھنے کا حکم فرمایا، آپ رضی اللہ عنہ نے خط لکھ کر خدمت عالیہ میں پیش کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اعتماد کیا اور مہر ثبت فرما دی، خود پڑھا، نہ کسی دوسری صحابی سے پڑھوایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر مکمل بھروسہ تھا، اسی طرح صحابہ کو بھی آپ پر بھرپور اعتماد تھا۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ مُعَاوِيَةَ أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ رَأٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصَّرَ مِنْ شَعَرِهٖ بِمِشْقَصٍ، فَقُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ : مَا بَلَغَنَا هٰذَا إِلَّا عَنْ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ : مَا كَانَ مُعَاوِيَةُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّهَمًا .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اس بات کے چشم دید گواہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قینچی کے ساتھ اپنے بال کاٹے، یہ بات معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتائی۔ شاگردوں نے عرض کیا کہ یہ حدیث صرف معاویہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے ہم تک پہنچی ہے، تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہیں بولتے۔''

(مسند الإمام أحمد : 4/94، المعجم الكبير للطّبراني : 19/697، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں:

كَانَ يَكْتُبُ الْوَحْيَ .

”آپ کاتب وحی تھے۔“

(دلائل النّبوۃ للبیہقي : 243/6، سیر أعلام النّبلاء للذھبي : 123/3، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا قَدْرٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ بَيْنَ النَّاسِ قَاطِبَةً .

”معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے کاتب وحی ہونے پر اجماع ہے۔“

(البدایۃ والنّھایۃ : 354/5)

❁ عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ مُعَاوِيَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ خَرَجَ عَلٰى قَوْمٍ يَّذْكُرُونَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ : سَأُبَشِّرُكُمْ بِمَا بَشَّرَ بِهٖ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَكُمْ، إِنَّكُمْ لَا تَجِدُونَ رَجُلًا مَّنْزِلَتُهٗ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلَتِي، أَقَلَّ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي، كُنْتُ خَتَنَهٗ، وَكُنْتُ فِي كِتَابِهٖ، وَكُنْتُ أَرْحَلُ لَهٗ رَاحِلَتَهٗ، وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ يَّذْكُرُونَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ : إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَيُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ .

”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے پاس آئے، جو ذکر الٰہی میں مشغول تھے اور فرمایا: ابھی میں آپ کو وہ خوش خبری دیتا ہوں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ جیسوں کے متعلق دی ہے۔ آپ کو ایسا کوئی نہیں ملے گا، جس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے جیسے مراسم ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری بہ نسبت کم احادیث

بیان کرنے والا ہو۔ میں آپ ﷺ کا سالا ہوں، آپ کی کتابت میرے ذمہ تھی اور میں ہی آپ کی سواری تیار کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ذکر الٰہی کرنے والوں سے فرمایا تھا: اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔''

(الشّريعة للآجري : 1947، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ شیخ الاسلام، معافی بن عمران رحمہ اللہ (م:۱۸۵/۱۸۶ھ) فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ صَاحِبُهٗ وَصِهْرُهٗ وَكَاتِبُهٗ وَأَمِينُهٗ عَلٰى وَحْيِ اللّٰهِ .

''معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے صحابی، سسرالی رشتہ دار، کاتب اور وحی الٰہی پر قابل اعتماد شخصیت ہیں۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : 209/1، تاريخ ابن عساكر : 208/59، البداية والنّهاية لابن كثير : 148/8، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ ابوحارث احمد بن محمد صائغ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

وَجَّهْنَا رُقْعَةً إِلٰى أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ : مَا تَقُولُ رَحِمَكَ اللّٰهُ فِيمَنْ قَالَ : لَا أَقُولُ : إِنَّ مُعَاوِيَةَ كَاتِبُ الْوَحْيِ، وَلَا أَقُولُ : إِنَّهٗ خَالُ الْمُؤْمِنِينَ، فَإِنَّهٗ أَخَذَهَا بِالسَّيْفِ غَصْبًا؟ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ : هٰذَا قَوْلُ سَوْءٍ رَدِيءٌ، يُجَانَبُونَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ، وَلَا يُجَالَسُونَ، وَنُبَيِّنُ أَمْرَهُمْ لِلنَّاسِ .

''ہم نے ابوعبداللہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو خط لکھا کہ آپ ایسے شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں، جس کا دعویٰ ہو کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی نہیں مانتا اور نہ ہی انہیں خال المؤمنین (مومنوں کے ماموں) تسلیم کرتا ہوں، بلکہ

انہوں نے یہ لقب بزور بازو اختیار کر لیا ہے؟ فرمایا: یہ بات انتہائی بری اور ناقابل التفات ہے، ایسوں سے کنارہ کشی کی جائے، ان کی مجلس اختیار نہ کی جائے اور ان کی گم راہیاں عوام الناس میں بیان کی جائیں۔''

(السّنّة لأبي بكر بن الخلّال : 659، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ (۲۶۱ھ) فرماتے ہیں:

أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، كَاتِبُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''ابوعبدالرحمٰن معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے۔''

(تاريخ ابن عساكر : 349/4، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابو اسحاق، نہشل بن دارم رحمہ اللہ (۳۲۵ھ) نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا ''کاتب وحی اور ''خال المؤمنین'' کہا ہے۔

(الطّيوريّات للسّلفي : 1343/4، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام ابوبکر محمد بن حسین آجری رحمہ اللہ (۳۶۰ھ) لکھتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ رَحِمَهُ اللّٰهُ كَاتِبُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى وَحْيِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ الْقُرْآنُ بِأَمْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

''معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ کی وحی قرآن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے۔''

(الشّريعة : 2431/5)

❁ حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

خَالُ الْمُؤْمِنِينَ وَكَاتِبُ وَحْيِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْلَمَ يَوْمَ الْفَتْحِ .

”مومنوں کے ماموں اور کاتبِ وحیِ رب العالمین ہیں، فتح مکہ کے دن مشرف بہ اسلام ہوئے۔“

(تاریخ دِمَشق : 55/59)

❁ نیز لکھتے ہیں:

أَصَحُّ مَا رُوِيَ فِي فَضْلِ مُعَاوِيَةَ حَدِيثُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَاتِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کی فضلیت میں مروی ابوحمزہ کی حدیث سب سے صحیح ہے، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے۔“

(تاریخ دِمَشق : 106/59)

❁ امام ابومنصور معمر بن احمد اصبہانی رحمہ اللہ (۴۲۸ھ) اہل حدیث کا اجماعی عقیدہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ كَاتِبُ وَحْيِ اللّٰهِ وَأَمِينُهُ، وَرَدِيفُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَخَالُ الْمُؤْمِنِينَ.

”سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کو وحی الٰہی کا کاتب وامین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سواری پر سوار ہونے اور مومنوں کے ماموں ہونے کا شرف حاصل ہے۔“

(الحجّة في بيان المحجة لقوام السّنة الأصبهاني :248/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام اندلس، حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

هُوَ أَحَدُ الَّذِينَ كَتَبُوا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''آپ رضی اللہ عنہ ان خوش نصیبوں میں سے تھے، جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب ہونے کا شرف حاصل ہوا۔''

(الإستيعاب في معرفة الأصحاب : 1416/3)

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) لکھتے ہیں:

اِسْتَكْتَبَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کتابت وحی کا کہا۔''

(المنتظم في تاريخ الملوك والأمم : 185/5)

❀ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ خَالُ الْمُؤْمِنِينَ، وَكَاتِبُ وَحْيِ اللّٰهِ، وَأَحَدُ خُلَفَاءِ الْمُسْلِمِينَ.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خال المؤمنین (مومنوں کے ماموں)، کاتب وحی الٰہی اور مسلمانوں کے ایک خلیفہ تھے۔''

(لمعة الإعتقاد، ص 33)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

الْمَقْصُودُ مِنْهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَانَ مِنْ جُمْلَةِ الْكُتَّابِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْوَحْيَ.

''ہمارا مقصود یہ بتانا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جملہ کاتبین وحی میں سے ہیں، جو کتابت وحی کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔''

(البداية والنّهاية : 119/8)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا مُعَاوِيَةُ فَهُوَ خَالُ الْمُؤْمِنِينَ، أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ صَخْرِ بْنِ حَرْبٍ الْخَلِيفَةُ الْأُمَوِيُّ كَاتِبُ الْوَحْيِ، أَسْلَمَ عَامَ الْفَتْحِ .

”معاویہ رضی اللہ عنہ مومنوں کے ماموں، ابوعبدالرحمٰن بن ابوسفیان صخر بن حرب، اموی خلیفہ اور کاتب وحی ہیں۔ فتح مکہ والے سال مشرف بہ اسلام ہوئے۔“

(التوضيح لشرح الجامع الصّحيح : 343/3)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

الْخَلِيفَةُ صَحَابِيٌّ أَسْلَمَ قَبْلَ الْفَتْحِ وَكَتَبَ الْوَحْيَ .

”آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ صحابی ہیں، فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے، کاتب وحی بھی رہے۔“

(تقريب التّهذيب : 6758)

❁ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ (۹۲۳ھ) رقم طراز ہیں:

كَاتِبُ الْوَحْيِ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُو الْمَنَاقِبِ الْجَمَّةِ .

”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ کے کاتب وحی اور بے شمار مناقب ومراتب کے مالک ہیں۔“

(إرشاد السّاري لشرح صحيح البخاري :170/1)

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ أَحَدُ الْكُتَّابِ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”آپ رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے۔“

(تاريخ الخلفاء، ص 148)

تنبیہ:

ابوالحسن مدائنی کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عربوں کے مابین خط و کتابت کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔

(سير أعلام النّبلاء للذهبي : 123/3)

یہ قول بلا دلیل ہے۔

❀ جب دشمنان صحابہ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کاتب وحی ہونے کا انکار کیا، تو شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) نے فرمایا:

هٰذَا قَوْلٌ بِلَا حُجَّةٍ وَّلَا عِلْمٍ، فَمَا الدَّلِيلُ عَلٰى أَنَّهٗ لَمْ يَكْتُبْ لَهٗ كَلِمَةً وَّاحِدَةً مِنَ الْوَحْيِ، وَإِنَّمَا كَانَ يَكْتُبُ لَهٗ رَسَائِلَ؟

''علم اور دلیل کا اس دعوی سے کیا تعلق؟ اس پر کیا دلیل ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے صرف خطوط لکھے ہیں، وحی کا ایک لفظ بھی نہیں لکھا؟''

(منهاج السّنّة النّبوية : ٤٢٧/٤)

مومنوں کے ماموں:

سیدنا ابوعبدالرحمٰن، معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے بے شمار فضائل ومناقب ہیں، آپ کو علمائے امت نے ''خال المؤمنین'' (مومنوں کے ماموں) کا خطاب دیا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی بہن سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تھیں، اس سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا اہل بیت سے تعلق اور رشتہ داری ثابت ہوئی۔ اس پر بعض نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض کرتے ہوئے آپ کی اہل بیت سے رشتہ داری کا لحاظ نہ کیا، تو علمائے حق نے آپ

کو ''خال المومنین'' کا خطاب دیا۔ اس سے محبانِ اہل بیت اور دشمنانِ اہل بیت میں فرق ہو جاتا ہے۔ جو امہات المومنین کے حرم وحرمت کو جزو ایمان سمجھتا ہے، یقیناً وہ ان کے مسلمان رشتہ داروں سے بھی محبت جزو ایمان سمجھتا ہے۔ اس بنا پر بعض اہل علم نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بھی ''خال المومنین'' کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿عَسَى اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ مَوَدَّةً وَاللَّهُ قَدِيرٌ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (الممتحنة: ٧)

''قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے دشمنوں میں محبت ومودت قائم کر دے، اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے، اللہ خوب بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔''

سیدنا ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ، ان کی بیوی، ان کی بیٹی سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ان کا بیٹا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے، شرف صحابیت حاصل ہوا۔ سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے رشتے کی پیش کش کی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرما کر انہیں اپنے عقد میں لے لیا۔ یوں حالت کفر کی دشمنی، محبت ومودت میں تبدیل ہوتی ہوئی رشتہ داری کی صورت اختیار کر گئی۔ بعض لوگوں نے جہاں بعض امہات مومنین کا انکار کیا، وہاں ان کے مسلمان رشتہ داروں سے عداوت اور بغض کا اظہار بھی کیا۔ تو علما نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مومنوں کے ماموں کہا کہ جو مومن ہے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا اس سے تعلق اور رشتہ داری ہے، جو مومن نہیں، سیدنا معاویہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

ثقہ تبع تابعی، حکم بن ہشام رحمہ اللہ سے ایک شخص نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا، تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

ذَاكَ خَالُ كُلِّ مُؤْمِنٍ .

’’آپ رضی اللہ عنہ ہر مومن کے ماموں ہیں۔‘‘

(الثقات للعجلي : 342، تاريخ ابن عساكر : 88/15، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابو منصور معمر بن احمد، اصبہانی رحمہ اللہ (428 ھ) اہل حدیث کا اجماعی عقیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إِنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ كَاتِبُ وَحْيِ اللّٰهِ وَأَمِينُهٗ، وَرَدِيفُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَخَالُ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

’’سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو وحی الٰہی کے کاتب و امین ہونے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سواری پر سوار ہونے اور مؤمنوں کے ماموں ہونے کا شرف حاصل ہے۔‘‘

(الحجة في بيان المحجّة للأصبهاني :248/1، وسندهٗ صحيحٌ)

علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (٦٢٠ ھ) مسلمانوں کا عقیدہ بیان فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ خَالُ الْمُؤْمِنِينَ، وَكَاتِبُ وَحْيِ اللّٰهِ، وَأَحَدُ خُلَفَاءِ الْمُسْلِمِينَ .

’’سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مؤمنوں کے ماموں، کاتبِ وحی الٰہی اور مسلمانوں کے ایک خلیفہ تھے۔‘‘ (لمعة الاعتقاد، ص 33)

شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ (1421 ھ) اس قول کی شرح میں فرماتے ہیں:

إِنَّمَا ذَكَرَهُ الْمُؤَلِّفُ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ لِلرَّدِّ عَلَى الرَّوَافِضِ الَّذِينَ يَسُبُّونَهٗ وَيَقْدَحُونَ فِيهِ، وَسَمَّاهُ خَالَ الْمُؤْمِنِينَ؛ لِأَنَّهٗ أَخُو أُمِّ

حَبِيبَةَ إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ .

''مؤلف رحمہ اللہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کر کے ان کی مدح کی ہے، اس سے روافض کا رد مقصود ہے، جو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتے ہیں اور آپ پر جرح کرتے ہیں۔ مؤلف رحمہ اللہ نے آپ کو ''خال المومنین'' (مومنوں کا ماموں) کہا ہے، کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ، مومنوں کی ماں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے۔''

(شرح لمعة الاعتقاد، ص 107)

امام ہارون بن عبداللہ بزاز رحمہ اللہ نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے کہا:

جَاءَ نِي كِتَابٌ مِّنَ الرَّقَّةِ أَنَّ قَوْمًا قَالُوا : لَا نَقُولُ : مُعَاوِيَةُ خَالُ الْمُؤْمِنِينَ، فَغَضِبَ وَقَالَ : مَا اعْتِرَاضُهُمْ فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ، يُجْفَوْنَ حَتّٰى يَتُوبُوا .

''مجھے ''رقہ'' علاقے سے خط آیا کہ ایک گروہ نے کہا ہے: ہم معاویہ رضی اللہ عنہ کو ''خال المومنین'' (مومنوں کے ماموں) نہیں سمجھتے، تو امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ غصے ہوئے اور فرمایا: اس لقب پر انہیں آخر اعتراض کیا ہے؟ ایسے لوگوں سے بائیکاٹ کیا جائے، تا آنکہ وہ توبہ کرلیں۔''

(السنّة للخلال : 658، وسندهٗ صحيحٌ)

ابو حارث احمد بن محمد صائغ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

وَجَّهْنَا رُقْعَةً إِلٰى أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ : مَا تَقُولُ رَحِمَكَ اللّٰهُ فِيمَنْ قَالَ : لَا أَقُولُ : إِنَّ مُعَاوِيَةَ كَاتِبُ الْوَحْيِ، وَلَا أَقُولُ : إِنَّهٗ خَالُ الْمُؤْمِنِينَ، فَإِنَّهٗ أَخَذَهَا بِالسَّيْفِ غَصْبًا؟ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ :

هٰذَا قَوْلُ سَوْءٍ رَدِيءٌ، يُجَانَبُونَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ، وَلَا يُجَالَسُونَ، وَنُبَيِّنُ أَمْرَهُمْ لِلنَّاسِ .

''ہم نے ابوعبداللہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو خط لکھا کہ آپ ایسے شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں، جس کا دعویٰ ہو کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی نہیں مانتا اور نہ ہی انہیں خال المؤمنین (مومنوں کے ماموں) تسلیم کرتا ہوں، انہوں نے بزورِ شمشیر بادشاہت غصب کی؟ فرمایا: یہ بات انتہائی بری اور ناقابل التفات ہے، ایسوں سے کنارہ کشی کی جائے، ان کی مجلس اختیار نہ کی جائے اور ان کی گمراہیاں عوام الناس میں بیان کی جائیں۔''

(السّنّة لأبي بكر بن الخلّال : 659، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ (571ھ) لکھتے ہیں:

خَالُ الْمُؤْمِنِينَ وَكَاتِبُ وَحْيِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْلَمَ يَوْمَ الْفَتْحِ .

''مومنوں کے ماموں اور کاتبِ وحیِ رب العالمین ہیں، فتح مکہ کے دن مشرف بہ اسلام ہوئے۔''

(تاريخ دِمَشق : 55/59)

مؤرخ اسلام، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

خَالُ الْمُؤْمِنِينَ وَكَاتِبُ وَحْيِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

''آپ رضی اللہ عنہ مومنوں کے ماموں اور کاتبِ وحیِ رب العالمین ہیں۔''

(البداية والنهاية :146/11)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین پر مبنی لٹریچر:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کاتب وحی، خال المومنین اور بے شمار فضائل کے حامل صحابی ہیں۔
جن کتب میں آپ رضی اللہ عنہ کی توہین پر مبنی لٹریچر موجود ہے، تو سرکاری اداروں کو چاہیے کہ اس لٹریچر کو ختم کیا جائے اور اس کے تمام نسخہ جات تحویل میں لے لیے جائیں۔ اور اسے لکھنے والوں اور چھاپنے والوں کے خلاف قانونی کاروائی کی جائے۔

علاوہ ازیں طلبا اور عوام کو چاہیے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کردہ اشکالات کے متعلق جید اہل علم سے دریافت کریں، تاکہ عقیدہ وایمان سلامت رہے۔

صحابہ کرام کے حوالے سے اکثر و بیشتر نامناسب باتیں تاریخ کا حصہ ہیں، جس میں روافض کا عمل دخل ہے۔ لہٰذا تاریخ کے مطالعہ میں احتیاط کریں۔ وہی علما اس میں بات کریں، جو سند کا علم رکھتے ہیں۔ دینی مدارس میں پڑھائی جانے والی کتاب تاریخ الاسلام وغیرہ کتابیں بھی غیر مستند تاریخی روایات پر مشتمل ہیں۔ جن سے صحابہ کی تنقیص کا پہلو نکلتا ہے، ان سے اجتناب کرنا چاہیے یا کتاب کے کمزور پہلوؤں کی نشاندہی کرنی چاہیے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

① سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ، بِعَرَفَاتٍ، فَقَالَ : مَا لِي لَا أَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ؟ قُلْتُ : يَخَافُونَ مِنْ مُّعَاوِيَةَ، فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ فُسْطَاطِهِ، فَقَالَ : لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ .

”عرفات میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ہمراہ تھا۔ فرمانے لگے: لوگ

تلبیہ کہتے سنائی نہیں دے رہے؟ عرض کیا: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے ڈرتے ہیں۔سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فوراً خیمے سے نکلے اور تلبیہ پکارنے لگے اور فرمانے لگے: ان لوگوں نے بغض علی رضی اللہ عنہ میں سنت ترک کر دی۔''

(سنن النّسائي : 3006)

دوسری روایت میں ہے:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ مُعَاوِيَةَ اللّٰهُمَّ الْعَنْهُمْ فَقَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

''اللہ! گو معاویہ کو برا لگے، (میں) لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ 'حاضر ہوں' (کہتا ہوں)۔اللہ! ان پر لعنت کا کوڑا برسا، انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض و عناد کی وجہ سے سنت نبوی ترک کر دی ہے۔''

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : 9447)

سند ''ضعیف'' ہے۔خالد بن مخلد قطوانی (حسن الحدیث) کی روایت اہل کوفہ سے ''ضعیف'' ہوتی ہے۔ابوالحسن صالح بن علی ''کوفی'' ہے۔یہ جرح مفسر ہے۔

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) نقل کرتے ہیں:

ذَكَرَ الْغُلَابِيُّ فِي تَارِيخِهٖ، قَالَ: الْقُطْوَانِيُّ يُؤْخَذُ عَنْهُ مَشْيَخَةُ الْمَدِينَةِ، وَابْنُ بِلَالٍ فَقَطْ.

امام مفضل بن غسان غلابی رحمہ اللہ (۲۴۶ھ) نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے:

قطوانی کی وہی روایت قبول ہے، جو انہوں نے اہل مدینہ اور سلیمان بن بلال سے لی ہو۔''

(شرح علل الترمذي : 775/2)

نوٹ:

عیدین میں اذان و اقامت کی بدعت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں شروع نہیں ہوئی، یہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر اتہام ہے۔

ایک صاحب نے لکھا ہے:

”بدعات کا سلسلہ اگرچہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ امارت میں شروع ہو گیا تھا، مگر ان کے اخلاف نے تو انتہا کر دی، یہاں اس کی تفصیل میں جانے کا وقت نہیں، مختصراً ایک بدعت ہی کا ذکر کیا جاتا ہے، محی الدین ابن عربی لکھتے ہیں ......عیدین میں اذان اور اقامت نہ کہنا سنت ہے، مگر جناب معاویہ نے نمازِ عید سے پہلے اذان اور تکبیر شروع کروادی (فتوحات مکیہ ج ا ص ۵۴۰)۔“

(نام ونسب از نصیر الدین گولڑوی، ص 519)

ابن عربی صاحب تو ہوئے ملحد، ان کی بات کو بنیاد بنا کر یہ کہنا کہ بدعات کا سلسلہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں شروع ہو گیا تھا اور اس پر دلیل بھی قائم نہ کرنا، خبث باطن نہیں تو اور کیا ہے؟

دوسرے یہ کہ گولڑوی صاحب کی زبان سے تو ایسی بات بالکل نہیں جچتی، جس ماحول میں وہ پلے بڑھے اور جس ماحول میں انہوں نے زندگی کے شب و روز گزارے، بدعات اس میں کیا کم ہیں؟ کیا اس ماحول بارے کبھی خامہ فرسائی کی؟

استلحاق:

کسی بچے سے نسبی رشتے کا دعویٰ کرنا استلحاق کہلاتا ہے۔ استلحاق رشتہ دار بھی کر سکتے ہیں۔

استلحاق کی شرائط:

استلحاق کی چند شرائط ہیں، استلحاق کے جائز ہونے کی چند شرائط ہیں، جن کے بغیر اس کا اعتبار نہیں۔

① استلحاق مجہول النسب بچے سے ہو سکتا ہے، اگر اس بچے کا نسب کسی دوسرے شخص سے معروف ہو، تو دعوی استلحاق درست نہیں۔ کیوں کہ آپ اس کا نسب توڑ کر اپنے ساتھ جوڑ رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر لعنت کی ہے، جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور طرف منسوب ہو جائے۔

② آپ جس کے ساتھ استلحاق کر رہے ہیں، آپ کے نسب میں اور اس کے نسب میں ثبوت کا احتمال ہو، نہ تو اس بچے کا کوئی دوسرا دعویدار ہو اور نہ کوئی ایسی راہ ہو جس سے آپ کے اس کے ساتھ نسب کی تکذیب ہو سکے۔ مثلا: آپ کسی ایسے عارضے میں مبتلا نہ ہوں، جس کی وجہ سے اولاد کا ہونا ممکن نہیں رہتا۔ اسی طرح بچے اور آپ کی عمر میں اتنا تفاوت ہو کہ عقلا آپ کا اس سے استلحاق ممکن نہ ہو۔

③ جس سے استلحاق کیا جا رہا ہے، وہ اس کی تصدیق کرے۔

④ استلحاق میں بچے کا نسب بدلنا مقصود نہ ہو۔

یاد رہے کہ سچ معلوم ہو، تو استلحاق واجب ہے اور اگر جھوٹ ہو یا نسب کی نفی کی جائے، تو یہ حرام ہے، کیوں کہ اس میں کفران نعمت ہے۔

استلحاق معاویہ رضی اللہ عنہ:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کو استلحاقاً اپنے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا۔

مذکورہ بالا شرائط کے مطابق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایسا کرنا درست نہ تھا، یہ ان کی خطا تھی، جسے اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا، کیونکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مغفور لھم ہیں، ان کی غلطیوں کو اچھالنا اور ان کے متعلق بدنیتی پھیلانا ہرگز جائز نہیں، بلکہ ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا ضروری ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

أُمِرُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَبُّوهُمْ.

''لوگوں کو صحابہ کے لیے استغفار کا کہا گیا تھا، لیکن وہ برا بھلا کہنے لگے۔''

(صحیح مسلم: 3022)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر قنوت؟:

عبدالرحمٰن بن معقل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ عَلِيٍّ صَلَاةَ الْغَدَاةِ، قَالَ: فَقَنَتَ، فَقَالَ فِي قُنُوتِهِ: اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِمُعَاوِيَةَ وَأَشْيَاعِهِ، وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَأَشْيَاعِهِ، وَأَبِي السُّلَمِيِّ وَأَشْيَاعِهِ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ وَأَشْيَاعِهِ.

''میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز فجر ادا کی، آپ نے قنوت پڑھی اور فرمایا: اللہ! معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو ہلاک کر دے، عمرو بن عاص اور ان کے ساتھیوں کو ہلاک کر دے، ابوسلمی اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر اور عبداللہ بن قیس اور ان کے ساتھیوں کو ہلاک کر دے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: 108/2، وسندهٗ صحيحٌ)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کو "صحیح مشہور" کہا ہے۔

(السنن الکبریٰ: 204/2)

تبصرہ:

① یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اجتہادی خطا تھی، بتقاضائے بشریت ایسا ہو جاتا ہے، خصوصا جنگ کی صورت میں ایسا ہو جانا عین ممکن ہے۔

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگ جمل اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگ صفین واقع ہوئی، قنوت کرنا جنگ سے بڑا اقدام نہیں ہے۔

③ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بہ طور خاص سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف قنوت نہیں کی، بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کے گروہ میں بہت سے صحابہ شامل ہیں، تو صرف سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہرزہ سرائی چہ معنی؟

جبکہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو زبان نبوت سے مومن کہا گیا (مسند احمد: ۴/۲۰۳، وسندہ حسن)، آپ فتح مکہ سے قبل اسلام لائے، تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں بے شمار صحابہ شامل ہیں۔

④ علی رضی اللہ عنہ کا یہ عمل مشاجرات صحابہ میں سے ہے اور مشاجرات کے معاملے میں اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ زبان بندی چاہیے اور صحابہ کے حق میں دعائے مغفرت۔

جو لوگ مشاجرات صحابہ کے مسئلہ میں گم راہ ہیں، وہ صحابہ کے خلاف روافض، خوارج اور نواصب کے لئے راہ ہموار کرتے ہیں۔ مشاجرات صحابہ میں اہل سنت کے مسلک

ومذہب سے انحراف کرنے والا درحقیقت صحابہ کا دشمن ہے، بھلے وہ محبت کے لاکھوں دعوے ہی کیوں نہ کرے۔

⑤ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اللہ نے معاف کر دیا ہے، دشمنان صحابہ لاکھ کوشش کریں ان سے یہ اعزاز چھین نہیں سکتے، ائمہ اہل سنت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس اقدام سے واقف تھے، اس کے باوجود طرف دار نہیں ہوئے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اجتہادی خطا مانتے تھے۔

⑥ ائمہ اہل سنت نے اس بنا پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مطعون نہیں کیا، بلکہ ان کے حق میں ترحم اور استغفار کرتے ہیں، البتہ روافض، خوارج اور معتزلہ اس کی آڑ میں کئی برائیوں کے مرتکب ہیں۔

قصاص عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

دَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ وَنَسْوَاتُهَا تَنْطُفُ، قُلْتُ : قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ، فَلَمْ يُجْعَلْ لِي مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ، فَقَالَتِ : الْحَقْ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ، وَأَخْشٰى أَنْ يَكُونَ فِي احْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ، فَلَمْ تَدَعْهُ حَتّٰى ذَهَبَ، فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ قَالَ : مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهٗ، فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهٖ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيهِ، قَالَ حَبِيبُ بْنُ مَسْلَمَةَ :

فَهَلَّا أَجَبْتَهُ؟ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : فَحَلَلْتُ حُبْوَتِي، وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُولَ : أَحَقُّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَخَشِيتُ أَنْ أَقُولَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ، وَتَسْفِكُ الدَّمَ، وَيُحْمَلُ عَنِّي غَيْرُ ذٰلِكَ، فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللّٰهُ فِي الْجِنَانِ.

''میں اپنی بہن سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کی مینڈھیوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: آپ دیکھ رہی ہیں کہ لوگ کیا کر رہے ہیں، مجھے کوئی اختیار نہیں دیا گیا! کہنے لگیں: جائیے، آپ کا انتظار ہو رہا ہوگا۔ اندیشہ ہے کہ آپ کے نہ جانے سے اختلاف بڑھ سکتا ہے۔ یہ کہنے کی دیر تھی کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما چلے گئے، جب لوگوں نے (قصاص عثمان میں) اختلاف کیا، تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا: اس مسئلہ میں جو اظہار رائے کرنا چاہتا ہے، سامنے آئے، جب کہ ہم قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے علی رضی اللہ عنہ اور اس کے باپ سے زیادہ حق دار ہیں۔ حبیب بن مسلمہ رحمہ اللہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں: تو پھر آپ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواب کیوں نہ دیا؟ عبداللہ کہنے لگے، میں نے اپنا حبوہ کھولا اور کہا کہ قصاص عثمان کا زیادہ حق دار وہ ہے، جس نے اسلام پر آپ سے اور آپ کے باپ سے قتال کیا تھا (یعنی علی رضی اللہ عنہ)، لیکن پھر میں ڈر گیا کہ کہیں کوئی ایسا کلمہ نہ کہہ بیٹھوں، جو لوگوں میں اختلاف اور خون ریزی کا موجب بنے اور میرے متعلق وہ کچھ کہا جائے،

جس کا میں نے ارادہ بھی نہ کیا ہو۔ مجھے اللہ کی تیار کردہ جنت کی نعمتیں یاد آ گئیں۔“

(صحيح البخاري : 4108)

یہ واقعہ قصاص عثمان سے متعلق ہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں کہ انہوں نے خلافت کی تمنا کی ہو یا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے خلافت چھیننے کا ارادہ کیا ہو، بلکہ آپ رضی اللہ عنہ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کا حق دار سمجھتے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ یا اہل بیت کے کسی فرد نے بھی کبھی اظہار نہیں کیا کہ یہ لوگ ہم سے خلافت چھیننا چاہتے ہیں۔

دراصل واقعہ یہ ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے قاتلین عثمان کو کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے جواب پر انہیں اطمینان نہ ہوا، اختلاف واقع ہو گیا، جو بعد میں لڑائی کی صورت اختیار کر گیا۔ اس جنگ کو جنگ جمل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کے ایک سال بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ یہی مطالبہ لے کر میدان میں اترے۔ آپ رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قرابت دار تھے، اس بنیاد پر سیدنا عثمان کے قصاص کا مطالبہ کیا، تو خلیفہ راشد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جو بات کہی، اس پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ راضی نہ ہوئے، اختلاف واقع ہو گیا۔ اس روایت میں اسی اختلاف کی طرف اشارہ ہے، یہی اختلاف جنگ صفین کا باعث بنا، جو سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین لڑی گئی۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس بات پر نالاں تھے کہ اس اختلاف کے حل میں مجھ سے کوئی رائے نہیں لی گئی۔ مجھے کسی معاملہ کا مختار نہیں بنایا گیا۔ تب ہی تو آپ رضی اللہ عنہما کی بہن سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کہہ رہی ہیں کہ آپ جائیں، اپنا کردار ادا کریں، ورنہ اختلاف زور پکڑ سکتا ہے۔ جب معاملہ طے پانے کے بجائے اختلاف کی طرف چلا گیا، تو اس وقت سیدنا

معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا کہ کوئی اظہار رائے کرنا چاہتا ہے، تو سامنے آئے۔ میں قرابت کی بنا پر قصاص عثمان کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے باپ سے زیادہ حق دار ہوں۔ یہ بات بہ طور محاورہ فرمائی۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاہتے تھے، مصلحت کے پیش نظر رک گئے۔ کہنا یہ چاہتے تھے کہ قصاص عثمان کے حق دار تو علی رضی اللہ عنہ ہیں، جو اسلام پر آپ اور آپ کے والد ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے خلاف خندق وغیرہ میں قتال کرتے رہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ لوگ بعد میں مسلمان ہوئے ہو، جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ امیر المومنین بھی ہیں اور ان کی سبقت اسلام اور خدمت اسلام جیسی حسنات بھی ہیں۔

سیدنا معاویہ اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہم:

خالد بن معدان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِي كَرِبَ، وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ : أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ؟ فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ، فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ : أَتَرَاهَا مُصِيبَةً؟ قَالَ لَهٗ : وَلِمَ لَا أَرَاهَا مُصِيبَةً، وَّقَدْ وَضَعَهٗ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِهٖ فَقَالَ : هٰذَا مِنِّي وَحُسَيْنٌ مِّنْ عَلِيٍّ؟، فَقَالَ الْأَسَدِيُّ : جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ : فَقَالَ الْمِقْدَامُ : أَمَّا أَنَا فَلَا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتّٰى أُغَيِّظَكَ، وَأُسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ، ثُمَّ قَالَ : يَا مُعَاوِيَةُ إِنْ أَنَا صَدَقْتُ فَصَدِّقْنِي، وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ

فَكَذِّبْنِي، قَالَ: أَفْعَلُ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ هٰذَا كُلَّهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ، قَالَ خَالِدٌ: فَأَمَرَ لَهٗ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبَيْهِ وَفَرَضَ لِابْنِهٖ فِي الْمِائَتَيْنِ، فَفَرَّقَهَا الْمِقْدَامُ فِي أَصْحَابِهٖ، قَالَ: وَلَمْ يُعْطِ الْأَسَدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا مِّمَّا أَخَذَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ: أَمَّا الْمِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيمٌ بَسَطَ يَدَهٗ، وَأَمَّا الْأَسَدِيُّ فَرَجُلٌ حَسَنُ الْإِمْسَاكِ لِشَيْئِهٖ.

''سیدنا مقدام بن معدی کرب، عمرو بن اسود اور قبیلہ بنو اسد کا ایک آدمی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے کہا: معلوم ہے، حسن بن علی رضی اللہ عنہما فوت ہو گئے ہیں؟ سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ ایک بندہ بول اٹھا: آپ اسے مصیبت سمجھتے ہیں؟ فرمایا: میں اسے مصیبت کیوں نہ سمجھوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں بٹھا کر فرمایا کرتے تھے: یہ

مجھ سے ہے اور حسین علی سے ہے۔ اسدی کہنے لگا: یہ تو ایک انگارا تھا، جسے اللہ عزوجل نے بجھا دیا۔ سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں تو آج تجھے تپش دلاتا رہوں گا اور ایسی باتیں سناؤں گا، جنہیں سننے کو تیرا من نہیں کرتا۔ پھر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اگر میں سچ کہوں، تو تائید کیجیے گا اور غلطی کھاؤں، تو ٹوک دیجیے گا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: جی ضرور۔ مقدام رضی اللہ عنہ نے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا، کیا آپ کے علم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مردوں کو) سونا استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے، فرمایا: جی، فرمایا: آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مردوں کو) ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے، فرمایا: جی ہاں۔ فرمایا: اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، آیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کا چمڑا پہننے اور (ان کے چمڑے سے بنی ہوئی زین) پر سوار ہونے سے منع فرمایا ہے، فرمایا: جی۔ مقدام رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: معاویہ! یہ سب کچھ میں نے آپ کے گھر میں دیکھا ہے! معاویہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: مقدام! میں جانتا تھا کہ مجھے آپ سے خلاصی کہاں؟ (راوی) خالد بن معدان رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقدام رضی اللہ عنہ کو بہ نسبت دوسرے دو ساتھیوں کے زیادہ مال دیا اور ان کے بیٹے کے لیے بھی بیت المال سے دو سو درہم مقرر کر دیے۔ سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے تو مال ساتھیوں میں تقسیم کر دیا، لیکن اسدی نے کسی کو کچھ نہ دیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کو خبر ملی، تو فرمایا: مقدام سخی دل آدمی ہیں اور اسدی سنبھال سنبھال کر رکھنے میں بڑا ماہر ہے۔''

(سنن أبي داود : 4131، المعجم الكبير للطّبراني : 269/20)

سند ضعیف ہے۔

① بقیہ بن ولید تدلیس تسویہ کا مرتکب ہے، سماع بالمسلسل درکار ہے!

جس روایت میں سماع کی تصریح موجود ہے، وہاں جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ کے الفاظ نہیں ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ:

کہا جاتا ہے کہ بقیہ بن ولید کی بجیر بن سعد سے روایت صحیح ہے، کیونکہ ان کے پاس بجیر کا نسخہ موجود تھا۔ یہ روایت بھی بقیہ عن بجیر سے ہے، لہٰذا صحیح ہے۔

عرض ہے کہ یہ ثابت نہیں کہ بقیہ کے پاس بجیر بن سعد کی کوئی کتاب تھی۔

الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی : (۲/۲۶۴) کے حوالے سے کہنا کہ بقیہ کے پاس بجیر بن سعد کی کتاب تھی، صحیح نہیں، کیوں کہ اس کی سند میں امام ابن عدی کے استاذ فضل بن عبداللہ بن سلیمان مجہول ہیں، کسی سے توثیق ثابت نہیں۔

اسی بنیاد پر ابن عبدالہادی رحمہ اللہ نے یہ دعویٰ کیا بقیہ کی بجیر بن سعد سے روایت سماع پر محمول ہے۔ جس بنیاد پر یہ کہا گیا، وہ ہی ضعیف ہے۔

لہٰذا یہ ثابت نہیں کہ بقیہ بن ولید کے پاس بجیر کی کوئی کتاب تھی۔

بقیہ کے پاس بجیر کی کتاب نہ ہونے کا ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ یہ روایت مختلف الفاظ سے مروی ہے، اگر روایت کتاب سے ہو، تو الفاظ میں اختلاف نہیں ہوتا۔

② یہ کہنا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو برا کہا گیا اور انہوں نے کوئی روک ٹوک نہیں کی، تو عرض ہے کہ وہاں سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے،

انہوں نے کیوں نہ روکا؟ ما ھو جوابکم فیه، فھو جوابنا فیه!

③ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے قائل تھے۔

سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما خود بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُصُّ لِسَانَهٗ أَوْ شَفَتَهٗ، يَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَإِنَّهٗ لَنْ يُعَذَّبَ لِسَانٌ أَوْ شَفَتَانِ مَصَّهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”میں عینی شاہد ہوں کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی زبان یا ہونٹ چوس رہے تھے اور جس زبان یا ہونٹوں کو رسول اللہ ﷺ چوس لیں، انہیں کبھی عذاب نہیں چھوئے گا۔“

(مسند الإمام أحمد : 93/4، وسندہٗ صحیحٌ)

لہٰذا یہ کہنا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے بغض رکھتے تھے، باطل ہے۔

خلافتِ یزید:

یوسف بن ماہک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ مَرْوَانُ عَلَى الْحِجَازِ اسْتَعْمَلَهٗ مُعَاوِيَةُ فَخَطَبَ، فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ لِكَيْ يُبَايَعُ لَهٗ بَعْدَ أَبِيهِ، فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا، فَقَالَ : خُذُوهُ، فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمْ يَقْدِرُوا، فَقَالَ مَرْوَانُ : إِنَّ هٰذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِ، ﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِي﴾ (الأحقاف : ١٧)، فَقَالَتْ عَائِشَةُ

مِنْ وَّرَاءِ الْحِجَابِ : مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فِينَا شَيْئًا مِّنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ عُذْرِي .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو حجاز کی گورنری سونپی۔ مروان نے خطبہ دیا اور یزید بن معاویہ کے محاسن بیان کرنے لگا تا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد ان کی بیعت کی جائے۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے انہیں کچھ کہا، تو مروان نے کہا: اسے پکڑو، آپ رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہو گئے، یوں ان کا بس نہ چلا۔ مروان کہنے لگا: ایسوں کے بارے میں ہی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِي﴾ (الأحقاف : ١٧) 'جس نے اپنے والدین سے کہا: اف ہو تم پر مجھے ڈراتے ہو۔' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے فرمایا: اللہ نے سوائے میرے عذر کے ہمارے متعلق کچھ نازل نہیں کیا۔''

(صحيح البخاري : 4827)

محمد بن زیاد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا بَايَعَ مُعَاوِيَةُ لِابْنِهٖ، قَالَ مَرْوَانُ : سُنَّةُ أَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ : سُنَّةُ هِرَقْلَ وَقَيْصَرَ، فَقَالَ مَرْوَانُ : هٰذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِ ﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا﴾ (الأحقاف : ١٧) الْآيَةَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ : كَذَبَ وَاللّٰهِ، مَا هُوَ بِهٖ، وَإِنْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَ الَّذِي أُنْزِلَتْ فِيهِ لَسَمَّيْتُهٗ، وَلٰكِنَّ

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ أَبَا مَرْوَانَ، وَمَرْوَانُ فِي صُلْبِهِ، فَمَرْوَانُ فَضَضٌ مِّنْ لَّعْنَةِ اللّٰهِ .

''جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لے رہے تھے، تو مروان کہنے لگا: یہ تو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی سنت ہے، سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں، بلکہ قیصر وکسریٰ کا طریقہ ہے۔ مروان کہنے لگا: ایسوں کے بارے میں ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِي﴾ (الأحقاف : ١٧) 'جس نے اپنے والدین سے کہا: اف ہو تم پر، مجھے ڈراتے ہو' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر ملی، تو فرمایا: اللہ کی قسم! مروان غلطی پر ہے، اس سے عبدالرحمٰن مراد نہیں، میں چاہوں تو اس کا نام بتا سکتی ہوں۔ ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کے باپ پر لعنت کی تھی، جب کہ مروان ابھی اپنے باپ کی صلب میں تھا، لہٰذا مروان اللہ تعالیٰ کی لعنت کا ٹکڑا ہے۔''

(السّنن الكبرىٰ للنّسائي : ١١٤٢٧)

سند ضعیف ہے۔ محمد بن زیاد کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع ولقا نہیں۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

فِيهِ انْقِطَاعٌ . ''اس سند میں انقطاع ہے۔''

(تلخيص المستدرك : ٥٢٨/٤)

عبداللہ بہی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِنِّي لَفِي الْمَسْجِدِ حِينَ خَطَبَ مَرْوَانُ، فَقَالَ : إِنَّ اللّٰهَ أَرٰى أَمِيرَ

الْمُؤْمِنِينَ فِي يَزِيدَ رَأْيًا حَسَنًا، وَّإِنْ يَّسْتَخْلِفَهُ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ أَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ : أَهِرَقْلِيَّةٌ؟ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَاللّٰهِ مَا جَعَلَهَا فِي أَحَدٍ مِّنْ وَّلَدِهٖ، وَلَا أَحَدٍ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ، وَلَا جَعَلَهَا مُعَاوِيَةُ فِي وَلَدِهٖ إِلَّا رَحْمَةً وَّكَرَامَةً لِّوَلَدِهٖ، فَقَالَ مَرْوَانُ : أَلَسْتَ الَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ : أُفٍّ لَكُمَا؟ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ : أَلَسْتَ ابْنُ اللَّعِينُ الَّذِي لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَاكَ، قَالَ : وَسَمِعَتْهُمَا عَائِشَةُ فَقَالَتْ : يَا مَرْوَانُ، أَنْتَ الْقَائِلُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَذَا وَكَذَا؟ كَذَبْتَ، مَا فِيهِ نَزَلَتْ، وَلٰكِنْ نَزَلَتْ فِي فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ، ثُمَّ انْتَحَبَ مَرْوَانُ، ثُمَّ نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ حَتّٰى أَتٰى بَابَ حُجْرَتِهَا فَجَعَلَ يُكَلِّمُهَا حَتَّى انْصَرَفَ .

”مروان خطبہ دے رہا تھا، میں بھی مسجد میں تھا: اللہ نے امیر المومنین (معاویہ) کو یزید کے متعلق اچھا فیصلہ کرنے کی توفیق دی ہے۔ اگر انہوں نے اسے خلیفہ بنا دیا، تو سمجھو کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے خلیفہ بنایا۔ سیدنا عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: کیا یہ ہرقلی عادت نہیں؟ اللہ کی قسم! سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے کسی بیٹے یا کسی گھر والے کو خلیفہ نہیں بنایا، جب کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو شفقت اور عزت افزائی کے لیے خلیفہ بنایا ہے۔ مروان بولا: تو وہی

نہیں، جس نے اپنے والدین سے کہا تھا: تمہارا برا ہو؟ عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: تو ملعون کا بیٹا نہیں؟ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے باپ پر لعنت کی ہے۔ یہ ساری کاروائی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سن رہی تھیں، فرمانے لگیں: مروان! آپ عبد الرحمٰن کو یہ یہ کہتے ہیں؟ آپ نے غلط کہا، یہ آیت ان کے بارے میں نازل نہیں ہوئی، بلکہ فلاں بن فلاں کے متعلق نازل ہوئی، پھر مروان سسکیاں بھرنے لگا، منبر سے نیچے اترا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر آیا اور کچھ گفت وشنید کے بعد چلا گیا۔''

(مسند البزّار: 2273، تفسير ابن أبي حاتم: 3295/10)

سند ضعیف ہے۔ عبد اللہ بہی کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں، جیسا کہ امام احمد بن حنبل، امام عبد الرحمٰن بن مہدی اور امام دار قطنی رحمہم اللہ نے فرمایا ہے۔ عبد اللہ بہی اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان عروہ کا واسطہ ہے، امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نَفْسُ الْبَهِيِّ لَا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ، وَهُوَ مُضْطَرِبُ الْحَدِيثِ.

''عبد اللہ بہی کی حدیث کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا، کیوں کہ اس کی حدیث میں اضطراب پایا جاتا ہے۔''

(علل الحديث لابن أبي حاتم: 48/2)

فائدہ نمبر: ①

سیدنا عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَذَبْتَ وَاللّٰهِ يَا مَرْوَانُ، وَكَذَبَ مُعَاوِيَةُ مَعَكَ.

”اللہ کی قسم! مروان! آپ غلط کہہ رہے ہیں اور آپ کے ساتھ معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی غلط کہا ہے۔“

(مجالس ثعلب، ص 89)

سند ضعیف ہے۔ جویریہ بن اسماء تبع تابعی ہیں۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ثابت نہیں ہے، لہٰذا روایت منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

فائدہ نمبر: ②

سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما اپنے بیٹے یزید سے فرمایا:

إِنِّي لَا أَتَخَوَّفُ أَنْ يُّنَازِعَكَ هٰذَا الْأَمْرَ الَّذِي اسْتَتَبَّ لَكَ إِلَّا أَرْبَعَةُ نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ : الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ .

”جو خلافت میں نے آپ کو سونپی ہے، اس سے متعلق آپ سے صرف چار قریشی ہی جھگڑا کر سکتے ہیں۔ حسین بن علی، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم۔“

(تاریخ الطّبري : 322/5)

جھوٹ کا پلندہ ہے۔

① ہشام بن محمد بن سائب کلبی متروک وکذاب ہے۔

② ابومخنف لوط بن یحیٰی باتفاق محدثین ضعیف ہے۔

③ عبدالملک بن نوفل کا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔

وفات معاویہ رضی اللہ عنہ:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا:

مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما تریسٹھ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ میری بھی تریسٹھ سال عمر ہو چکی ہے۔“

(صحیح مسلم : 2352)

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

لٰكِنْ حَصَلَ مَرْغُوبُهٗ مِنْ ثَوَابِ التَّرَافُقِ الَّذِي هُوَ مَوْجُودٌ مَعَ زِيَادَةِ عُمُرِهٖ وَأَمَلِهٖ .

”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو عمر میں برابری کی خواہش کی تھی، اس پر انہیں ثواب مل گیا، حالانکہ آپ کی عمر (تریسٹھ برس سے) زیادہ تھی۔“

(مِرقاة المَفاتیح : 3727/9)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع میں کتابیں:

روافض اور معتزلہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دشمن ہیں، تو آپ کے دفاع میں ہر دور کے علما نے کتابیں لکھی ہیں۔

۱۔ أخبار معاوية للإمام ابن أبي الدنيا (۲۸۱ھ)

۲۔ حلم معاوية للإمام ابن أبي الدنيا (۲۸۱ھ)

٣ـ جزء فيه فضائل معاوية بن أبي سفيان للإمام أبو بكر ابن أبي عاصم (٢٨٧هـ)

٤ـ شرح عقد أهل الإيمان في معاوية بن أبي سفيان، لأبي علي الأهوازي (٤٤٦هـ)

٥ـ تنزيه خال المؤمنين معاوية بن أبي سفيان، لأبي يعلى الحنبلي (٤٥٨هـ)

٦ـ سؤال في معاوية بن أبي سفيان لابن تيمية (٧٢٨هـ)

٧ـ تطهير الجنان واللسان عن الخوض والتفوه بمثاب سيدنا معاوية بن أبي سفيان، لابن حجر الهيتمي (٩٧٣هـ)

مالک بن نویرہ کا قتل

کہا جاتا ہے کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مالک بن نویرہ کو قتل کر کے اس کی بیوی سے نکاح کر لیا تھا۔ ایسا قطعا ثابت نہیں، اس بارے میں روایات ضعیف و غیر ثابت ہیں۔

❁ طبقات ابن سعد (متمم الصحابہ: ۲۳۶) والی سند جھوٹی ہے۔

① محمد بن عمر واقدی کذاب و متروک ہے۔

② سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کرنے والا نامعلوم ہے۔ اس کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سماع بھی نہیں۔

❁ تاریخ طبری (۳/۲۸۰) والی روایت بھی سخت ضعیف و غیر ثابت ہے۔

① محمد بن حمید رازی جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک ''ضعیف و کذاب'' ہے۔

❁ امام نسائی رحمہ اللہ نے ''کذاب'' کہا ہے۔

(الخلافيات للبيهقي : 1955، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ محدث ابو بکر فضلک رحمہ اللہ (۲۷۰ھ) فرماتے ہیں:

دَخَلْتُ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ حُمَيْدٍ وَّهُوَ يُقَلِّبُ الْأَسَانِيدَ وَيُرَكِّبُهَا عَلَى الْمُتُونِ.

''میں محمد بن حمید کے پاس گیا، وہ ادھر ادھر کی سندیں لے کر انہیں متنوں پر چسپاں کر رہا تھا۔'' (الخلافيات للبيهقي : 1954، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ محدث فضلک کا قول ذکر کرنے کے بعد حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آفَتُهٗ هٰذَا الْفِعْلُ، وَإِلَّا فَمَا أَعْتَقِدُ فِيْهِ أَنَّهٗ يَضَعُ مَتْناً، وَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِهِم : فُلَانٌ سَرَقَ الْحَدِيْثَ .

''محمد بن حمید میں یہی بیماری تھی، ورنہ میرا نہیں خیال کہ اس نے کوئی متن بھی گھڑا ہو، اس کی وہی حالت ہے، جو محدثین کے نزدیک ''سارق الحدیث'' راوی کی ہوتی ہے۔''

(سِيَر أعلام النّبلاء :504/11)

❀ امام ابوزرعہ اور امام مسلم بن وارہ رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

صَحَّ عِنْدَنَا أَنَّهٗ يَكْذِبُ .

''ہمارے نزدیک درست یہی ہے کہ محمد بن حمید (حدیث میں) جھوٹا تھا۔''

(كتاب المَجروحين لابن حِبّان : 1009، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام صالح جزرہ رحمہ اللہ نے بھی ''کذاب'' قرار دیا ہے۔

(تاريخ بغداد : 262/2، وسندهٗ حسنٌ)

② سلمہ بن فضل رازی ''کثیر الخطا و مضطرب الحدیث'' ہے۔

③ محمد بن اسحاق کا عنعنہ ہے۔

④ طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن کی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت منقطع ہے۔

ثابت ہوا کہ اس بارے میں مروی روایات غیر ثابت ہیں، بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ صحابہ کو مطعون کرنے کے لیے بعض ناعاقبت اندیشوں کی سازش ہے۔

مالک بن نویرہ کا صحابی ہونا ثابت نہ ہوسکا، نیز اس کا قتل بھی ثابت نہیں۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سیف من سیوف اللہ کا اس کی بیوی سے نکاح یا زنا کرنا بالکل ثابت نہیں۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا مِمَّا لَمْ يُعْرَفْ ثُبُوتُهٗ .

''اس حوالے سے کوئی (صحیح) دلیل معلوم نہیں ہو سکی۔''

(مِنہاج السنة : 519/5)